مقتل سیّد الصابرین علیہ السلام
بزبان
چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

آصف علی رضا
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

مقتل سیّد الصابرین علیہ السلام

بزبانِ

چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

آصف علی رضا ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

تراب پبلیکیشنز لاہور

دکان نمبر 9، گراؤنڈ فلور الوہاب مارکیٹ 38-غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

فون: 042-37112972
0345-8512972
0306-9755612

نوٹ: التماس سورۂ فاتحہ برائے بانی ادارہ تراب پبلی کیشنز شہید ولایت علامہ ناصر عباس ملتان

نام کتاب : مقتل سید الصابرینؑ بزبان چہاردہ معصومینؑ

تالیف : آصف علی رضا ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

پیش کش : حسنین اقبال خان نوانی

پروف ریڈنگ : شیر محمد عابد مولائی

اشاعت : اگست 2020ء

ہدیہ (عام کاغذ) : -/600 روپے

(اعلیٰ کاغذ) : -/800 روپے

ملنے کا پتہ

تراب پبلیکیشنز لاہور

دکان نمبر 9، گراؤنڈ فلور الوہاب مارکیٹ 38-غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

فون: 0306-9755612, 0345-8512972, 042-37112972

email: molai512@gmail.com , facebook.com/turabpublishers

انتساب

امام سجاد علیہ السلام نے اپنے خطبے میں فرمایا:

اَنَا ابْنُ مَنْ قُتِلَ صَبْرًا

یہ کتاب اس غریب کے نام

جسے صبر سے مارا گیا!

محتاجِ دعا!

علی ابوتراب خان نوانی

سربراہ، ادارہ تراب پبلی کیشنز، لاہور

ترتیب

MANZAR AELIYA

□□□

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے شہنشاہِ کربلاؑ تیری داستان عجیب ہے!

شاہِ شہیداں، نواسۂ رسولِ مقبول، دل بند جناب علیؑ و بتول صلوات اللہ علیہما آقا و مولا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم شہادت کی داستانِ لازوال، ایسی رنج واَلم میں ڈوبی ہوئی داستان ہے کہ صدیاں گزر گئیں اور سیّدہؑ کے لال کی داستانِ مظلومیت تحریر کرنے والے اَن گنت قلم کار، اَدیب و دانشور، علماء و فقہاء اور محدثین اپنے اپنے اَدوارِ حیات میں اپنے اپنے انداز میں مظلومِ کربلا کے الم ناک واقعات تحریر کرتے رہے اور بالآخر اس قتیلِ عبرت کی محبت و مؤدت اپنے ساتھ لیے ہوئے خالقِ حقیقی سے جاملے اور جنت الفردوس کے پُرسکون ماحول میں محوِ آرام ہوگئے لیکن اس داستانِ حق کے خدوخال میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ اس میں آئے روز اضافہ ہوتا چلا گیا اور نئے نئے راز افشاں ہوئے۔

جی ہاں! ایسا کیوں نہ ہوتا کیوں کہ اس ذکرِ پاک کو زندہ و جاوید رکھنے کی خود [illegible] رب العزت نے ضمانت دے رکھی ہے کہ اس شہیدِ اعظم کا غم آبدالآباد تک منایا جائے گا اور اِن کا ماتم قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ پس! اللہ تعالیٰ اپنے امر کو پورا کرنے کے لیے کائنات میں یکے بعد دیگرے ایسے افراد کو بھیج دیتا ہے جو اِس

کام کو سرانجام دیتے ہوئے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

معزز قارئین!

ایسے ہی باعظمت افراد میں جناب آصف علی رضا ایڈووکیٹ صاحب بھی شامل ہیں جنھوں نے مقتلِ شہیدانِ کربلا پر فرامین معصومین صلوات اللہ علیہم اَجمعین کے مطابق عصرِ حاضر کی منفرد کتاب "مقتلِ سیّد الصابرین بزبانِ چہاردۂ معصومینؑ" کو ترتیب دے کر کتب و مقاتل کے مصنّفین میں اپنا نام درج کرایا اور مصائبِ آلِ محمدؐ رقم کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہوگئے۔ آلِ اطہار علیہم السلام کا خالق واحد و یکتا اللہ، انھیں اَجرِ عظیم سے نوازے۔

جہاں تک میری معلومات ہیں مقتلِ سیدالشہداءؑ پر یہ پہلی کتاب ہے جو آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اَجمعین کے فرامینِ پاک پر مشتمل ہے۔

الحمدللہ! ایسی منفرد کتاب کی نشرواشاعت کا فریضہ ہمارے ادارہ کے حصّہ میں آیا اور ہمیں اسے عوام الناس تک پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ لہٰذا ہم محبانِ آلِ رسولؐ بالخصوص خطباء و ذاکرین اور عزادارانِ امامِ مظلومؑ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس اَنمول کتاب کا ضرور مطالعہ کریں اور اس کے پُردرد متن سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی مجالس ومحافل میں ادارہ اور مؤلف موصوف کے حق میں دُعا فرمائیں۔

پس! دُعا ہے کہ اللہ ربّ العزت بحق شہیدانِ کربلاؑ ہماری اَدنیٰ سی اس سعی کو اپنے دربارِ عالیہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس کے عوض ہم سب کو دُنیا و آخرت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرمائے، آمین!

لختِ دل، فاطمہ زہراؑ کا وہ مظلوم حسینؑ
بارشِ ظلم میں تنہا میرا معصوم حسینؑ

پیاس میں قطرۂ دریا سے بھی محروم حسینؑ
غربتِ دینِ پیمبرؐ تیرا مقسوم حسینؑ
جس نے شاداب چمن پل بھر میں اُجڑتے دیکھا
جس نے چپ رہ کے عزیزوں کو بچھڑتے دیکھا
(شہید راہِ ولایت سیّد محسن نقویؒ)

●●●

دُعا ہے کہ اللہ ربُّ العزت بحق معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہماری ادنیٰ سی اس سعی کو اپنے دربارِ عالیہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ادارہ کے تمام اراکین کو ہر قسم کی عرضی وسماوی آفات وبلّیات سے ہمیشہ کے لیے محفوظ فرمائے، آمین!

الحقیر پُر تقصیر!
علی ابوتراب خان نوانی
سربراہ، ادارہ تُراب پبلی کیشنز، لاہور

مقدمہ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علی محمدٍ المصطفٰی وعلیٍ المرتضٰی وفاطمۃ الزّہراءِ والحسن والحسین وأولادہٗ المعصومین ولعنۃ اللہ دائمًا علی جمیع أعدائہم اجمعین

امابعد! السلام علیکم وتحفہ یاعلیؑ مدد!

قارئین کرام!

اس وقت جو کتاب بنام ''مقتل سیّد الصابرینؑ بزبانِ چہاردہ معصومینؑ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ واقعاتِ کربلا کا مجموعہ ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کربلا کے واقعات کو آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام کی زبانی بیان کیا گیا ہے اور دیگر تاریخی واقعات اس کا حصّہ نہیں بنائے گئے ہیں۔ عرصۂ دراز سے ہماری یہ خواہش تھی کہ کوئی ایسی کتاب ضرور ہونی چاہیے جس میں کربلا کے وہی واقعات جمع ہوں جو آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام سے بیان ہوئے ہوں لیکن بدقسمتی سے ہم سے پہلے کسی نے اس اَمر کی کوشش ہی نہیں کی اور اگر کسی نے کوشش کی بھی ہے تو بہرحال ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ سعادت ہمارے حصّے میں آئی ہے، اس زمانہ میں
کہ جب سائنس اپنے عروج پر ہے اور سوشل میڈیا نے تہلکہ مچا رکھا ہے۔ لہٰذا ہر بات
میڈیا کی نظر سے گزرتی ہے اور کربلا کی تاریخ بھی سوشل میڈیا کی نظر سے گزرتی ہے
جس کی وجہ سے ہم نے عجیب و غریب بحثیں سُن رکھی ہیں۔ جب یہ بحثیں عوام الناس
میں ہو رہی ہوں تو کربلا کے واقعات کا مشکوک ہو جانا معمولی بات ہے۔

جی ہاں! اس سے پہلے یہ معاملات صرف علماء میں ہوا کرتے تھے تو کافی حد
تک بچت تھی لیکن اب یہ معاملہ عوام الناس کے ہاتھوں میں آچکا ہے اس لیے ان
معاملات پر تحقیق ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح ایک طبقہ ایسا معرضِ وجود میں آچکا ہے جو یہ کہہ رہا ہے کہ واقعۂ کربلا
من گھڑت ہے اور چند راویوں کی کارستانی ہے، حقیقت میں ایسا کچھ ہوا ہی نہیں ہے
جبکہ ان کے مقابلے میں سوائے اس کے کہ تاریخ میں اُلجھا جائے کوئی مستند بات
سامنے نہیں آسکتی ہے کیونکہ ہمارا انحصار ہی صرف تاریخ پر رہا ہے۔

اب خود شیعوں کے اندر ایسے خیالات پیدا ہو چکے ہیں جن سے یہ سننے میں
آچکا ہے کہ کربلا کے اکثر واقعات من گھڑت ہیں اور دشمنانِ اہلِ بیتؑ کے بنائے
ہوئے ہیں جن میں مشہور شخصیت حمید بن مسلم کی ہے جو یزیدؒ کا سرکاری رپورٹر تھا اور
مزے کی بات یہ ہے کہ اکثر واقعات اسی سے نقل ہوئے ہیں۔

تدبر کرنے والے آدمی کے ذہن میں یہ سوال کبھی نہ کبھی ضرور پیدا ہوتا ہے
کہ کربلا سے لے کر امامِ زمانہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ تک جو آئمہ اطہار علیہم السلام زندگی
گزار چکے ہیں اور جن کا ظاہری زمانہ تقریباً دو سو سال پر محیط ہے تو کیا انھوں نے کبھی
اس واقعہ پر روشنی نہیں ڈالی ہے اور جو واقعات حمید بن مسلم وغیرھم کو معلوم ہوئے وہ

امام زین العابدین علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام کو کیوں معلوم نہ ہو سکے؟ یا یہ کہ انھوں نے
ان واقعات کو کیوں بیان کرنا ضروری نہ سمجھا؟ حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ آپؑ
دونوں باپ بیٹا نے دین کو کثرت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ خود امام زین العابدین علیہ السلام
کا صحیفۂ کاملہ تو آج بھی "زبورِ آلِ محمدؐ" کے نام سے موجود ہے۔

اسی طرح آپؑ دونوں کے بعد آنے والے آئمہ اطہار علیہم السلام نے بھی دین
اسلام کو کبھی ہادی کی کمی محسوس نہیں ہونے دی اور ہر ایک امامؑ نے ہر ایک سے بڑھ
کے دین کی تشریح و تبلیغ فرمائی ہے جو کہ احادیث کی صورت میں آج بھی ہمارے پاس
موجود ہے۔ جبکہ ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام میں بہت سارے ائمہؑ کے دستِ مبارک
کی تالیفات وغیرہ آج بھی موجود ہیں۔

دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر آئمہ اطہارؑ نے احکام نہ بیان فرمائے ہوں تو
پھر کیا وجہ ہے کہ کربلا کے واقعات انھوں نے بیان نہ فرمائے ہوں؟ کیا ایسا ہونا ممکن ہے؟
کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ واقعات واقعاً دشمنانِ اہلِ بیتؑ نے ہی گھڑے ہیں اور
ہم انھی واقعات کے دلدادہ ہو گئے ہیں؟ یہ باتیں پریشان کن تو ضرور ہیں نا!

انھی سوالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک ایسی کتاب تحریر کی
جائے جس میں کربلا کے واقعات ائمہ اطہار علیہم السلام کی احادیث سے روایت کیے جائیں۔
شاید ہم ابھی بھی اس عنوان پر کام شروع نہ کر سکتے، اگر ہمیں ہمارے برادر محترم
علی ابوتراب خان نوانی حوصلہ افزائی نہ کرتے۔ پس! جونہی انھوں نے حوصلہ دیا تو ہم
نے یا علیؑ مدد کہہ کر قلم اُٹھا لیا اور آج الحمدللہ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم نے
کربلا کے واقعات کو ترتیب وار بیان کیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی رہے اور ہر واقعہ کو
الگ الگ ابواب میں تقسیم کر دیا ہے۔ نیز یہ کہ ہر روایت کے آخر میں کتب احادیث

وتواریخ کے حوالہ جات بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ جو بھی تحقیق کرنا چاہے اُس کے لیے آسانی رہے۔

آخر میں درخواست ہے کہ جملہ مرحومین بالخصوص میرے والدِ بزرگوار کی بلندیٔ درجات کے لیے اور اُن مومنین و مومنات کے لیے جن کا دنیا میں کوئی وارث نہیں، ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرما دیں۔ نیز جملہ مریضوں کے لیے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ شکریہ!

سائلِ کوچۂ شاہِ نجف!

آصف علی رضا

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

باب [1]

قرآن اور کربلا

(1) عن ادریس مولی لعبد الله بن جعفر عن أبي عبد الله علیه السلام فی تفسیر هذه الاية ''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ ''مع الحسن'' وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ ''مع الحسين'' قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۚ الی خروج القائم علیه السلام فان معه النصر والظفر. قَالَ الله: ''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا (الاية) [1]

ادریس، غلام عبداللہ بن جعفر کا بیان ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ''کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ پھر جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے کچھ لوگ، لوگوں سے

---

[1] تفسیر العیاشی: جلد اوّل، صفحہ 284، حدیث 195، در تفسیر سورۃ النساء؛ تفسیر البرہان: جلد دوم، جز پنجم، صفحہ 280، حدیث 4؛ تفسیر الصافی: جلد دوم، صفحہ 328 (بفرق الفاظ)؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 217، حدیث 1؛ مراۃ العقول: جلد ہشتم، صفحہ 217 (بفرق الفاظ)؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 96، حدیث 4

اس طرح ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرا جاتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور کہنے لگے: ہمارے پروردگار! تُو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کیا ہمیں تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی؟ آپؐ اُن سے کہہ دیجیے: دنیا کا سرمایہ بہت تھوڑا ہے اور متقی انسان کے لیے نجاتِ اُخروی زیادہ بہتر ہے اور تم پر ذرا برابر ظلم نہیں کیا جائے گا"۔ (النساء:77) کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(اس آیت میں) "کیا آپؐ نے اُن لوگوں کو نہ دیکھا جن سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو" تو اس کا تعلق امام حسن علیہ السلام سے ہے اور "نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ پھر جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا" تو اس کا تعلق امام حسین علیہ السلام سے ہے۔ "اور کہنے لگے: ہمارے پروردگار تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کیا؟ ہمیں تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی" تو اس سے مراد قائم آلِ محمد صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کا خروج اور آپؑ کی نصرت اور ظفر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ان سے کہہ دیجیے دنیا کا سرمایہ بہت تھوڑا ہے"۔ الخ آیت۔

(2) عن سلام بن المستنير عن أبي جعفر عليه السلام في قوله: (وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۚ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا) قال: هو الحسين بن علي عليه السلام قتل مظلوما ونحن اولياؤه. والقائم منا إذا قام منا طلب بثار الحسين، فيقتل حتّٰى يقال قد أسرف في القتل. وقال: المقتول الحسين عليه السلام ووليه القائم. والاسراف في القتل ان يقتل

غير قاتله انه كان منصورا. فانه لا يذهب من الدنيا حتى ينتصر برجل من آل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم. يملا الارض قسطاً وعدلًا كما ملئت جورا وظلما①

سلام بن المستنیر کا بیان ہے کہ آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: "اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر اور جو شخص مظلوم مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے۔ پس اسے بھی قتل میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے یقیناً نصرت اسی کی ہوگی" (بنی اسرائیل:33) کے بارے میں فرمایا:

اس سے مراد حسین بن علی علیہما السلام ہیں کہ جو مظلوم شہید ہوئے اور ہم اُن کے وارث ہیں اور امام قائم صلوات اللہ علیہ ہم میں سے ہیں جو قیام کریں گے اور خونِ حسینؑ کا بدلہ طلب کریں گے اور سب قاتلوں کو قتل کر دیں گے حتیٰ کہ لوگ کہیں گے کہ امامؑ نے قتل کرنے میں اسراف (تجاوز) کیا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: مقتول امام حسین علیہ السلام ہیں اور ان کے وارث امام قائم علیہ السلام ہیں اور قتل میں اسراف سے مراد قاتل کے علاوہ قتل کرنا ہے۔ "اور یقیناً نصرت اسی کی ہوگی" سے مراد کہ دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ آلِ رسولؐ میں سے ایک شخص قیام کرے گا جس کی نصرت کی جائے گی اور وہ روئے زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ اس سے قبل ظلم و جَور سے

① تفسیر العیاشی: جلد دوم، صفحہ 313، حدیث 67؛ تفسیر البرہان: جلد چہارم، ص15، صفحہ 560، حدیث 12؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 218، حدیث 7؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 96، حدیث 2

بھر چکی ہوگی۔

(3) كما روى الرجال الثقات: بإسنادهم عن بعض أصحابنا. عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن قول الله عز وجل (وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ) قال: نزلت في الحسين عليه السلام لو قتل وليه أهل الارض به ما كان مسرفا ووليه القائم عليه السلام [1]

ثقہ راویوں نے اپنی اسناد کے ساتھ بعض اصحاب سے روایت بیان کی ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت "اور جو شخص مظلوم مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے پس اسے بھی قتل میں اسراف نہیں کرنا چاہیے (بنی اسرائیل:33)" کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ آیت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اگر آپؑ کے قصاص میں پوری کائنات کو بھی قتل کر دیا جائے تو یہ اسراف نہیں ہے اور آپؑ کے ولی (وارث) امام قائم علیہ السلام ہیں۔

(4) عن داود بن فرقد قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: اقرأوا سورة الفجر في فرائضكم ونوافلكم فانها سورة الحسين بن علي. وارغبوا فيها رحمكم الله. فقال له أبو أسامة - وكان حاضرا المجلس: كيف صارت هذه السورة للحسين خاصة؟

[1] تاویل الآیات سید شرف الدین: جلد اوّل، صفحہ 130؛ تفسیر البرہان: جلد چہارم، جز 15، صفحہ 5، ح1، حدیث 15؛ روضۃ الکافی کلینی: صفحہ 51، حدیث 364 (بفرق الفاظ)؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 219، حدیث 10؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ

فقال: ألا تسمع إلى قوله تعالى: (يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾)؟ (إنما) يعني الحسين بن علي صلوات الله عليهما. فهو ذو النفس المطمئنة الراضية المرضية، وأصحابه من آل محمد صلوات الله عليهم الرضوان عن الله يوم القيامة وهو راض عنهم. وهذه السورة نزلت في الحسين بن علي وشيعته وشيعة آل محمد خاصة. من أدمن قراءة "الفجر" كان مع الحسين في درجته في الجنة. إن الله عزيز حكيم [1]

داؤد بن فرقد کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے فرائض اور نوافل میں سورۃ الفجر کو پڑھا کرو بے شک یہ سورہ حسین بن علی علیہما السلام کے لیے ہے اور اس پر رغبت کرو اللہ تم پر رحم کرے۔

ابو اسامہ اس مجلس میں حاضر تھے اس نے عرض کیا: وہ کون سی وجہ ہے کہ یہ سورہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ خاص کر دی گئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ کا قول نہیں سنا کہ: "اے اطمینان پانے والے نفس! اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی، تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میرے بہشت میں داخل ہو جا" (الفجر: 27 تا 30)۔

[1] تاویل الآیات (عربی): جلد دوم، صفحہ 796، حدیث 8؛ بحار الانوار: جلد 24، صفحہ 93، حدیث 6 اور جلد 44، صفحہ 218، حدیث 8؛ تفسیر البرہان: جلد ہشتم، جز 30، صفحہ 284، حدیث 5؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 130؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 97، حدیث 1

پس اس سے امامِ حسین علیہ السلام مراد ہیں کہ وہی نفسِ مطمئنہ ہیں اور صاحبِ نفس راضیہ مرضیہ ہیں اور آلِ محمدؐ سے ان کے اصحاب قیامت کے روز اللہ سے راضی ہوں گے اور اللہ ان سے راضی ہوگا۔ اور یہ سورہ حسین بن علی علیہما السلام اور ان کے شیعوں اور آلِ محمدؐ کے شیعوں کے لیے خصوصاً نازل ہوئی ہے۔ جو شخص اس سورۃ کو روزانہ قرأت کرے گا وہ جنت میں حسین بن علی علیہما السلام کے ساتھ ان کے درجہ پر ہوگا بے شک اللہ عزیز حکیم ہے۔

5) حدثنا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النيسابوري العطار بنيسابور في شعبان سنه اثنين وخمسين وثلاثمأه قال: حدثنا محمد بن علي بن محمد بن قتيبه النيسابوري عن الفضل بن شاذان قال: سمعت الرضا عليه السلام يقول: لما أمر الله تبارك وتعالى إبراهيم عليه السلام ان يذبح مكان ابنه اسماعيل الكبش الذي انزله عليه تمنى إبراهيم عليه السلام ان يكون يذبح ابنه اسماعيل عليه السلام بيده وانه لم يؤمر بذبح الكبش مكانه ليرجع الى قلبه ما يرجع قلب الوالد الذي يذبح اعز ولده بيده فيستحق بذلك ارفع درجات أهل الثواب على المصائب فأوحى الله عز وجل إليه: يا إبراهيم من احب خلقي اليك؛ فقال: يا رب ما خلقت خلقا هو احب الى من حبيبك محمد (ص) فأوحى الله عز وجل إليه: يا إبراهيم افهو احب اليك أو نفسك؛ قال: بل هو احب الى من نفسي قال: فولده احب اليك أو ولدك؛ قال: بل ولده

قال: فذبح ولده ظلما على اعدائه اوجع لقلبك أو ذبح ولدك بيدك في طاعتي؛ قال: يا رب بل ذبحه على ايدي اعدائه اوجع لقلبي قال: يا إبراهيم فإن طائفه تزعم انها من امه محمد (ص) ستقتل الحسين عليه السلام ابنه من بعده ظلما وعدوانا كما يذبح الكبش فيستوجبون بذلك سخطي فجزع إبراهيم عليه السلام لذلك وتوجع قلبه واقبل يبكي فأوحى الله عز وجل إليه: يا إبراهيم قد فديت جزعك على ابنك اسماعيل لو ذبحته بيدك بجزعك على الحسين عليه السلام وقتله واوجبت لك ارفع درجات أهل الثواب على المصائب فذلك قول الله عز وجل: (وَفَدَيْنَٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ) ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم۔ [1]

فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں دُنبہ بھیجا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اسماعیلؑ کی جگہ اس دُنبہ کو ذبح کریں تو ابراہیمؑ کو ایک قلق سا محسوس ہوا اور انھوں نے خواہش کی کہ کاش اس دُنبہ کی

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ: جلد اوّل، صفحہ 355، باب 17، حدیث 1؛ تفسیر البرہان: جلد ششم، ص 23، صفحہ 441، حدیث 7؛ تاویل الآیات: جلد دوم، صفحہ 27؛ بحار الانوار: جلد 12، صفحہ 125، حدیث 1 اور جلد 44، صفحہ 225، حدیث 6؛ الخصال شیخ صدوق: جلد اوّل، صفحہ 135؛ باب دوم، حدیث 79؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 149؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 106، حدیث 1

جگہ وہ اپنے جگر گوشہ کو ذبح کرتے تو اس کے ذریعہ سے انھیں بہت بڑا درجہ نصیب ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: اے ابراہیمؑ! میری تمام مخلوق میں سے تمھیں کس سے زیادہ محبت ہے؟

جنابِ ابراہیمؑ نے عرض کیا: پروردگارا! تیری تمام مخلوق میں سے مجھے حضرت محمد مصطفیٰؐ سے زیادہ محبت ہے۔

اللہ نے وحی کی: یہ بتائیں کہ تمھیں اپنے آپ سے زیادہ محبت ہے یا محمد مصطفیٰؐ سے؟

جنابِ ابراہیمؑ نے عرض کیا: آنحضرتؐ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا یہ بتائیں کہ ان کا بیٹا دشمنوں کے ہاتھوں ظلم سے قتل ہو جائے تو تمھارے دل کو زیادہ تکلیف ہوگی یا تمھارا بیٹا میری اطاعت میں تمھارے اپنے ہاتھ سے ذبح ہو تو اس سے تمھارے دل کو زیادہ تکلیف ہوگی؟

ابراہیمؑ نے عرض کیا: اے پروردگار! اُن کے بیٹے کا دشمنوں کے ہاتھوں ظلم سے قتل ہو جانا میرے دل کے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! ایک گروہ جو اپنے آپ کو اُمتِ محمدؐ سمجھتا ہوگا وہ ان کے فرزند حسینؑ کو ان کے بعد ظلم و ستم سے دُنبے کی طرح ذبح کرے گا اور اس کی وجہ سے وہ میرے غضب کے حق دار بن جائیں گے۔

یہ سن کر جنابِ ابراہیمؑ چلّانے لگے اور ان کے دل میں درد کی ایک لہر اُٹھی اور رونے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی: اے ابراہیمؑ! اسماعیلؑ کی بجائے میں نے تمھیں

حسینؑ کا غم دیا ہے اور اگر تم اپنے فرزند کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے تو بھی تمھیں اتنا قلق نہ ہوتا جتنا کہ حسینؑ کی شہادت کا تمھیں قلق ہوا ہے۔ اسی لیے میں نے اہلِ مصائب کے بلند ترین درجات کا تمھیں مستحق ٹھہرایا اور وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (الصافات: آیت ۱۰۷) کا یہی مطلب ہے اور نہیں کوئی حرکت وقوت مگر جو خدائے بزرگ و برتر سے ملتی ہے۔

(6) عن جعفر بن الحسين الكوفي، عن محمد بن زيد مولى أبي جعفر، عن أبيه قال: سألت مولاي أبا جعفر عليه السلام قلت: قوله عزوجل: (الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ) قال: نزلت في علي وحمزة وجعفر عليهم السلام، ثم جرت في الحسين[1]

جعفر بن حسین کوفی نے محمد بن زید غلام ابی جعفر سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت بیان کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا کے قول: ''وہ لوگ جن کو ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا وہ صرف یہی کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے'' (الحج:40) کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ آیت حضرت علیؑ وحمزہؑ و جعفرؑ کے بارے میں نازل ہوئی اور پھر سب کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کے لیے بھی

---

[1] تاویل الآیات: جلد اول، صفحہ 164؛ روضۃ الکافی کلینی: صفحہ 132، حدیث 534؛ تفسیر البرہان: جلد پنجم، جز 17، صفحہ 297، حدیث 1 اور صفحہ 298، حدیث 5؛ تفسیر نور الثقلین: جلد ششم، صفحہ 20؛ بحار الانوار: جلد 24، صفحہ 227، حدیث 24 اور 25 اور جلد 44، صفحہ 219، حدیث 9؛ تفسیر فرات بن ابراہیم کوفی: صفحہ 187 (بفرق الفاظ)

جاری ہوئی۔ پھر امام حسین علیہ السلام بھی اس آیت میں شامل ہیں۔

(7) وحدثني أبي رحمه الله، عن سعد بن عبد الله، عن يعقوب ابن يزيد وإبراهيم بن هاشم، عن محمد بن أبي عمير، عن بعض رجاله، عن أبي عبد الله (عليه السلام) في قول الله عز وجل: ﴿وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِأَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝﴾ (صلى الله عليه وآله) قال: نزلت في الحسين بن علي عليهما السلام [1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے اس قول: ''جب زندہ درگور سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں قتل ہوئی'' (التکویر 8،9) کے متعلق فرمایا:

یہ آیت حسین بن علی علیہما السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(8) حدثني أبي، عن سعد بن عبد الله، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن علي الوشاء، عن أحمد بن عائذ، عن أبي سلمة سالم بن مكرم، عن أبي عبد الله (عليه السلام). قال: لما حملت فاطمة بالحسين جاء جبرئيل إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقال: ان فاطمة ستلد ولدا تقتله أمتك من بعدك. فلما حملت فاطمة بالحسين كرهت حمله وحين وضعته كرهت وضعه. ثم قال أبو عبدالله (عليه السلام): هل

[1] کامل الزیارات ابن قولویہ قمی: صفحہ 151، باب 18، حدیث 3؛ تفسیر البرہان: جلد ہشتم، جز 30، صفحہ 222، حدیث 11؛ تاویل الآیات (عربی) جلد دوم: صفحہ 767، حدیث 10؛ بحار الانوار: جلد 23، صفحہ 255، حدیث 6؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 133

رأيتم في الدنيا اما تلد غلاما فتكرهه. ولكنها كرهته لأنها علمت أنه سيقتل.

قال: وفيه نزلت هذه الآية: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ﴾ [1]

ابوسلمہ سالم بن مکرم سے مروی ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرف امام حسین علیہ السلام کا وجودِ پاک منتقل ہوا تو جبرائیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: عنقریب سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ایک مولود دُنیا میں آئے گا، جس کو آپؐ کے بعد آپؐ کی اُمت بے دردی سے قتل کردے گی۔ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اسی وقت سے غمگین ہوگئیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے دنیا میں کوئی ایسی ماں دیکھی ہے جو اپنے بیٹے پر اس کی ولادت سے قبل اور اس کے بعد غمزدہ ہو کیونکہ آپؑ جانتی تھیں کہ آپؑ کا بیٹا قتل کردیا جائے گا اور اللہ نے اسی وجہ سے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کی وصیت کی ہے (کیونکہ) اس کی ماں نے مشقت اُٹھا کر اسے شکم میں اُٹھایا اور مشقت

[1] اصولِ کافی: جلد سوم، صفحہ 52، باب 114، حدیث 3؛ کامل الزیارات ابن قولویہ: صفحہ 136، باب 16، حدیث 2؛ تاویل الآیات: جلد دوم، صفحہ 68؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 231، حدیث 16؛ تفسیر البرہان: جلد ہفتم، جز 26، صفحہ 189، حدیث 5؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 113، حدیث 1

اُٹھا کر ہی اسے جنم دیا، اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا کُل عرصہ تیس ماہ کا ہے (الاحقاف: آیت 15)"۔

مؤلف حقیر عرض کرتا ہے جو آیات عموماً یا خصوصاً مقتل حسینؑ سے تعلق رکھتی ہیں اُن کی تعداد کافی ہے جن میں سے بعض آیندہ بھی ذکر کی جائیں گی مگر اس باب میں مذکورہ آیات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

...... ✸ ......

باب ۲

امام حسین علیہ السلام کے ظہور پُرنور کا بیان

(9) رواه الشيخ في المصباح: أنه خرج إلى القاسم بن العلا الهمداني وكيل أبي محمد عليه السلام أن مولانا الحسين عليه السلام ولد يوم الخميس لثلاث خلون من شعبان فصم وادع فيه بهذا الدعاء وذكر الدعاء

شیخ طوسیؒ نے "المصباح" میں روایت نقل کی ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے وکیل قاسم بن علاء ہمدانی کی طرف فرمان جاری ہوا کہ امام حسین علیہ السلام جمعرات کے دن تین ماہ شعبان کو متولد ہوئے، پس اس دن روزہ رکھو اور یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ الْمَوْلُوْدِ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ... الخ۔[1]

(10) قال ابن عياش: سمعت الحسين بن علي بن سفيان البزوفري يقول: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يدعو به في هذا اليوم وقال: هو من أدعية اليوم الثالث من شعبان وهو مولد

---

[1] مصباح المتہجد شیخ طوسی: صفحہ 572؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 201، درضمن حدیث 19؛ مفاتیح الجنان، شیخ عباس قمی: صفحہ 341؛ منتہی الآمال شیخ عباس قمی: جلد اول، صفحہ 349؛ جلاء العیون، مجلسی دوم: صفحہ 90؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 7، حدیث 3 اور صفحہ 8، حدیث 10

الحسین علیه السلام.[1]

حسین بن علی بن سفیان کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام تین شعبان کو مذکورہ دُعا پڑھتے اور فرماتے تھے: یہ امام حسین علیہ السلام کی (پاک) ولادت کا دن ہے۔

(11) عن الحسین بن زید، عن جعفر بن محمد علیهما السلام أنه قال: ولد الحسین بن علی علیهما السلام لخمس لیال خلون من شعبان سنة أربع خلون من الهجرة.[2]

حسین بن زید آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے امام حسین علیہ السلام کی ولادت پانچویں ماہ شعبان کو چوتھے برس ہجرت میں واقع ہوئی۔

(12) عن أحمد بن محمد، عن علی بن الحکم، عن عبد الرحمن العرزمی، عن أبی عبد الله قال: کان بین الحسن والحسین (علیهما السلام) طهر، وکان بینهما فی المیلاد ستة أشهر وعشرا[3]

---

① مصباح المتہجد شیخ طوسی: صفحہ 573؛ مفاتیح الجنان شیخ عباس قمی: صفحہ 344؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 201 در ضمن حدیث 19؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 7، حدیث 2

② مصباح المتہجد شیخ طوسی: صفحہ 589؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 201، در ضمن حدیث 19؛ جلاء العیون مجلسی: جلد دوم، صفحہ 90؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 7، حدیث 1

③ اصول کافی: جلد سوم، صفحہ 52، باب 114، حدیث 2، منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 349؛ تفسیر علی بن ابراہیم القمی: جلد دوم، صفحہ 297؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 21، صفحہ 381، حدیث 27355؛ بحار الانوار: جلد 43، صفحہ 258، حدیث 46

عبدالرحمٰن عرزمی آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے درمیان ایک طہر کا فاصلہ ہے اور ان دونوں بزرگواروں کی ولادت کے درمیان کی مدت چھے ماہ اور دس دن ہے۔[1]

(13) عیون اخبار الرضاؑ: بهذا الاسناد عن علی بن موسی الرضا علیه السلام قال حدثنی أبی موسی بن جعفر قال حدثنی أبی جعفر بن محمد قال حدثنی أبی محمد ابن علی قال حدثنی أبی علی بن الحسین علیه السلام قال حدثتنی أسماء بنت عمیس قالت حدثتنی فاطمة...قالت أسماء فلما کان بعد حول ولد الحسین علیه السلام وجاء النبی فقال یا أسماء هلمی ابنی فدفعته إلیه فی خرقة بیضاء فأذن فی أذنه الیمنی وأقام فی الیسری ووضعه فی حجره فبکی فقالت أسماء بأبی أنت وأمی مم بکائك قال علی ابنی هذا قلت إنه ولد الساعة یا رسول الله

---

① مؤلف حقیر عرض کرتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی تاریخ ولادت میں شدید اختلاف ہے۔ کچھ تین شعبان، کچھ چار اور کچھ پانچ شعبان کہتے ہیں جبکہ کچھ ربیع الاوّل کے آخر میں کہتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ طوسی نے ”تہذیب الاحکام“ میں کہا ہے۔ البتہ اکثریت تین شعبان پر متفق ہے۔ ہم احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے تینوں تاریخوں کا انکار نہیں کرتے لیکن تین شعبان کی طرف جھکاؤ زیادہ رکھتے ہیں اور باقی احادیث کو بھی رد نہیں کرتے کیونکہ حکمت بیان سے ناواقف ہیں۔ نیز ایک روایت ابن خشاب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے جو ان سب سے مختلف ہے۔ ہم نے اسے نقل نہیں کیا ہے۔

فقال تقتله الفئة الباغية بعدی لا أنالهم الله شفاعتی ثم قال يا أسماء تخبری فاطمة بهذا فإنها قريبة عهد بولادته ثم قال لعلی أی شیء سميت ابنی هذا قال ما كنت لأسبقك باسمه يا رسول الله وقد كنت أحب ان اسميه حربا فقال النبی " ص " ولا أسبق باسمه ربی عز وجل ثم هبط جبرائيل عليه السلام فقال يا محمد العلی الاعلی يقرئك السلام ويقول لك علی منك كهارون من موسی سم ابنك هذا باسم ابن هارون قال النبی وما اسم هارون قال شبير قال النبی لسانی عربی قال جبرائيل عليه السلام سمه الحسين فلما كان يوم سابعه عق عنه النبی بكبشين أملحين وأعطی القابلة فخذا ودينارا ثم حلق رأسه وتصدق بوزن الشعر ورقی وطلی رأسه بالخلوق فقال يا أسماء الدم فعل الجاهلية۔ [1]

آقا و مولا امام علی رضاؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے جناب اسماء بنت عمیسؓ نے بیان کیا، انہوں نے سیّدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے روایت کی۔ جناب اسماء کہتی ہیں کہ (امام حسنؑ کے) ایک سال بعد امام حسینؑ کی ولادت ہوئی اور رسول خداؐ گھر میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: میرا

[1] منتہی الآمال شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 350؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلد دوم، صفحہ 23، باب 31، حدیث 5 (بفرق الفاظ)؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 20، حدیث 13؛ علل الشرائع: صفحہ 177، باب 116؛ حدیث 5؛ جلاء العیون مجلسی: جلد دوم، صفحہ 95

فرزند مجھے دے دو۔ میں امام حسینؑ کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر لائی۔ آپؐ نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی پھر امام حسینؑ کو گود میں لٹا کر روئے۔

جناب اسماء کہتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میں اپنے اس فرزند پر روتا ہوں۔

میں نے کہا: مگر یہ بچہ تو ابھی پیدا ہوا ہے (اس میں بھلا رونے کی کیا حکمت ہے)؟

آپؐ نے فرمایا: میرے بعد ایک باغی گروہ اسے قتل کرے گا خدا انہیں میری شفاعت نصیب نہ کرے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اسماء! فاطمہؑ کو اس کی خبر نہ دینا کیونکہ وہ تازہ زچگی سے فارغ ہوئی ہے۔

پھر آپؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا: آپ نے میرے اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے؟

امیر المومنینؑ نے فرمایا: یارسولؐ اللہ! میں نام کے لیے آپؐ پر سبقت نہیں کر سکتا ویسے میرا ارادہ تھا کہ اس نومولود فرزند کا نام حرب رکھوں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: نام کے لیے میں بھی اپنے خدا پر سبقت نہیں کروں گا۔

اتنے میں جبریل امینؑ نازل ہوئے اور کہا: محمدؐ! علی الاعلیٰ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: علیؑ کو آپؐ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ آپؐ اپنے نومولود فرزند کا نام ہارونؑ کے فرزند کے نام پر رکھیں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: ہارونؑ کے فرزند کا نام کیا تھا؟

جبریل امینؑ نے کہا: ہارونؑ کے فرزند کا نام "شبیر" تھا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: مگر میری زبان عربی ہے۔

جبریل امینؑ نے کہا: آپ اپنے فرزند کا نام حسینؑ رکھیں۔

(پھر) ساتویں دن آپؐ نے دو موٹے گوسفند عقیقہ میں ذبح فرمائے اور دایہ کو ایک ران اور ایک دینار عطا کیا۔ پھر آپؐ نے امام حسینؑ کا سر منڈوایا اور بالوں کے وزن کے مطابق چاندی تصدق فرمائی اور امام حسینؑ کے سر پر "خلوق" کا لیپ کیا اور فرمایا: اسماء! خون لگانا رسم جاہلیت ہے۔

(14) الكافي: علي بن محمد عن بعض أصحابنا عن ابن أبي عمير عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: للامام عشر علامات: يولد مطهرا مختونا. وإذا وقع على الارض وقع على راحتيه رافعا صوته بالشهادتين. ولا يجنب. وتنام عينه ولا ينام قلبه. ولا يتثاءب. ولا يتمطى. ويرى من خلفه كما يرى من أمامه ونجوه كرائحة المسك والارض موكلة بستره وابتلاعه. وإذا لبس درع رسول الله صلى الله عليه وآله كانت عليه وفقا وإذا لبسه غيره من الناس طويلهم وقصيرهم زادت عليه شبرا. وهو محدث. إلى أن تنقضي أيامه. [1]

[1] اصول کافی: جلد دوم، صفحہ 445؛ باب 92، حدیث 8؛ الخصال شیخ صدوق: جلد دوم، صفحہ 146؛ باب دہم، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 25، صفحہ 168، حدیث 38؛ من لا یحضرہ الفقیہ: جلد چہارم، صفحہ 324، حدیث 5914 (بفرق الفاظ)؛ معانی الاخبار: جلد اوّل، صفحہ 143، باب 35، حدیث 4؛ الوافی فیض کاشانی: جلد سوم، صفحہ 693، حدیث 1298؛ حق الیقین، علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 51؛ عین الحیات، علامہ مجلسی: صفحہ 153

زُرارہ آقا و مولا امام محمد باقرؑ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام کی دس علامتیں ہیں: وہ پاک و پاکیزہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوتا ہے، جب زمین پر تشریف لاتا ہے تو ہتھیلیوں کے بل ہوتا ہے، شہادتین سے آواز کو بلند کرتا ہے، جنب نہیں ہوتا، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ وہ جمائی اور انگڑائی نہیں لیتا، وہ پیچھے اسی طرح دیکھتا ہے جیسے آگے سے دیکھتا ہے، اس کے فضلے سے مُشک جیسی خوشبو آتی ہے اور زمین اسے چھپانے اور نگلنے پر مؤکل ہے، جب رسولؐ اللہ کی زرہ پہنتا ہے تو اس کے اُوپر ٹھیک ہوتی ہے اور جب کوئی دوسرا پہنتا ہے تو ایک بالشت اس پر زیادہ ہوتی ہے اور اس کے آخری ایام تک فرشتہ اس سے گفتگو کرتا ہے۔

(15) بحارالانوار: قال الحسين بن حمدان: وحدثني من أثق إليه من المشايخ عن حكيمة بنت محمد بن علي الرضا عليه السلام قال: قال امام العسكري: إنا معاشر الأوصياء لسنا نحمل في البطون وإنما نحمل في الجنوب ولا نخرج من الأرحام وإنما نخرج من الفخذ الأيمن من أمهاتنا لأننا نور الله لا تناله الدانسات[1]

[1] حق الیقین علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 356؛ بحارالانوار: جلد 51، صفحہ 25، ملحق حدیث 37؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 474؛ صحیفۃ الابرار تقی مامقانی: جلد پنجم، صفحہ 16؛ الہدایۃ الکبریٰ: صفحہ 296؛ حلیۃ الابرار ہاشم بحرانی: جلد پنجم، صفحہ 163، حدیث 2؛ دلائل الامامۃ ابوجعفر طبری: صفحہ 500، حدیث 490؛ تبصرۃ الولی ہاشم بحرانی (مترجم)، صفحہ 28؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد ہشتم، صفحہ 22، حدیث 2663؛ عوالم العلوم: جلد اوّل، صفحہ 95، حدیث 97

حسین بن حمدان نے ثقہ بزرگواروں سے روایت کیا اور انھوں نے حکیمہ بنت محمد بن علی رضاؑ سے روایت کیا کہ آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: ہم گروہ اوصیاء کا حمل ماؤں کے بطنوں میں نہیں ہوتا بلکہ ہمارا حمل ان کے پہلوؤں میں ہوتا ہے اور ہم ارحام سے برآمد نہیں ہوتے بلکہ ان کی ران سے برآمد ہوتے ہیں کیونکہ ہم اللہ کا نُور ہیں جس کو نجاست نہیں لگ سکتی۔

مؤلف حقیر عرض کرتا ہے: ہم نے اس حدیث کو علامہ مجلسی سے روایت کیا ہے جبکہ دلائل الامامۃ، تبصرۃ الولی اور مدینۃ المعاجز میں اس حدیث کے الفاظ کم نقل ہوئے ہیں البتہ! باقی کتب میں سارے الفاظ موجود ہیں۔ ان دونوں احادیث کو یہاں نقل کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ امام حسین علیہ السلام پاک و پاکیزہ اسی طرح متولد ہوئے جیسا کہ امام متولد ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے کافی احادیث اپنی کتاب ''عقائد المومنین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ'' میں جمع کردی ہیں، اس کی طرف رجوع فرمایا جائے تاکہ آپ کو معلوم ہوسکے کہ امامؑ کی ولادت کس طرح سے ہوتی ہے۔

......✱......

باب۳

امام حسینؑ کے ظہور پُرنُور پر ملائکہ کی تہنیت اور شفایابی

(16) قال الصدوق فی الامالی: حدثنا أحمد بن محمد بن یحیی العطار (رحمه الله). قال: حدثنا أبي، عن محمد بن أحمد بن يحيى بن عمران الاشعری، قال: حدثنا موسی بن عمر، عن عبد الله بن صباح المزنی، عن إبراهيم بن شعيب الميثمي، قال: سمعت الصادق أبا عبد الله (عليه السلام) يقول: إن الحسين بن علی (عليهما السلام) لما ولد أمر الله عز وجل جبرئيل أن يهبط فی ألف من الملائكة فيهنئ رسول الله (صلى الله عليه وآله) من الله ومن جبرئيل. قال: فهبط جبرئيل، فمر على جزيرة فی البحر فيها ملك يقال له: فطرس، كان من الحملة، بعثه الله عز وجل فی شئ فابطأ عليه، فكسر جناحه وألقاه فی تلك الجزيرة، فعبد الله تبارك وتعالى فيها سبعمائة عام حتى ولد الحسين بن علی (عليهما السلام). فقال الملك لجبرئيل: يا جبرئيل، أين تريد؟ قال: إن الله عز وجل أنعم على محمد بنعمة، فبعثت أهنئه من الله ومني. فقال: يا جبرئيل، احملنی معك لعل محمدا (صلى الله

عليه وآله) يدعو لي. قال: فحمله. قال: فلما دخل جبرئيل على النبي (صلى الله عليه وآله) هنأه من الله عز وجل ومنه. وأخبره بحال فطرس. فقال النبي (صلى الله عليه وآله): قل له: تمسح بهذا المولود وعد إلى مكانك. قال: فتمسح فطرس بالحسين بن علي (عليهما السلام) وارتفع. فقال: يا رسول الله. أما إن امتك ستقتله. وله علي مكافاة. ألا يزوره زائر إلا أبلغته عنه. ولا يسلم عليه مسلم إلا أبلغته سلامه. ولا يصلي عليه مصل إلا أبلغته صلاته. ثم ارتفع.[1]

ابراہیم بن شعیب میثمی کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 107، مجلس 28، حدیث 9؛ عیون المعجزات: صفحہ 68، جلاء العیون مجلسی: جلد دوم، صفحہ 91؛ کامل الزیارات: صفحہ 160، باب 20، حدیث 1؛ منتہی الآمال شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 350؛ دلائل الامامۃ ابوجعفر طبری: صفحہ 189، حدیث 110؛ مناقب آلِ ابی طالب ابن شہرآشوب: جلد چہارم، صفحہ 74؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 436، حدیث 955؛ الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی: صفحہ 338، حدیث 284؛ الخرائج والجرائح راوندی: جلد اوّل، صفحہ 252، حدیث 6؛ روضۃ الواعظین ابن فتال نیشاپوری: صفحہ 186؛ الصراط المستقیم، للبیاضی: جلد دوم، صفحہ 179؛ بحارالانوار: جلد 26، صفحہ 340، حدیث 1 اور جلد 43، صفحہ 243، حدیث 18، 19 اور جلد 44، صفحہ 182، حدیث 7؛ اثبات الوصیۃ ابوالحسن المسعودی: صفحہ 161؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 17، حدیث 7؛ تفسیر نورالثقلین: جلد چہارم، صفحہ 348، حدیث 16؛ السرائر ابن ادریس حلی: صفحہ 478؛ بصائر الدرجات جلد اوّل، جزدوم: صفحہ 196، باب 6، حدیث 7؛ بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰ: صفحہ 219

سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب حسین بن علی علیہما السلام متولد ہوئے تو اللہ عزوجل نے ایک ہزار فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ زمین پر جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہنیت پیش کریں۔ جب جنابِ جبرئیلؑ اللہ کے حکم سے اس سلسلے میں زمین پر آرہے تھے تو ایک جزیرے کے قریب سے گزرتے وقت انھوں نے دیکھا کہ ایک فطرس نامی فرشتہ (وہاں پڑا) ہے۔ یہ فرشتہ حاملانِ عرش سے تھا اور خدا نے اسے کسی کام کے لیے بھیجا تو اس سے کسر ہوگئی تو خدا نے اس کے پَر توڑ کر اسے اس جزیرہ میں پھینک دیا تھا۔ وہ اس جزیرے پر سات سو سال سے عبادت میں مشغول تھا اور طالبِ بخشش تھا۔

اس نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا: اے جبرئیلؑ! کہاں جارہے ہو؟

جبرئیلؑ نے کہا: اللہ رب العزت نے محمد مصطفیٰؐ کو نعمت عطا کی ہے اور ہم انھیں خدا اور اپنی طرف سے تہنیت پیش کرنے جارہے ہیں۔

فطرس نے فریاد کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ محمدؐ میرے لیے دُعا کریں۔

پس! جبرئیلؑ اُسے اپنے ساتھ لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ جب مبارکباد سے فارغ ہوچکے تو جبرئیلؑ نے فطرس کی درخواست رسولِ خدا کی خدمت میں پیش کی۔

آپؐ نے فطرس سے فرمایا: خود کو اس بچے سے مَس کر اور اپنے مقام پر واپس چلا جا۔

فطرس نے بحکمِ رسولِ خدا ویسا ہی کیا اور باعجاز اسے اس کا مقام واپس مل گیا۔ فطرس نے رسولِ خدا سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا یہ ولی (حسینؑ)

شہید کر دیا جائے گا اور آپؐ کے اس احسان جو کہ آپؐ نے مجھ پر کیا ہے، کا
بدلہ میں اس طرح دوں گا کہ جو کوئی آپؐ کے اس فرزند کی زیارت کرنے
آئے گا تو مَیں اس کو ان تک پہنچا دوں گا اور جو کوئی آپؐ کے اس فرزند پر
درود بھیجے گا تو مَیں اس کا درود اُن تک پہنچا دوں گا، جو مسلمان بھی ان کو سلام
کرے گا تو میں اس کا سلام ان تک پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد فطرس واپس
عرش کی طرف پرواز کر گیا۔

مؤلف عرض کرتا ہے: یہ حدیث ہم نے امالی شیخ صدوق سے روایت کی ہے
جبکہ اکثر کتب میں یہی الفاظ ہیں لیکن کچھ کتب جیسے بصائر الدرجات وغیرہ میں اس
حدیث کے الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم ایک ہی ہے۔ نیز شیخ عباس قمی نے آخر پر
ایک اور روایت کے مطابق ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے کہ ''جب فطرس اُوپر کی
طرف جا رہا تھا تو وہ کہہ رہا تھا مجھ جیسا کون ہے؟ میں تو حسین بن علیؑ و فاطمہؑ و محمدؐ کا
عبد ہوں''۔

(17) كمال الدين: ماجيلويه، عن عمه، عن البرقي، عن الكوفي، عن
أبي الربيع الزاهراني، عن حريز، عن ليث بن أبي سليم، عن
مجاهد قال: قال ابن عباس: سمعت رسول الله (صلى الله عليه
وآله) يقول: إن لله تبارك وتعالى ملكا يقال له: دردائيل
كان له ستة عشر ألف جناح ما بين الجناح إلى الجناح هواء،
والهواء كما بين السماء والأرض.

فجعل يوما يقول في نفسه: أفوق ربنا جل جلاله شيء؛ فعلم الله
تبارك وتعالى ما قال فزاده أجنحة مثلها فصار له اثنان

وثلاثون ألف جناح ثم أوحى الله عز وجل إليه أن: طر. فطار
مقدار خمسمائة عام. فلم ينل رأسه قائمة من قوائم
العرش. فلما علم الله عز وجل إتعابه. أوحى إليه أيها الملك
عد إلى مكانك، فأنا عظيم فوق كل عظيم. وليس فوقي شيء. ولا
أوصف بمكان. فسلبه الله أجنحته ومقامه من صفوف
الملائكة.

فلما ولد الحسين بن علي (صلوات الله عليهما)، وكان مولده
عشية الخميس ليلة الجمعة أوحى الله إلى ملك خازن النيران
أن اخمد النيران على أهلها لكرامة مولود ولد لمحمد (صلى الله
عليه وآله)، وأوحى إلى رضوان خازن الجنان أن زخرف الجنان
وطيبها لكرامة مولد ولد لمحمد (صلى الله عليه وآله) في دار
الدنيا. وأوحى إلى حور العين [أن] تزين وتزاورن لكرامة
مولود ولد لمحمد (صلى الله عليه وآله) في دار الدنيا.

وأوحى الله إلى الملائكة أن قوموا صفوفا بالتسبيح والتحميد
والتمجيد والتكبير. لكرامة مولود ولد لمحمد (صلى الله عليه
وآله) في دار الدنيا. وأوحى الله عز وجل إلى جبرئيل (عليه
السلام) أن اهبط إلى نبيي محمد في ألف قبيل. في القبيل ألف
ألف ملك على خيول بلق مسرجة ملجمة. عليها قباب الدر
والياقوت. معهم ملائكة يقال لهم: الروحانيون بأيديهم
حراب من نور أن هنئوا محمدا بمولوده.

وأخبره يا جبرئيل أنى قد سميته الحسين وعزه وقل له: يا محمد يقتله شرار أمتك على شرار الدواب فويل للقاتل. وويل للسائق. وويل للقائد. قاتل الحسين أنا منه برء وهو منى برء لأنه لا يأتى أحد يوم القيامة إلا وقاتل الحسين أعظم جرما منه قاتل الحسين يدخل النار يوم القيامة مع الذين يزعمون أن مع الله إلها آخر والنار أشوق إلى قاتل الحسين ممن أطاع الله إلى الجنة.

قال: فبينا جبرئيل يهبط من السماء إلى الأرض إذ مر بدردائيل فقال له دردائيل: يا جبرائيل ما هذه الليلة فى السماء هل قامت القيامة على أهل الدنيا؟ قال: لا. ولكن ولد لمحمد مولود فى دار الدنيا وقد بعثنى الله عز وجل إليه لأهنئه بمولوده فقال الملك له: يا جبرئيل بالذى خلقك وخلقنى إن هبطت إلى محمد فأقرئه منى السلام وقل له: بحق هذا المولود عليك إلا ما سألت الله ربك أن يرضى عنى ويرد على أجنحتى ومقامى من صفوف الملائكة.

فهبط جبرئيل على النبى (صلى الله عليه وآله) وهنأه كما أمره الله عز وجل وعزاه فقال النبى (صلى الله عليه وآله): تقتله أمتى؟ قال: نعم. فقال النبى (صلى الله عليه وآله) ما هؤلاء بأمتى أنا برء منهم والله برء منهم قال جبرئيل: وأنا برء منهم يا محمد. فدخل النبى (صلى الله عليه وآله) على فاطمة وهنأها

وعزاها فبكت فاطمة (عليها السلام) وقالت: ياليتنى لم ألده قاتل الحسين فى النار وقال النبى (صلى الله عليه وآله) أنا أشهد بذلك يا فاطمة ولكنه لا يقتل حتى يكون منه إمام تكون منه الأئمة الهادية بعده.

ثم قال (صلى الله عليه وآله): الأئمة بعدى: الهادى على، المهتدى الحسن، الناصر الحسين المنصور على بن الحسين، الشافع محمد بن على، النفاع جعفر بن محمد، الأمين موسى بن جعفر، الرضا على بن موسى، الفعال محمد بن على، المؤتمن على بن محمد، العلام الحسن بن على، ومن يصلى خلفه عيسى بن مريم، فسكنت فاطمة من البكاء.

ثم أخبر جبرئيل النبى (صلى الله عليه وآله) بقضية الملك وما أصيب به. قال ابن عباس فأخذ النبى (صلى الله عليه وآله) الحسين وهو ملفوف فى خرق من صوف فأشار به إلى السماء ثم قال: اللهم بحق هذا المولود عليك، لا بل بحقك عليه. وعلى جده محمد وإبراهيم وإسماعيل وإسحاق ويعقوب. إن كان للحسين بن على ابن فاطمة عندك قدر فارض عن دردائيل ورد عليه أجنحته ومقامه من صفوف الملائكة.

فاستجاب الله دعاءه. وغفر للملك. والملك لا يعرف فى الجنة إلا بأن يقال: هذا مولى الحسين بن على و ابن فاطمة بنتِ رسول

اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ).[1]

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ایک فرشتے کا نام دردائیل ہے اس کے 16 ہزار پَر ہیں اور ان پَروں کا فاصلہ اتنا ہے کہ جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ ایک دن اس فرشتے کے ذہن میں خیال آیا کہ کیا اللہ نے کوئی شے مجھ سے بھی بلند پیدا کی ہے؟

اللہ نے اس کو اتنے ہی پَر اور عطا کیے اور اب اس کے پاس 32 ہزار پَر ہو گئے۔ پھر اللہ نے اسے حکم دیا کہ وہ پرواز کرے۔

چنانچہ! وہ پچاس سال تک اُڑتا رہا اور عرش کے کسی ایک کونے تک نہ پہنچ سکا۔ جب وہ تھک گیا تو اللہ نے اسے وحی کی: اے ملک! اپنے مقام پر پلٹ جا، اس لیے کہ میری عظمت ہر عظیم شے پر حاوی ہے اور مجھ سے بلند کوئی شے نہیں اور نہ ہی مجھے کسی مکان سے متصف کیا جا سکتا ہے۔ پس اللہ نے اس کے پَر اس سے چھین لیے اور اُسے صفِ ملائکہ سے بھی نکال دیا۔

پھر جب امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی، تو وہ شبِ جمعہ تھی، اللہ نے خازنِ جہنم کو حکم دیا کہ فرزندِ رسولؐ کی ولادت کی کرامت میں آتشِ جہنم

---

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ: جلد اوّل، صفحہ 684، باب 24، حدیث 36؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 13، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 43، صفحہ 248، حدیث 24؛ حلیۃ الابرار ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 105، باب سوم، حدیث 1؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 432، حدیث 954؛ صحیفۃ الابرار تقی مامقانی: جلد سوم، صفحہ 371؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 96

کو بجھا دو اور رضوانِ جنّت کو وحی کی کہ وہ مولودِ محمدؐ کی ولادت کی خوشی میں جنّت کو آراستہ کرے۔ اللہ نے حورالعین کو وحی کی کہ وہ اس خوشی کے موقعے پر اپنے آپ کو آراستہ کریں۔ اللہ نے ملائکہ کو وحی کی کہ وہ حسینؑ کی کرامت میں صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور تسبیح وتحمید وتکریم وتمجید کریں۔

اللہ نے جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ میرے نبیؐ کے پاس ہزار گروہ ملائکہ کے ساتھ جائیں اور ہر گروہ میں ہزار ہزار ملک ہوں جو سب زین و لجام سے آراستہ، سفید اور کالے نشانوں والے گھوڑوں پر سوار ہوں اور وہ گھوڑے یاقوت اور جواہر سے سجے ہوئے ہوں، ان کے ساتھ ملائکہ ہوں جنھیں روحانی کہا جاتا ہے اور ان کے ہاتھ میں نُور کے طبق ہوں اور وہ محمدؐ کو مولود کی مبارکباد دیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو وحی کی: اے جبرائیلؑ! میرے نبیؐ کو یہ خبر دینا کہ اس مولود کا نام حسینؑ رکھیں اور ان سے کہنا: اے محمدؐ! اس کو آپؐ کی اُمت کے شریر لوگ بدترین سواری پر سوار ہو کر قتل کریں گے پس ویل ہے قاتل کے لیے، ویل ہے پشت پناہی کرنے والوں کے لیے اور ویل ہے بُری راہ دکھانے والوں کے لیے۔ میں حسینؑ کے قاتل کو قیامت کے روز مشرکوں کے ساتھ جہنم میں داخل کروں گا۔ جہنم حسینؑ کے قاتل کا اُسی طرح مشتاق ہے جس طرح جنّت اطاعت گزاروں کی مشتاق ہے۔

پس! جبرائیلؑ زمین کی طرف محوِ پرواز ہوئے۔ جب دردائیل کے پاس سے گزرے تو دردائیل نے کہا: اے جبرائیلؑ! آج رات آسمان پر کیا اُمور طے پائے ہیں؟ کیا اہلِ زمین پر قیامت آنے والی ہے؟

جبرائیلؑ نے کہا: نہیں! بلکہ زمین پر حضرت محمدؐ کے گھر میں ایک بچے کی ولادت

ہوئی ہے اور اللہ مجھے اس بچے کی مبارک باد دینے کے لیے بھیج رہا ہے۔
اس فرشتے نے کہا: اے جبرائیلؑ! تمھیں قسم ہے اس ذات کی جس نے تمھیں اور مجھے خلق کیا ہے! جب رسولؐ اللہ کے پاس پہنچنا تو میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ اس مولود کے حق کے واسطے سے آپؐ میرے لیے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کریں کہ وہ مجھ سے راضی ہوجائے اور میرے پَر مجھے واپس کردے اور مجھے صف ملائکہ میں قیام کی اجازت دے دے۔
جبرائیلؑ حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپؐ کو مبارک باد دی اور جیسے اللہ نے حکم دیا تھا، اسے بجالائے۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا: کیا میری اُمت میرے فرزند کو قتل کرے گی؟
جبرائیلؑ نے عرض کیا: جی ہاں۔
آپؐ نے فرمایا: وہ لوگ میری اُمت میں نہیں ہوں گے، میں ان سے بری ہوں اور اللہ بھی ان سے بری ہے۔
جبرائیلؑ نے عرض کیا: اے محمدؐ! میں بھی ان سے بری ہوں۔
پھر آپؐ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آئے اور ان کو مبارکباد پیش کی اور حسینؑ کی شہادت کی خبر دی۔ جنابِ سیّدہؑ رونے لگیں اور فرمایا: اے کاش! یہ بچہ نہ پیدا ہوتا، اللہ حسینؑ کے قاتل کو جہنم رسید کرے۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! حسینؑ کے قاتل کے جہنمی ہونے کی گواہی مَیں دیتا ہوں لیکن تمھارا یہ بیٹا قتل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کی نسل سے ایک امام پیدا نہ ہوجائے کہ جس کی پشت سے باقی آئمہ ہدیٰؑ پیدا ہوں گے۔
میرے بعد جو آئمہؑ ہیں ان میں علیؑ ہادی ہیں، پھر حسنؑ مہتدی، پھر حسینؑ

ناصر، پھر علی بن حسینؑ منصور، پھر محمد بن علیؑ شافع، پھر جعفر بن محمدؑ نافع، پھر موسیٰ بن جعفرؑ امین، پھر علی بن موسیٰؑ رضا، پھر محمد بن علیؑ فعال، پھر علی بن محمدؑ موتمن، پھر حسن بن علیؑ علام، اور پھر قائم صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ جن کے پیچھے عیسیٰؑ ابن مریمؑ نماز ادا کریں گے۔ یہ سن کر سیّدہ فاطمہؑ نے گریہ بند کردیا۔
پھر جبرائیلؑ نے رسولؐ اللہ کو اس فرشتے کا قصہ سنایا اور اس کا پیغام پہنچایا۔
آپؐ نے امام حسین علیہ السلام کو جو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے ہاتھوں پر اُٹھایا اور آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اے اللہ! تجھے اس مولود کے حق کا واسطہ، بلکہ اس کے حق کا واسطہ جو تیرا اس مولود پر ہے اور اس کے جدامجد محمدؐ اور ابراہیمؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ پر ہے، اگر حسین بن علیؑ اور فاطمہؑ کی کوئی منزلت تیری بارگاہ میں ہے تو دردائیل کو معاف فرما اور اس کے پَر اسے لوٹا دے اور اسے صفِ ملائکہ میں جگہ دے دے۔
پس اللہ نے آپؐ کی دُعا قبول کی اور اس ملک کی خطا کو معاف فرما دیا، اور اس کے پَر اسے لوٹا دیئے اور اسے ملائکہ کی صف میں جگہ دے دی۔ پس اس ملک کی جنّت میں پہچان یہ ہے کہ کہا جاتا ہے: یہ حسینؑ بن علیؑ اور فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کا غلام ہے۔

(18) قال المجلسی فی بحار الانوار: أقول: فی حدیث المفضل بطوله الذی یأتی باسنادہ فی کتاب الغیبة عن الصادق (علیه السلام) أنه قال: کان ملك بین المؤمنین یقال له: صلصائیل، بعثه الله فی بعث فأبطأ فسلبه ریشه ودق جناحیه وأسکنه فی جزیرة من جزائر البحر إلی لیلة ولد الحسین (علیه

السلام). فنزلت الملائکة واستأذنت الله فی تهنئة جدی رسول الله (صلی الله علیه وآله) وتهنئة أمیر المؤمنین (علیه السلام) وفاطمة (علیها السلام) فأذن الله لهم فنزلوا أفواجا من العرش ومن سماء سماء فمروا بصلصائیل وهو ملقی بالجزیرة. فلما نظروا إلیه وقفوا فقال لهم یا ملائکة ربی إلی أین تریدون؟ وفیم هبطتم؟ فقالت له الملائکة: یاصلصائیل قد ولد فی هذه اللیلة أکرم مولود ولد فی الدنیا بعد جده رسول الله (صلی الله علیه وآله) وأبیه علی وأمه فاطمة وأخیه الحسن والحسین وقد استأذنا الله فی تهنئة حبیبه محمد (صلی الله علیه وآله) لولده فأذن لنا. فقال صلصائیل: یاملائکة الله إنی أسألکم بالله ربنا وربکم وبحبیبه محمد (صلی الله علیه وآله) وبهذا المولود أن تحملونی معکم إلی حبیب الله وتسألونه وأسأله أن یسأل الله بحق هذا المولود الذی وهبه الله له أن یغفر لی خطیئتی ویجبر کسر جناحی ویردنی إلی مقامی مع الملائکة المقربین.

فحملوه وجاؤا به إلی رسول الله (صلی الله علیه وآله) فهنؤوه بابنه الحسین (علیه السلام) وقصوا علیه قصة الملك وسألوه مسألة الله والأقسام علیه بحق الحسین (علیه السلام) أن یغفر له خطیئته ویجبر کسر جناحه. ویرده إلی مقامه مع الملائکة المقربین.

فقام رسول الله (صلی الله علیه وآله) فدخل علی فاطمة (علیها السلام) فقال لها: ناولینی ابنی الحسین فأخرجته إلیه مقموطا یناغی جده رسول الله (صلی الله علیه وآله) فخرج به إلی الملائکة فحمله علی بطن کفه فهللوا و کبروا وحمدوا الله تعالی وأثنوا علیه. فتوجه به إلی القبلة نحو السماء. فقال: اللهم إنی أسألك بحق ابنی الحسین أن تغفر لصلصائیل خطیئته، وتجبر کسر جناحه. وترده إلی مقامه مع الملائکة المقربین. فتقبل الله تعالی من النبی (صلی الله علیه وآله) ما أقسم به علیه. وغفر لصلصائیل خطیئته وجبر کسر جناحه، ورده إلی مقامه مع الملائکة المقربین.[1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومنین ملائکہ میں سے ایک فرشتہ صلصائیل تھا جسے اللہ نے کسی کام کے لیے بھیجا تو اس سے دیر ہوگئی۔ پس اللہ نے اس سے پَر و بال چھین لیے اور اسے ایک جزیرے میں پھینک دیا۔ جس رات امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو ملائکہ مبارکباد دینے کے لیے اُترے اور اللہ نے اجازت دی کہ ملائکہ افواج کی صورت عرش سے اُتریں اور رسولؐ اللہ، امیر المومنینؑ اور سیّدہ فاطمہؑ کو مبارکباد پیش کریں۔ پس! گزرتے ہوئے انھوں نے صلصائیل سے ملاقات کی جو ایک جزیرے میں پڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے ملائکہ! کہاں جا رہے ہو یا یہ کہ کیا قیامت

---

[1] بحارالانوار: جلد 43، صفحہ 259، حدیث 47، العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 16، حدیث 6، الہدایۃ الکبریٰ: صفحہ 228

آ گئی ہے؟

ملائکہ نے کہا: اے صلصائیل! آج رات دنیا میں ایک عظیم مولود رسولؐ اللہ کے بعد پیدا ہوا ہے اور اس کے والد علیؑ اور والدہ سیّدہ فاطمہؑ اور بھائی حسنؑ ہیں اور وہ مولود حسینؑ ہے اور اللہ نے ہمیں اجازت بخشی ہے کہ ہم اس کے حبیب حضرت محمد ﷺ کو اس مولود کی مبارکباد دیں تو ہم مبارکباد دینے جا رہے ہیں۔

صلصائیل نے کہا: اے اللہ کے ملائکہ! میں تم سے اپنے اور تمھارے رب اور اس کے حبیب حضرت محمدؐ اور اس مولود کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بھی اللہ کے حبیبؐ کے پاس لے چلو اور ان سے درخواست کرو کہ وہ اللہ سے اس مولود کے صدقے میں دُعا کریں کہ وہ میری خطا معاف کردے اور میرے پَر واپس کردے اور ملائکہ مقربین کے ساتھ میرا مقام واپس لوٹا دے۔

پس! ملائکہ نے اُسے اُٹھا لیا اور رسولؐ اللہ کے پاس لے آئے۔ پھر ملائکہ نے آپؐ کو آپؐ کے بیٹے حسینؑ کی مبارکباد دی اور اس فرشتے کا قصہ بیان کیا اور درخواست کی کہ آپؐ اس مولود کے صدقے میں اللہ سے دُعا کریں کہ وہ اس فرشتے کی خطا معاف فرما دے اور اس کے پَر واپس کردے اور اسے ملائکہ مقربین کے ساتھ اپنے مقام پر لوٹا دے۔

چنانچہ! رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آئے اور فرمایا: میرا بیٹا مجھے اُٹھا دیجیے۔

پس! انھوں نے اسے ان کے جدامجد کو کپڑے میں لپٹا ہوا (حسینؑ) دے دیا تو حضورؐ باہر ملائکہ کے پاس آئے اور انھوں نے امام حسینؑ کو دونوں ہاتھوں

پر بلند کیا۔ پھر تحلیل وتکبیر وحمد وثنائے الٰہی بیان کی، قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے، آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! میں تجھ سے اپنے بیٹے حسینؑ کے صدقے میں سوال کرتا ہوں کہ تو صلصائیل کی خطا کو معاف فرما دے، اس کے پَر واپس کردے اور ملائکہ مقربین کے ساتھ جو اس کا مقام ہے اس کو لوٹا دے۔

پس! اللہ نے آپؐ کی دُعا قبول کی کیونکہ آپؐ نے حسینؑ کی قسم دی تھی اور صلصائیل کی خطا بخش دی اور اس کے پَر اسے عطا کردیے اور اسے ملائکہ مقربین کے ساتھ اپنا مقام واپس لوٹا دیا۔

.... * ....

باب ۴

امام حسین علیہ السلام کی معجزانہ رضاعت کا بیان

(19) الکافی: محمد بن یحیی، عن علی بن إسماعیل، عن محمد بن عمرو الزیات عن رجل من أصحابنا، عن أبی عبد الله علیه السلام قال: لم یرضع الحسین علیه السلام من فاطمة علیها السلام ولا من أنثی، کان یؤتی به النبی صلی الله علیه وآله فیضع إبهامه فی فیه فیمص منها ما یکفیه الیومین والثلاث، فنبت لحما للحسین علیه السلام من لحم رسول الله ودمه ولم یولد لستة أشهر إلا عیسی بن مریم، والحسین بن علی علیهم السلام۔ ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام نے نہ ہی جنابِ فاطمۃ الزہراءؑ کا دودھ پیا اور نہ کسی دوسری عورت کا پیا۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا جاتا تھا تو آپؐ اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں دے دیتے تھے اور امام حسین علیہ السلام اس سے اتنی غذا حاصل کر لیتے تھے کہ دو تین

① اصولِ کافی: جلد سوم، صفحہ 54، باب 114، حدیث 4؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 130؛ الوافی فیض کاشانی: جلد سوم، صفحہ 756، حدیث 1376؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 198، حدیث 14؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 24، حدیث 5؛ جلاء العیون: علامہ مجلسی جلد دوم، صفحہ 98؛ حلیۃ الابرار ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 17، حدیث 1 اور 2

دن کے لیے کافی ہوجاتی تھی۔

پس! امام حسینؑ کا گوشت رسولؐ اللہ کے گوشت سے اُگا اور خون بھی آپؐ کے خون سے اور چھے ماہ کا کوئی بچہ سوائے عیسٰی بن مریمؑ اور حسین بن علیؑ کے پیدا ہوکر زندہ نہیں رہا۔ (مخلصاً)

(20) الکافی: وفی روایة أخری عن أبی الحسن الرضا علیه السلام أن النبی کان یؤتی به الحسین فیلقمه لسانه فیمصه فیجتزء به ولم یرضع من أنثی۔ ①

آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس امام حسین علیہ السلام کو لایا جاتا تو آپؐ اپنی زبان ان کے منہ میں دے دیتے اور امام حسین علیہ السلام اس کو چوستے اور یہ چوسنا ہی کافی ہوجاتا۔ امام علیہ السلام نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔

......✸......

① مذکورہ حوالہ جات فقط العوالم العلوم: حدیث 6

باب 5

اسمِ امام حسین علیہ السلام کے موسوم ہونے کا بیان

(21) حدثنا أحمد بن محمد بن الهيثم العجلي، قال: حدثنا أبو العباس أحمد بن يحيى بن زكريا القطان، قال: حدثنا بكر بن عبد الله بن حبيب، قال: حدثنا أبو محمد تميم بن بهلول، عن أبيه، عن عبد الله بن الفضل الهاشمي، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده عليهم السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله ذات يوم جالسا وعنده علي وفاطمة والحسن والحسين عليهم السلام، فقال: والذي بعثني بالحق بشيرا، ما على وجه الأرض خلق أحب إلى الله عز وجل ولا أكرم عليه منا. إن الله تبارك وتعالى شق لي اسماً من أسمائه، فهو محمود وأنا محمد، وشق لك يا علي اسماً من أسمائه، فهو العلي الأعلى وأنت علي، وشق لك يا حسن اسماً من أسمائه، فهو المحسن وأنت حسن وشق لك يا حسين اسماً من أسمائه فهو ذو الاحسان وأنت حسين، وشق لك يا فاطمة اسماً من أسمائه فهو الفاطر وأنت فاطمة. ثم قال صلى الله عليه وآله: اللهم إني أشهدك أني سلم لمن سالمهم، وحرب لمن حاربهم، ومحب

لمن أحبهم، ومبغض لمن أبغضهم، وعدو لمن عاداهم، وولي لمن والاهم، لأنهم مني وأنا منهم. ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کے پاس علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام موجود تھے تو اس وقت آپؐ نے فرمایا: اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے! سطحِ زمین پر کوئی ایسی مخلوق نہیں ہے کہ جو اللہ کی بارگاہ میں ہم سے زیادہ محبوب اور قابلِ عزت ہو۔ بے شک! اللہ نے میرے لیے اپنے نام میں سے نام نکالا، پس! وہ محمود ہے اور مَیں محمدؐ ہوں اور اے علیؑ! اللہ نے تمھارے لیے اپنے ناموں میں سے نام نکالا، پس وہ علی الاعلیٰ ہے اور آپؑ علیؑ ہیں اور اے حسنؑ! پروردگار نے تمھارے لیے اپنے ناموں میں سے ایک نام نکالا کہ وہ محسن ہے اور تم حسنؑ ہو اور اے حسینؑ! تمھارے لیے اللہ نے اپنے ناموں میں سے ایک نام نکالا کہ وہ ذوالاحسان ہے اور تم حسینؑ ہو اور اے فاطمہؑ! تمھارے لیے اللہ نے اپنے ناموں میں سے نام نکالا ہے کہ وہ فاطر ہے اور تم فاطمہؑ ہو۔

پھر رسولؐ اللہ نے فرمایا: اے پروردگار! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میری صلح ہے ان لوگوں سے جو ان سے صلح کرتے ہیں اور میری جنگ ہے ان سے جو ان کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور میری محبت ہے ان لوگوں سے جو ان سے محبت رکھتے ہیں اور میرا بُغض و عداوت ہے ان لوگوں سے لیے جو ان کے ساتھ بُغض و عداوت رکھتے ہیں، میری دشمنی ہے ان سے جو ان سے دشمنی

① معانی الاخبار شیخ صدوق: جلد اول، صفحہ 95، باب 28، حدیث 3

رکھتے ہیں اور میری دوستی ہے ان سے جو ان کو دوست رکھتے ہیں چونکہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

(22) حدثنا الحسن بن محمد بن سعيد الهاشمي الكوفي، قال: حدثنا فرات بن إبراهيم الكوفي، قال: حدثنا الحسن بن علي بن الحسين بن محمد، قال: حدثنا إبراهيم بن الفضل بن جعفر بن علي بن إبراهيم بن سليمان بن عبد الله بن العباس، قال: حدثنا الحسن ابن علي الزعفراني البصري، قال: حدثنا سهل بن بشار، قال: حدثنا أبو جعفر محمد بن علي الطالقاني، قال: حدثنا محمد بن عبد الله مولى بني هاشم، عن محمد بن إسحاق، عن الواقدي، عن الهذيل، عن مكحول، عن طاووس، عن ابن مسعود، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي بن أبي طالب عليه السلام: لما خلق الله -عز وجل ذكره- آدم ونفخ فيه من روحه وأسجد له ملائكته، وأسكنه جنته، وزوجه حواء أمته، فرفع طرفه نحو العرش فإذا هو بخمسة سطور مكتوبات. قال آدم: يا رب من هؤلاء؟ قال الله عز وجل له: هؤلاء الذين إذا تشفع بهم إلى خلقي شفعتهم. فقال آدم: يا رب بقدرهم عندك ما اسمهم؟ قال تعالى: أما الأول فأنا المحمود وهو محمد، والثاني فأنا العالي وهو علي، والثالث فأنا الفاطر وهي فاطمة، والرابع فأنا المحسن وهو الحسن، والخامس فأنا ذو

الاحسان وهو الحسين، كل يحمد الله عز وجل.①

ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے آدمؑ کو خلق فرمایا اور ان میں اپنی روح میں سے پھونکا اور ان کے لیے فرشتوں نے سجدہ کیا اور خدا نے ان کو جنّت میں ٹھہرایا اور اپنی کنیز حواؑ سے ان کی تزویج کروائی تو اس وقت آدمؑ نے اپنی آنکھ کے گوشے کو عرش کی طرف اُٹھایا تو انھیں وہاں پر پانچ سطریں لکھی ہوئی نظر آئیں۔

آدمؑ نے کہا: اے پروردگار! یہ لوگ کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب میری مخلوق ان کو میری بارگاہ میں اپنا شفیع بنائے گی تو مَیں اپنی خلق کے لیے ان کی شفاعت قبول کروں گا۔

پھر آدمؑ نے عرض کیا: اے پروردگار! تیرے نزدیک جوان کی قدر و منزلت ہے اس کی قسم! ان کے نام کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سنو! ان میں جو پہلا نام، مَیں محمود ہوں اور وہ محمدؐ ہے اور دوسرا نام، مَیں عالی ہوں اور وہ علیؑ ہے اور تیسرا نام، میں فاطر ہوں اور وہ فاطمہؑ ہے اور چوتھا نام، مَیں محسن ہوں اور وہ حسنؑ ہے اور پانچواں نام، مَیں ذوالاحسان ہوں اور وہ حسینؑ ہے۔ یہ تمام کے تمام اللہ کی حمد کرتے ہیں۔

① معانی الاخبار: جلد اوّل، صفحہ 96، باب 28، حدیث 5؛ علل الشرائع شیخ صدوق: صفحہ 175، باب 116، حدیث 2؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی، جلد سوم، صفحہ 442، حدیث 958؛ بحارالانوار: جلد 27، صفحہ 3، حدیث 7 اور جلد 15، صفحہ 14، حدیث 18؛ حلیۃ الابرار، ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 15، حدیث 1 اور صفحہ 113، حدیث 1

(23) عن الجوهري، عن الحكم بن أسلم، عن وكيع، عن الأعمش، عن سالم قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): إني سميت ابني هذين باسم ابني هارون شبرا وشبيرا. ①

سالم کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:
میرے ان دونوں بیٹوں کے نام اللہ نے ہارونؑ کے دونوں فرزندوں شبر و شبیر کے نام پر رکھے ہیں۔

(24) الحسن بن محمد بن يحيى العلوي، عن جده، عن أحمد بن صالح التميمي، عن عبد الله بن عيسى، عن جعفر بن محمد، عن أبيه (عليهما السلام) قال: أهدى جبرئيل إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) اسم الحسن بن علي وخرقة حرير من ثياب الجنة واشتق اسم الحسين من اسم الحسن. ②

آقا و مولا امام جعفر صادقؑ: جنابِ جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور امام حسنؑ کا نام اور لباس جنت سے ایک حریر کا خرقہ ہدیہ کیا اور حسینؑ کے نام کو حسنؑ کے نام سے مشتق کیا۔

(25) عيون اخبار الرضا ع: عن الحسن بن علي (عليهما السلام) أنه سمي حسنا يوم السابع واشتق من اسم الحسن حسينا وذكر

① علل الشرائع: صفحہ 178، باب 116، حدیث 6؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 55؛ بحار الانوار: جلد 43، صفحہ 241، حدیث 9؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 27، حدیث 3

② علل الشرائع: صفحہ 179، باب 116، حدیث 9؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 28، حدیث 5؛ بحار الانوار: جلد 43، صفحہ 241، حدیث 11؛ معانی الاخبار: جلد اوّل، صفحہ 97، باب 28، حدیث 8؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 55

أنه لم يكن بينهما إلا الحمل. ①

آقا و مولا امام حسنؑ نے فرمایا: ساتویں دن میرا نام حسنؑ رکھا گیا اور حسنؑ نام سے حسینؑ کو مشتق کیا گیا اور دونوں کے درمیان بس حمل کا فاصلہ تھا۔

(26) الحسن العلوي، عن جده، عن داود بن القاسم، عن عيسى عن يوسف بن يعقوب، عن ابن عيينة، عن عمرو بن دينار، عن عكرمة قال: لما ولدت فاطمة الحسن جاءت به إلى النبي (صلى الله عليه وآله) فسماه حسنا فلما ولدت الحسين جاءت به إليه فقالت يا رسول الله هذا أحسن من هذا فسماه حسينا. ②

عکرمہ کہتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں امام حسنؑ کی ولادت ہوئی تو آپؑ ان کو رسولِ خدا کی خدمت میں لائیں۔ پس! آپؐ نے ان کا نام حسنؑ رکھا۔ پھر جب امام حسینؑ کی ولادت ہوئی تو انھیں سیدہ فاطمہؑ رسولِ خدا کی خدمت میں لے آئیں اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ ان سے (حسنؑ سے) بھی حسین ہیں تو آپؐ نے ان کا نام حسینؑ رکھا۔

...... ✱ ......

① عیون اخبار الرضاؑ: جلد دوم، صفحہ 59، باب 31، حدیث 145؛ بحار الانوار: جلد 43، صفحہ 240، حدیث 5، صحیفۃ الرضاؑ: صفحہ 250

② معانی الاخبار: جلد اوّل، صفحہ 97، باب 28، حدیث 8؛ علل الشرائع: صفحہ 179، باب 116، حدیث 10؛ بحار الانوار: جلد 43، صفحہ 242، حدیث 12؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 56؛ مدینۃ المعاجز بحرانی: جلد سوم، صفحہ 443، حدیث 960

باب ٦

امام حسین علیہ السلام کے چند معجزات کا بیان

(27) تهذيب الأحكام: محمد بن الحسين، عن الحكم بن مسكين، عن أيوب بن أعين، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن امرأة كانت تطوف وخلفها رجل فأخرجت ذراعها فقال بيده حتى وضعها على ذراعها. فأثبت الله يد الرجل في ذراعها حتى قطع الطواف وأرسل إلى الأمير واجتمع الناس وأرسل إلى الفقهاء فجعلوا يقولون: اقطع يده فهو الذي جنى الجناية. فقال: ههنا أحد من ولد محمد رسول الله صلى الله عليه وآله؟ فقالوا: نعم الحسين بن علي عليهما السلام قدم الليلة. فأرسل إليه فدعاه فقال: انظر ما لقي ذان؟ فاستقبل الكعبة ورفع يديه فمكث طويلا يدعو ثم جاء إليهما حتى خلص يده من يدها. فقال الأمير: ألا تعاقبه بما صنع؟ قال: لا. [1]

ایوب بن اعین آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں

[1] تہذیب الاحکام: جلد پنجم، صفحہ 470، حدیث 6881؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 123؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 158؛ مناقب ابن شہر آشوب، جلد چہارم، صفحہ 58؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 183، حدیث 10؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 47، حدیث 3

کہ آپؑ نے فرمایا: ایک مرتبہ ایک عورت بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی اور اس کے پیچھے ایک مرد بھی طواف کر رہا تھا۔ اِس دوران عورت کے بازو سے کپڑا ہٹا تو پیچھے آنے والے مرد نے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھا۔ قدرتِ خداوندی سے اس کا ہاتھ اس کے بازو سے چمٹ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی بڑی کوشش کی مگر کسی طرح بھی اس کا ہاتھ جدا ہونے میں نہ آیا۔ پس! لوگ انھیں پکڑ کر والیٔ مکّہ کے پاس لے گئے۔ اس نے فقہاء سے مسئلہ پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس شخص کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیے کیونکہ اس نے حرمِ کعبہ میں سخت گناہ کیا ہے۔

والیٔ مکّہ نے حاضرین سے پوچھا: کیا اس وقت اولادِ رسولؐ میں سے کوئی فرد یہاں مکّہ میں موجود ہے؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں، امام حسین علیہ السلام گذشتہ رات ہی یہاں پہنچے ہیں۔ والیٔ مکّہ نے آپؑ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور آپؑ تشریف لائے۔ اس نے مرد و عورت کی حالت آپؑ کو دکھائی تو آپؑ نے قبلہ کی طرف رُخ کیا اور کافی دیر تک دُعا میں مصروف رہے۔ پھر آپؑ اُٹھ کر مرد و عورت کے پاس آئے اور آپؑ نے مرد کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تو وہ عورت کے بازو سے الگ ہو گیا۔

والیٔ مکّہ نے آپؑ سے پوچھا: کیا اس شخص کو سزا ملنی چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

(28) مختصر البصائر: عن الباقر، عن أبيه عليهما السلام أنه قال: صار جماعة من الناس بعد الحسن إلى الحسين عليهما السلام

فقالوا: یا ابن رسول الله ما عندك من عجائب أبيك التي كان يرينا ها؛ فقال: هل تعرفون أبي؛ قالوا: كلنا نعرفه. فرفع له سترا كان على باب بيت ثم قال: انظروا في البيت. فنظروا. فقالوا: هذا أمير المؤمنين، ونشهد أنك خليفة الله حقا. [1]

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کے بعد کچھ لوگ میرے والد گرامی امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور انھوں نے آپؑ سے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کے والد (امیر المومنینؑ) ہمیں عجائبات دکھایا کرتے تھے، آپؑ بھی ہمیں کچھ عجائبات کا مشاہدہ کرائیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم لوگ میرے والد کو جانتے ہو؟

سب نے عرض کیا: جی ہاں! ہم انھیں بخوبی جانتے ہیں۔

اس کے بعد آپؑ نے دروازے پر پڑا ہوا پردہ اُٹھایا اور فرمایا: دیکھو سامنے گھر میں کون بیٹھا ہے؟

لوگوں نے اندر نگاہ کی تو انھیں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام بیٹھے ہوئے دکھائی دیے۔ اس کے بعد سب نے بے ساختہ کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؑ اللہ کے حقیقی خلیفہ ہیں۔

---

[1] الخرائج والجرائح راوندی: جلد دوم، صفحہ 811، حدیث 20؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 160؛ اثبات الھداۃ حرعاملی: جلد دوم، صفحہ 582، حدیث 36؛ الایقاظ من الہجعہ حرعاملی: صفحہ 228، حدیث 20؛ مختصر بصائر الدرجات سعد قمی: صفحہ 361، حدیث 324؛ المحتضر ابن سلیمان حلی: صفحہ 37، حدیث 42

(29) الخرائج والجرائح: روى عن مندل، عن هارون بن خارجة عن الصادق عليه السلام عن آبائه عليهم السلام [قال] إن الحسين عليه السلام إذا أراد أن ينفذ غلمانه في بعض أموره قال لهم: لا تخرجوا يوم كذا، وأخرجوا يوم كذا، فإنكم إن خالفتموني قطع عليكم. فخالفوه مرة وخرجوا، فقتلهم اللصوص، وأخذوا ما معهم، واتصل الخبر بالحسين عليه السلام فقال: لقد حذرتهم، فلم يقبلوا مني. ثم قام من ساعته ودخل على الوالي. فقال الوالي: يا أبا عبد الله بلغني قتل غلمانك فآجرك الله فيهم.

فقال الحسين عليه السلام: فإني أدلك على من قتلهم فاشدد يدك بهم. قال: أو تعرفهم يا ابن رسول الله؛ قال: نعم، كما أعرفك، وهذا منهم. وأشار بيده إلى رجل واقف بين يدي الوالي - فقال الرجل: ومن أين قصدتني بهذا، ومن أين تعرف أني منهم؛ فقال له الحسين عليه السلام: إن أنا صدقتك تصدقني فقال الرجل: نعم. والله لأصدقنك. فقال: خرجت ومعك فلان وفلان. وذكرهم كلهم: فمنهم أربعة من موالي المدينة والباقون من حبشان المدينة. فقال الوالي للرجل: ورب القبر والمنبر. لتصدقني أو لأهرأن لحمك بالسياط. فقال الرجل: والله ما كذب الحسين وقد صدق وكأنه كان معنا

فجمعهم الوالي جميعا، فأقروا جميعا فضرب أعناقهم ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ایک مرتبہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے غلاموں سے فرمایا کہ تم فلاں دن سفر نہ کرنا، اس کے بجائے تم جمعرات کے دن سفر کرنا اور اگر تم نے میری حکم عدولی کی تو ڈاکو تمھیں لوٹ لیں گے اور تمھارا تمام سامان لے جائیں گے اور صرف لوٹنے پر ہی قناعت نہیں کریں گے بلکہ تمھیں قتل کر دیں گے۔

پس! غلاموں نے آپؑ کے فرمان کی پرواہ نہ کی اور انھوں نے ممنوعہ دن میں سفر کیا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے ان پر حملہ کیا اور انھیں قتل کر کے ان کا سارا سامان لوٹ لیا۔ جب آپؑ کے غلاموں کے قتل کی خبر والیٔ مدینہ کو پہنچی تو وہ تعزیت کرنے کے لیے آپؑ کے پاس آیا اور کہا: یا اباعبداللہ! ان کی موت پر اللہ آپؑ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں تجھے ان کے قاتلوں کے متعلق بتاتا ہوں اور تمھارا فرض ہے کہ تم انھیں گرفتار کر کے انھیں کیفر کردار تک پہنچاؤ۔

والیٔ مدینہ نے کہا: تو کیا آپؑ اُن کو جانتے ہیں؟

① دلائل الامامۃ ابوجعفر طبری: صفحہ 185، حدیث 104؛ الخرائج والجرائح راوندی، جلد اوّل، صفحہ 246، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 181، حدیث 5؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 121؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 134؛ الصراط المستقیم للبیاضی: جلد دوم، صفحہ 178، حدیث 3؛ الھدایۃ الکبریٰ: صفحہ 205؛ الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی: صفحہ 342؛ عوالم العلوم: جلد صفحہ 55، حدیث 4

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! میں انھیں ایسے ہی جانتا ہوں جیسا کہ تمھیں اچھی طرح سے جانتا ہوں اور تیرے ساتھ آنے والا یہ شخص بھی انھی کا ایک فرد ہے۔

والیٔ مدینہ کے ساتھ آنے والے شخص نے تعجب سے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ نے یہ بات کس بنیاد پر کہی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں واقعات کی تفصیل بیان کروں تو کیا تو مان لے گا؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: تُو اور فلاں فلاں افراد ڈاکہ زنی کے لیے روانہ ہوئے تھے اور تمھارے ساتھ چار غلام بھی تھے اور باقی کا تعلق اہلِ مدینہ سے تھا اور تم نے میرے غلاموں پر حملہ کر کے انھیں قتل کیا اور اُن کا تمام اسباب لوٹ لیا۔

والیٔ مدینہ نے اس شخص سے کہا: سچ سچ بتاؤ ورنہ میں تمھاری کھال ادھیڑ دوں گا۔

اس شخص نے کہا: امام حسین علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے اور آپؑ نے یوں واقعات بیان کیے ہیں گویا آپؑ نے سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔

پھر والیٔ مدینہ نے ان تمام افراد کو اکٹھا کیا اور ان سب نے اپنے جرم کا اقرار کیا پس والیٔ مدینہ نے ان سب کو قتل کرا دیا۔

(30) روى عن جابر الجعفي، عن زين العابدين عليه السلام قال: أقبل أعرابي إلى المدينة ليختبر الحسين عليه السلام لما ذكر له من دلائله. فلما صار بقرب المدينة خضخض ودخل المدينة. فدخل الحسين وهو جنب. فقال له أبو عبد الله الحسين عليه السلام: أما تستحي يا أعرابي أن تدخل إلى إمامك وأنت جنب. وقال: أنتم معاشر العرب إذا خلوتم خضخضتم.

فقال الاعرابي: يامولاي قد بلغت حاجتي مما جئت فيه. فخرج من عنده فاغتسل ورجع إليه فسأله عما كان في قلبه.[1]

جابر جعفی آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ایک اعرابی مدینہ میں امام حسین علیہ السلام کا امتحان لینے کے لیے آیا اور جس وقت وہ مدینہ داخل ہونے لگا تو اُس نے اپنے ہاتھ سے استمناء کیا (مشت زنی کی) اور جب داخل ہوا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپؑ نے فرمایا: اے اعرابی! تجھے شرم نہیں آتی کہ اپنے امامؑ کی خدمت میں جنب ہوکر آتے ہو اور تم عرب کے لوگ جب بھی آتے ہو تو استمناء کرکے آتے ہو؟

اعرابی نے عرض کیا: مولاؑ! میری حاجت تھی کہ میں آپؑ کا معجزہ جانوں، اس لیے ایسا کیا۔ پس! وہ وہاں سے نکلا اور غسل کیا پھر واپس آیا اور جو مسئلہ پوچھنا تھا وہ پوچھا۔

(31) عن زرارة بن أعين (قال): سمعت أبا عبد الله عليه السلام. يحدث عن آبائه عليهم السلام ان مريضا شديد الحمى، عاده الحسين عليه السلام. فلما دخل من باب الدار طار الحمى عن الرجل. فقال له: رضيت بما أوتيتم [به] حقا [حقا] والحمى

① الخرائج والجرائح راوندی، جلد اوّل، صفحہ 246، حدیث 2؛ بحارالانوار: جلد 44، حدیث 4 اور جلد 81، صفحہ 59، حدیث 29؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 515، حدیث 1031؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 121؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 4، حدیث 3؛ الصراط المستقیم للبیاضی، جلد دوم، صفحہ 178، حدیث 2 (مختصراً)

تهرب عنكم. فقال له الحسين عليه السلام: والله ما خلق الله شيئا إلا وقد أمره بالطاعة لنا. قال: فإذا [نحن] نسمع الصوت. ولا نرى الشخص يقول لبيك. قال: أليس أمير المؤمنين أمرك أن لا تقربي إلا عدوا أو مذنبا لتكوني كفارة لذنوبه. فما بال هذا فكان المريض عبد الله بن شداد بن الهادي الليثي.[1]

زُرارہ بن اعین کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے آبائے طاہرینؑ سے روایت بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: ایک شخص کو سخت بخار چڑھا ہوا تھا اور امام حسین علیہ السلام اس کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؑ نے جیسے ہی مریض کے گھر میں قدم رکھا تو اس کا بخار اُتر گیا۔

اس شخص نے عرض کیا: اللہ نے آپؑ پر بڑے انعام کیے ہیں، آپؑ کو دیکھ کر بخار بھاگ جاتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے جو بھی چیز پیدا کی ہے اسے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ہمیں کہنے والا تو دکھائی نہ دیا البتہ ہم نے اس کی آواز سنی کہ وہ کہہ رہا تھا: بے شک! آپؑ درست فرمارہے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اُس کہنے والے سے فرمایا: کیا تجھے امیرالمومنینؑ نے یہ حکم

① مناقب آلِ ابی طالبؑ ابن شہر آشوب، جلد چہارم، صفحہ 51؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 154؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 48، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 183، حدیث 9

نہیں دیا تھا کہ ہمارے دشمن یا ہمارے کسی گناہ گار محب کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بننے کے علاوہ اور کسی کے قریب نہ جانا، اس بے چارے کا کیا قصور ہے تو نے اسے تنگ کیوں کیا ہے؟

راوی کا بیان ہے: وہ مریض عبداللہ بن شداد بن ہادی لیثی تھا۔

مؤلف عرض کرتا ہے: امام حسین علیہ السلام کے کثیر معجزات کتب عامہ و خاصہ میں ذکر ہوئے ہیں جن میں سے بعض آیندہ ذکر ہوں گے لیکن یہاں پر ان ہی روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

...... ✵ ......

باب ٧

مقتلِ امام حسینؑ پر رسولِ اکرمؐ کی پیشین گوئی

(32) ابن مسرور، عن ابن عامر، عن عمه، عن الأزدي، عن أبان بن عثمان عن أبان بن تغلب، عن عكرمة، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من سره أن يحيا حياتي، ويموت ميتتي، ويدخل جنة عدن منزلي، ويمسك قضيبا غرسه ربي عز وجل ثم قال له: كن فكان، فليتول علي بن أبي طالب وليأتم بالأوصياء من ولده، فإنهم عترتي، خلقوا من طينتي، إلى الله أشكوا أعداءهم من أمتي المنكرين لفضلهم، القاطعين فيهم صلتي، وأيم الله ليقتلن ابني بعدي الحسين لا أنالهم الله شفاعتي.[1]

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی چاہتا ہے کہ میری زندگی کے مانند زندگی گزارے، میری موت کی طرح دنیا سے جائے

---

[1] امالی شیخ صدوق: حصہ اوّل، صفحہ 115، مجلس 9، حدیث 11؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 257، حدیث 6؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 149؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 121؛ بصائر الدرجات، جلد اوّل، جز اوّل، صفحہ 153؛ باب 22، حدیث 7؛ کامل الزیارات: صفحہ 170، باب 22، حدیث 3 (بفرق الفاظ)

اور بہشت جاوید میں میری منزل میں داخل ہو اور اس درخت سے اپنے لیے شاخ توڑے جسے میرے پروردگار نے کاشت کیا ہے اور پھر اس سے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ سے محبت کرے اور ان کی اولاد کی پیروی کرے جن کے بارے میں سفارش کی گئی ہے کیونکہ وہ میری عترت اور میرا خاندان ہے جو میری طینت اور سرشت سے خلق ہوئے ہیں۔ میں اللہ کی بارگاہ میں ان کے دشمنوں کے بارے میں شکایت کرتا ہوں جو میری اُمت سے ہوں گے اور ان کی فضیلت کا انکار کریں گے اور میرا تعلق ان سے ختم کریں گے یہاں تک کہ خدا کی قسم! وہ میرے بعد میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کریں گے، اللہ میری شفاعت ان کو نصیب نہ کرے گا۔

(33) عن سعد [بن عبد الله]، عن البرقي، عن محمد بن عيسى وأبي إسحاق النهاوندي، عن عبيد الله بن حماد، عن عبد الله بن سنان، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: أقبل جيران أم أيمن إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقالوا: يا رسول الله إن أم أيمن لم تنم البارحة من البكاء، لم تزل تبكي حتى أصبحت قال: فبعث رسول الله إلى أم أيمن فجاءته فقال لها: يا أم أيمن لا أبكى الله عينك إن جيرانك أتوني وأخبروني أنك لم تزل الليل تبكين أجمع. فلا أبكى الله عينك ما الذي أبكاك؟ قالت: يا رسول الله رأيت رؤيا عظيمة شديدة فلم

أزل أبكي الليل أجمع فقال لها رسول الله (صلى الله عليه وآله): فقصيها على رسول الله فإن الله ورسوله أعلم فقالت: تعظم على أن أتكلم بها فقال لها: إن الرؤيا ليست على ما ترى فقصيها على رسول الله قالت: رأيت في ليلتي هذه كأن بعض أعضائك ملقى في بيتي فقال لها رسول الله (صلى الله عليه وآله): نامت عينك يا أم أيمن! تلد فاطمة الحسين فتربينهِ وتلبينه فيكون بعض أعضائي في بيتك. فلما ولدت فاطمة الحسين (عليه السلام) فكان يوم السابع أمر رسول الله (صلى الله عليه وآله) فحلق رأسه وتصدق بوزن شعره فضة. وعق عنه. ثم هيأته أم أيمن ولفته في برد رسول الله (صلى الله عليه وآله) ثم أقبلت به إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقال: مرحبا بالحامل والمحمول يا أم أيمن هذا تأويل رؤياك.[1]

عبداللہ بن سنان آقا و مولا امام جعفر صادقؑ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن اُمِ ایمن کا ہمسایہ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ گذشتہ رات اُمِ ایمن ساری رات روتی رہی ہیں اور بالکل سوئی نہیں ہیں۔ رسول اللہؐ نے اُمِ ایمن کو بلایا اور فرمایا: اے اُمِ ایمن! خدا تیری آنکھوں کو نہ رُلائے تیرے ہمسائیوں نے مجھے

[1] امالی شیخ صدوق: حصہ اول، صفحہ 215، مجلس 19، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 43، صفحہ 242، حدیث 15؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 40

اطلاع دی ہے کہ تُو گذشتہ رات روتی رہی ہے اور سوئی نہیں، خدا تیری آنکھوں کو نہ رُلائے تُو کیوں روتی رہی ہے؟

اُمِ ایمن نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! گذشتہ رات میں نے ایک عجیب وغریب ڈراؤنا خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے مَیں ساری رات روتی رہی ہوں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: اپنے خواب کو میرے سامنے بیان کرو کیونکہ خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے۔

اُمِ ایمن نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ مَیں وہ خواب بیان کروں۔

آپؐ نے فرمایا: کیا تُو نے ایسا خواب دیکھا ہے جس کو خدا اور رسولؐ کے سامنے پیش نہیں کرسکتی؟

اُمِ ایمن نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا ہے کہ آپؐ کے جسمِ اطہر کا ایک ٹکڑا کٹ کر میرے گھر میں گرا ہے۔

رسولؐ اللہ نے جواب میں فرمایا: اپنے خواب سے پریشان مت ہو۔ میری بیٹی فاطمہؑ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا نام حسینؑ ہوگا اور تُو اس کی پرورش کرے گی اور اس کو اپنی آغوش میں لے گی، اس وجہ سے میرا ایک ٹکڑا تیرے گھر میں ہوگا۔

جب جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے ہاں امام حسینؑ کی ولادت ہوئی اور ساتویں دن رسولؐ اللہ کے حکم پر ان کے سر کے بال تراشے گئے اور ان بالوں کے برابر چاندی راہِ خدا میں صدقہ کی گئی اور ان کا عقیقہ کیا گیا۔ تو اُمِ ایمن نے آپؑ کو تیار کیا اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں لے کر

آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مبارک ہو، مرحبا اے اُمِ ایمن! یہ تیرے خواب کی تاویل ہے۔

(34) عن حبيب بن الحسين التغلبي، عن عباد بن يعقوب، عنعمرو بن ثابت، عن أبي الجارود، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان النبي صلى الله عليه وآله في بيت أم سلمة فقال لها: لا يدخل على أحد فجاء الحسين عليه السلام وهو طفل فما ملكت معه شيئاً حتى دخل على النبي فدخلت أم سلمة على أثره فإذا الحسين على صدره وإذا النبي يبكي وإذا في يده شيء يقلبه فقال النبي: يا أم سلمة إن هذا جبرئيل يخبرني أن هذا مقتول وهذه التربة التييقتل عليها فضعيه عندك فإذا صارت دما فقد قتل حبيبي۔ [1]

ابوالجارود نے آقا ومولا امام محمد باقرؑ سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن رسولِ خدا ﷺ جنابِ اُمِ سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ان سے فرمایا: میرے پاس کسی کو نہ آنے دینا۔ اس دوران میں امام حسینؑ تشریف لائے جبکہ وہ ابھی بچّے تھے اور جنابِ اُمِ سلمہؓ انھیں روک نہ سکیں، وہ رسولِ خدا کے پاس چلے گئے۔

جنابِ اُمِ سلمہؓ ان کے پیچھے گھر میں داخل ہوئیں، تو انھوں نے امام حسینؑ کو

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 203، مجلس 29، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 225، حدیث 5؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 114؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 137؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 128، حدیث 10

دیکھا کہ وہ آنحضرتؐ کے سینۂ مبارک پر بیٹھے ہوئے ہیں اور رسولِ خدا کو دیکھا کہ آپؐ گریہ کر رہے ہیں اور ہاتھ میں کوئی چیز پکڑے ہوئے اُلٹ پلٹ رہے ہیں۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ اُمِ سلمہؓ سے فرمایا: اے اُمِ سلمہؓ! ابھی ابھی جبرائیلؑ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ میرا یہ بیٹا قتل کیا جائے گا اور یہ اس زمین کی تُربت (خاک) ہے جہاں پر وہ قتل ہوگا۔ پس! اسے اپنے پاس محفوظ کرلیں اور جب یہ خاک خون میں تبدیل ہوجائے تو سمجھ لینا کہ میرا پیارا حسینؑ قتل ہوگیا ہے۔ (الخبر)

(35) ابن الوليد معاً، عن الصفار، عن ابن عيسى، عن ابن فضال عن ابن بكير، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: دخلت فاطمة على رسول الله صلى الله عليه وآله وعيناه تدمع فسألته مالك؟ فقال: إن جبرئيل أخبرني أن أمتي تقتل حسيناً، فجزعت وشق عليها، فأخبرها بمن يملك من ولدها فطابت نفسها وسكنت.[1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جنابِ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائیں تو آپؐ گریہ فرما رہے تھے۔

[1] کامل الزیارات: صفحہ 139، باب 16، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 234، حدیث 19؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 141؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 162؛ علل الشرائع: صفحہ 242، باب 156، حدیث 1 (بفرق الفاظ)؛ کمال الدین وتمام النعمۃ: جلد دوم، صفحہ: 183، باب 40، حدیث 6

سیّدہؑ نے بے قرار ہوکر پوچھا: کیا وجہ ہے کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور انھوں نے بتایا کہ میری اُمت حسینؑ کو قتل کردے گی۔

یہ سن کر سیّدہؑ رونے لگیں اور اپنا گریبان چاک کرلیا۔

رسولِ خدا نے فرمایا: اسی (حسینؑ) کی نسل میں امامت رہے گی۔

پس! یہ سن کر سیّدہؑ کا دل خوش ہوگیا اور آپؑ خاموش ہوگئیں۔

(36) ابن الوليد، عن أحمد بن إدريس ومحمد العطار معاً، عن الأشعري، عن أبي عبد الله الرازي، عن ابن البطائني، عن ابن عميرة، عن محمد بن عتبة، عن محمد بن عبد الرحمن، عن أبيه، عن علي بن أبي طالب (عليه السلام) قال: بينا أنا وفاطمة والحسن والحسين عند رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) إذ التفت إلينا فبكى، فقلت: ما يبكيك يا رسول الله؟ فقال: أبكي مما يصنع بكم بعدي، فقلت: وما ذاك يا رسول الله؟ قال: أبكي من ضربتك على القرن، ولطم فاطمة خدها، وطعنة الحسن في الفخذ، والسم الذي يسقى، وقتل الحسين: قال: فبكى أهل البيت جميعاً.[1]

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 105، مجلس 27، حدیث 2؛ بحارالانوار: جلد 28، صفحہ 51، حدیث 20، مقتل شیخ صدوق: صفحہ 112

محمد بن عبدالرحمن اپنے والد سے اور وہ آقا و مولا امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: میں، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے اچانک میری طرف دیکھا اور رو دیے۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کیوں گریہ کر رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میرا گریہ کرنا اس سبب سے ہے جو میرے بعد آپؑ کے ساتھ ہوگا۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ کیا ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: میرا گریہ اس ضربت کی وجہ سے ہے جو آپؑ کے سر پر لگے گی اور اس طمانچے کی وجہ سے ہے جو سیّدہ فاطمہؑ کے رخسار پر مارا جائے گا اور اس نیزہ کی وجہ سے ہے جو حسنؑ کے پاؤں پر ماریں گے اور اس زہر سے ہے کہ جس سے اسے مسموم کریں گے اور حسینؑ کے قتل ہونے کی وجہ سے ہے۔

پس! رسولؐ خدا کی یہ گفتگو سن کر تمام اہلِ بیتؑ گریہ کرنے لگے۔ (الخبر)

(37) ابن موسى، عن الأسدي، عن النخعي، عن النوفلي، عن الحسن بن علي بن أبي حمزة، عن أبيه، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال: إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) كان جالسا ذات يوم إذا أقبل الحسين (عليه السلام) فلما رآه بكى ثم قال فإنه مني، وهو ابني وولدي، وخير الخلق بعد أخيه وهو إمام المسلمين، ومولى المؤمنين، وخليفة رب العالمين، وغياث المستغيثين، وكهف المستجيرين، وحجة الله على خلقه

أجمعين، وهو سيد شباب أهل الجنة وباب نجاة الأمة، أمره أمري، وطاعته طاعتي، من تبعه فإنه مني، ومن عصاه فليس مني، وإني لما رأيته تذكرت ما يصنع به بعدي، كأني به وقد استجار بحرمي وقربي فلا يجار، فأضمه في منامي إلى صدري وآمره بالرحلة عن دار هجرتي، وأبشره بالشهادة فيرتحل عنها إلى أرض مقتله وموضع مصرعه، أرض كرب وبلاء، وقتل وفناء، تنصره عصابة من المسلمين أولئك من سادة شهداء أمتي يوم القيامة، كأني أنظر إليه وقد رمي بسهم فخر عن فرسه صريعا ثم يذبح كما يذبح الكبش مظلوما.[1]

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ آپؐ انھیں دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا: حسینؑ مجھ سے ہے، وہ میرا بیٹا اور میرا لال ہے، وہ اپنے بھائی کے بعد سب سے افضل ترین مخلوق ہے، وہ مسلمانوں کے رہبر، مومنین کے آقا، پروردگار عالم کے خلیفہ، مظلوموں کی فریاد رسی کرنے والا، پناہ تلاش کرنے والوں کی پناہ گاہ اور تمام مخلوق پر حجت خدا ہے، وہی جوانانِ جنت کا سردار اور نجات اُمت کا راستہ ہے، اس کا فعل میرا فعل اور اس کی اطاعت میری اطاعت

[1] امالی شیخ صدوق: حصّہ اوّل، صفحہ 284، مجلس 24، حدیث 2؛ المختصر ابن سلیمان حلّی، صفحہ 196، حدیث 242؛ بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰ، صفحہ 305، جز ششم، حدیث 6؛ ارشاد القلوب دیلمی، جلد دوم، صفحہ 295؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 103؛ بحارالانوار: جلد 28، صفحہ 37، حدیث 1؛ جلاء العیون: جلد اوّل، ص 220

ہے۔ جو کوئی بھی اس کا پیروکار ہوگا وہ مجھ سے ہے اور جو شخص بھی اس سے
رُوگردان ہوگا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے وہ کچھ یاد آیا جو اس کے ساتھ ہوگا، گویا کہ
مَیں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس کے ہمراہ ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ وہ میری قبر
اور میرے حرم میں پناہ لے رہا ہے لیکن اسے پناہ نہیں دی جائے گی اور میں
عالمِ خواب میں اسے اپنے سینے سے لگاؤں گا۔ میں اسے سرائے ہجرت سے
کوچ کرنے کی دعوت دوں گا اور اسے شہادت کی بشارت دوں گا تو وہ وہاں
سے اپنی قتل گاہ اور اپنے گرنے کی سرزمین کرب و بلا اور صحرائے قتل و فنا کی
طرف کوچ کرے گا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ اس کی مدد کرے گا اور وہ
قیامت کے دن میری اُمت کے شہیدوں کے آقا و سردار ہیں۔ گویا کہ مَیں
دیکھ رہا ہوں کہ اس کے جسم مبارک پر تیر لگائے جا رہے ہیں اور وہ اپنے
گھوڑے سے زمین پر گر رہے ہیں۔ پھر انھیں اس طرح مظلومانہ طریقے
سے ذبح کیا جا رہا ہے جیسے گوسفند کا سر جدا کیا جاتا ہے۔ (الخبر)

(38) جعفر بن محمد الفزاري معنعنا، عن أبي عبد الله عليه السلام
قال: كان الحسن مع أمه تحمله فأخذه النبي صلى الله عليه وآله
وقال: لعن الله قاتلك، ولعن الله سالبك وأهلك الله
المتوازين عليك، وحكم الله بيني وبين من أعان عليك. قالت
فاطمة الزهراء: يا أبت أي شيء تقول؟
قال: يا بنتاه ذكرت ما يصيبه بعدي وبعدك من الأذى
والظلم والغدر والبغي، وهو يومئذ في عصبة كأنهم نجوم

السماء، ويتهادون إلى القتل، وكأني أنظر إلى معسكرهم، وإلى
موضع رحالهم وتربتهم. قالت: يا أبه وأين هذا الموضع الذي
تصف؟ قال: موضع يقال له كربلا وهي دار كرب وبلاء علينا
وعلى الأمة يخرج عليهم شرار أمتي لو أن أحدهم شفع له من
في السماوات والأرضين ما شفعوا فيه، وهم المخلدون في
النار. قالت: يا أبه فيقتل؟ قال: نعم يا بنتاه، وما قتل قتلته
أحد كان قبله ويبكيه السماوات والأرضون، والملائكة،
والوحش، والنباتات، والبحار، والجبال ولو يؤذن لها ما بقي
على الأرض متنفس. [1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے بیٹے امام
حسینؑ کو اُٹھائے ہوئے تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسینؑ اپنی گود
میں لے لیا اور فرمایا: خدا تیرے قاتلوں اور تمھارے لباس اُتارنے والے
پر لعنت کرے اور جو تیرے خلاف جمع ہوں گے ان کو ہلاک کرے۔ اور جو
تمھارے خلاف اُن کی مدد کرے تو اللہ میرے اور اُس کے درمیان فیصلہ
کردے۔

سیدہؑ نے عرض کیا: بابا جانؐ! آپؐ کیا فرما رہے ہیں؟
آپؐ نے فرمایا: اے بیٹی! میں اُس چیز کا ذکر کر رہا ہوں جو میرے اور آپؑ

[1] تفسیر فرات بن ابراہیم کوفی (مترجم): صفحہ 107، بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 264، حدیث 22؛ کامل الزیارات: صفحہ 168، باب 22، حدیث 2؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 139، حدیث 11؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 215

کے بعد اس کو ایذا، ظلم وستم اور سرکشی سے پہنچے گی اور یہ (حسینؑ) اُس دن اُن لوگوں کی جماعت میں ہوگا، گویا! وہ آسمان کے ستارے ہیں جو قتل ہونے کی طرف تیزی سے بڑھیں۔ گویا کہ مَیں ان کے لشکر اور محلِ دفن کو دیکھ رہا ہوں۔

سیّدہ عالمؑ نے عرض کیا: بابا جانؐ! وہ جگہ کہاں ہے جو آپؐ بیان کر رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: اُس جگہ کو کربلا کہتے ہیں اور وہ تکلیف اور آزمائش والی سرزمین ہے جو ہم پر اور اس اُمت پر پیش آئے گی۔

ان پر میری اُمت کے بدترین افراد خروج کریں گے اور اگر ان میں سے کسی ایک کے لیے بھی تمام آسمانوں اور زمینوں والے سفارشی بن جائیں تب بھی ان کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

جنابِ سیّدہؑ نے عرض کیا: بابا جانؐ! کیا حسینؑ کو قتل کر دیا جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں بیٹی! ضرور قتل کیا جائے گا اور ایسا قتل پہلے کبھی نہیں ہوا ہوگا کہ جس پر اہلِ آسمان وزمین، ملائکہ، وحشی جانور، نباتات، پہاڑ اور سمندر روئے ہوں گے مگر یہ سب حسینؑ کو روئیں گے۔ اگر ان کو رونے کی پوری اجازت مل جائے تو زمین پر ایک جاندار بھی باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ وہ روتے رہیں گے۔

(39) ابن الوليد، عن سعد، عن اليقطيني، عن صفوان، عن الحسين ابن أبي غندر، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين عليه السلام: زارنا رسول الله صلى الله عليه وآله وقد أهدت لنا أم أيمن لبنا وزبدا

وتمرا فقدمنا منه فأكل ثم قام إلى زاوية البيت فصلى ركعات فلما كان في آخر سجوده بكى بكاء شديدا فلم يسأله أحد منا إجلالا وإعظاما له. فقام الحسين في حجره وقال له: يا أبه لقد دخلت بيتنا فما سررنا بشيء كسرورنا بدخولك ثم بكيت بكاء غمنا فما أبكاك؟ فقال: يا بني أتاني جبرئيل عليه السلام آنفا فأخبرني أنكم قتلى، وأن مصارعكم شتى فقال: يا أبه فما لمن يزور قبورنا على تشتتها؟ فقال: يا بني أولئك طوائف من أمتي يزورونكم فيلتمسون بذلك البركة، وحقيق علي أن آتيهم يوم القيامة حتى أخلصهم من أهوال الساعة من ذنوبهم ويسكنهم الله الجنة. ①

آقا و مولا امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیؑ فرماتے ہیں: ہماری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی اور ہمیں اُم ایمن نے دودھ، پنیر اور کھجوریں بطورِ ہدیہ دیں تو ہم آپؐ کے سامنے اس میں سے کچھ لائے، آپؐ نے اسے کھایا اور چند رکعات نماز پڑھی اور جب آپؐ آخری سجدے میں گئے تو بہت روئے۔

ہم میں سے کسی نے بھی آپؐ کی بزرگی اور بڑائی کے سبب کچھ نہ پوچھا تو

① کامل الزیارات: صفحہ 140، باب 16، حدیث 6؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 234، حدیث 20 اور جلد 100، صفحہ 118، حدیث 11؛ امالی شیخ طوسی (عربی): صفحہ 669، مجلس 36، حدیث 11؛ جلاء العیون علامہ مجلسی جلد دوم، صفحہ 141؛ مقتل علامہ باقر مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 163؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 123، حدیث 2

حسینؑ کھڑے ہوئے اور آپؐ کی گود میں جا کر بیٹھ گئے اور عرض کیا: بابا جانؐ!
آپؐ ہمارے گھر آئے تو جتنا خوش ہم آپؐ کے آنے سے ہوئے اتنے خوش
ہم کسی اور چیز سے کبھی نہیں ہوئے لیکن آپؐ اتنا روئے کہ ہمیں فکر لاحق
ہوگئی، آپؐ کو کس چیز نے اتنا رُلایا ہے؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! میرے پاس جبرائیلؑ آئے
اور بتایا کہ تم قتل کیے جاؤ گے اور تمھاری قبریں مختلف جگہوں پر (یعنی دُور
دُور) ہوں گی۔
امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا: بابا جانؐ! جو ہماری قبروں کی زیارت کے لیے
آئے گا اسے کیا ثواب ملے گا کیونکہ وہ دُور دراز سے آئیں گے؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹا! میری اُمت کی کچھ جماعتیں ہوں گی جو
تمھاری زیارت کریں گی، وہ اس سے برکت تلاش کریں گی اور مجھ پر یہ حق
ہے کہ مَیں قیامت کے روز ان کے پاس جا کر انھیں قیامت کی ہولناکیوں
اور گناہوں سے چھٹکارا دلاؤں اور اللہ ان کو جنت میں داخل کرے گا۔

(40) عن سعد، عن ابن عيسى، عن الأهوازي، عن النضر، عن يحيى
الحلبي، عن هارون بن خارجة، عن أبي بصير، عن أبي عبد الله
عليه السلام قال: إن جبرئيل أتى رسول الله والحسين يلعب
بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله فأخبره أن أمته
ستقتله. قال: فجزع رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: ألا
أريك التربة التي يقتل فيها؛ قال: فخسف ما بين مجلس
رسول الله إلى المكان الذي قتل فيه حتى التقت القطعتان

فأخذ منها ودحيت في أسرع من طرفة العين فخرج وهو يقول:
طوبى لك من تربة وطوبى لمن يقتل حولك.①
ابو بصیر آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ
نے فرمایا: جنابِ جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو امام حسین علیہ السلام
آپؐ کے پاس کھیل رہے تھے تو جبرائیلؑ نے آپؐ کو بتایا کہ امام حسینؑ کو
آپؐ کی اُمت آپؐ کے بعد بے دردی سے قتل کردے گی۔
یہ سن کر آپؐ گریہ کرنے لگے۔ پھر جبرائیلؑ نے عرض کیا: کیا میں آپؐ کو وہ
مٹی نہ دکھاؤں جس میں امام حسینؑ کو قتل کیا جائے گا؟
پھر آپؐ نے دیکھا کہ امام حسینؑ کے قیام کی جگہ سے لے کر مقتل حسینؑ تک
ساری زمین دھنس گئی یہاں تک کہ دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے تو
جبرائیلؑ نے اس میں سے کچھ مٹی لے لی اور آنکھ جھپکنے سے کم وقت میں وہ
زمین دوبارہ بچھا دی گئی۔
پھر جبرائیلؑ وہاں سے نکلے اور یہ کہہ رہے تھے: اے مٹی! تُو کتنی بابرکت
بنے گی جب تیرے آس پاس بابرکت نفوس قتل ہوں گے۔ (الخبر)

(41) الحسن بن عبد الله بن محمد، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن علي
ابن شجرة، عن عبد الله بن محمد الصنعاني، عن أبي جعفر عليه
السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا دخل

① کامل الزیارات: صفحہ 144، باب 17، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 235، حدیث

الحسين عليه السلام اجتذبه إليه ثم يقول لأمير المؤمنين عليه السلام: أمسكه، ثم يقع عليه فيقبله ويبكي، فيقول: يا أبه لم تبكي؟ فيقول: يا بني أقبل موضع السيوف منك وأبكي

قال: يا أبه واقتل؟

قال: إي والله وأبوك و أخوك وأنت قال: يا أبه فمصارعنا شتى؟ قال: نعم، يا بني قال: فمن يزورنا من أمتك؟

قال: لا يزورني ويزور أباك وأخاك وأنت إلا الصديقون من أمتي.[1]

عبداللہ بن محمد صنعانی آقا و مولا امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جس وقت امام حسینؑ رسول اللہﷺ کے پاس آتے تو آپؐ انھیں اپنی طرف کھینچ لیتے۔ پھر امیر المومنینؑ سے فرماتے کہ ان کی حفاظت کرنا۔ پھر آپؐ ان پر جھکتے اور بوسہ دیتے اور رونے لگ جاتے تو

امام حسینؑ عرض کرتے: اے بابا جانؐ! آپؐ روتے کیوں ہیں؟

آپؐ فرماتے: اے میرے پیارے بیٹے! میں نے تمھارا تلوار کی ضرب لگنے کی جگہ پر بوسہ لیا تو مجھے رونا آگیا۔

امام حسینؑ نے عرض کیا: بابا جانؐ! کیا مجھے قتل کیا جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم! میرے بیٹے! تمھارے بھائی، باپ اور

① کامل الزیارات: صفحہ 170، باب 22، حدیث 4؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 261، حدیث 14؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 138، حدیث 8

تمھیں تم سب کو قتل کر دیا جائے گا۔

امام حسینؑ نے عرض کیا: اے بابا جان! کیا ہماری قبریں متفرق ہوں گی؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں اے میرے پیارے بیٹے!

امام حسینؑ نے عرض کیا: آپؐ کی اُمت میں سے ہماری زیارت کون کرے گا؟

آپؐ نے فرمایا: میری، تمھارے باپ، بھائی اور تمھاری زیارت میری اُمت کے صدیق ہی کریں گے۔

...... * ......

باب ۸

مقتلِ حسینؑ کے متعلق امیر المومنینؑ کی پیشین گوئی

(42) عن الكميداني، عن ابن عيسى، عن ابن أبي نجران، عن جعفر بن محمد الكوفي، عن عبيد السمين، عن ابن طريف، عن أصبغ بن نباته قال: بينا أمير المؤمنين عليه السلام يخطب الناس وهو يقول: "سلوني قبل أن تفقدوني فوالله لا تسألوني عن شئ مضى ولا عن شئ يكون إلا نبأتكم به" فقام إليه سعد بن أبي وقاص فقال: يا أمير المؤمنين أخبرني كم في رأسي ولحيتي من شعرة؟ فقال له: أما والله لقد سألتني عن مسألة حدثني خليلي رسول الله صلى الله عليه وآله أنك ستسألني عنها، وما في رأسك ولحيتك من شعرة إلا وفي أصلها شيطان جالس، وإن في بيتك لسخلا يقتل الحسين ابني، وعمر بن سعد يومئذ يدرج بين يديه۔[1]

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 104، مجلس 28، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 123؛ کامل الزیارات: صفحہ 179، باب 23، حدیث 12؛ الاحتجاج طبرسی، جلد اوّل، صفحہ 261؛ الارشاد شیخ مفید، جلد اوّل، صفحہ 330؛ مناقب آل ابی طالب ابن شہرآشوب، جلد دوم، صفحہ 269؛ اعلام الوریٰ طبرسی، صفحہ 176؛ نہج الحق وکشف الصدق، صفحہ 241؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 205؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 143، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 256، حدیث 5

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مجھے کھونے سے قبل جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہو پوچھ لو۔ خدا کی قسم! جو کچھ گزر چکا ہے اور جو کچھ ہوگا مجھ سے پوچھ لو، میں اس کے بارے میں تمہیں مطلع کروں گا۔

سعد بن ابی وقاص کھڑا ہوا اور کہا: اے امیر المومنینؑ! مجھے یہ بتائیں کہ میرے سر اور میری داڑھی کے کتنے بال ہیں؟

آپؑ نے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم! جس شے کے بارے میں تُو نے مجھ سے پوچھا ہے مجھے پہلے سے میرے حبیب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا تھا کہ تو مجھ سے ایسا سوال کرے گا۔ تیرے سر اور داڑھی میں ایک بھی بال ایسا نہیں ہے کہ جس کی جڑ میں شیطان نہ بیٹھا ہو۔ تیرے گھر میں ایسا رذیل لڑکا (عمر ابن سعد) ہے جو میرے بیٹے کو قتل کرے گا۔

آپؑ نے یہ جملہ اس وقت فرمایا تھا کہ ابھی عمر ابن سعد قدم بھرنے لگا تھا اور اپنے باپ کی انگلی پکڑ کر چلتا تھا۔

(43) محمد بن جعفر، عن خاله ابن أبي الخطاب، عن نصر بن مزاحم عن عمرو بن سعيد، عن يزيد بن إسحاق، عن هانئ بن هانئ، عن علي عليه السلام قال: ليقتل الحسين قتلا وإني لأعرف تربة الأرض التي يقتل عليها قريبا من النهرين۔[1]

ہانی بن ہانی آقا و مولا امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ

① کامل الزیارات: صفحہ 175، باب 23، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 262، حدیث 16؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 149، حدیث 7

آپؑ نے فرمایا: حسینؑ کو قتل کیا جائے گا اور مَیں اس مٹی کو جانتا ہوں جہاں اسے قتل کیا جائے گا، اسے نہرین کے قریب قتل کیا جائے گا۔

(44) محمد بن جعفر، عن خاله ابن أبي الخطاب، وحدثني أبي وجماعة عن سعد ومحمد العطار معا عن ابن أبي الخطاب، عن نصر بن مزاحم، عن عمرو بن سعيد، عن علي بن حماد، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال علي للحسين: يا أبا عبد الله أسوة أنت قدما؛ فقال: جعلت فداك ما حالي؛ قال: علمت ما جهلوا وسينتفع عالم بما علم، يا بني اسمع وأبصر من قبل أن يأتيك فوالذي نفسي بيده ليسفكن بنو أمية دمك ثم لا يريدونك عن دينك، ولا ينسونك ذكر ربك. فقال الحسين عليه السلام: والذي نفسي بيده حسبي، وأقررت بما أنزل الله وأصدق نبي الله ولا أكذب قول أبي.[1]

جابر آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ تم زمانہ قدیم سے ایک مثال کے طور پر چلے آرہے ہو۔ انھوں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! میری کیا شان ہے؟

امیر المومنینؑ نے فرمایا: جس چیز سے لوگ غافل ہیں میں اُسے جانتا ہوں اور بہت جلد ایک جہاں اس سے فائدہ حاصل کرے گا۔

① کامل الزیارات: صفحہ 174، باب 23، حدیث 2؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 262، حدیث 17؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 152، حدیث 13

اے میرے پیارے بیٹے! اس بات کے وارد ہونے سے پہلے اسے سنو اور دیکھو، اللہ کی قسم! بنواُمیہ تمھارا خون بہائیں گے لیکن تمھیں تمھارے دین سے نہ ہٹا سکیں گے اور نہ تمھیں تمھارے رب سے غافل کر سکیں گے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اللہ کے نازل کردہ دین کا اقرار کرتا ہوں اور محمد رسول اللہؐ کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے والد بزرگوارؑ کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔

......✱......

باب 9

مقتلِ حسینؑ کے متعلق امام حسن علیہ السلام کی پیشین گوئی

(45) الفامی، عن محمد الحمیری، عن أبیه، عن أحمد بن محمد بن یحیی، عن محمد بن سنان، عن المفضل بن عمر، عن الصادق جعفر بن محمد، عن أبیه عن جده أن الحسین بن علی علیهما السلام دخل یوماً إلی الحسن علیه السلام فلما نظر إلیه بکی فقال له: ما یبکیك یا أبا عبد الله؟ قال: أبکی لما یصنع بك فقال له الحسن علیه السلام: إن الذی یؤتی إلی سم یدس إلی فاقتل به، ولکن لا یوم کیومك یا أبا عبد الله، یزدلف إلیك ثلاثون ألف رجل یدعون أنهم من أمة جدنا محمد صلی الله علیه وآله وینتحلون دین الاسلام. فیجتمعون علی قتلك وسفك دمك، وانتهاك حرمتك. وسبی ذراریك ونسائك، وانتهاب ثقلك، فعندها تحل ببنی أمیة اللعنة، تمطر السماء رماداً ودماً، ویبکی علیك کل شئ حتی الوحوش فی الفلوات، والحیتان فی البحار. [1]

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 92، مجلس 24، حدیث 3؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 138؛ مقتل لہوف، سید ابن طاوس: صفحہ 25؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 218، حدیث 44؛ مناقب ابن شہر آشوب: جلد چہارم، صفحہ 93؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 154، حدیث 1 اور صفحہ 459، حدیث 10

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والدِ بزرگوارؑ اور اپنے دادا بزرگوارؑ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب انھیں دیکھا تو گریہ کرنے لگے۔

امام حسن علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے ابا عبداللہؑ! آپؑ کس وجہ سے گریہ کر رہے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اس ظلم و ستم کی وجہ سے جو آپؑ پر کیا جائے گا۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: جو ظلم مجھ پر ہوگا وہ زہر ہے جو دھوکہ و سازش سے مجھے کھلایا جائے گا اور اس سے مَیں قتل کیا جاؤں گا۔ اے ابا عبداللہ! آپؑ کی شہادت کے دن کی مانند کوئی بھی دن نہیں ہوگا، تیس ہزار لوگ جو اس بات پر دعویٰ کریں گے کہ وہ ہمارے جدِ امجد محمدؐ کی اُمت سے ہیں اور اپنے آپؑ کو دینِ اسلام سے منسوب کریں گے وہ آپؑ کو قتل کرنے، آپؑ کا خون بہانے، آپؑ کی حُرمت کو پامال کرنے، آپؑ کے اہل و عیال کو قیدی بنانے اور آپؑ کے مال و اسباب لوٹنے کے لیے اکٹھے ہوں گے۔ اس وقت بنی اُمیہ پر نفرینِ الٰہی نازل ہوگی، آسمان سے خاک و خون برسے گا، تمام مخلوقات یہاں تک کہ جنگلی حیوانات صحراؤں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں آپؑ پر گریہ کریں گی۔

...... ✱ ......

باب ۱۰

امام حسین علیہ السلام سے بیعت طلب کیے جانے کا بیان

(46) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: لما حضرت معاوية الوفاة دعا ابنه يزيد لعنه الله فأجلسه بين يديه فقال له: يا بني إني قد ذللت لك الرقاب الصعاب، ووطدت لك البلاد وجعلت الملك وما فيه لك طعمة، وإني أخشى عليك من ثلاثة نفر يخالفون عليك بجهدهم وهم: عبد الله بن عمر بن

الخطاب، وعبد الله بن الزبير، والحسين بن علي.

فأما عبد الله بن عمر فهو معك فألزمه ولا تدعه، وأما عبد الله بن الزبير فقطعه إن ظفرت به إربا إربا، فإنه يجثو لك كما يجثو الأسد لفريسته، ويؤاربك مؤاربة الثعلب للكلب.

وأما الحسين فقد عرفت حظه من رسول الله، وهو من لحم رسول الله ودمه، وقد علمت لا محالة أن أهل العراق سيخرجونه إليهم ثم يخذلونه ويضيعونه، فإن ظفرت به فاعرف حقه ومنزلته من رسول الله، ولا تؤاخذه بفعله، ومع ذلك فإن لنا به خلطة ورحما وإياك أن تناله بسوء أو يرى منك مكروها.

قال: فلما هلك معاوية، وتولى الأمر بعده يزيد -لعنه الله- بعث عامله على مدينة رسول الله صلى الله عليه وآله وهو عمه عتبة بن أبي سفيان؛ فقدم المدينة وعليها مروان ابن الحكم، وكان عامل معاوية، فأقامه عتبة من مكانه وجلس فيه لينفذ فيه أمر يزيد، فهرب مروان، فلم يقدر عليه وبعث عتبة إلى الحسين بن علي عليه السلام فقال: إن أمير المؤمنين أمرك أن تبايع له فقال الحسين عليه السلام: يا عتبة قد علمت أنا أهل بيت الكرامة، ومعدن الرسالة، وأعلام الحق الذين أودعه الله عز وجل قلوبنا، وأنطق به ألسنتنا، فنطقت بإذن الله عز وجل ولقد سمعت جدي

رسول الله يقول: إن الخلافة محرمة على ولد أبي سفيان، وكيف أبايع أهل بيت قد قال فيهم رسول الله هذا. فلما سمع عتبة ذلك دعا الكاتب وكتب: بسم الله الرحمن الرحيم إلى عبد الله يزيد أمير المؤمنين من عتبة بن أبي سفيان.

أما بعد فان الحسين بن علي ليس يرى لك خلافة ولا بيعة، فرأيك في أمره والسلام.

فلما ورد الكتاب على يزيد لعنه الله كتب الجواب إلى عتبة:

أما بعد فإذا أتاك كتابي هذا فعجل علي بجوابه، وبين لي في كتابك كل من في طاعتي، أو خرج عنها، وليكن مع الجواب رأس الحسين بن علي. ①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جب معاویہ کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور کہا کہ میں نے اس وسیع و عریض سلطنت پر تیری حکومت کو مضبوط کرنے کے تمام اسباب فراہم کر دیئے ہیں اور تمام رکاوٹوں کو دُور کر دیا ہے اور تمام شہر اس وقت تیری حکومت کے لیے آمادہ ہیں مگر میں تین اشخاص سے خوفزدہ ہوں کہ وہ تیری مخالفت کریں گے۔ ان میں ایک عبداللہ بن عمر بن خطاب، دوسرے عبداللہ بن زبیر اور تیسرے

① امالی شیخ صدوق (عربی)، صفحہ 117، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 310، حدیث 1؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 180؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 312؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 151؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 160، حدیث 1

حسین بن علیؑ ہیں۔

اے یزید! اگر تُو عبداللہ بن عمر سے اچھے طریقے سے پیش آیا اور اس کی خاطر مدارات کرتا رہا تو اس کا دل تیرے ساتھ رہے گا، اس لیے اس کی خاطر مدارات سے ہاتھ مت اُٹھانا۔ عبداللہ بن زبیر اگر جنگ کے لیے آمادہ ہو تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا کیونکہ وہ ہمیشہ تیری گھات میں رہے گا اور درپردہ کارروائیاں کرتا رہے گا۔ حسینؑ بن علیؑ کو تم جانتے ہو کہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا نسبت ہے، ان کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گوشت و خون ایک ہے۔ میں جانتا ہوں کہ عراق کے لوگ ان کو شورش کے لیے بلائیں گے، لہٰذا خود کو قابو میں رکھنا اور کسی قسم کی غلط کارروائی مت کرنا اور ان کی تواضع کرنا۔ اگر تم ان پر قابو پالو تو ان کے حق کو پہچاننا اور رسولؐ خدا کی نسبت کی وجہ سے ان سے رعایت کرنا اور مواخذہ نہ کرنا، جو روابط میں نے اس عرصے میں ان سے استوار کرنے کی کوشش کی ہے انھیں منقطع نہ کر دینا اور کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان سے بُرائی کر بیٹھو۔

جب معاویہ مر گیا اور یزید لعین تختِ خلافت پر بیٹھا تو اپنے چچا عتبہ بن ابوسفیان اور دوسری روایت کے مطابق ولید بن عتبہ کو حاکمِ مدینہ مقرر کیا۔ عتبہ نے مروان بن حکم کو جو معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا، معزول کر دیا اور حکمِ یزید کے تحت مدینہ کی گورنری سنبھال لی۔ مروان بن حکم فرار ہو گیا اور اسے گرفتار نہ کیا جاسکا۔ عتبہ نے اس کے بعد حسین بن علی علیہما السلام کو طلب کیا اور ان سے یزید بن معاویہ کی بیعت کا مطالبہ کیا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے عتبہ! تُو جانتا ہے کہ ہم اہلِ بیتؑ معدنِ رسالت

ہیں اور علمِ خدا کے عالم ہیں۔ اللہ نے حق کو ہمارے سپرد کیا ہے اور ہماری زبانوں پر اسے جاری کیا ہے اور میں (حسینؑ) اللہ کے اذن سے بول رہا ہوں کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ خلافت فرزندانِ ابوسفیان پر حرام ہے اور جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ صریح حکم موجود ہو تو پھر میں اس کی بیعت کیسے کرسکتا ہوں؟

عتبہ کا یزید کو خط

عتبہ نے جب امام عالی مقامؑ کا یہ جواب سنا تو یزید کو خط لکھا: "امیر المومنین یزید کے لیے عتبہ بن ابوسفیان کی طرف سے! آگاہ ہو جاؤ کہ حسین بن علیؑ تیری خلافت اور تیری بیعت کے معتقد نہیں ہیں، اس بارے میں جو تیرا حکم ہو وہ صادر کر۔ والسلام!"

یزید کا عتبہ کو جوابی خط

جب یہ خط یزید کو ملا تو اس نے جواب میں لکھا: "جب میرا یہ خط تجھ تک پہنچے تو اس وضاحت کے ساتھ مجھے فوراً جوابی خط لکھ کہ کون کون میرا مطیع و فرمانبردار اور کون میرا مخالف ہے اور تیرے جوابی خط کے ساتھ حسین بن علیؑ کا سر بھی ہونا چاہیے"۔

(47) محمد بن جعفر الرزاز، عن ابن أبي الخطاب، عن محمد بن يحيى الخثعمي، عن طلحة بن زيد، عن أبي عبد الله، عن أبيه، عن جده، عن الحسين ابن علي عليهم السلام قال: قال: والذي نفس حسين بيده لا يهنئ بني أمية ملكهم حتى يقتلوني، وهم قاتلي،

فلو قد قتلوني لم يصلوا جميعاً أبداً، ولم يأخذوا عطاء في سبيل الله جميعاً أبداً، إن أول قتيل هذه الأمة أنا وأهل بيتي، والذي نفس حسين بيده لا تقوم الساعة وعلى الأرض هاشمي يطرف.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:
قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں حسینؑ کی جان ہے، بنواُمیہ کی حکومت اس وقت تک خوشگوار نہیں ہوسکتی جب تک وہ مجھے قتل نہ کردیں اور وہی میرے قاتل ہیں اور اگر وہ مجھے قتل کریں گے تو انھیں کبھی بھی نماز باجماعت نصیب نہیں ہوگی اور نہ ہی وہ مال ملے گا جو راہِ خدا میں دیا جاتا ہے۔
یہ اُمت سب سے پہلے مجھے اور میرے اہلِ بیتؑ کو قتل کرے گی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں حسینؑ کی جان ہے! اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین پر ایک بھی ہاشمی خوشحال ہو۔
مؤلف عرض کرتا ہے: ضروری نہیں ہے کہ امام علیہ السلام نے یہ حدیث اس موقع پر ارشاد فرمائی ہو لہٰذا ہم نے اپنے حساب سے ترتیب دے کر یہاں درج کی ہے۔

......✹......

① کامل الزیارات: صفحہ 179، باب 23، حدیث 13؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 88، حدیث 25؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 155، حدیث 4

باب 11

امام حسین علیہ السلام کا قبرِ رسولؐ کو الوداع کرنے کا بیان

(48) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: فبلغ ذلك الحسين عليه السلام فهم بالخروج من أرض الحجاز إلى أرض العراق فلما أقبل الليل، راح إلى مسجد النبي صلى الله عليه وآله ليودع القبر، فلما وصل إلى القبر، سطع له نور من القبر فعاد إلى موضعه، فلما كانت الليلة الثانية راح ليودع القبر

فقام يصلي فأطال فنعس وهو ساجد، فجاءه النبي وهو في منامه فأخذ الحسين وضمه إلى صدره وجعل يقبل بين عينيه، ويقول: بأبي أنت كأني أراك مرملا بدمك بين عصابة من هذه الأمة، يرجون شفاعتي، ما لهم عند الله من خلاق، يا بني إنك قادم على أبيك وأمك وأخيك وهم مشتاقون إليك، وإن لك في الجنة درجات لا تنالها إلا بالشهادة.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جب یہ خبر (کہ یزید نے آپؑ کا سر مانگا ہے) امام حسین علیہ السلام کو پہنچی تو آپؑ نے سفر کی تیاری شروع کر دی اور رات کو مسجد نبویؐ میں آئے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وداع ہو لیں۔

جب آپؑ قبر مبارک پر پہنچے تو دیکھا کہ قبر مبارک سے نُور نکل رہا ہے۔ آپؑ واپس ہو لیے اور دوسری شب پھر رسولِ خدا کو الوداع کہنے کے لیے تشریف لائے اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ آپؑ کی آنکھ لگ گئی اور خواب میں دیکھا کہ رسولِ خدا تشریف لائے ہیں اور سینے سے لگا کر آنکھوں کے بوسے لیتے ہیں اور فرماتے ہیں: میرے ماں باپ تجھ پر قربان! میں تمھیں خون میں لت پت دیکھ رہا ہوں اس حالت میں کہ میری اُمت کا دعویٰ کرنے والے لوگوں کا جمِ غفیر تمھارے گرد ہے اور ان

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 118، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 313، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 314؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 154؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 161، حدیث 1

کے لیے میری شفاعت میں سے کوئی حصہ نہیں ہے۔

اے میرے بیٹے! تم اپنے ماں باپ اور بھائی کے پاس جاؤ کہ وہ سب تم سے ملنے کے مشتاق ہیں۔ میرے فرزند. جان لو کہ تم بہشت میں بہت بلند درجات رکھتے ہو جو تمھیں بغیر شہادت نہیں مل سکتے۔

......✱......

باب ۱۲

امام حسین علیہ السلام کا مدینہ چھوڑنے کا بیان

(49) محمد بن عمر البغدادی، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زیاد التستری من کتابه، عن إبراهیم بن عبید الله بن موسٰی بن یونس ابن أبی إسحاق السبیعی قاضی بلخ قال: حدثتنی مریسة بنت موسٰیؒ بن یونس ابن أبی إسحاق وکانت عمتی قالت: حدثتنی صفیة بنت یونس بن أبی إسحاق الهمدانیة وکانت عمتی قالت: حدثتنی بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبی، عن خالها عبد الله بن منصور، وکان رضیعاً لبعض ولد زید بن علی قال: سألت جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین فقلت: حدثنی عن مقتل ابن رسول الله صلی الله علیه وآله فقال: حدثنی أبی عن أبیه علیهما السلام قال: فانتبه الحسین علیه السلام من نومه باکیا فأتی أهل بیته فأخبرهم بالرؤیا، وودعهم وحمل أخواته علی المحامل، وابنته وابن أخیه القاسم بن الحسن بن علی علیه السلام ثم سار فی أحد وعشرین رجلا من أصحابه وأهل بیته منهم أبو بکر بن علی،

ومحمد بن علی، وعثمان بن علی، والعباس بن علی، وعبد الله بن مسلم بن عقیل، وعلی بن الحسین الأکبر، وعلی بن الحسین الأصغر.[1]

آقا ومولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام (اس خواب سے جس میں رسولؐ خدا کی زیارت ہوئی) روتے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنے خاندان کے پاس واپس آئے اور ان سے اپنے خواب کو بیان کیا۔ پھر اپنے برادر زادوں اور مخدراتِ عصمتؑ کو سواریوں پر سوار کروایا اور اپنے ۲۱ اصحاب اور اہلِ بیتؑ کے ساتھ پیچھے رہ جانے والوں کو الوداع کہا۔ امامؑ کے ساتھ جانے والوں میں اہلِ بیتؑ کے اِن افراد نے شمولیت کی: جنابِ قاسم بن حسنؑ، جنابِ ابوبکر بن علیؑ، جنابِ محمد بن علیؑ، جنابِ عثمان بن علیؑ، جنابِ عباس بن علیؑ، جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ، جناب علی بن حسین اکبرؑ، جناب علی بن حسین اصغرؑ۔

(50) عن سعد، عن محمد بن یحیی المعاذی، عن الحسن بن موسی الأصم، عن عمرو، عن جابر، عن محمد بن علی علیه السلام قال: لما هم الحسین بالشخوص إلی المدینة أقبلت نساء بنی عبد المطلب، فاجتمعن للنیاحة حتی مشی فیهن الحسین علیه السلام. فقال: أنشدکن الله، أن تبدین هذا الامر معصیة لله

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 118، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 313، حدیث 1، مقتل علامہ مجلسی: جلد اول، صفحہ 315؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 155؛ جلاء العیون مجلسی: صفحہ 1

ولرسوله. قالت له نساء بنی عبد المطلب: فلمن نستبقی النیاحة والبکاء، فهو عندنا کیوم مات رسول الله صلی الله علیه وآله وعلی وفاطمة ورقیة وزینب وأم کلثوم. فننشدك الله جعلنا الله فداك من الموتفیا حبیب الأبرار من أهل القبور وأقبلت بعض عماته تبکی وتقول: أشهد یا حسین لقد سمعت الجن ناحت بنوحك، وهم یقولون: وإن قتیل الطف من آل هاشم أذل رقابا من قریش فذلت حبیب رسول الله لم یك فاحشا أبانت مصیبتك الأنوف وجلت.[1]

جابر آقا ومولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ مدینہ سے روانہ ہوں تو زنانِ بنی عبدالمطلبؑ نے صدائے نوحہ وزاری بلند کی۔ امام علیہ السلام نے ان کی بے قراری اور بے تابی مشاہدہ کی تو ان کے پاس آ کر فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم اس امر سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی معصیت سے باز رہو۔

زنانِ بنی عبدالمطلبؑ نے عرض کیا: ہم کیسے نوحہ اور بکاء نہ کریں کہ یہ دن ہمارے لیے رسولؐ اللہ، امیرالمومنینؑ، سیّدہ فاطمہؑ، سیّدہ رقیہؑ، سیّدہ زینبؑ (بنتِ رسولؐ اللہ) اور سیّدہ اُم کلثومؑ (بنت رسولؐ اللہ) کی اموات کے دنوں کی طرح ہے، اے اہلِ قبور میں سے نیکوکار افراد کے پیارے! ہم آپؑ کو

① کامل الزیارات (عربی): صفحہ 194، باب 29، حدیث 275؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 88، حدیث 26؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ ۱۹۹؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 316، صفحہ 6؛ مقتل الحسین عبدالرزاق المقرم: صفحہ 175

خدا کی قسم دے کر کہتی ہیں کہ اللہ آپؑ کی موت کے بدلے ہمیں آپؑ پر قربان کر دے۔

بعدازاں آپؑ کی ایک پھوپھی نے آکر بصدائے بلند گریہ کیا اور کہا: اے حسینؑ! میں نے تمہارے لیے جنات کے نوحے سنے ہیں، وہ کہہ رہے تھے:

وَ اِنَّ قَتِيل الطَّفِّ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
اَذَلَّ رِقَابًا مِنْ قُرَيْشٍ فَذَلَّتِ
حَبِيْبُ رَسُوْلِ اللهِ لَمْ يَكُ فَاحِشًا
اَبَانَتْ مُصِيْبَتُكَ الْاَنُوْفَ وَجَلَّتِ

"فرات کے کنارے شہید ہونے والے نے جو اولادِ ہاشم سے ہے قریش کی گردنیں ہمیشہ کے لیے جھکا دیں۔ رسولؐ اللہ کا حبیب کوئی گنہگار نہ تھا، تیری مصیبت نے تو قومِ عرب کو ذلیل کر دیا کیونکہ یہ مصیبت نہایت عظیم ہے"۔

امام حسین علیہ السلام کا اُم المومنین اُم سلمہؓ کو اپنی مقتل گاہ دکھانا

(51) الثاقب فی المناقب: عن الباقر صلوات الله عليه قال: "لما أراد الحسين صلوات الله عليه الخروج إلى العراق بعثت إليه أم سلمة رضى الله عنها، وهى التى كانت ربته، وكان أحب الناس إليها، وكانت أرق الناس عليه، وكانت تربة الحسين عندها فى قارورة دفعها إليها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم. فقالت: يا بنى، أتريد أن تخرج؟ فقال لها: يا أمه، أريد أن أخرج إلى العراق. فقالت: إنى أذكرك الله تعالى أن تخرج إلى العراق. قال: ولم ذلك يا أمه. قالت: سمعت رسول الله

صلى الله عليه وآله يقول: يقتل ابنى الحسين بالعراق، وعندى يا بنى تُربتك فى قارورة مختومة دفعها إلى رسول الله. فقال: يا أماه والله إنى لمقتول، وإنى لا أفر من القدر والمقدور، والقضاء المحتوم، والامر الواجب من الله تعالى.

فقالت: وا عجباه، فأين تذهب وأنت مقتول؟ فقال: يا أمه، إن لم أذهب اليوم ذهبت غدا، وإن لم أذهب غدا لذهبت بعد غد، وما من الموت - والله يا أمه - بد، وإنى لأعرف اليوم والموضع الذى أقتل فيه، والساعة التى أقتل فيها، والحفرة التى أدفن فيها، كما أعرفك، وأنظر إليها كما أنظر إليك. قالت: قد رأيتها؟! قال: إن أحببت أن أريك مضجعى ومكانى ومكان أصحابى فعلت. فقالت: قد شئتها. فما زاد ان تكلم بسم الله، فخفضت له الأرض حتى أراها مضجعه، ومكانه ومكان أصحابه، وأعطاها من تلك التربة، فخلطتها مع التربة التى كانت عندها، ثم خرج الحسين صلوات الله عليه، وقد قال لها: إنى مقتول يوم عاشوراء.[1]

---

[1] الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی: صفحہ 330، حدیث 272؛ حلیۃ الابرار ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 212، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 89، حدیث 27؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 157، حدیث 7؛ الصراط المستقیم للبیاضی، جلد دوم، صفحہ 179، حدیث 6؛ الھدایۃ الکبریٰ: صفحہ 202، دارالسلام نوری طبری: جلد اوّل، صفحہ 102؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی، حصہ دوم، صفحہ 150؛ اثبات الوصیۃ مسعودی: صفحہ 262؛ جلاء العیون: علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 191؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 372؛ مقتل الحسین عبدالرزاق المقرم: صفحہ 175

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ چھوڑنے کا ارادہ کیا تو جنابِ اُمِ سلمہؓ نے آپؑ کو پیغام بھیجا کہ میرے آنے تک آپؑ یہاں سے باہر نہ جائیں۔ جنابِ اُمِ سلمہؓ نے امام حسین علیہ السلام کی پرورش کی تھی اور انھیں آپؑ سے بڑا پیار تھا۔ ان کے پاس ایک شیشی میں کربلا کی وہ خاک بھی موجود تھی جسے جبرائیلؑ نے رسولؐ اللہ کے سپرد کیا تھا۔

بہرحال اُم المومنینؓ آئیں اور انھوں نے آپؑ سے کہا: آپؑ کہاں جانا چاہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اماں جان! میں عراق جانا چاہتا ہوں۔

بی بیؓ نے کہا: مَیں آپؑ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپؑ عراق نہ جائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اماں جان! بھلا کیوں نہ جاؤں؟

بی بی اُمِ سلمہؓ نے کہا: میں نے رسولِؐ خدا سے سنا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ عراق میں قتل کیا جائے گا اور میرے پاس کربلا کی مٹی بھی موجود ہے جو رسولِؐ خدا نے میرے سپرد کی تھی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اماں جان! مجھے قتل ہونا ہی ہے اور میں قدر مقدور اور قضائے محتوم اور اللہ کے واجب حکم سے کیسے بھاگ سکتا ہوں؟

اُم المومنینؓ نے کہا: تو کیا آپؑ قتل ہونے کے لیے یہاں سے ہجرت کر رہے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اماں جان! اگر میں آج نہ گیا تو کل چلا جاؤں گا اور اگر کل بھی نہ گیا تو پرسوں چلا جاؤں گا۔ اماں جان! کوئی بھی شخص موت سے

بھاگ نہیں سکتا۔ مجھے اپنے قتل ہونے کا دن بھی معلوم ہے اور میں اُس جگہ کو بھی جانتا ہوں جہاں مجھے قتل ہونا ہے اور مجھے اس قبر کا بھی علم ہے جہاں مجھے دفن ہونا ہے اور مَیں ان تمام چیزوں کو اسی طرح جانتا ہوں جیسا کہ میں آپؓ کو جانتا ہوں اور مجھے وہ چیزیں ایسے ہی دکھائی دے رہی ہیں جیسا کہ آپؓ مجھے دکھائی دے رہی ہیں۔

بی بی اُمِ سلمہؓ نے کہا: تو کیا آپؑ کربلا کو دیکھ رہے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر آپؓ چاہیں تو مَیں آپؓ کو بھی اپنی مقتل اور اپنے ساتھیوں کی مقتل دکھا سکتا ہوں۔

بی بی اُمِ سلمہؓ نے کہا: پھر مجھے وہ جگہ دکھائیں۔

امام حسین علیہ السلام نے بسم اللہ پڑھی (ایک روایت کے مطابق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی) تو زمین پست ہوگئی اور آپؑ نے اُم المومنینؓ کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی مقتل گاہ دکھائی اور کربلا کی مٹی اُٹھا کر بی بیؓ کے حوالے کی اور فرمایا: میں روزِ عاشور شہید کیا جاؤں گا۔

(52) مقتل الحسین: فقال له. یعنی حسین ابن علی. عمر الاطرف بن امیر المومنین حدثنی ابو محمد الحسن عن ابیه امیر المومنین: انك مقتول فلو با یعت لكان خیراً لك. قال الحسین: حدثنی ابی ان رسول الله اخبره بقتله و قتلی و ان تُربته تكون بالقرب من تُربتی اتظن انك علمت مالم اعلمه؛ و انی لا اعطی الدنیة من نفسی ابدا ولتلقین فاطمة اباها شاكیة مما لقیت ذریتها من امته ولا یدخل الجنة من اذاها فی

ذریتها۔ ①

امیر المومنین علی علیہ السلام کے بیٹے عمر الاطرف نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: مجھے ابومحمد امام حسن علیہ السلام نے اپنے بابا امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے یہ خبر دی تھی کہ آپؑ کو قتل کر دیا جائے گا پس! اگر آپؑ بیعت کر لیتے تو یہ آپؑ کے لیے بہتر ہوتا۔

امام علیہ السلام نے جواب دیا: مجھے میرے باباؑ نے بتایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں ان کی شہادت اور میری شہادت کی خبر دی تھی اور میرے بابا نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ آپ (حسینؑ) کی قبر مبارک میری قبر کے نزدیک ہوگی۔ کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ کو اس بات کا علم ہے اور مجھے اس کا علم نہیں ہے؟ بے شک میں کبھی بھی اس قدر نہیں گر سکتا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا جب اپنے باباؐ سے ملاقات کریں گی تو آپؐ سے ان کی اُمت کی شکایت کریں گی کہ آپؐ کی اُمت نے میری اولاد سے کیا سلوک روا رکھا اور جس نے بھی ان کی اولاد کو اذیت و تکالیف دیتے ہوئے انھیں اذیت دی وہ کبھی جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔

(53) احمد بن يحيى الخثعمي، عن طلحة بن زيد، عن أبي عبد الله (عليه السلام)، عن أبيه، عن جده، عن الحسين بن علي (عليهما السلام)، قال: قال: ولذي نفس حسين بيده لا ينتهي بني مية ملكهم حتى يقتلوني وهم قاتلي. فلو قد قتلوني لم يصلوا

① مقتل سید عبدالرزاق المقرم: صفحہ 172؛ مقتل لہوف، سید ابن طاؤس، صفحہ 15

جميعا ابدا لم يأخذوا عطاء في سبيل الله جميعا ابدا. ان أول قتيل هذه الأمة انا وأهل بيتي. والذي نفس حسين بيده لا تقوم الساعة وعلى الأرض هاشمي يطرف. ①

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: بنواُمیہ کی حکومت اس وقت تک خوشگوار نہیں ہوسکتی جب تک وہ مجھے قتل نہ کر دیں اور وہی میرے قاتل ہیں اور اگر وہ مجھے قتل کریں گے تو کبھی بھی نہ اُن لوگوں کو نمازِ باجماعت نصیب ہوگی اور نہ ہی وہ مال ملے گا جو راہِ خدا میں دیا جاتا ہے۔ اس اُمت میں سب سے پہلے مَیں اور میرے اہلِ بیتؑ قتل کیے جائیں گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں حسینؑ کی جان ہے! اُس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر ایک بھی ہاشمی کی آنکھ کھلی ہوگی (یعنی خوش حال ہوگا)۔

مؤلف عرض کرتا ہے: ضروری نہیں کہ یہ حدیث امام علیہ السلام نے مدینہ چھوڑتے وقت فرمائی ہو، لہٰذا اس کتاب میں احادیث ہم نے اپنے حساب سے ترتیب دی ہیں۔

......✹......

① کامل الزیارات: صفحہ 179، باب 23، حدیث 13؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 88، حدیث 25؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 155، حدیث 4

باب ۱۳

امام حسین علیہ السلام کی مدینہ سے رخصت پر ملائکہ اور جنات کا مدد کے لیے حاضر ہونا

(54) ذكر المفيد محمد بن محمد بن النعمان (رض) فى كتاب مولد النبى صلى الله عليه وآله وسلم ومولد الأوصياء عليهم السلام بإسناده إلى أبي عبد الله جعفر بن محمد الصادق عليهم السلام قال لما سار أبو عبد الله الحسين بن على عليهما السلام من مكة ليدخل المدينة لقيه أفواج من الملائكة المسومين والمردفين فى أيديهم الحراب على نجب من نجب الجنة فسلموا عليه وقالوا: يا حجة الله على خلقه بعد جده وأبيه وأخيه إن الله عز وجل أمد جدك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بنا فى مواطن كثيرة وإن الله أمدك بنا. فقال لهم: الموعد حفرتى وبقعتى التى أستشهد فيها وهى كربلاء فإذا وردتها فأتونى فقالوا: يا حجة الله إن الله أمرنا أن نسمع لك ونطيع فهل تخشى من عدو يلقاك فنكون معك. فقال: لا سبيل لهم على ولا يلقونى بكريهة أو أصل إلى بقعتى وأتته أفواج من مؤمنى الجن. فقالوا له: لا مولانا نحن شيعتك

وأنصارك فمرنا بما تشاء فلو أمرتنا بقتل كل عدو لك وأنت بمكانك لكفيناك ذلك. فجزاهم خيرا وقال لهم أما قرأتم كتاب الله المنزل على جدى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى قوله تعالى: (قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ) فإذا أقمت فى مكانى فبمن يمتحن هذا الخلق المتعوس وبماذا يختبرون ومن ذا يكون ساكن حفرتى وقد اختارها الله تعالى لى يوم دحا الأرض وجعلها معقلا لشيعتنا ومحبينا تقبل أعمالهم وصلواتهم ويجاب دعاؤهم وتسكن شيعتنا فتكون لهم أمانا فى الدنيا وفى الآخرة ولكن تحضرون يوم السبت وهو يوم عاشوراء وفى غير هذا الرواية يوم الجمعة الذى فى آخره أقتل ولا يبقى بعدى مطلوب من أهلى ونسبى وإخوانى وأهل بيتى ويسار رأسى إلى يزيد بن معاوية (لعنهما) الله فقالت الجن: والله يا حبيب الله وابن حبيبه لولا أن أمرك طاعة وإنه لا يجوز لنا مخالفتك لخالفناك وقتلنا جميع أعدائك قبل أن يصلوا إليك. فقال لهم عليه السلام ونحن والله أقدر عليهم منكم ولكن ليهلك من هلك من بينة ويحيى من حى عن بينة. ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے

① مقتل لہوف سید علی ابن طاؤس، صفحہ 51؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 187؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 369

ہجرت کی تو فرشتوں کی جماعتیں، جنھوں نے رسولِ خدا کی نصرت کی تھی، ہاتھوں میں اسلحہ لیے ہوئے بہشتی گھوڑوں پر سوار آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سلام کے بعد عرض کیا: اے حجتِ خدا! پروردگار عالم نے بہت سی جنگوں میں ہمارے ذریعہ سے آپؑ کے جدِ امجد رسولِ خدا کی نصرت کی اور اب ہمیں آپؑ کی نصرت کے لیے بھیجا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرشتوں سے فرمایا: میری اور آپ کی وعدہ گاہ کربلا ہے۔ میں اس جگہ قتل کیا جاؤں گا پس جب میں کربلا پہنچوں گا تو اس وقت میرے پاس آنا۔

فرشتوں نے عرض کیا: ہم خداوند متعال کی طرف سے مامور ہیں کہ آپؑ کے فرمان کی اطاعت کی جائے۔ اگر آپؑ کو اپنے دشمن سے خوف ہے تو ہم آپؑ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب تک کربلا نہ پہنچ جاؤں اُس وقت تک وہ مجھے تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں مومن جنات کے گروہ آئے اور عرض کیا: ہم آپؑ کے شیعہ اور آپؑ کا ساتھ دینے والے ہیں، آپؑ کا جو جی چاہے ہمیں حکم فرمائیں۔ اگر آپؑ حکم دیں تو ہم آپؑ کے تمام دشمنوں کو نیست و نابود کردیں اور آپؑ اپنے وطن میں ہی رہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے ان کے حق میں دُعا کی اور ان سے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا جو میرے جدِ امجد رسولِ خدا پر نازل ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں بھی بیٹھے رہو تو جن کے مقدر میں

قتل کیا جانا لکھا ہے وہ ضرور (اپنے گھروں سے) نکل نکل کر اپنے مرنے کی جگہ تک پہنچ جائیں گے'' (آل عمران: 154)۔ پس مدینہ میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر میں اپنے گھر میں رہوں تو ان اشقیاء کا امتحان اللہ کس چیز سے لے گا اور میری قبر میں کون جائے گا؟ درحقیقت جس دن خداوند متعال نے زمین کا فرش بچھایا تو اُس نے سرزمینِ کربلا کو میرے لیے منتخب کیا اور ہمارے شیعوں اور دوستوں کی پناہ گاہ قرار دیا، اور اللہ ان کے اعمال اور دُعاؤں کو اس جگہ قبول فرمائے گا، ہمارے شیعہ وہاں آباد ہوں گے اور ان کے لیے دنیا و آخرت میں امان ہوگی لیکن تم ہفتہ کے دن جو عاشور کا دن ہے میرے پاس آنا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جمعہ کے روز آنا کہ میں اس دن عصر کے وقت قتل کیا جاؤں گا اور میرے رشتہ داروں اور بھائیوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا اور ہمارے سروں کو یزید کے پاس سے لے جایا جائے گا۔ پس! اس دن میرے پاس آنا۔

یہ سن کر جنوں نے عرض کیا: خدا کی قسم! اگر آپؑ کے امر کی اطاعت ہم پر واجب نہ ہوتی تو آپؑ کی اجازت کے بغیر قبل اس کے کہ وہ آپؑ کو کوئی ایذا پہنچائیں آپؑ کے تمام دشمنوں کو نیست و نابود کردیتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم سے زیادہ تم انھیں قتل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے لیکن ہمارا مقصد ان پر اتمامِ حجت کرنا ہے تاکہ جو بھی ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو سعادت کو پہنچے وہ بھی دلیل کے ساتھ۔

......✵......

باب ۱۴

جناب محمد بن حنفیہؒ کا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہجرت نہ کرنے کی وجہ

(55) أیوب بن نوح، عن صفوان، عن مروان بن إسماعیل، عن حمزة ابن حمران، عن أبي عبد الله علیه السلام قال: ذکرنا خروج الحسین و تخلف ابن الحنفیة عنه، قال: قال أبو عبد الله علیه السلام: یا حمزة إني سأحدثك في هذا الحدیث ولا تسأل عنه بعد مجلسنا هذا، إن الحسین لما فصل متوجها دعا بقرطاس و کتب: بسم الله الرحمن الرحیم من الحسین بن علي إلی بني هاشم أما بعد فإنه من لحق بي منکم استشهد معي ومن تخلف لم یبلغ الفتح، والسلام.[1]

---

[1] بصائر الدرجات، جلد دوم، جز دہم، صفحہ 497، باب 9، حدیث 5، العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 318، حدیث 13؛ بحارالانوار: جلد 42، صفحہ 81، حدیث 12 اور جلد 45، صفحہ 84، حدیث 13؛ اثبات الھداۃ حر عاملی، جلد پنجم، صفحہ 186، حدیث 18؛ دلائل الامامۃ ابوجعفر طبری: صفحہ 187، حدیث 107؛ نوادر المعجزات ابوجعفر طبری: صفحہ 109، حدیث 6؛ حلیۃ الابرار ہاشم بحرانی، جلد سوم، صفحہ 212، حدیث 2؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی، جلد سوم، صفحہ 460؛ حدیث 31؛ مختصر بصائر الدرجات سعد قمی: صفحہ 59، حدیث 25؛ مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب، جلد چہارم، صفحہ 76؛ مقتل لہوف سید علی ابن طاؤس، صفحہ 50؛ مقتل علامہ مجلسی جلد اوّل، صفحہ 367؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 187

حمزہ بن حمران کا بیان ہے کہ ہم نے امام حسین علیہ السلام کے خروج اور محمد بن حنفیہؒ کے پیچھے رہنے کا ذکر کیا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے حمزہ! میں تم سے عنقریب وہ بات کروں گا کہ تم مجھ سے اس بارے میں اس کے بعد کبھی سوال نہ کرو گے۔ بات یہ ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے روانگی کا عزم کیا تو انھوں نے کاغذ اور دوات منگوائی اور یہ وصیت نامہ لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! بنوہاشم کے جوان جو میرے ساتھ چلیں گے وہ ہر صورت میں قتل ہوں گے اور جو لوگ میرے ساتھ نہیں چلیں گے انھیں فتح نہیں ملے گی۔ والسلام!"

*

باب ۱۵

امام حسینؑ کا مکہ میں قیام اور وہاں کے بعض حالات

(56) عن سعد، عن علی بن إسماعیل وابن أبی الخطاب معا، عن محمد بن عمرو بن سعید، عن ابن بکیر، عن زرارة، عن أبی جعفر علیه السلام قال: کتب الحسین بن علی علیه السلام من مکة إلی محمد بن علی: "بسم الله الرحمن الرحیم من الحسین بن علی إلی محمد بن علی ومن قبله منبنی هاشم أما بعد فان من لحق بی استشهد ومن لم یلحق بی لم یدرك الفتح والسلام."[1]

زُرارہ آقا و مولا امام محمد باقرؑ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ نے مکہ سے محمد بن علیؑ کو درج ذیل خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے محمد بن علیؑ (یعنی محمد بن حنفیہؓ) اور ان بنی ہاشم کے افراد کے نام جو انھیں (محمد بن حنفیہؓ کو) دوست رکھتے ہیں۔

① کامل الزیارات: صفحہ 181، باب 23، حدیث 15؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 208؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 87، حدیث 23؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 155، حدیث 3 اور صفحہ 317، حدیث 8

اما بعد! جو مجھ سے ملے گا وہ قتل کر دیا جائے گا اور جو میرے ساتھ نہیں ملے گا وہ کبھی فتح نہیں پا سکے گا۔ والسلام!

(57) من کتاب أصل لأحمد بن الحسین بن عمر بن یزید الثقة، وعلی الأصل إن کان لمحمد بن داود القمی بالاسناد عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سار محمد بن الحنفیة إلی الحسین فی اللیلة التی أراد الخروج فی صبیحتها عن مکة فقال یا أخی إن أهل الکوفة من قد عرفت غدرهم بأبیك وأخیك وقد خفت أن یکون حالك کحال من مضی فإن رأیت أن تقیم فإنك أعز من فی الحرم وأمنعه. فقال. یا أخی قد خفت أن یغتالنی یزید بن معاویة فی الحرم فأکون الذی یستباح به حرمة هذا البیت فقال له: ابن الحنفیة فإن خف ـ ذلك فصر إلی الیمن أو بعض نواحی البر فإنك أمنع الناس به ولا یقدر علیك أحد فقال: أنظر فیما قلت.[1]

آقا و مولا امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جس رات کی صبح کو امام حسینؑ مکہ سے روانگی کا ارادہ رکھتے تھے، اسی رات محمد بن حنفیہؓ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: بھائی جان! آپؑ جانتے ہیں کہ کوفیوں نے آپؑ کے باپ اور بھائی کو فریب دیا۔ مجھے خوف ہے کہ وہ آپؑ کے ساتھ بھی کہیں وہی سلوک نہ کریں۔ اگر آپؑ بہتر سمجھیں تو مکہ ہی میں رہ جائیں کیونکہ آپؑ

① مقتل لہوف سید علی ابن طاؤوس، صفحہ 49؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 207؛ مقتل حسین عبدالرزاق المقرم: صفحہ 222

عزیز ترین افراد میں سے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ یزید بن معاویہ مجھے ناگہاں حرمِ خدا میں قتل نہ کرادے اور میرے قتل کی وجہ سے حرمت بیت اللہ پامال ہو جائے۔

محمد بن حنفیہؒ نے کہا: اگر اس بات کا خوف ہے تو پھر آپؑ یمن کی طرف ہجرت کر جائیں کیونکہ وہاں آپؑ کی قدردانی کرنے والے ہوں گے اور اس طرح آپؑ تک یزید کی رسائی بھی نہ ہو سکے گی یا آپؑ کسی صحرا یا جنگل میں چلے جائیں اور وہیں پر رہیں۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تمھاری اس تجویز پر غور کروں گا۔

(58) جلاء العیون: فی جملة من الروایات المعتبرة عن الصادق: ان الحسین کان یعلم انهم لا یجعلوه متمکنا من الحج فعدل الی العمرة المفردة و اتم العمرة و خرج من مکة فی سابع ذی الحجة.①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ اعمال و مناسک حج بجالانے کی وہ اشقیاء اجازت نہ دیں گے۔ پس اس وجہ سے احرام بعمرہ مفردہ باندھا اور اعمالِ عمرہ تمام کرکے ساتویں ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے۔

(59) مقتل الحسین: قال حسین بن علی: ان ابی حدثنی ان بمکة کبشاً به تستحل حرمتها فما احب ان اکون ذلك الکبش ولأن

① جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 206؛ جلاء العیون (فارسی)، صفحہ 38

اقتل خارجاً منها بشبر احب الیّ من ان اقتل فیها و ایم الله لو کنت فی ثقب هامة من هذه الهوام لاستخرجونی حتّٰی یقضوا فی حاجتهم والله لیعتدن علی کما اعتدت الیهود فی السبت.①

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میرے بابا علیؑ نے مجھے بتایا کہ مکہ میں ایک دُنبہ کے ذریعے مکہ اور خانۂ خدا کی حُرمت پامال ہوگی اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ دُنبہ میں بنوں لہٰذا میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ خانۂ خدا میں قتل ہونے کے بجائے اس سے ایک بالشت کی دُوری پر قتل کیا جاؤں۔ خدا کی قسم! میں اگر حشرات الارض کے بلوں میں بھی گھس جاؤں تو یہ لوگ مجھے وہاں سے نکال کر بھی لائیں گے اور مجھے قتل کرکے اپنا مقصد حاصل کریں گے۔ خدا کی قسم! یہ میری حُرمت کو اسی طرح پامال کریں گے جس طرح یہودیوں نے ہفتے کے دن کی حُرمت کو پامال کیا تھا۔

......✹......

① مقتل الحسینؑ سید عبدالرزاق المقرم: صفحہ 222

باب ۱۶

امام حسین علیہ السلام سے مکہ میں ابن زبیر کی ملاقات اور امام علیہ السلام کا خروج

(60) ابن الوليد معاً، عن سعد، عن محمد بن الحسين، عن صفوان، عن داود بن فرقد، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال عبد الله بن الزبير للحسين ابن علي عليهما السلام: لو جئت إلى مكة فكنت بالحرم؟ فقال الحسين بن علي عليهما السلام: لا نستحلها، ولا تستحل بنا، ولان اقتل على تل أعفر أحب إلي من أن اقتل بها.①

داؤد بن فرقد آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: عبداللہ بن زبیر نے امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ آپؑ مکہ آجائیں اور حرم میں ہی ٹھہریں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: نہ ہم حرم کو خود پر حلال کرتے ہیں اور نہ یہ پسند کرتے ہیں کہ ہماری وجہ سے کوئی دوسرا اسے حلال سمجھے اور اعفر کے ٹیلے پر میرا قتل ہونا حرم میں قتل ہونے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

① کامل الزیارات: صفحہ 176؛ باب 23، حدیث 5؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 86، حدیث 17

(61) وابن الوليد، عن سعد، عن أحمد بن محمد، عن علي ابن الحكم، عن أبيه، عن أبي الجارود، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إن الحسين عليه السلام خرج من مكة قبل التروية بيوم، فشيعه عبد الله بن الزبير فقال: يا أبا عبد الله قد حضر الحج وتدعه وتأتي العراق؟ فقال: يا ابن الزبير لان أدفن بشاطئ الفرات أحب إلي من أن أدفن بفناء الكعبة.①

ابوالجارود آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام نے یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے ایک دن پہلے مکہ چھوڑ دیا تو عبداللہ بن زبیر آپؑ کے پیچھے گئے اور کہا: اے ابوعبداللہؑ! حج کا موسم آ رہا ہے اور آپؑ اس علاقے کو چھوڑ کر عراق جا رہے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن زبیر! میرا دریائے فرات کے کنارے دفن ہونا کعبہ کے صحن میں دفن ہونے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(62) وابن الوليد معاً، عن سعد، عن محمد بن أبي الصهبان، عن ابن أبي نجران، عن عاصم بن حميد، عن فضيل الرسان، عن أبي سعيد عقيصا قال: سمعت الحسين بن علي عليهما السلام وخلا به عبد الله بن الزبير فناجاه طويلا قال: ثم أقبل الحسين عليه السلام بوجهه إليهم، وقال: إن هذا يقول لي كن حماماً من حمام الحرم، ولان اقتل وبيني وبين الحرم باع أحب إلي من

① کامل الزیارات: صفحہ 176، باب 23، حدیث 6؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 86؛ جلاء العیون: علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 207؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 155، حدیث 2

أن اقتل وبيني وبينه شبر. ولان اقتل بالطف أحب إلى من أن اقتل بالحرم. ①

ابو سعید کہتا ہے کہ میں نے حسین بن علی علیہما السلام سے سنا، آپؑ نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ الگ ہو کر کافی دیر تک گفتگو کی۔ پھر آپؑ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ (ابن زبیر) مجھ سے کہتا ہے کہ حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر بن جا لیکن تم لوگ جان لو کہ اگر میں قتل کیا جاؤں اور اس جگہ سے حرم کا فاصلہ باع (دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان کا فاصلہ) کے برابر ہو تو اس سے بہتر ہے کہ میں ایسی جگہ قتل کیا جاؤں جہاں سے حرم کا فاصلہ ایک بالشت کے برابر ہو۔ نیز اگر میرا خون طف میں بہایا جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ میرا خون حرم میں بہایا جائے۔

(63) على بن إبراهيم. عن أبيه. ومحمد بن إسماعيل. عن الفضل بن شاذان. عنحماد بن عيسى. عن إبراهيم بن عمر اليماني. عن أبي عبد الله (عليه السلام) وقد اعتمر الحسين بن على (عليهما السلام) في ذي الحجة ثم راح يوم التروية إلى العراق والناس يروحون إلى منى. ②

① کامل الزیارات: صفحہ 175، باب 23، حدیث 4؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 85، حدیث 16؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 313، حدیث 1

② الکافی کلینی (عربی): جلد چہارم، صفحہ 536، حدیث 7988؛ تہذیب الاحکام: جلد پنجم، صفحہ 438، حدیث 6754؛ الاستبصار، جلد دوم، صفحہ 328، حدیث 3049؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 192؛ باب 7، حدیث 3

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام نے ذوالحجہ میں عمرہ ادا کیا اور ترویہ والے دن عراق تشریف لے گئے جبکہ لوگ منیٰ جا رہے تھے۔ (الخبر)

(64) على بن إبراهيم، عن أبيه، ومحمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عنحماد بن عيسى، عن إبراهيم بن عمر اليماني، عن أبي عبد الله (عليه السلام) أنه قال فإن الحسين بن علي (عليهما السلام) خرج قبل التروية بيوم إلى العراق وقد كان دخل معتمرا. ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام ترویہ کے دن عراق گئے جبکہ آپؑ عمرہ ادا کر رہے تھے۔

...... ✱ ......

① الکافی کلینی (عربی): جلد چہارم، صفحہ 536؛ حدیث 7987؛ الاستبصار، جلد دوم، صفحہ 327، حدیث 3046؛ تہذیب الاحکام، جلد پنجم، صفحہ 436؛ حدیث 6751؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 192، باب 7، حدیث 2

باب 17

امام حسین علیہ السلام سے عبداللہ بن عمر کی ملاقات

(65) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: وسمع عبد الله بن عمر بخروجه، فقدم راحلته، وخرج خلفه مسرعا فأدركه في بعض المنازل، فقال: أين تريد يا ابن رسول الله؟ قال: العراق، قال: مهلا ارجع إلى حرم جدك، فأبى الحسين عليه، فلما رأى ابن عمر إباءه قال: يا أبا عبد الله اكشف لي عن الموضع الذي كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقبله منك، فكشف الحسين عليه السلام عن سرته فقبلها ابن عمر ثلاثا

وبكى، وقال: أستودعك الله يا أبا عبد الله فإنك مقتول في وجهك هذا. فسار الحسين عليه السلام وأصحابه.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر نے آپؑ (حسینؑ) کی (مدینہ سے) روانگی کے بارے میں سنا تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مدینہ سے آپؑ کے پیچھے جلدی سے نکلا۔ پس! وہ کسی ایک منزل پر آپؑ تک پہنچ گیا اور کہنے لگا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کہاں جانا چاہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: عراق جاتا ہوں۔

اس نے کہا: آپؑ جلدی نہ کریں آپؑ اپنے جدِ بزرگوار کے حرم کی طرف لوٹ جائیں۔

وہ ہر چند مبالغہ کرتا رہا مگر امام حسین علیہ السلام نے انکار کر دیا۔

جب ابن عمر نے یہ دیکھا تو کہا: اے ابا عبداللہ! مجھے اپنے بدن کا وہ حصّہ دکھائیں جسے رسولِ خدا چومتے تھے۔

امامؑ نے اپنی ناف دکھائی تو ابن عمر نے اس جگہ کو تین مرتبہ بوسہ دیا اور گریہ کرتے ہوئے کہا: اے ابا عبداللہ! آپؑ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور آپؑ نے جو راستہ اختیار کیا ہے اس میں قتل ہو جائیں گے۔

چنانچہ امامؑ اور آپؑ کے اصحاب ابن عمر سے وداع ہوئے اور اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔

---

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 118، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 313، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 316؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 157؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 208؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 162، حدیث 1

باب ۱۸

امام حسینؑ سے منزلِ ثعلبیہ پر ایک سائل کی ملاقات

(66) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام

قال: فلما نزلوا ثعلبية، ورد عليه رجل يقال له: بشر بن غالب، فقال: يا ابن رسول الله أخبرني عن قول الله عز وجل يَوۡمَ نَدۡعُوۡا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ قال: إمام دعا إلى هدى فأجابوه إليه، وإمام دعا إلى الضلالة فأجابوه إليها، هؤلاء في

الجنة وهؤلاء في النار، وهو قوله عز وجل: فَرِيۡقٌ فِى الۡجَنَّةِ وَفَرِيۡقٌ فِى السَّعِيۡرِ ۞ [1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام: جب امام حسین علیہ السلام منزلِ ثعلبیہ پر پہنچے تو ایک مرد جسے بشر بن غالب کہا جاتا تھا، وہ امامؑ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! مجھے اللہ کے اس قول: ''اس دن ہر شخص کو اس کے اپنے امامؑ کے ساتھ بلایا جائے گا'' (بنی اسرائیل: 71) کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک امام ایسا امام ہوتا ہے جو لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور لوگ اس کی دعوت قبول کرتے ہیں اور ایک امام وہ ہے جو لوگوں کو گمراہی کی دعوت دیتا ہے اور بعض لوگ اسے قبول کرتے ہیں۔ پس! ہدایت والے جنّت میں جائیں گے اور گمراہی والے جہنم میں جیسا کہ اللہ کا قول ہے: ''ایک گروہ جنّت میں ہوگا اور ایک جہنم میں'' (الشوریٰ: 7)۔

(67) علي بن محمد بن عبد الله، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر، عن عبد الله بن حماد، عن صباح المزني، عن الحارث بن حصيرة، عن الحكم بن عتيبة قال: لقي رجل الحسين بن علي عليهما السلام بالثعلبية وهو يريد كربلا فدخل عليه فسلم عليه، فقال له

[1] امالی شیخ صدوق (عربی)، صفحہ 118، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 314، حدیث 1؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 209؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 317؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 157؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 162، حدیث 1؛ مقتل حسینؑ عبدالرزاق المقرم: صفحہ 236

الحسين عليه السلام: من أى البلاد أنت؟ قال: من أهل الكوفة قال: أما والله يا أخا أهل الكوفة لو لقيتك بالمدينة لأريتك أثر جبرئيل عليه السلام من دارنا ونزوله بالوحى على جدى، يا أخا أهل الكوفة أفمستقى الناس العلم من عندنا فعلموا وجهلنا؟ هذا مالا يكون.[1]

حکم بن عتبہ کا بیان ہے کہ امام حسین بن علی علیہما السلام کربلا جا رہے تھے کہ راستے میں ثعلبیہ کے مقام پر انھیں ایک آدمی ملا اور اس نے آپؑ کو سلام کیا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تم کس شہر سے ہو؟

اس نے کہا: میں کوفہ سے ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اہلِ کوفہ! اگر تو مجھے مدینہ میں ملتا تو میں تجھے اپنے گھر میں جبرائیلؑ کا وہ نشان دکھاتا اور میرے جدِ بزرگوارؐ پر وحی آنے کی جگہ دکھاتا۔ اے اہلِ کوفہ! لوگوں نے ہمارے سرچشمہ علم سے سیرابی حاصل کی۔ پس! کیسے ممکن ہے کہ وہ تو عالم ہو جائیں اور ہم جاہل رہیں؟ یہ کیسے ممکن ہے؟

......✸......

[1] اصولِ کافی، جلد دوم، صفحہ 471، باب 99، حدیث 2؛ بصائر الدرجات، جلد اوّل، جز اوّل، صفحہ 54، باب 7، حدیث 1 (بفرق الفاظ)؛ تفسیر العیاشی: جلد اوّل، صفحہ 16، حدیث 9؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 93؛ حدیث 34؛ الوافی فیض کاشانی: جلد سوم، صفحہ 608، حدیث 1181؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 210؛ مقتل حسینؑ عبدالرزاق المقرم؛ صفحہ 237؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 314، حدیث 2

باب ١٩

امام حسینؑ کا منزلِ عُذیب پر خواب دیکھنا

(68) محمد بن عمر البغدادى، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التسترى من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسٰى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعى قاضى بلخ قال: حدثتنى مريسة بنت موسٰى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتى قالت: حدثتنى صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتى قالت: حدثتنى بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبى، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن على قال: سألت جعفر بن محمد بن على ابن الحسين فقلت: حدثنى عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثنى أبى عن أبيه عليهما السلام قال: ثم سار حتى نزل العذيب فقال فيها قائلة الظهيرة ثم انتبه من نومه باكيا فقال له: ابنه ما يبكيك يا أبه. فقال: يا بنى إنها ساعة لا تكذب الرؤيا فيها وإنه عرض لى فى منام عارض، فقال: تسرعون السير والمنايا تسير بكم إلى الجنة.[1]

[1] امالی شیخ صدوق (عربی)، صفحہ 119، مجلس 30، حدیث 1؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 162، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 314، حدیث 1؛ جلاء العیون مجلسی: جلد دوم، صفحہ 210؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 317؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 158

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام (منزلِ ثعلبیہ سے) منزلِ عُذیب پہنچے اور ظہر کے وقت آپؑ نے وہاں قیلولہ فرمایا اور جب آنکھ لگ گئی تو خواب دیکھا اور جب بیدار ہوئے تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

اس وقت آپؑ کے فرزند نے آپؑ سے پوچھا: بابا جان! آپؑ اس وقت گریہ کیوں فرما رہے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند! اب وہ گھڑی ہے کہ جس میں خواب جھوٹا نہیں ہوتا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمیں پکار کر کہا جا رہا ہے کہ اپنے سفر کو جلد طے کیجیے، آپؑ کی سواریاں تمھیں بہت جلد بہشت کی طرف لے جانے والی ہیں۔

...... ✱ ......

باب ۳۰

امام حسین علیہ السلام سے مقامِ رہیمہ پر ابوہرم کی ملاقات

(69) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي

قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام

قال: ثم سار حتى نزل الرهيمة فورد عليه رجل من أهل الكوفة يكنى أبا هرم فقال: يا ابن النبي ما الذي أخرجك من المدينة؟

فقال: ويحك يا با هرم شتموا عرضي فصبرت، وطلبوا دمي

فصبرت، وأيم الله ليقتلني ثم ليلبسنهم الله ذلا شاملا، وسيفا قاطعا، وليسلطن عليهم من يذلهم.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام نے اپنا سفر جاری رکھا اور (مقامِ عذیب سے) مقامِ رھیمہ پر اُترے اور وہاں پر ایک کوفی شخص آپؑ کے پاس آیا جس کی کنیت ابوھرم تھی۔

اس نے کہا: اے فرزندِ پیغمبرؐ! آپؑ مدینہ سے کیوں نکلے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اباھرم! تجھ پر افسوس ہے، انھوں نے میری توہین کی تو میں نے صبر کیا، انھوں نے میرا مال چھینا تو میں نے صبر کیا، اب وہ میرا خون بہانا چاہتے ہیں لہٰذا میں وہاں سے نکل آیا ہوں۔ خدا کی قسم! وہ مجھے ضرور قتل کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ انھیں سر سے پاؤں تک لباسِ ذلّت وخواری پہنائے گا اور ان پر شمشیر برندہ کو غلبہ دے گا۔ چنانچہ ضرور ان پر کسی ایسے کو مسلط کرے گا جو انھیں ذلیل وخوار کرے گا۔

......✹......

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 119، مجلس 30، حدیث 1؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 163، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 314، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 158؛ مقتل علامہ مجلسی جلداوّل، صفحہ 318؛ جلاء العیون مجلسی: جلد دوم، صفحہ 210؛ مقتل الحسینؑ عبدالرزاق المقرم: صفحہ 246

باب 21

امام حسین علیہ السلام سے حُر ریاحی کی ملاقات

(70) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسىٰ بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: وبلغ عبيد الله بن زياد لعنه الله الخبر وأن الحسين عليه السلام قد نزل الرهيمة فأسرى إليه حر بن يزيد في ألف فارس قال الحر: فلما خرجت من منزلي متوجها نحو الحسين عليه السلام نوديت ثلاثا: يا حر أبشر بالجنة. فالتفت فلم أر أحدا فقلت: ثكلت الحر أمه، يخرج إلى قتال ابن رسول الله صلى الله عليه

وآله ويبشر بالجنة؛ فرهقه عند صلاة الظهر فأمر الحسين عليه السلام ابنه فأذن وأقام وقام الحسين عليه السلام فصلى بالفريقين فلما سلم وثب الحر بن يزيد فقال: السلام عليك يا بن رسول الله ورحمة الله وبركاته فقال الحسين: وعليك السلام من أنت يا عبد الله؛ فقال: أنا الحر بن يزيد، فقال: ياحر أعلينا أم لنا؛ فقال الحر: والله يا ابن رسول الله لقد بعثت لقتالك وأعوذ بالله أن أحشر من قبري وناصيتي مشدودة إلى ويدي مغلولة إلى عنقي وأكب على حر وجهي في النار، يا ابن رسول الله! أين تذهب؟ ارجع إلى حرم جدك فإنك مقتول. فقال الحسين عليه السلام:

سَأَمْضِيْ فَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتٰى
إِذَا مَا نَوٰى حَقًّا وَجَاهَدَ مُسْلِمًا
وَوَاسَى الرِّجَالَ الصَّالِحِيْنَ بِنَفْسِهٖ
وَفَارَقَ مَثْبُوْرًا وَخَالَفَ مُجْرِمًا
فَإِنْ مُتُّ لَمْ أَنْدَمْ وَإِنْ عُشْتُ لَمْ أُلَمْ
كَفٰى بِكَ ذُلًّا أَنْ تَمُوْتَ وَتُرْغَمَا[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: عبید اللہ بن زیاد تک یہ خبر

---

[1] حوالہ: امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 119، مجلس 30، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 163، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 314، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 319؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 161

پہنچی کہ امام حسین علیہ السلام منزلِ رہیمہ پر اُتر چکے ہیں تو اس نے حُر بن یزید ریاحی کو ایک ہزار گھڑسواروں کے ساتھ آپؑ کی طرف روانہ کیا۔ حُر کا بیان ہے کہ جس وقت مَیں گھر سے امام حسین علیہ السلام کی طرف روانہ ہوا تو مجھے تین دفعہ (غیب سے) آواز آئی: اے حُر! آپ کو جنّت کی بشارت ہو۔

میں نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن کسی کو بھی نہ پایا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: اے حُر! تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے! تُو فرزندِ رسولؐ کے خلاف جنگ کے لیے نکلا ہے اور بہشت کی بشارت بھی تیرے لیے ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟

حُر (اپنے لشکر کے ہمراہ) نمازِ ظہر کے وقت امام حسین علیہ السلام تک پہنچا۔ امام حسینؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ وہ اذان و اقامت کہے۔ امام علیہ السلام اُٹھے اور دونوں گروہوں کو جماعت کرائی جب آپؑ نے نماز کا سلام پڑھا تو حُر بن یزید سامنے آیا اور کہا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ پر اللہ کا درود و سلام ہو۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وعلیکم السلام، اے بندۂ خدا! تم کون ہو؟

حُر نے کہا: میں حُر بن یزید ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے حُر! کیا ہمارے خلاف ہو یا ہمارے ساتھ؟

حُر نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! مجھے آپؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے لیکن میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں قبر سے اس حالت میں اُٹھوں کہ میرے پاؤں میرے سر کے بالوں سے بندھے ہوئے ہوں، ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوں اور منہ کے بل آتش جہنم میں گرایا جاؤں۔ اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کہاں جا رہے ہیں؟ اپنے جد بزرگوارؐ کے حرم کی طرف پلٹ جائیں ورنہ آپؑ کو قتل کر دیا جائے گا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

سَأَمْضِيْ فَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتٰى
إِذَا مَا نَوٰى حَقًّا وَجَاهَدَ مُسْلِمًا
وَوَاسَى الرِّجَالَ الصَّالِحِيْنَ بِنَفْسِهٖ
وَفَارَقَ مَثْبُوْرًا وَخَالَفَ مُجْرِمًا
فَإِنْ مُتُّ لَمْ أَنْدَمْ وَإِنْ عُشْتُ لَمْ أُلَمْ
كَفٰى بِكَ ذُلًّا أَنْ تَمُوْتَ وَتُرْغَمَا

"جا رہا ہوں کہ قتل ہو جاؤں کہ ایک مرد کے لیے کوئی عار نہیں۔ اگر ہدف ہو کہ راہِ خدا میں پوری طاقت کے ساتھ جہاد کرے تو وہ نیک لوگوں کی دل و جان سے مدد کرتا ہے۔ وہ اغیار کے درمیان فرق کرتا اور (لوگوں کو) گمراہوں سے دُور کرتا ہے۔ میں اگر مرجاؤں تو کوئی ندامت نہیں اور اگر زندہ رہوں تو سربلند ہوں۔ اگر تم مرتے ہو تو یہ ذلت خواری تمھارے لیے کافی ہے"۔

......✸......

باب ۲۲

امام حسینؑ کا منزل بطن العقبہ پر اصحاب سے خطاب

(71) علي بن الحسين ومحمد بن الحسن، عن سعد عن أحمد بن محمد ومحمد بن الحسين وإبراهيم بن هاشم جميعاً، عن ابن فضال، عن أبي جميلة، عن ابن عبد ربه، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال: لما صعد الحسين بن علي عليه السلام عقبة البطن قال لأصحابه: ما أراني إلا مقتولا. قالوا: وما ذاك يا أبا عبد الله؟ قال: رؤيا رأيتها في المنام. قالوا: وما هي؟ قال: رأيت كلابا تنهشني.[1]

ابن عبد ربہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام حسین بن علی علیہما السلام منزلِ بطن العقبہ پر پہنچے تو اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں جانتا ہوں کہ مَیں قتل کر دیا جاؤں گا۔ اصحاب نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کو کیسے علم ہوا کہ آپؑ قتل کر دیے جائیں گے؟

[1] کامل الزیارات: صفحہ 180؛ باب 23، حدیث 14؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 87، حدیث 24؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 217؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 156، حدیث 5 اور صفحہ 319، حدیث 14

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔

اصحاب نے عرض کیا: وہ کیسا خواب ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ کتے مجھے نوچ رہے ہیں، اور ان میں سے جو کتا مجھ پر بہت سخت ہے وہ ابقع (سیاہ وسفید داغوں والا کتا) ہے۔

……✹……

باب ۲۳

امام حسینؑ کی منزل قطقطانہ پر عبیداللہ بن حُر جعفی سے ملاقات

(72) محمد بن عمر البغدادی، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: سار الحسين حتى نزل القطقطانة فنظر إلى فسطاط مضروب فقال: لمن هذا الفسطاط؟ فقيل: لعبد الله بن الحر الحنفي فأرسل إليه الحسين عليه السلام فقال: أيها الرجل إنك مذنب خاطئ

وإن الله عز وجل آخذك بما أنت صانع إن لم تتب إلى الله
تبارك وتعالى في ساعتك هذه فتنصرني. ويكون جدي
شفيعك بين يدي الله تبارك وتعالى. فقال: يا ابن رسول الله
والله لو نصرتك لكنت أول مقتول بين يديك. ولكن هذا
فرسي خذه إليك فوالله ما ركبته قط وأنا أروم شيئاً إلا بلغته
ولا أرادني أحد إلا نجوت عليه. فدونك فخذه! فأعرض عنه
الحسين عليه السلام بوجهه ثم قال: لا حاجة لنا فيك ولا في
فرسك. وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا. ولكن فر. فلا لنا ولا
علينا فإنه من سمع واعيتنا أهل البيت ثم لم يجبنا. كبه الله
على وجهه في نار جهنم. ①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: پس! پھر امام حسین علیہ السلام وہاں
سے روانہ ہوئے اور منزلِ قطقطانہ پر اُترے۔ وہاں پر ایک خیمہ لگا ہوا
دیکھا اور پوچھا: یہ خیمہ کس کا ہے؟
آپؑ کو بتایا گیا: یہ خیمہ عبیداللہ بن حُر جعفی کا ہے۔
امام حسین علیہ السلام نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور پیغام دیا۔ جب وہ (یعنی
عبیداللہ بن حُر جعفی) آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے اس سے
فرمایا: اے شخص! ابھی اپنے اللہ کی طرف پلٹ آؤ اور میری مدد کرو، تاکہ

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 119، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 315، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 164، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 163؛ جلاء العیون مجلسی: جلد دوم، صفحہ 217

میرے جد اللہ کی بارگاہ میں تمھاری شفاعت کریں۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو
خطاکار اور گناہ گار ہو گے اور جو کچھ تم انجام دو گے تو اللہ اس پر تمھارا مواخذہ
کرے گا۔
اس شخص نے کہا: اے رسولِ خدا کے بیٹے! خدا کی قسم! اگر مَیں آپؑ کی مدد
کروں تو آپؑ کے سامنے سب سے پہلے قتل ہونے والا مَیں ہوں لیکن آپؑ
میرے اس گھوڑے پر اکتفاء کریں اور اسے لے لیں۔ خدا کی قسم! اس
گھوڑے کے ساتھ مَیں نے جو کچھ چاہا ہے اسے پایا ہے اور جس کسی نے
مجھے پکڑنا چاہا میں اس کے ذریعے دوڑ گیا ہوں۔ پس! یہ میرا گھوڑا حاضر ہے
اسے لے لیں۔
امام حسین علیہ السلام نے اس سے رُخ پھیرتے ہوئے فرمایا: مجھے تیری اور تیرے
گھوڑے کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔ "اور نہ ہم ظالمین کو اپنا قوتِ بازو اور
مددگار بنا سکتے ہیں (الکہف:51)"۔
لیکن یہاں سے فرار کرجاؤ اور نہ ہمارے ساتھ آؤ اور نہ ہی ہمارے مخالف
بنو۔ جو کوئی ہم اہلِ بیتؑ کی فریاد سنے اور ہمیں جواب نہ دے تو اللہ اسے منہ
کے بل آتشِ جہنم میں ڈال دے گا۔

(73) روی سفيان بن عيينة. عن علي بن زيد. عن علي بن الحسين
عليهما السلام قال: خرجنا مع الحسين فما نزل منزلا وما
ارتحل منه إلا ذكر يحيى بن زكريا وقتله. وقال يوماً: ومن
هوان الدنيا على الله عز وجل أن رأس يحيى بن زكريا أهدي إلى

بغی من بغایا بنی إسرائیل.①

علی بن زید آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نکلے اور جب کسی منزل پر اُترتے یا کسی منزل سے کوچ کرتے تو آپؑ جنابِ یحییٰ بن زکریاؑ کا ذکر اور ان کا قتل ہونا بیان کرتے۔

ایک دن آپؑ نے فرمایا: اللہ کے ہاں دنیا کی انتہائی کمینگی و بے غیرتی ہے کہ یحییٰ بن زکریاؑ کا سر بنی اسرائیل کے ایک بدکار (ولد الزنا) کے پاس بطورِ ہدیہ بھیجا گیا۔

......*......

① الارشاد شیخ مفید: صفحہ 380؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 315، حدیث 5؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 90، حدیث 28

باب ۲۳

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا تذکرہ

(74) ابن إدريس، عن أبيه، عن الفزاري، عن محمد بن الحسين بن زيد، عن محمد بن زياد، عن أبي الجارود، عن ابن جبير، عن ابن عباس قال: قال علي لرسول الله صلى الله عليه وآله: يا رسول الله إنك لتحب عقيلا؟ قال: إي والله إني لأحبه حبين: حبا له وحبا لحب أبي طالب له وإن ولده لمقتول في محبة ولدك، فتدمع عليه عيون المؤمنين، وتصلي عليه الملائكة المقربون، ثم بكى رسول الله حتى جرت دموعه على صدره ثم قال: إلى الله أشكو ما تلقى عترتي من بعدي.①

عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! کیا آپؐ عقیلؑ سے محبت کرتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! خدا کی قسم! میں دو اعتبار سے ان سے محبت کرتا ہوں،

① حوالہ: امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 101، مجلس 27، حدیث 3؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 287، حدیث 27؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 349، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 122

ایک وجہ خود ان کی ذات ہے اور دوسری وجہ وہ محبت ہے جو حضرت ابوطالبؑ کو ان سے تھی۔ ان کا بیٹا آپؐ کے بیٹے (امام حسینؑ) سے دوستی کی وجہ سے قتل کیا جائے گا اور ان کے لیے مومنین کی آنکھیں گریہ کریں گی اور مقرب فرشتے ان پر درود بھیجیں گے۔

اس کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر گریہ کیا کہ آپؐ کے اشک آپؐ کے سینہ پر جاری ہو گئے۔

پھر فرمایا: میرے بعد میرے خاندان کے ساتھ جو کچھ ہوگا اس کا میں خدا کی بارگاہ میں شکوہ کرتا ہوں۔

...... ✹ ......

باب ۲۵

امام حسین علیہ السلام کا منزل قصر بن مقاتل پر قیام

(75) ابن إدريس، عن أبيه، عن الأشعري، عن محمد بن إسماعيل، عن علي ابن الحكم، عن أبيه، عن أبي الجارود، عن عمرو بن قيس المشرقي قال: دخلت على الحسين صلوات الله عليه أنا وابن عم لي وهو في قصر بني مقاتل فسلمنا عليه فقال له ابن عمي: يا أبا عبد الله هذا الذي أرى خضاب أو شعرك؛ فقال: خضاب والشيب إلينا بني هاشم يعجل ثم أقبل علينا فقال: جئتما لنصرتي، فقلت: إني رجل كبير السن كثير الدين كثير العيال، وفي يدي بضائع للناس، ولا أدري ما يكون وأكره أن أضيع أمانتي. وقال له ابن عمي مثل ذلك. قال لنا: فانطلقا فلا تسمعا لي واعية، ولا تريا لي سوادا. فإنه من سمع واعيتنا أو رأى سوادنا فلم يجبنا ولم يغثنا، كان حقا على الله عز وجل أن يكبه على منخريه في النار.[1]

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 399، باب 103، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 314، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 27، صفحہ 204، حدیث 6 اور جلد 45، صفحہ 84، حدیث 12؛ رجال الکشی (اختیار معرفۃ الرجال)، صفحہ 113، حدیث 181؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 165؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 181

عمرو بن قیس مشرقی کہتے ہیں: میں اور میرا چچازاد منزل قصر بنی مقاتل پر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام کرنے کے بعد میرے چچا زاد نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے ابا عبداللہؑ! یہ جو میں دیکھ رہا ہوں (کہ آپؑ کے بال سیاہ ہیں تو یہ) خضاب ہے یا آپؑ کے بال ہی ایسے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ خضاب ہے، بڑھاپا ہم بنی ہاشم کی جانب جلدی آجاتا ہے۔ پھر آپؑ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا میری نصرت کی غرض سے آئے ہو؟

میں نے عرض کیا: میں ایک بڑی عمر کا شخص ہوں، قرضہ بڑا ہے، عیال کثیر ہیں، میرے ہاتھ میں لوگوں کا سرمایہ ہے اور نہیں جانتا کہ اس کا کیا ہوگا اور مجھے پسند نہیں ہے کہ میری امانت ضائع ہوجائے اور اسی طرح کی بات میرے چچا کے بیٹے نے بھی امامؑ سے کی۔

امامِ مظلومؑ نے فرمایا: تم دونوں یہاں سے چلے جاؤ تاکہ تم میری فریاد کو نہ ہی سنو اور نہ میری مصیبت کو دیکھو۔ بے شک جو ہماری فریاد کو سنے اور ہماری مصیبت کو دیکھے مگر ہمیں جواب نہ دے اور نہ ہی ہماری مدد کرے تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اس کو ناک کے بل جہنم میں پھینک دے۔

.......✸.......

باب ۳۶

امام حسین علیہ السلام کا کربلا میں ورُود

(76) محمد بن عمر البغدادی. الحافظ. عن الحسن بن عثمان بن زیاد التستری من کتابه. عن إبراهیم بن عبید الله بن موسی بن یونس ابن أبي إسحاق السبیعي قاضي بلخ قال: حدثتني مریسة بنت موسی بن یونس ابن أبي إسحاق وکانت عمتي قالت: حدثتني صفیة بنت یونس بن أبي إسحاق الهمدانیة وکانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي. عن خالها عبد الله بن منصور. وکان رضیعاً لبعض ولد زید بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسین فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلی الله علیه وآله فقال: حدثني أبي عن أبیه علیهما السلام قال: ثم سار حتی نزل بکربلا فقال: أي موضع هذا؛ فقیل: هذا کربلاء یا ابن رسول الله. فقال علیه السلام: هذا! والله یوم کرب وبلاء. وهذا الموضع الذي یهراق فیه دماؤنا. ویباح فیه حریمنا.[1]

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 120، مجلس 30، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 164، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 315، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اول، صفحہ 321؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 167

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام نے اپنے سفر کو جاری رکھا یہاں تک کہ کربلا میں وارد ہوئے۔ وہاں پر پوچھا: یہ کون سی جگہ ہے؟

آپؑ کو بتایا گیا: اے فرزندِ رسولؐ! یہ کربلا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! آج غم و اندوہ کا دن ہے، یہ وہی جگہ ہے جہاں پر ہمارا خون بہایا جائے گا اور ہماری ہتک حرمت ہوگی۔

کربلا سے محمد بن حنفیہؒ کے نام امام حسین علیہ السلام کا خط

(77) عن كرام عبدالكريم بن عمرو عن ميسر بن عبدالعزيز عن محمد بن عمرو عن أبي جعفر عليه السلام قال: كتب الحسين بن علي عليه السلام من كربلا إلى محمد بن علي: بسم الله الرحمن الرحيم من الحسين بن علي إلى محمد بن علي ومن قبله من بني هاشم أما بعد فكأن الدّنيا لم تكن وكأن الآخرة لم تزل والسلام. ①

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حسین بن علی علیہما السلام نے محمد بن علیؑ (یعنی محمد بن حنفیہؒ) کو کربلا سے یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے محمد بن علیؑ اور بنو ہاشم کے اُن افراد کے نام ہے جو انھیں (محمد بن حنفیہ) کو دوست رکھتے ہیں۔

امابعد! تو گویا دنیا ختم ہو چکی ہے اور آخرت ہمیشہ رہے گی۔ والسلام!

① کامل الزیارات: صفحہ 181، باب 23، حدیث 15؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 317، حدیث 8، بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 87، حدیث 23

باب 27

کربلا میں فوجوں کی لشکر در لشکر آمد کا بیان

(78) محمد بن عمر البغدادي الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: فأقبل عبيد الله بن زياد بعسكره حتى عسكر بالنخيلة وبعث إلى الحسين رجلا يقال له: عمر بن سعد قائده في أربعة آلاف فارس، وأقبل عبد الله بن الحصين التميمي في ألف فارس، يتبعه شبث بن ربعي في ألف فارس، ومحمد ابن الأشعث بن قيس الكندي أيضاً في ألف فارس، وكتب لعمر بن سعد على النّاس

وأمرهم أن يسمعوا له ويطيعوه. ①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: عبیداللہ بن زیادؑ اپنی فوج کے ہمراہ کوفہ سے نکلا اور نخیلہ کے مقام پر اپنا لشکر اُتارا۔ ایک شخص جسے عمر بن سعد کہا جاتا ہے اُسے چار ہزار سواروں کا لشکر دے کر امام حسین علیہ السلام کی طرف بھیجا۔

عبداللہ بن الحصین تمیمی ایک ہزار لشکر کے ہمراہ آگے بڑھا اور شبث بن ربعی اور محمد بن اشعث بن قیس کندی ایک ایک ہزار کے لشکر کے ہمراہ اس کے پیچھے چلے۔ ابن زیاد نے ان تمام لشکروں کی امارت عمر بن سعد کے حوالے کی اور دوسرے لشکروں کو تاکید کی کہ وہ سب عمر بن سعد کی اطاعت کریں اور کوئی اس کی نافرمانی نہ کرے۔

(79) العدة، عن سهل، عن ابن يزيد أو غيره، عن سليمان كاتب علي ابن يقطين، عمن ذكره، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن الأشعث بن قيس شرك في دم أمير المؤمنين عليه السلام وابنته جعدة سمت الحسن عليه السلام ومحمد ابنه شرك في دم الحسين عليه السلام. ②

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 120، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 315، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 164، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 321؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 167؛ جلاء العیون مجلسی: جلد دوم، صفحہ 221 (مختصراً)

② روضۃ الکافی کلینی: صفحہ 193، حدیث 186؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 319، حدیث 18؛ بحارالانوار: جلد 24، صفحہ 228، حدیث 40 اور جلد 44، صفحہ 142، حدیث 8 اور جلد 45، صفحہ 96، حدیث 42

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اشعث بن قیس وہ شخص تھا کہ جس نے خود بھی امیرالمومنینؑ کے قتل کرنے میں شرکت کی اور اس کی بیٹی جعدہ نے امام حسنؑ کو زہر کھلایا اور اس کے بیٹے محمد نے امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شرکت کی تھی۔

...... ✱ ......

باب ۲۸

کربلا میں شمرؔ کی آمد اور امام حسینؑ پر بندشِ آب کا حکم

(80) محمد بن عمر البغدادی، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زیاد التستری من کتابه، عن إبراهیم بن عبید الله بن موسى بن یونس ابن أبي إسحاق السبیعي قاضي بلخ قال: حدثتني مریسة بنت موسى بن یونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفیة بنت یونس بن أبي إسحاق الهمدانیة وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضیعا لبعض ولد زید بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسین فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله علیه وآله فقال: حدثني أبي عن أبیه علیهما السلام قال: فبلغ عبید الله بن زیاد أن عمر بن سعد یسامر الحسین علیه السلام ویحدثه، ویكره قتاله، فوجه إلیه شمر بن ذي الجوشن في أربعة آلاف فارس، وكتب إلى عمر بن سعد إذا أتاك كتابي هذا فلا تمهلن الحسین بن علي وخذ بكظمه، وحل بین الماء وبینه، كما حیل بین عثمان وبین الماء یوم الدار، فلما وصل الكتاب إلى عمر

بن سعد لعنه الله أمر منادیه فنادى: إنا قد أجلنا حسینا وأصحابه یومهم ولیلتهم.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: عبیداللہ بن زیادؔ کو خبر ملی کہ عمر بن سعد امام حسین علیہ السلام کے پاس بیٹھتا ہے، آپؑ کے ساتھ بات چیت کرتا ہے اور آپؑ کے ساتھ جنگ کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا۔

پس! عبیداللہ بن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو چار ہزار کا لشکر دے کر عمر بن سعد کی جانب روانہ کیا اور اسے یوں لکھا:

"جب میرا یہ خط تمھارے پاس پہنچ جائے تو حسین بن علیؑ کو ہرگز مہلت نہ دو، اس پر سختی کرو، پانی اور حسینؑ کے درمیان حائل ہو جاؤ جیسا کہ انھوں نے یوم الدار[2] پانی اور عثمان کے درمیان فاصلہ ڈالا تھا"۔

جب ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کو ملا تو اس نے اپنے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ بآواز بلند کہے: ہم صرف آج کا دن اور آج کی رات حسینؑ اور اس کے اصحاب کو مہلت دیتے ہیں۔

...... ✽ ......

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 120، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 315، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 165، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 322؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 167

[2] یوم الدار اس دن سے کنایہ ہے جس دن عثمان کو قتل کیا گیا تھا۔

باب ۲۹

کربلا میں شبِ عاشور کے حالات کا بیان

امام حسین علیہ السلام کا اصحاب سے خطاب اور بیعت اُٹھانا

(81) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ. عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور. وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: فشق ذلك على الحسين وعلى أصحابه. فقام الحسين في أصحابه خطيبا فقال: " اللهم إني لا أعرف أهل بيت أبر ولا أزكى ولا أطهر من أهل بيتي ولا أصحابا هم خير من أصحابي وقد نزل بي ما قد ترون وأنتم في حل من بيعتي. ليست لي في أعناقكم بيعة. ولا لي

عليكم ذمة، وهذا الليل قد غشيكم فاتخذوه جملا وتفرقوا في سواده. فأن القوم إنما يطلبوني. ولو ظفروا بي لذهلوا عن طلب غيري.

فقام إليه عبد الله بن مسلم بن عقيل بن أبي طالب عليه السلام فقال: يا ابن رسول الله ماذا يقول لنا الناس إن نحن خذلنا شيخنا وكبيرنا وسيدنا وابن سيد الأعمام وابن نبينا سيد الأنبياء، لم نضرب معه بسيف. ولم نقاتل معه برمح. لا والله أو نرد موردك. ونجعل أنفسنا دون نفسك، ودماءنا دون دمك، فإذا نحن فعلنا ذلك فقد قضينا ما علينا. وخرجنا مما لزمنا. وقام إليه رجل يقال له زهير بن القين البجلي فقال: يا ابن رسول الله وددت أني قتلت ثم نشرت، ثم قتلت ثم نشرت. ثم قتلت ثم نشرت فيك وفي الذين معك مائة قتلة. وأن الله دفع بي عنكم أهل البيت. فقال له ولأصحابه: جزيتم خيرا. ثم إن الحسين عليه السلام أمر بحفيرة فحفرت حول عسكره شبه الخندق، وأمر فحشيت حطبا وأرسل عليا ابنه عليه السلام في ثلاثين فارسا وعشرين راجلا ليستقوا الماء وهم على وجل شديد وأنشأ الحسين يقول: *يا دهر أف لك من خليل * كم لك في الاشراق والأصيل من طالب وصاحب قتيل* والدهر لا يقنع بالبديل وإنما الأمر إلى الجليل * وكل حي سالك سبيلي ثم قال

لاصحابه: قوموا فاشربوا من الماء يكن آخر زادكم. وتوضأوا واغتسلوا واغسلوا ثيابكم لتكون أكفانكم.①

آقا و مولا امام زین العابدینؑ نے فرمایا: امام حسینؑ اور آپؑ کے اصحاب پر یہ اعلان (کہ ایک رات کی صرف مہلت ہے) بہت گراں گزرا۔

امام حسینؑ اُٹھے اور اپنے اصحاب سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

اے میرے معبود! میں اپنے خاندان سے نیک، پاک، مخلص اور اپنے اصحاب سے نیک تر کسی اور کو نہیں پہچانتا ہوں، جو کچھ ہمارے اُوپر بیت رہی ہے وہ تُو دیکھ رہا ہے۔

(اے ساتھیو!) اب آپ لوگ میری بیعت سے آزاد ہیں اور آپ کی گردنوں پر کوئی بیعت نہیں اور نہ ہی آپ کے ذمہ کوئی عہد و پیمان ہے۔ اب رات کے اندھیرے نے آپ لوگوں کو چھپا لیا ہے پس اس خلوت سے استفادہ کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں جہاں چاہیں چلے جائیں کیونکہ اس گروہ کو صرف مجھ سے غرض ہے لہٰذا اگر وہ مجھ پر غالب آجائیں تو پھر دوسروں کا پیچھا چھوڑ دیں گے۔

عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! اگر ہم اپنے بوڑھے بزرگ آقا، اپنے بڑے چچا کے بیٹے اور اپنے نبی سیّد الانبیاؐ کے بیٹے کو تنہا چھوڑ دیں، ان کے شانہ بشانہ تلوار نہ چلائیں اور نیزے کے

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 120، مجلس 30، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 316، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 165، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 170؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 325

ساتھ جنگ نہ کریں تو لوگ ہمیں کیا کہیں گے؟ نہیں، اللہ کی قسم! ہم آپؑ کو ہرگز تنہا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ جو کچھ آپؑ کے ساتھ ہو وہی ہمارے ساتھ ہو۔ پس ہم اپنا خون آپؑ کے خون پر قربان کریں گے۔ جب ہم یہ کریں گے تو گویا اس وقت ہم نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اور جو عہد و پیمان ہمارے اُوپر تھا اس سے عہدہ برآ اور سرفراز ہوئے۔

ایک شخص جسے زہیر بن قین بَجلی کہا جاتا ہے وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! مَیں چاہتا ہوں کہ آپؑ اور آپؑ کے ساتھ آنے والے لوگوں کی راہ میں قتل ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں یہاں تک کہ سو بار قتل ہو جاؤں تاکہ خدا میرے وسیلہ سے اہلِ بیتؑ کا دفاع کرے۔

امام حسینؑ نے اپنے صحابیوں سے فرمایا: اللہ آپ کو اَجرِ عظیم عطا فرمائے۔

پھر امام حسینؑ نے حکم دیا کہ لشکر کے گرد ایک چھوٹی سی خندق کھودی جائے اور اسے ایندھن سے بھر دیا جائے۔ امامؑ نے اپنے بیٹے علی اکبرؑ کو تیس سواروں اور بیس پیادوں کے ساتھ پانی لینے کے لیے بھیجا حالانکہ حالات سخت خوفناک تھے۔

اس حال میں امامؑ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

يَادَهْرُ أُفٍّ لَكَ مِنْ خَلِيْلِ
كَمْ لَكَ فِيْ الْإِشْرَاقِ وَالْأَصِيْلِ
مِنْ طَالِبٍ وَصَاحِبٍ قَتِيْلِ
وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيْلِ

وَ اِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَی الْجَلِیْلِ

وَكُلِّ حَيٍّ سَالِكٌ سَبِيْلِي

"اے زمانہ! افسوس ہے تیرے اُوپر، اے یارِ بے وفا! تُو کس قدر بُرا دوست ہے تیرے ہاتھوں کس قدر دوست اور طالبِ حق قتل ہوئے اور یہ زمانہ ہے کہ بدل پر قناعت نہیں کرتا اور اس خون خواری کو ہرگز ختم نہیں کرتا۔ تمام کام صرف اور صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر زندہ میری مانند موت کے راستے پر چلے گا جس پر مَیں چل رہا ہوں"۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اُٹھیں اور اس پانی سے (جو میرا بیٹا علیؑ لایا ہے) پئیں کہ یہ تمھارے لیے اس جہان کا آخری زادِ راہ ہے اور وضو کریں، غسل کریں اور اپنے لباس دھوئیں کہ یہی تمھارے کفن ہوں گے۔

مولا امام حسین علیہ السلام کا اپنے اصحاب سے ایک اور خطاب

(82) تفسير الإمام العسكري: قال الإمام: ولما امتحنا لحسين عليه السلام ومن معه بالعسكر الذين قتلوه وحملوا رأسه قال لعسكره: أنتم في حل من بيعتي فالحقوا بعشائركم ومواليكم. وقال لأهل بيته: قد جعلتكم في حل من مفارقتي فإنكم لا تطيقونهم لتضاعف أعدادهم وقواهم. وما المقصود غيري فدعوني و القوم. فإن الله عز وجل يعينني ولا يخليني من حسن نظره كعاداته في أسلافنا الطيبين.

فأما عسكره ففارقوه، وأما أهله الأدنون من أقربائه فأبوا وقالوا: لا نفارقك ويحزننا ما يحزنك، ويصيبنا ما يصيبك، وإنا أقرب ما نكون إلى الله إذا كنا معك. فقال لهم: فإن كنتم قد وطنتم أنفسكم على ما وطنت نفسي عليه فاعلموا أن الله إنما يهب المنازل الشريفة لعباده باحتمال المكاره. وأن الله وإن كان خصني مع من مضى من أهلي الذين أنا آخرهم بقاء في الدنيا من الكرامات بما يسهل علي معها احتمال المكروهات فإن لكم شطر ذلك من كرامات الله تعالى، واعلموا أن الدنيا حلوها ومرها حلم، والانتباه في الآخرة، والفائز من فاز فيها، والشقي من شقي فيها. أولا أحدثكم بأول أمرنا وأمركم معاشر أوليائنا ومحبينا والمتعصبين لنا ليسهل عليكم احتمال ما أنتم له مقرون؟

قالوا: بلى يا بن رسول الله قال: إن الله تعالى لما خلق آدم وسواه وعلمه أسماء كل شئ وعرضهم على الملائكة جعل محمدا " وعليا " وفاطمة والحسن والحسين أشباحا " خمسة في ظهر آدم. وكانت أنوارهم تضئ في الآفاق من السماوات والحجب والجنان والكرسي و العرش، فأمر الله الملائكة بالسجدة لآدم تعظيما " له إنه قد فضله بأن جعله وعاء لتلك الأشباح التي قد عم أنوارها في الآفاق، فسجدوا إلا إبليس

أبي أن يتواضع لجلال عظمة الله وأن يتواضع لأنوارنا أهل البيت وقد تواضعت لها الملائكة كلها فاستكبر وترفع وكان بإبائه ذلك وتكبره من الكافرين۔①

آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام اپنے ہمراہیوں سمیت لشکرِ شام کی محنت و رنج میں مبتلا ہوئے جنھوں نے امامِ مظلومؑ کو شہید کیا اور آپؑ کے سرِ اقدس کو نیزے پر بلند کیا۔ اس وقت آنجنابؑ نے اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں نے تم کو اپنی بیعت سے آزاد کیا، تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے اہل و عیال اور احباب سے جا ملو اور اپنے اہلِ بیتؑ سے فرمایا: تم کو بھی میری مفارقت حلال ہے کیونکہ دشمن کی جمعیت کثیر اور ان کی قوت بہت ہے، تم کسی طرح ان کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے نیز ان کو میرے سوا کسی اور سے کچھ سروکار بھی نہیں ہے۔ اس لیے تم کو بھی اجازت ہے کہ مجھ کو تنہا چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ حق تعالیٰ میری اعانت کرے گا اور اپنی نظرِ رحمت سے مجھ کو محروم نہ رکھے گا جیسا کہ ہمارے اسلاف طاہرینؑ پر ہمیشہ اپنا لطف و کرم کرتا رہا ہے۔ امامِ مظلومؑ کا یہ ارشاد سن کر لشکریوں نے تو آپؑ کا ساتھ چھوڑ دیا مگر اہل و عیال اور قریشی رشتہ داروں نے اس امر سے انکار کیا اور عرض کیا: ہم آپؑ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے کیونکہ آپؑ کے غمگین ہونے سے ہم غمگین ہوتے ہیں

① تفسیر امام حسن عسکریؑ: صفحہ 191، در تفسیر سورۃ البقرہ؛ بحار الانوار: جلد 11، صفحہ 149، حدیث 25 اور جلد 26، صفحہ 326، حدیث 10 اور جلد 45، صفحہ 90، حدیث 29؛ عوالم العلوم: جلد 17،

اور آپؑ کے رنج سے ہم کو رنج پہنچتا ہے اور آپؑ کی خدمت میں رہنا ہی ہمارے لیے قربِ خدا کے حصول کا باعث ہے۔

جب امامِ مظلومؑ نے ان کا یہ کلام سنا تو فرمایا: اگر تم نے اپنے نفسوں کو اس امر پر قائم کر لیا ہے جس پر مَیں نے اپنے نفس کو قائم کیا ہے تو تم جان لو کہ اللہ اپنے بندوں کو رنج و تکلیف کے متحمل ہونے پر ہی منازل شریفہ عطا فرماتا ہے اور اگرچہ اس نے مجھ کو میرے بزرگانِ اہلِ بیتؑ کے ساتھ جن میں سے فقط ایک مَیں ہی دنیا میں باقی رہ گیا ہوں، ایسی کرامتوں اور بزرگیوں سے مخصوص کیا ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے سختیوں اور تکلیفوں کا جھیلنا مجھ پر آسان اور سہل ہے مگر کراماتِ الٰہی سے تم کو بھی کچھ حصّہ ضرور ملے گا اور یہ بھی سمجھ لو کہ دنیا کی شیرینی اور تلخی بمنزلہ خواب کے ہے اور بیداری آخرت میں ہوگی اور کامیاب اور بہرہ ور وہ شخص ہے جو آخرت میں بہرہ مند ہو اور بدبخت اور شقی وہ شخص ہے جو آخرت میں بدبخت اور شقی ہو۔

اے میرے دوستو اور محبو اور ہمارے دامن کو مضبوط پکڑنے والو! اگر تم چاہو تو مَیں تم کو اپنے اور تمھارے ابتدائی امر سے مطلع کروں تاکہ تم کو ان تکالیفِ شاقہ کا جن کا تم نے سامنے کیا ہے برداشت کرنا آسان اور سہل ہو جائے۔

سب نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! جی ہاں، بیان فرمائیے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب خداوند متعال نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور درست کر کے تمام اشیاء کے نام ان کو تعلیم کیے اور ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا تو حضراتِ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے پانچوں پتلوں کو آدمؑ کی پشت میں رکھا اور ان کے نُور آسمانوں کے کناروں اور حجابوں اور بہشت اور کرسی اور عرش کو منور کرتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدمؑ کو تعظیمی سجدہ کریں اس لیے کہ مَیں نے ان اشباحِ خمسہ کو جن کے نُور نے تمام عالم کو منور کر رکھا ہے، ان کی پشت میں قرار دے کر ان کو فضیلت دی ہے۔

یہ حکم رب العزت پاتے ہی سب فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے حق تعالیٰ کی جلالِ عظمت اور ہم اہلِ بیتؑ کے انوار کے آگے متواضع ہونے سے انکار کیا حالانکہ سب فرشتوں نے ان کے آگے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا مگر اس نے تکبر کیا اور اپنے آپ کو بلند رُتبہ خیال کیا اور اسی انکار اور تکبر کی وجہ سے وہ کافروں میں شامل ہوا۔

سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا کا اضطراب

(83) المفيد قال: قال علی بن الحسين عليهما السلام: إنی جالس فی تلك الليلة التی قتل أبی فی صبيحتها وعندی عمتی زينب تمرضنی إذا اعتزل أبی فی خباء له، وعنده فلان مولى أبی ذر الغفاری وهو يعالج سيفه ويصلحه وأبی يقول:

يَادَهْرُ أُفٍّ لَكَ مِنْ خَلِيْلٍ
كَمْ لَكَ فِيْ الْإِشْرَاقِ وَالْأَصِيْلِ
مِنْ صَاحِبٍ اَو طَالِبٍ قَتِيْلٍ
وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيْلِ
وَ اِنَّمَا الْأَمْرُ اِلَى الْجَلِيْلِ
وَكُلُّ حَيٍّ سَالِكٌ سَبِيْلِيْ

فأعادها مرتين، أو ثلاثا حتى فهمتها وعلمت ما أراد فخنقتنی العبرة، فرددتها ولزمت السكوت، وعلمت أن البلاء قد نزل، وأما عمتی فلما سمعت ما سمعت وهی امرأة ومن شأن النساء الرقة والجزع، فلم تملك نفسها أن وثبت تجر ثوبها وهی حاسرة حتى انتهت إليه، وقالت: وا ثكلاه ليت الموت أعدمنی الحياة، اليوم ماتت أمی فاطمة، وأبی علی وأخی الحسن يا خليفة الماضی، وثمال الباقی، فنظر إليها الحسين عليه السلام وقال لها: يا أخته لا يذهبن حلمك الشيطان! وترقرقت عيناه بالدموع، وقال: لو ترك القطا ليلا لنام فقالت: يا ويلتاه أفتغتصب نفسك اغتصاباً؛ فذلك أقرح لقلبی وأشد على نفسی، ثم لطمت وجهها، وهوت إلى جيبها وشقته وخرت مغشية عليها، فقام إليها الحسين عليه السلام فصب على وجهها الماء وقال لها: يا أختاه اتقی الله وتعزی بعزاء الله، واعلمی أن أهل الأرض يموتون، وأهل السماء لا يبقون، وأن كل شیء هالك إلا وجه الله تعالى، الذی خلق الخلق بقدرته، ويبعث الخلق ويعودون وهو فرد وحده، وأبی خير منی وأمی خير منی وأخی خير منی ولی ولكل مسلم برسول الله أسوة، فعزاها بهذا ونحوه، وقال لها: يا أختاه إنی أقسمت عليك فأبری قسمی لا تشقی علی جيبا، ولا تخمشی علی وجها، ولا تدعی

علی بالویل والثبور إذا أنا هلكت، ثم جاء بها حتى أجلسها عندی. ثم خرج إلى أصحابه فأمرهم أن يقرن بعضهم بيوتهم من بعض وأن يدخلوا الاطناب بعضها فی بعض، وأن يكونوا بين البيوت فيقبلوا القوم فی وجه واحد والبيوت من ورائهم، وعن أيمانهم، وعن شمائلهم قد حفت بهم، إلا الوجه الذی يأتيهم منه عدوهم. ورجع عليه السلام إلى مكانه فقام ليلته كلها يصلی ويستغفر ويدعو ويتضرع، وقام أصحابه كذلك يصلون ويدعون ويستغفرون.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: میں اس رات کہ جس کی صبح میرے بابا شہید ہوئے، بیٹھا ہوا تھا اور میرے پاس میری پھوپھی جناب زینب سلام اللہ علیہا میری تیمارداری کر رہی تھیں کہ میرے والدؑ اپنے خیمہ میں الگ تشریف لے گئے جہاں آپؑ کے پاس جَونؓ غلامِ ابوذر غفاریؓ تھے جو آپؑ کی تلوار کو صاف اور اس کی اصلاح کر رہے تھے اور میرے والد گرامیؑ یہ اشعار کہہ رہے تھے:

يَادَهْرُ أُفٍّ لَكَ مِن خَلِيْلِ
كَمْ لَكَ فِی الْإِشْرَاقِ وَالْأَصِيْلِ

[1] الارشاد، شیخ مفید: صفحہ 348؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 227؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 2؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 202؛ اعلام الوریٰ، علامہ طبرسی، صفحہ 239؛ مثیر الاحزان، ابن نما، صفحہ 49؛ منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 420؛ مقاتل الطالبیین ابو الفرج اصفہانی: صفحہ 135

مِنْ صَاحِبٍ اَو طَالِبٍ قَتِيْلِ
وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيْلِ
وَ اِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَى الْجَلِيْلِ
وَكُلِّ حَيٍّ سَالِكَ سَبِيْلِیْ

آنحضرتؑ نے ان اشعار کی دو یا تین مرتبہ تکرار کی حتیٰ کہ میں نے انھیں پورے طور پر سمجھ لیا اور جان گیا کہ آپؑ کی ان اشعار سے مراد کیا ہے۔ پس! گریہ مجھے گلوگیر ہو گیا لیکن میں نے اسے روکا اور خاموشی اختیار کی۔ میں نے جان لیا کہ بلا و مصیبت اور امتحان کی منزل آگئی ہے لیکن میری پھوپھی نے بھی وہ کچھ سنا جو میں نے سنا تھا چونکہ وہ خاتون تھیں اور خواتین کی کیفیت یہ ہے کہ وہ نرم مزاج ہوتی ہیں اور گھبرا جاتی ہیں لہٰذا وہ اپنے آپ کو نہ روک سکیں اور جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئیں، جب کہ وہ اپنے دامن کو کھینچ رہی تھیں اور ان کے سر سے چادر اُتر گئی تھی۔

پھر وہ باباؑ کے پاس گئیں اور کہا: ہائے افسوس! کاش موت نے میری زندگی ختم کر دی ہوتی، آج ایسے ہی ہے جیسے میرے بابا علیؑ، ماں فاطمہ زہراؑ اور بھائی حسنؑ شہید ہوئے ہیں۔ اے گذشتہ بزرگوں کے جانشین اور باقی لوگوں کے سہارے!

امام حسین علیہ السلام نے ان مخدرہؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے ماں جائی بہن! تمھارے حلم و بردباری کو شیطان نہ لے جائے۔ آپؑ کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور فرمایا: اگر قطا پرندہ کو چھوڑ دیا جاتا تو سو جاتا۔ بی بیؑ نے فرمایا: ہائے مصیبت! کیا آپؑ کو چھین لیا جائے گا؟ یہ چیز تو میرے

دل کو زیادہ زخمی کرنے والی اور میرے لیے سخت مصیبت ہے۔

پھر جنابِ زینبؑ نے اپنا منہ پیٹا، گریبان چاک کرلیا اور بے ہوش ہوکر گر پڑیں۔

امام حسین علیہ السلام نے ان کے پاس جاکر چہرہ پر پانی چھڑکا اور فرمایا: اے میری بہن! چپ کرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی دی ہوئی تسلی اور تعزیت پر صبر کرو اور جان لو کہ زمین میں رہنے والے مرجائیں گے اور آسمان والے بھی باقی نہیں رہیں گے۔ اس ذاتِ پروردگار کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہوجائے گی جس نے تمام مخلوق کو اپنی قدرت سے خلق کیا ہے۔ اللہ مخلوق کو قبروں سے اُٹھائے گا اور ان کو دوبارہ لوٹائے گا اور وہ ایک اکیلا ہے۔ میرے نانا مجھ سے بہتر، میرے بابا مجھ سے بہتر اور میرے بھائیؑ مجھ سے بہتر تھے۔ وہ تمام اس دنیا سے چلے گئے اور میرے اور ہر مسلمان کے لیے رسولؐ اللہ ہی نمونۂ عمل ہیں۔

پس! آپؑ نے بی بیؑ کو ان جیسے الفاظ سے تسلی دی اور ان سے فرمایا: اے بہن! میں تمھیں قسم دیتا ہوں اور تم میری قسم کو پورا کرنا! پس جب میں قتل ہوجاؤں تو مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا، چہرہ نہ پیٹنا اور نہ ویل و ثبور (ہلاکت وتباہی) پکارنا۔

پھر آپؑ نے انھیں لاکر میرے پاس بٹھا دیا۔ اس کے بعد آپؑ اپنے اصحاب کے پاس چلے گئے اور حکم دیا کہ وہ اپنے خیمے ایک دوسرے کے نزدیک کر کے ان کی طنابیں ایک دوسرے میں پیوست کرلیں اور خود خیموں کے درمیان رہیں تا کہ دشمن کا سامنا ایک طرف سے کریں اور خیمے ان کے پیچھے،

دائیں اور بائیں انھیں گھیرے ہوئے ہوں سوائے اس طرف کے جس سے دشمن ان کی طرف آئے۔

پھر آپؑ اپنی جگہ پر واپس آئے اور ساری رات نماز، استغفار، دُعا اور تضرع وزاری میں بسر کردی۔ آپؑ کے اصحاب بھی اسی طرح اُٹھ کھڑے ہوئے، نماز پڑھتے، دُعا مانگتے اور استغفار کرتے تھے۔

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام کی اپنے اصحاب سے گفتگو

(84) قال علي بن الحسين زين العابدين عليه السلام: " فدنوت منه لأسمع ما يقول لهم، وأنا إذ ذاك مريض. فسمعت أبي يقول لأصحابه: أثني على الله أحسن الثناء، وأحمده على السراء والضراء، اللهم إني أحمدك على أن أكرمتنا بالنبوة وعلمتنا القرآن وفقهتنا في الدين، وجعلت لنا أسماعا وأبصارا وأفئدة، فاجعلنا من الشاكرين.

أما بعد: فإني لا أعلم أصحابا أوفى ولا خيرا من أصحابي، ولا أهل بيت أبر ولا أوصل من أهل بيتي فجزاكم الله عني خيرا. ألا وإني لأظن أنه آخر يوم لنا من هؤلاء. ألا وإني قد أذنت لكم فانطلقوا جميعا في حل ليس عليكم مني ذمام. هذا الليل قد غشيكم فاتخذوه جملا. فقال له إخوته وأبناؤه وبنو أخيه وابنا عبد الله بن جعفر: لم نفعل ذلك؟! لنبقى بعدك؟! لا أرانا الله ذلك أبدا. بدأهم بهذا القول العباس بن علي رضوان

الله عليه واتبعته الجماعة عليه فتكلموا بمثله ونحوه.فقال الحسين عليه السلام: يا بني عقيل، حسبكم من القتل بمسلم، فاذهبوا أنتم فقد أذنت لكم. قالوا: سبحان الله. فما يقول الناس؟! يقولون إنا تركنا شيخنا وسيدنا وبني عمومتنا - خير الأعمام - ولم نرم معهم بسهم. ولم نطعن معهم برمح. ولم نضرب معهم بسيف، ولا ندري ما صنعوا.لا والله ما نفعل ذلك. ولكن (تفديك أنفسنا وأموالنا وأهلونا)، ونقاتل معك حتى نرد موردك. فقبح الله العيش بعدك.وقام إليه مسلم بن عوسجة فقال: أنخلي عنك ولما نعذر إلى الله سبحانه في أداء حقك؟! أما والله حتى أطعن في صدورهم برمحي، وأضربهم بسيفي ما ثبت قائمه في يدي، ولو لم يكن معي سلاح أقاتلهم به لقذفتهم بالحجارة. والله لا نخليك حتى يعلم الله أن قد حفظنا غيبة رسول الله صلى الله عليه وآله فيك. والله لو علمت أني أقتل ثم أحيا ثم أحرق ثم أحيا ثم أذرى، يفعل ذلك بي سبعين مرة ما فارقتك حتى ألقى حمامي دونك. فكيف لا أفعل ذلك وإنما هي قتلة واحدة ثم هي الكرامة التي لا انقضاء لها أبدا.وقام زهير بن القين البجلي - رحمة الله عليه - فقال: والله لوددت أني قتلت ثم نشرت ثم قتلت حتى أقتل هكذا ألف مرة. وأن الله تعالى يدفع بذلك القتل عن نفسك. وعن أنفس هؤلاء الفتيان من أهل

بيتك.وتكلم جماعة أصحابه بكلام يشبه بعضه بعضا في وجه واحد.①

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: میں اس وقت بیمار تھا اس کے باوجود میں قریب ہوا اور کان لگائے (تاکہ سنوں) میرے بابا کیا کہتے ہیں؟

پس! میں نے سنا کہ آپؑ اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے: میں اللہ کی بہترین تعریف کرتا ہوں اور اس کی حمد کرتا ہوں اس کی تنگی و وسعت میں۔ اے میرے پروردگار! میں تیرا سپاس گزار ہوں اس چیز پر کہ تُو نے ہمیں شرفِ نبوت کے ساتھ مکرم کیا اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی اور دین کی مشکلات ہمیں بتائیں اور ہمیں سننے والے کان، دیکھنے والی آنکھیں اور سمجھنے والا دل عطا کیا ہے۔ پس! ہمیں اپنے شکر گزاروں میں قرار دے۔

پھر فرمایا: بے شک! میں اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار اور بہتر کسی کے اصحاب اور نہ اپنے اہلِ بیتؑ سے بہتر کسی کے اہلِ بیتؑ کو جانتا ہوں۔ خداوند عالم تمھیں جزائے خیر دے اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں اس گروہ کے حق میں دوسرا گمان رکھتا تھا اور انھیں اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھتا تھا۔ اب وہ خیال برعکس ہوگیا ہے لہٰذا میں اپنی بیعت تم سے اُٹھا لیتا ہوں اور تمھیں اختیار دیتا ہوں کہ جہاں چاہو چلے جاؤ اور اس وقت پردۂ شب تمھیں گھیرے ہوئے ہے۔ پس رات کو اپنی سواری قرار دو اور جدھر چاہو چلے جاؤ کیونکہ یہ گروہ مجھے چاہتا ہے۔ اس لیے جب یہ مجھے پالیں گے تو میرے علاوہ کسی کی تلاش

① منتہی الآمال شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 419؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 225؛ الارشاد، شیخ مفید (مترجم): صفحہ 347

میں نہیں جائیں گے۔

جب آپؑ کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو آپؑ کے بھائی، بیٹے، بھتیجے، اور عبداللہ بن جعفرؓ کی اولاد نے عرض کیا: ہم یہ کام کس لیے کریں تاکہ آپؑ کے بعد زندہ رہ جائیں؟ اللہ ہمیں کبھی یہ دن نہ دکھائے کہ ہم یہ ناشائستہ حرکت کریں اور پہلا شخص جس نے اس گفتگو کو شروع کیا وہ حضرت عباس بن علیؑ تھے۔ ان کے بعد باقی حضرات نے ان کا اتباع کیا اور اس قسم کی گفتگو کی۔

پھر آپؑ نے اولادِ عقیلؓ کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے بنی عقیل! مسلم بن عقیلؓ کی شہادت تمھارے لیے کافی ہے، اس سے مزید مصیبت نہ اُٹھاؤ اور میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ جہاں چاہو چلے جاؤ۔

وہ کہنے لگے: سبحان اللہ! لوگ ہم سے کیا کہیں گے اور ہم انھیں کیا جواب دیں گے؟ کیا ہم یہ کہیں گے کہ ہم اپنے بزرگ سردار اور چچازاد بھائی سے دست بردار ہو گئے ہیں اور اسے اپنے دشمنوں میں چھوڑ آئے ہیں، بغیر اس کے کہ تیر، نیزہ اور تلوار ان کی مدد میں ہم نے چلائے ہوں۔ خدا کی قسم! ہم کبھی بھی یہ غلط کام نہیں کریں گے بلکہ ہم اپنی جان و مال اور اپنے اہل و عیال آپؑ کی راہ میں قربان کر دیں گے اور آپؑ کے دشمن سے جنگ کریں گے یہاں تک کہ ہم پر بھی وہی گزرے جو آپؑ پر گزرے، خدا قبیح و بدنما قرار دے اس زندگی کو جو ہم آپؑ کے بعد چاہیں۔

اس وقت مسلم بن عوسجہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کیا ہم وہ اشخاص بن جائیں جو آپؑ کی نصرت سے ہاتھ اُٹھا لیں؟ پھر کون سی دلیل و حجت کے ساتھ ہم خدا کے ہاں آپؑ کے حق کے ادا کرنے کے سلسلہ

میں عذر پیش کریں گے؟

خدا کی قسم! میں آپؑ کی خدمت سے جدا نہیں ہوں گا جب تک (تلوار و نیزہ) آپؑ کے دشمنوں کے سینے میں نہ چبھو دوں اور جب تک قبضہ تلوار میرے ہاتھ میں ہے آپؑ کے دشمنوں سے تیغ زنی کروں گا اور اگر میرے ہتھیار جنگ نہ رہے تو پتھروں کے ساتھ ان سے جنگ کروں گا۔ خدا کی قسم! ہم آپؑ کی مدد سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک علمِ خدا میں نہ آجائے کہ ہم نے حقِ حرمتِ رسولؐ کا لحاظ رکھا ہے۔

خدا کی قسم! میں آپؑ کی نصرت میں اس مقام پر ہوں کہ اگر مجھے معلوم ہو کہ مَیں قتل ہوں گا پھر مجھے زندہ کریں گے اور پھر قتل کر کے مجھے جلا دیں گے اور میری راکھ ہوا میں بکھیر دیں گے اور میرے ساتھ یہ سلوک ستر مرتبہ کیا جائے تو بھی ہرگز مَیں آپؑ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک میں آپؑ کی راہ میں موت سے ہمکنار نہ ہوں اور اب کس طرح یہ خدمت انجام نہ دوں جبکہ صرف ایک ہی دفعہ شہادت پانی ہے اور اس کے بعد کرامت جاودانی اور سعادت ابدی ہے۔

پھر زہیر بن قینؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: خدا کی قسم! میں دوست رکھتا ہوں کہ قتل کر دیا جاؤں، پھر زندہ ہو جاؤں یہاں تک کہ ہزار دفعہ مجھے زندہ کریں اور قتل کر دیں اور اس کے مقابلہ میں خداوندِ عالم آپؑ سے اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ کے جوانوں سے شہادت کو دُور کر دے۔ اور ہر ایک صحابی نے اس طرح ایک دوسرے کے مانند حضرتؑ سے گفتگو کی۔

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام کی نمازِ فجر کے وقت گفتگو

(85) عن سعد، عن علی بن إسماعیل، عن صفوان، عن الحسین بن أبی العلا، عن أبی عبد الله علیه السلام قال: إن الحسین بن علی علیهما السلام قال لأصحابه یوم أصیبوا: أشهد أنه قد اذن فی قتلکم فاتقوا الله واصبروا.[1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھائی پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تمھاری شہادت کا وقت قریب آ گیا ہے، لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور صبر کا مظاہرہ کرو۔

(86) محمد بن عمر البغدادی، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زیاد التستری من کتابه، عن إبراهیم بن عبید الله بن موسی بن یونس ابن أبی إسحاق السبیعی قاضی بلخ قال: حدثتنی مریسة بنت موسی بن یونس ابن أبی إسحاق وکانت عمتی قالت: حدثتنی صفیة بنت یونس بن أبی إسحاق الهمدانیة وکانت عمتی قالت: حدثتنی بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبی، عن خالها عبد الله بن منصور، وکان رضیعا لبعض ولد زید بن علی قال: سألت جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین

① کامل الزیارات: صفحہ 177، باب 23، حدیث 8؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 86، حدیث 19؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 319، حدیث 16

فقلت: حدثنی عن مقتل ابن رسول الله صلی الله علیه وآله فقال: حدثنی أبی عن أبیه علیهما السلام قال: ثم صلی بهم الفجر وعبأهم تعبیة الحرب، وأمر بحفیرته التی حول عسکره فأضرمت بالنار، لیقاتل القوم من وجه واحد.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام نے نمازِ صبح اپنے اصحاب کے ہمراہ ادا کی، انھیں جنگ کے لیے تیار کیا اور حکم دیا کہ اس خندق میں آگ لگائیں جو لشکر کے اردگرد کھودی گئی تھی تاکہ دشمن کے ساتھ ایک طرف سے جنگ کی جا سکے۔

امام حسینؑ اور شہزادۂ قاسمؑ کی گفتگو اور شہزادہ علی اصغرؑ کی مظلومیت کا تذکرہ

(87) روی أبو حمزة الثمالی، قال: سمعت علی بن الحسین زین العابدین -علیه السلام- یقول: لما کان الیوم الذی استشهد فیه أبی -علیه السلام-، جمع أهله وأصحابه فی لیلة ذلك الیوم، فقال لهم: یا أهلی وشیعتی اتخذوا هذا اللیل جملا لکم، فانجوا بأنفسکم، فلیس المطلوب غیری، ولو قتلونی ما فکروا فیکم، فانجوا رحمکم الله، فأنتم فی حل وسعة من بیعتی وعهدی الذی عاهدتمونی، فقال إخوته وأهله وأنصاره بلسان واحد: والله یا سیدنا یا أبا عبد الله، لا خذلناك أبدا، والله لا قال

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 120، مجلس 30، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 317، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 166، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اول، صفحہ 325؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 173

الناس: تركوا إمامهم، وكبيرهم وسيدهم وحده، حتى قتل، ونبلو بيننا وبين الله عذرا ولا نخليك أو نقتل دونك. فقال لهم -عليه السلام-: يا قوم إني في غد اقتل وتقتلون كلكم معي، ولا يبقى منكم واحد. فقالوا: الحمد لله الذي أكرمنا بنصرك، وشرفنا بالقتل معك، أو لا نرضى أن نكون معك في درجتك يا بن رسول الله؟ فقال جزاكم الله خيرا، ودعا لهم بخير فأصبح وقتل وقتلوا معه أجمعون. فقال له القاسم بن الحسن: وأنا فيمن يقتل، فاشفق عليه. فقال له: يا بني كيف الموت عندك؟! قال: يا عم أحلى من العسل.

فقال: أي والله فداك عمك إنك لاحد من يقتل من الرجال معي، بعد أن تبلو ببلاء عظيم، وابني عبد الله. فقال: يا عم ويصلون إلى النساء حتى يقتل عبد الله (وهو رضيع؟ فقال: فداك عمك يقتل عبد الله) إذا جفت روحي عطشا، وصرت إلى خيمنا فطلبت ماء ولبنا فلا أجد قط فأقول: ناولوني ابني لأشرب من فيه. فيأتوني به، فيضعونه على يدي، فأحمله لادنيه من في، فيرميه فاسق -لعنه الله- بسهم فينحره، وهو يناغي، فيفيض دمه في كفي، فارفعه إلى السماء، وأقول: اللهم صبرا واحتسابا فيك. فتعجلني الأسنة منهم، والنار تستعر في الخندق الذي فيه ظهر الخيم. فأكر عليهم في أمر أوقات في الدنيا، فيكون ما يريد الله فبكى وبكينا وارتفع البكاء

والصراخ من ذراري رسول الله -صلى الله عليه وآله- في الخيم، ويسئل زهير ابن ألقين، وحبيب بن مظاهر، عني فيقولون: يا سيدنا فسيدنا علي -عليه السلام- فيشيرون إلى ماذا يكون من حاله؟ فيقول: مستعبرا ما كان الله ليقطع نسلي من الدنيا، فكيف يصلون إليه وهو أب ثمانية أئمة -عليهم السلام.①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: شبِ عاشور میرے والد بزرگوارؑ نے تمام اصحاب اور خاندان کے تمام جوانوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: اے میرے اہلِ خاندان اور میرے شیعہ! تم سب کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ لوگ صرف مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں اور انھیں تم سے کوئی غرض نہیں ہے، اب رات کا پردہ چھا گیا ہے۔ میں نے تمھاری گردنوں سے اپنی بیعت کا قلادہ اُٹھالیا ہے۔ لہٰذا میں تمھیں واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں۔

آپؑ کے افرادِ خاندان اور آپؑ کے مددگاروں نے یک زبان ہوکر عرض کیا: اے ہمارے آقا و مولا ابوعبداللہؑ! ہم آپؑ کو کبھی بھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے اور ہم یہ بات سننے پر آمادہ نہیں ہیں کہ کل لوگ یہ کہیں کہ ان لوگوں نے اپنے بزرگ حسینؑ کو دشمنوں کے نرغہ میں تن تنہا چھوڑ دیا تھا اور اپنی جان بچا کر چلے گئے تھے، لہٰذا ہم آپؑ کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ پس! خدا نے چاہا تو ہم سب آپؑ کے سامنے قتل ہوں گے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: لوگو! میں کل قتل کیا جاؤں گا اور تم سب بھی میرے

① مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد چہارم، صفحہ 215، حدیث 1242؛ الهدایۃ الکبریٰ، صفحہ 174

ساتھ قتل ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔

اصحابِ حسینؑ نے جب یہ الفاظ سنے تو انھوں نے عرض کیا: ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں جس نے ہمیں آپؑ کی نصرت کا اعزاز بخشا ہے اور ہمیں آپؑ کے ساتھ شہادت کا شرف عطا کیا ہے۔ اے فرزندِ رسولؐ! کیا آپؑ ہمیں اپنے درجے میں دیکھ کر خوش نہیں ہوتے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تم سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس مجمعے میں شہزادۂ قاسم بن حسن علیہما السلام بھی موجود تھے۔ انھوں نے اُٹھ کر عرض کیا: چچا جان! کیا کل مجھے بھی شہادت نصیب ہوگی؟

امام علیہ السلام کو ان پر رحم آیا اور ان سے فرمایا: اے بیٹا! تمھاری نظر میں موت کیسی ہے؟

شہزادۂ قاسمؑ نے عرض کیا: شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹا! صرف تم ہی شہادت حاصل نہیں کرو گے بلکہ میرا شیرخوار بیٹا عبداللہ (علی اصغرؑ) بھی شہید کیا جائے گا۔

یہ سن کر شہزادۂ قاسمؑ نے عرض کیا: چچا جان! کیا یہ اعداء مستوراتِ حرم تک پہنچ جائیں گے جو علی اصغرؑ کو قتل کریں گے جبکہ وہ تو شیرخوار ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تیرا چچا تجھ پر قربان! علی اصغرؑ کو بھی قتل کیا جائے گا۔ جب مجھ پر پیاس کی شدت ہوگی اور مَیں خیموں میں آکر پانی اور دودھ طلب کروں گا تو نہ مجھے پانی ملے گا اور نہ دودھ ملے گا تو مَیں کہوں گا: لاؤ میرے بچے کو مجھے دے دو تاکہ میں اس کے دہن سے کچھ رطوبت چوس سکوں۔ پس! اسے لاکر مجھے دیا جائے گا اور میں اسے ہاتھوں پر اُٹھاؤں گا،

اس سے پہلے کہ مَیں اس کے دہن سے کچھ نوش کروں، ایک فاسق تیر مارے گا اور وہ (بچہ) نحر ہو جائے گا اور اس کا خون میرے ہاتھوں پر جاری ہوگا۔

اس وقت مَیں ہاتھ آسمان کی جانب بلند کر کے کہوں گا: اے اللہ! مجھے اس پر صبر عطا فرما اور میں اس کی مصیبت (کلیجے پر) جھیلتا ہوں۔ اس وقت دشمن کے نیزے میرے خون کے پیاسے ہو جائیں گے اور پشتِ خیمہ پر خندق میں لگی آگ بلند ہونے لگے گی۔ اس وقت مَیں ان پر حملہ کروں گا اور وہ وقت دنیا کے سخت ترین لمحات میں سے ہوگا۔ پس جو اللہ چاہے گا وہ ہو کر رہے گا۔

پھر امام علیہ السلام رونے لگے اور ہم نے بھی گریہ شروع کر دیا یہاں تک کہ ذُریتِ رسولؐ کے خیام میں نالہ وشیون برپا ہوگیا۔

زہیر ابن قینؓ اور حبیب ابن مظاہرؓ نے اس وقت میرے بارے میں پوچھا (یعنی حدیث کے راوی امام سجادؑ کے بارے میں): اے ہمارے سیّد و سردار! اس (سیّد الساجدینؑ) کے ساتھ کیا ہوگا؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ میری نسل کو دنیا سے ختم نہیں ہونے دے گا۔ اعداء کس طرح ان تک دسترس پا سکتے ہیں جبکہ وہ آٹھ اماموںؑ کے باپ ہیں۔

(88) حدثنا محمد بن موسى بن المتوكل (رضي الله عنه). قال: حدثنا علي بن الحسين السعد آبادي. قال: حدثنا أحمد بن محمد بن خالد. عن أبيه. عن محمد بن سنان. عن المفضل بن عمر. عن الصادق جعفر بن محمد. عن أبيه. عن جده (عليهم السلام). قال: سئل الحسين بن علي (عليهما السلام) فقيل له: كيف

أصبحت، يابن رسول الله؟ قال: أصبحت ولي رب فوقي، والنار أمامي، والموت يطلبني، والحساب محدق بي، وأنا مرتهن بعملي، لا أجد ما أحب، ولا أدفع ما أكره، والأمور بيد غيري، فإن شاء عذبني، وإن شاء عفا عني. فأي فقير أفقر مني! ①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے والد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا گیا: فرزندِ رسولؐ! آپؑ نے صبح کس حال میں کی ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں اس حال میں ہوں کہ میرا رب میرے سر پر ہے، آگ میرے سامنے ہے، موت میری تلاش میں ہے، حساب و کتاب مجھے گھیرے ہوئے ہے اور مَیں اپنے عمل کا مرہونِ منت ہوں، اور جو مجھے پسند ہے اسے نہیں پاتا اور جو مجھے پسند نہیں ہے اسے دُور نہیں کر پاتا جبکہ میرے اُمور میرے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں ہیں۔ پس! اگر وہ چاہے تو مجھے عذاب دے اور اگر چاہے تو مجھے معاف کردے۔ پس کون سا ایسا فقیر ہے جو مجھ سے فقیر تر ہو؟"

...... ✸ ......

① من لا یحضرہ الفقیہ: جلد چہارم، صفحہ 313، حدیث 5873، امالی شیخ صدوق: حصہ دوم، صفحہ 561، مجلس 89، حدیث 3، بحارالانوار: جلد 78، صفحہ 116، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 391

باب ۳۰

یومِ عاشُور کے حالات کا بیان

صبح عاشُور ابن ابی جویریہ مزنی ملعون کی ہلاکت

(89) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: أقبل رجل من عسكر عمر بن سعد على فرس له يقال له: ابن أبي جويرية المزني فلما نظر إلى النار تتقد صفق بيده ونادى: يا حسين وأصحاب حسين أبشروا بالنار! فقد تعجلتموها في الدنيا.

فقال الحسين عليه السلام: من الرجل، فقيل ابن أبي جويرية المزني. فقال الحسين عليه السلام: اللهم أذقه عذاب النار في الدنيا فنفر به فرسه وألقاه في تلك النار فاحترق.[1]

آقا و مولا امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: عمر بن سعد کے لشکر سے ایک شخص ابن ابی جویریہ مزنی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا۔ جب اس کی نگاہ شعلہ ور آگ پر پڑی تو اس نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بلند آواز سے پکار کر کہا: اے حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ! تمھیں آتش جہنم مبارک ہو کہ تم نے دنیا میں اس کی طرف جلدی کی ہے۔

امام حسینؑ نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟

آپؑ کو بتایا گیا: یہ ابو جویریہ مزنی کا بیٹا ہے۔

امام حسینؑ نے فرمایا: اے میرے معبود! اسے اس دنیا میں آتش کے عذاب کا مزہ چکھا۔

پس زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس کا گھوڑا دوڑا اور اسے آتش خندق میں گرا دیا اور وہ جل کر مر گیا۔

تمیم بن حصین فزاری ملعون کی ہلاکت

(90) محمد بن عمر البغدادي الحافظ. عن الحسن بن عثمان بن زياد

---

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 121، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 317، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 166، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلداوّل، صفحہ 325؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 173؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 229

التستري من كتابه. عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسٰى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسٰى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي. عن خالها عبد الله بن منصور. وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم برز من عسكر عمر بن سعد رجل آخر يقال له تميم بن حصين الفزاري فنادى: يا حسين ويا أصحاب حسين أما ترون إلى ماء الفرات يلوح كأنه بطون الحيات والله لا ذقتم منه قطرة حتى تذوقوا الموت جزعا فقال الحسين عليه السلام: من الرجل فقيل تميم بن حصين فقال الحسين: هذا وأبوه من أهل النار اللهم اقتل هذا عطشا في هذا اليوم. قال: فخنقه العطش حتى سقط عن فرسه. فوطأته الخيل بسنابكها فمات.[1]

---

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 121، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 317، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلداوّل، صفحہ 326؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 166، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 174؛ مدینۃ المعاجز، ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 140؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 230

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: اس کے بعد عمر بن سعد کے لشکر سے ایک شخص آگے بڑھا جس کا نام تمیم بن حصین فزاری تھا۔ اس نے بلند آواز سے کہا: اے حسینؑ و اصحابِ حسینؑ! کیا تم آبِ فرات نہیں دیکھ رہے ہو جو سانپوں (ایک نسخہ کے مطابق مچھلیوں) کے پیٹ کے مانند موجزن اور چمکدار ہے، خدا کی قسم! اس سے ایک قطرہ بھی نہیں چکھ سکو گے یہاں تک کہ بے صبری سے موت کا ذائقہ چکھو گے۔

امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟

آپ کو بتایا گیا: یہ تمیم بن حصین فزاری ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص اور اس کا باپ دونوں دوزخی ہیں۔ خدایا! اس شخص کو آج ہی پیاس سے ہلاک کردے۔

پس! زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اس کا گلا پیاس سے بند ہوگیا اور وہ اپنے گھوڑے سے نیچے گرا اور لشکریوں کے گھوڑوں سے پامال ہوکر مرگیا۔

محمد بن اشعث بن قیس کندی ملعون کی ہلاکت

(91) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله

التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم أقبل آخر من عسكر عمر بن سعد يقال له: محمد بن أشعث بن قيس الكندي فقال: يا حسين بن فاطمة أية حرمة لك من رسول الله ليست لغيرك؟ فتلا الحسين هذه الآية: إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٣٣﴾ ذُرِّيَّةً الآية ثم قال: والله إن محمدا لمن آل إبراهيم، وإن العترة الهادية لمن آل محمد من الرجل؟ فقيل: محمد بن أشعث بن قيس الكندي فرفع الحسين عليه السلام رأسه إلى السماء فقال: اللهم أر محمد بن الأشعث ذلا في هذا اليوم لا تعزه بعد هذا اليوم أبدا، فعرض له عارض فخرج من العسكر يتبرز، فسلط الله عليه عقربا فلدغته، فمات بادي العورة.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: پھر عمر بن سعد کی فوج سے ایک اور شخص آگے بڑھا جسے محمد بن اشعث بن قیس کندی کہتے تھے۔

---

[1] امالی شیخ صدوق (عربی)، صفحہ 121، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 317، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 166، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 327؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 174؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 141؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 230

اس نے کہا: اے حسینؑ بن فاطمہؑ! رسولِؐ خدا کے نزدیک آپؑ کا کون سا احترام ہے جو دوسروں کا نہیں ہے؟

امام حسین علیہ السلام نے جواب میں اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی: ''بے شک! اللہ نے آدمؑ، نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمرانؑ کو منتخب کرلیا ہے۔ یہ ایک ایسی نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے''۔ (آل عمران: 33 تا 34)

پھر فرمایا: خدا کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاندانِ ابراہیمؑ سے ہیں اور عترتِ ہادیہ آلِ محمدؐ سے ہے۔

پھر پوچھا: یہ شخص کون ہے؟

آپؑ کو بتایا گیا: یہ محمد بن اشعث بن قیس کندی ہے۔

امام علیہ السلام نے سرِ اقدس آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا: خدایا! محمد بن اشعث کو آج سے ایسی ذلت سے دوچار کر کہ آج کے بعد اسے ہرگز عزت نصیب نہ ہو۔

پس! زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اس پر ایسی حالت طاری ہوگئی کہ وہ قضائے حاجت کی غرض سے فوج سے باہر نکلا تو اللہ نے اس پر ایک بچھو کو مسلط کردیا کہ جس نے اسے ڈسا اور وہ اس حالت میں مرگیا کہ اس کی شرمگاہ عریاں تھی۔

یزید بن حصین ہمدانی کا فوجِ اشقیاء سے مکالمہ

(92) محمد بن عمر البغدادي. الحافظ. عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه. عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني

مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور. وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي بن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: فبلغ العطش من الحسين عليه السلام وأصحابه فدخل عليه رجل من شيعته يقال له: يزيد بن الحصين الهمداني -قال إبراهيم بن عبد الله راوي الحديث: هو خال أبي إسحاق الهمداني فقال: يا ابن رسول الله تأذن لي فأخرج إليهم فأكلمهم؛ فأذن له فخرج إليهم فقال: يا معشر الناس إن الله عز وجل بعث محمدا بالحق بشيرا ونذيرا وداعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيرا. وهذا ماء الفرات تقع فيه خنازير السواد وكلابها. وقد حيل بينه وبين ابنه. فقالوا: يا يزيد فقد أكثرت الكلام فاكفف فوالله ليعطشن الحسين كما عطش من كان قبله. فقال الحسين عليه السلام: اقعد يا يزيد.

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب پر پیاس کا غلبہ ہوا تو آپؑ کے پیروکاروں میں سے ایک شخص جس کا نام یزید بن حصین ہمدانی (ابواسحاق ہمدانی کا ماموں) تھا، آپؑ کے پاس آیا

اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کیا آپؑ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ ان کے پاس جاؤں اور ان سے گفتگو کروں؟

امام حسین علیہ السلام نے اجازت دی تو وہ ان لوگوں کے پاس گئے اور کہا: اے لوگو! بے شک اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، وہ بشارت دینے والے، ڈرانے والے، اللہ کے اذن سے اس کی طرف دعوت دینے والے اور تابناک چراغ تھے۔ یہ فرات کا پانی ہے کہ اس میں سُور اور جنگلی کتے غوطہ زن ہوتے ہیں لیکن تم لوگ اس کا پانی فرزندِ رسولؐ کو نہیں دیتے ہو۔

یزیدی سپاہیوں نے کہا: اے یزید! تم نے طولانی گفتگو کی ہے۔ اب بس کرو خدا کی قسم! حسینؑ کو پیاس کا مزہ چکھنا چاہیے جیسا کہ اس سے پہلے والے نے (یعنی عثمان نے) پیاس کا ذائقہ چکھا تھا۔

امام حسین علیہ السلام نے یزید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے یزید! بیٹھ جاؤ۔

آقا و مولا امام حسینؑ کا لشکر اشقیاء سے خطاب

(93) محمد بن عمر البغدادي. الحافظ. عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه. عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله

التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم وثب الحسين عليه السلام متوكيا على سيفه، فنادى بأعلا صوته، فقال: أنشدكم الله هل تعرفوني؟ قالوا: نعم أنت ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسبطه، قال: أنشدكم الله هل تعلمون أن أمي فاطمة بنت محمد، قالوا: اللهم نعم، قال: أنشدكم الله هل تعلمون أن أبي علي بن أبي طالب عليه السلام قالوا: اللهم نعم، قال: أنشدكم الله هل تعلمون أن جدتي خديجة بنت خويلد أول نساء هذه الأمة إسلاما؟ قالوا: اللهم نعم. قال: أنشدكم الله هل تعلمون أن سيد الشهداء حمزة عم أبي؟ قالوا: اللهمّ نعم، قال: فأنشدكم الله هل تعلمون أن جعفر الطيار في الجنة عمي؟ قالوا: اللهم نعم. قال: فأنشدكم الله هل تعلمون أن هذا سيف رسول الله وأنا متقلده؟ قالوا: اللهم نعم، قال: فأنشدكم الله هل تعلمون أن هذه عمامة رسول الله أنا لابسها؟ قالوا: اللهم نعم قال: فأنشدكم الله هل تعلمون أن عليا كان أولهم إسلاما وأعلمهم علما وأعظمهم حلما وأنه ولي كل مؤمن ومؤمنة؟

قالوا اللهم نعم. قال: فبم تستحلون دمي؛ وأبي الذائد عن الحوض غدا! يذود عنه رجالا كما يذاد البعير الصادر عن الماء. ولواء الحمد في يد اي) جدي يوم القيامة. قالوا علمنا ذلك كله ونحن غير تاركيك حتى تذوق الموت عطشا. فأخذ الحسين عليه السلام بطرف لحيته وهو يومئذ ابن سبع وخمسين سنة ثم قال: اشتد غضب الله على اليهود حين قالوا: عزيز ابن الله، واشتد غضب الله على النصارى حين قالوا: المسيح ابن الله، واشتد غضب الله على المجوس حين عبدوا النار من دون الله، واشتد غضب الله على قوم قتلوا نبيهم، واشتد غضب الله على هذه العصابة الذين يريدون قتلي: ابن نبيهم. ①

آقا و مولا امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: پھر امام حسینؑ کھڑے ہوئے جبکہ آپؑ اپنی تلوار پر تکیہ کیے ہوئے تھے، آپؑ نے بلند آواز سے فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگ مجھے جانتے ہو؟

اشقیاء نے کہا: آپؑ رسول اللہؐ کے فرزند اور ان کے نواسے ہیں۔

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 122، مجلس 30، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 167، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اول، صفحہ 329؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 178؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 231

امام حسینؑ نے فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ میرے جدّ رسولؐ خدا ہیں؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تمھیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ میری والدہ فاطمہ بنت محمدؐ ہیں؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تم لوگوں کو خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ میرے بابا علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تمھیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ خدیجہ بنت خویلد جو اس اُمت کی عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں وہ میری جدّہ ہیں؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تمھیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ سیّدالشہداء حمزہؑ میرے باباؑ کے چچا ہیں؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم آگاہ ہو کہ جعفر طیارؑ میرے چچا ہیں جو جنت میں پرواز کرتے ہیں؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تم لوگوں کو خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ یہ تلوار جو میں نے اپنی کمر میں حمائل کر رکھی ہے رسولؐ خدا کی تلوار ہے؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمھیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ یہ عمامہ جو مَیں نے اپنے سر پر رکھا ہوا ہے، رسولِ خدا کا عمامہ ہے؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میرے باباؑ سب سے پہلے اسلام لانے والے، علم میں سب سے زیادہ صاحبِ علم، حلم و بُردباری میں سب سے زیادہ بُردبار اور اس اُمت کے ہر فرد سے بزرگ ترین شخصیت ہیں اور بلاشک وشبہ ہر مرد وزن کے مولا ہیں؟

اشقیاء نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کے باوجود کہ تم جانتے ہو کل (روزِ قیامت) میرے باباؑ حوضِ کوثر پر ہوں گے اور بعض لوگوں کو وہاں سے یوں ہکلائیں گے جیسے پیاسے اُونٹ کو پانی سے دُور کیا جاتا ہے۔

اس کے باوجود کہ تم جانتے ہو کہ قیامت والے دن لوائے حمد میرے جد بزرگوارؐ کے ہاتھ میں ہوگا۔ پس! کس وجہ سے میرے خون کو حلال سمجھتے ہو؟

اشقیاء نے کہا: یہ سب کچھ جانتے ہیں لیکن پھر بھی آپؑ کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ پیاسے موت کا مزہ چکھیں۔

امام حسین علیہ السلام اس دن تک ستاون سال عمر گزار چکے تھے۔ آپؑ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: یہودیوں پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا تھا جب انھوں نے کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور مسیحیوں پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا جب انھوں نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے، مجوسیوں

پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا جب انھوں نے خدا کی بجائے آتش کی پرستش شروع کر دی۔ پس ہر اُمت پر اس وقت خدا کا غضب سخت ہوا جب اس نے اپنے پیغمبرؐ کو قتل کر دیا اور اب اس گروہ کے افراد پر خدا کا غضب سخت ہو گیا کہ یہ اپنے ہی پیغمبرؐ کے فرزند کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

جنابِ حُرؓ کی توبہ اور شہادت

(94) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: فضرب الحر بن يزيد فرسه، وجاز عسكر عمر بن سعد إلى عسكر الحسين عليه السلام واضعا يده على رأسه وهو يقول: اللهم إليك أنيب فتب علي فقد أرعبت قلوب أوليائك وأولاد نبيك، يا ابن رسول الله هل لي من توبة؟ قال: نعم تاب الله عليك، قال:

یاابن رسول الله ائذن لی فأقاتل عنك فأذن له فبرز وهو یقول:أضرب فی أعناقکم بالسیف عن خیر من حل بلاد الخیف فقتل منهم ثمانیة عشر رجلا ثم قتل، فأتاه الحسین علیه السلام ودمه یشخب، فقال: بخ بخ! یا حر أنت حر کما سمیت فی الدنیا والآخرة ثم أنشأ الحسین یقول: لنعم الحر: حر بنی ریاح * ونعم الحر مختلف الرماح ونعم الحر إذ نادی حسینا * فجاد بنفسه عند الصباح۔[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: (امام حسین علیہ السلام کے خطبہ کو سننے کے بعد) حُر بن یزید نے اپنے گھوڑے کو (چابک) مارا اور عمر بن سعد کے لشکر سے گزرتا ہوا امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف روانہ ہوا جبکہ اس نے اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے اور اس نے کہا: اے پروردگار! میں تیری جانب پلٹ آیا ہوں، میری توبہ قبول فرما کہ میں نے تیرے دوستوں اور تیرے پیغمبرؐ کی اولاد کے دلوں کو وحشت زدہ کیا ہے۔

پھر امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اللہ نے تمھاری توبہ قبول کرلی ہے۔

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 122، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 319، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 168، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 331؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 181

جنابِ حُرؓ نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کیا آپؑ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپؑ کے دفاع میں جنگ کروں؟

امام حسین علیہ السلام نے انھیں اجازت دے دی۔ پس! وہ میدانِ جنگ میں اُترے اور کہا:

اَضْرِبُ فِي اَعْنَاقِكُمْ بِالسَّيْفِ
عَنْ خَيْرِ مَنْ حَلَّ بِلَادَ الْخَيْفِ

"میں اپنی تلوار سے تمھاری گردنیں ماروں گا سب سے بہترین شخص کی حمایت میں جو فی الوقت عراق کے شہر میں آیا ہے"۔

جنابِ حُرؓ نے دشمن کے اٹھارہ سپاہیوں کو قتل کیا اور پھر خود بھی شہید ہوگئے۔ ابھی ان کا خون بہہ رہا تھا کہ امام حسین علیہ السلام ان تک پہنچے اور فرمایا: مرحبا، مرحبا، اے حُرؓ! جیسا کہ آپ کا نام رکھا گیا ہے (یعنی) آپ دنیا و آخرت میں آزاد ہیں۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے ان پر یہ مرثیہ پڑھا:

لَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بَنِي رِيَاحٍ
وَنِعْمَ الْحُرُّ مُخْتَلِفَ الرِّمَاحِ
وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذَا نَادَىٰ حُسَيْنًا
فَجَادَ بِنَفْسِهٖ عِنْدَ الصَّبَاحِ

"کتنا نیک آزاد مرد ہے، قبیلہ بنی ریاح کا آزاد مرد، جب وہ ہر طرف سے نیزوں کا نشانہ بنا، اس نے کتنے اچھے انداز سے رہائی پائی ہے، اس آزاد مرد کی عاقبت کتنی اچھی تھی جب اس نے حسینؑ کو آواز دی پس! وہ سب سے

پہلے صبح کے وقت اپنی جان سے گزر گیا"۔

مؤلف عرض کرتا ہے: بعض روایات میں نقل ہوا ہے کہ یہ مرثیہ حُرؒ کے لیے امام زین العابدین علیہ السلام نے کہا تھا جیسا کہ بحارالانوار، عوالم العلوم اور مقتل الحسین عبدالرزاق المقرم صفحہ 330 پر درج ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ہستیوں نے پڑھا ہو۔

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام کا معجزانہ طور پر اصحاب کو سیراب کرنا

(95) أخبرني أبو الحسين محمد بن هارون، عن أبيه، عن أبي علي محمد بن همام، عن أحمد بن الحسين، المعروف بابن أبي القاسم، عن أبيه، عن الحسين بن علي، عن محمد بن سنان، عن المفضل بن عمر قال: قال أبو عبد الله - عليه السلام -: لما منع الحسين - صلوات الله عليه - وأصحابه الماء نادى فيهم: من كان ظمآن فليجئ. فأتاه [أصحابه] رجلا رجلا فجعل إبهامه في راحة واحد (هم) فلم يزل يشرب الرجل [بعد] الرجل، حتى ارتووا، فقال بعضهم لبعض: والله لقد شربت شرابا ما شربه أحد من العالمين في دار الدنيا.

(فلما قاتلوا الحسين - عليه السلام - وكان في اليوم الثالث عند المغرب، أقعد الحسين رجلا رجلا منهم يسميهم بأسماء آبائهم فيجيبه الرجل بعد الرجل، فيقعدون حوله، ثم يدعو بالمائدة فيطعمهم ويأكل معهم من طعام الجنة ويسقيهم

من شرابها. ①

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے ساتھیوں کو دریائے فرات کے پانی سے روکا گیا تو آپؑ نے اپنے اصحاب کو بلا کر فرمایا: جو بھی تشنہ ہے وہ میرے پاس آئے۔ پس! اصحابِ امام حسینؑ اپنے مولاؑ کی طرف دوڑ کر گئے۔ آنحضرتؑ نے اپنی بڑی انگلی ہر ایک کے منہ میں ڈالی اور اس طرح وہ سب کے سب پانی سے سیراب ہو گئے۔

ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا: خدا کی قسم! میں نے ایسا مزے دار پانی پیا ہے کہ آج تک دنیا میں کسی نے بھی ویسا پانی نہیں پیا ہوگا۔

اگلے روز میدانِ کارزار کی طرف روانہ ہوئے اور شہادت کے بعد مغرب کے وقت امام حسین علیہ السلام نے تمام اصحاب کو ان کے نام بمع ولدیت لے کر پکارا تو انھوں نے جواب دیا اور آپؑ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپؑ نے ایک دسترخوان طلب فرمایا جو مائدہ بہشتی تھا۔ پس! کھانا حاضر ہو گیا تو تمام اصحاب نے وہ بہشتی کھانا تناول کیا اور اس کے پانی سے سیراب ہو گئے۔ (الخبر)

امام حسین علیہ السلام کا چشمۂ آب جاری کرنا

(96) من كتاب البستان عن الرضا - عليه السلام - قال: هبط على

① دلائل الامامة طبری الامامی: صفحہ 188، حدیث 109؛ نوادر المعجزات طبری الامامی: صفحہ 111، حدیث 8؛ مدینة المعاجز ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 463، حدیث 980؛ اثبات الهداة حر عاملی: جلد پنجم، صفحہ 208، حدیث 76؛ القطرہ من بحار: سید احمد المستنبط، حصہ چہارم: صفحہ 103، حدیث 956

الحسين عليه السلام ملك وقد شكا أصحابه إليه العطش فقال: إن الله تعالى يقرئك السلام ويقول: هل لك من حاجة؟
فقال الحسين عليه السلام: هو السلام ومن ربي السلام. و[قال:] قد شكا إلي أصحابي ما هو أعلم به [مني] من العطش فأوحى الله تعالى إلى الملك: قل للحسين: خط لهم بإصبعك خلف ظهرك يرووا. فخط الحسين - عليه السلام - بإصبعه السبابة، فجرى نهر أبيض من اللبن، وأحلى من العسل، فشرب منه [هو] وأصحابه. فقال الملك: يابن رسول الله أتأذن لي أن أشرب منه؟ فإنه لكم خاصة وهو الرحيق المختوم الذي ﴿خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾. [1]

آقا و مولا امام علی رضاؑ فرماتے ہیں: امام حسینؑ کے اصحاب اپنی شدتِ تشنگی کی صورتِ حال اپنے مولاؑ سے بیان کرتے ہیں تو اس دوران ایک فرشتہ نازل ہوا اور امام حسینؑ سے عرض کیا: بے شک اللہ آپؑ پر سلام کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ کیا آپؑ کو کسی قسم کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟
امام حسینؑ نے فرمایا: وہ سلام ہے اور سلام میرے پروردگار کی طرف سے ہے۔ میرے اصحاب نے شدتِ پیاس کا مجھ سے شکوہ کیا ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے بہتر جانتا ہے۔

[1] الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی: صفحہ 327، حدیث 270؛ القطرہ من بحار سید احمد مستنبط، حصہ چہارم: صفحہ 107، حدیث 958؛ مدینۃ المعاجز، سید ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 495، حدیث 1009، معالم الزلفیٰ، سید ہاشم بحرانی: صفحہ 92

خداوند متعال نے اس فرشتے پر وحی نازل کی کہ حسینؑ سے کہو: اپنی انگلی کے ذریعے اپنے سر مبارک کے پیچھے ایک لکیر کھینچیں جو ایک چشمہ بن جائے گی۔
پس! امام حسینؑ نے اپنی انگشتِ شہادت کے ساتھ ایک لکیر کھینچی جس سے ایک چشمہ پھوٹا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ پس امامؑ اور آپؑ کے اصحاب نے وہ پانی پیا۔
فرشتے نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! یہ چشمہ صرف آپؑ کے لیے مخصوص ہے۔ یہ وہی رحیق مختوم (یعنی سربمہر خالص شراب) کا چشمہ ہے کہ خداوند عالم کا فرمان ہے: ”جس کی مہر مشک کی ہوگی اور ایسی چیزوں میں شوق کرنے والوں کو آپس میں سبقت اور رغبت کرنی چاہیے“ (المطففین: 26)۔
اب مجھے اجازت دیں کہ میں بھی اسے نوش کرسکوں؟
امام حسینؑ نے فرمایا: اگر اس سے کچھ پینا چاہتے ہو تو پی لو۔

اصحابِ امام حسینؑ کا موت کی طرف اقدام کرنے کا سبب

(97) لطالقاني، عن الجلودي، عن الجوهري، عن ابن عمارة، عن أبيه عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قلت له: أخبرني عن أصحاب الحسين وإقدامهم على الموت. فقال: إنهم كشف لهم الغطاء حتى رأوا منازلهم من الجنة فكان الرجل منهم يقدم على القتل ليبادر إلى حوراء يعانقها وإلى مكانه من الجنة. [1]

[1] علل الشرائع صدوق: صفحہ 265، باب 163، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 297، حدیث 1؛ نفس المہموم شیخ عباس قمی: صفحہ 229؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 350، حدیث 2

ہم سے بیان کیا طالقانی نے، انھوں نے جلودی سے، انھوں نے جوہری سے، انھوں نے ابن عمارہ سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام علیہ السلام سے عرض کیا: یہ بتائیں کہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کیوں خود موت کی طرف اقدام کر رہے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ اُن کے سامنے سے پردے ہٹ گئے تھے اور وہ خود اپنی آنکھوں سے جنت میں اپنے منازل دیکھ رہے تھے، اس لیے ہر شخص قتل ہونے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا تا کہ جلد از جلد حورانِ جناں سے بغل گیر ہو اور جنت میں اپنی منزل پر پہنچے۔

اصحابِ امام حسین علیہ السلام کا اضطراب اور امامؑ کی گفتگو

(98) المفسر. عن أحمد بن الحسن الحسيني، عن الحسن بن علي الناصري، عن أبيه، عن أبي جعفر الثاني، عن آبائه عليهم السلام قال: قال علي بن الحسين عليه السلام، لما اشتد الأمر بالحسين بن علي بن أبي طالب نظر إليه من كان معه فإذا هو بخلافهم. لأنهم كلما اشتد الأمر تغيرت ألوانهم، وارتعدت فرائصهم ووجلت قلوبهم، وكان الحسين عليه السلام وبعض من معه من خصائصه تشرق ألوانهم وتهدأ جوارحهم، وتسكن نفوسهم. فقال بعضهم لبعض: انظروا لا يبالي بالموت. فقال لهم الحسين عليه السلام: صبرا بني

الكرام فما الموت إلا قنطرة تعبر بكم عن البؤس والضراء إلى الجنان الواسعة والنعيم الدائمة. فأيكم يكره أن ينتقل من سجن إلى قصر؟ وما هو لأعدائكم إلا كمن ينتقل من قصر إلى سجن وعذاب. إن أبي حدثني، عن رسول الله صلى الله عليه وآله أن الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر والموت جسر هؤلاء إلى جنانهم، وجسر هؤلاء إلى جحيمهم. ما كذبت ولا كذبت.[1]

ابو جعفر الثانی علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت بیان کی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جب حسین بن علی علیہما السلام پر سختیاں بڑھ گئیں تو آپؑ کے ساتھیوں نے آپؑ کی طرف نگاہ کی تو اچانک محسوس کیا کہ آپؑ کی کیفیت ان کے خلاف ہے۔ کیونکہ (آپؑ کے ساتھیوں کی حالت یہ تھی کہ) جتنی جتنی سختی بڑھتی جاتی تھی ان کا رنگ تبدیل ہوجاتا تھا، ان کے بہادر مضطرب ہوجاتے اور ان کے دل دھڑکنے لگے جبکہ امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے بعض مخصوص ساتھیوں کا رنگ چمکدار ہو رہا تھا اور ان کے اعضاء پُرسکون تھے اور ان کے نفس مطمئن تھے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: دیکھو! انھیں موت کی پرواہ ہی نہیں ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے کرامت والو! صبر۔ موت کیا ہے سوائے ایک پل کے جو تمھیں پریشانی اور تنگیوں سے وسیع جنّت اور دائمی

[1] معانی الاخبار: جلد دوم، صفحہ 335، باب 321، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 297، حدیث 2؛ نفس المہموم شیخ عباس قمی: صفحہ 229؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 202؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 350، حدیث 3

نعمت تک پہنچا دیتی ہے۔ تم میں سے کون ناپسند کرتا ہے کہ قید خانہ سے محل کی طرف منتقل ہو اور موت تمہارے دشمنوں کے لیے نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے مانند کہ جو محل سے قید خانہ اور عذاب کی طرف منتقل ہوں۔ بے شک میرے پدرِ بزرگوار نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنّت ہے اور موت مومنین کے لیے ان کو جنتوں کی طرف پہنچانے والا پُل ہے اور ان (کافرین) کے لیے ان کو دوزخ کی طرف پہنچانے والا پُل ہے۔ نہ مَیں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھے جھوٹا کہا گیا ہے"۔

اصحابِ امام حسینؑ کو زخموں کا درد محسوس نہ ہونے کا سبب

(99) بالاسناد عن جابر عن أبي جعفر - عليه السلام - قال: (قال) الحسين ابن علي عليهما السلام - لأصحابه قبل أن يقتل: إن رسول الله - صلى الله عليه وآله - قال: يا بني إنك ستساق إلى العراق، وهي أرض التقى (٥) بها النبيون وأوصياء النبيين وهي أرض تدعى عمورا. وأنك تستشهد بها ويستشهد معك جماعة من أصحابك لا يجدون ألم مس الحديد. وتلا: ﴿قلنا يانار كوني بردا وسلاما على إبراهيم﴾ يكون الحرب عليك وعليهم بردا وسلاما فأبشروا. فوالله لئن قتلونا فإنا نرد إلى نبينا الحادي والستون كلامه - عليه السلام - مع فرسه.[1]

[1] الخرائج والجرائح راوندی، جلد دوم، صفحہ 848، حدیث 63، مدینۃ المعاجز، ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 504، حدیث 1020، مختصر بصائر الدرجات، سعد قمی: صفحہ 36؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 4، حدیث 6 اور جلد 53، صفحہ 61، حدیث 52؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 344، حدیث 2

جابر آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام نے جنگ شروع کرنے سے قبل اپنے اصحاب سے خطاب کیا اور ان سے فرمایا کہ رسولِ خدا نے مجھ سے فرمایا تھا: اے بیٹا! تجھے عراق جانا پڑے گا اور یہ وہ سرزمین ہے جہاں انبیاءؑ و اوصیاءؑ کو تکالیف اُٹھانی پڑتی تھیں اور یہ وہ سرزمین ہے جسے عمورا کہا جاتا ہے۔ وہاں تُو اور تیرے ساتھی قتل ہوں گے اور تیرے ساتھ ایسے اصحاب کی جماعت ہوگی جنھیں لوہے سے لگنے والے زخموں پر اذیت محسوس نہیں ہوگی۔

پھر رسولِ خدا نے اس آیت کی تلاوت کی: "ہم نے کہا: اے آگ! ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی بن جا" (الانبیاء: 69)۔ آپؐ نے اس آیت کو پڑھنے کے بعد فرمایا تھا کہ اسی طرح سے جنگ تیرے اور تیرے اصحاب کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی ہوگی۔

پس! اب اگر یہ لوگ ہمیں قتل بھی کردیں تو بھی کوئی پرواہ نہیں کیونکہ ہم اپنے نبیؐ کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔

لشکرِ حسینیؑ کی تعداد

(100) المَلهوف على قَتلَى الطّفوف: روى عن الباقر عليه السلام أنهم كانوا خمسة وأربعين فارسا ومائة راجل.[1]

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد ایک سو پینتالیس افراد پر مشتمل تھی۔ ان میں سے پینتالیس افراد سوار اور سو

[1] مقتل لہوف، ابن طاؤس: صفحہ 77؛ منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 422؛

افراد پیادے تھے۔

جنگ کے آغاز میں امام حسین علیہ السلام کی بارگاہِ خداوندی میں حاضری

(101) بحار الانوار: قال المفید: روی عن علي بن الحسین أنه قال:

لما أصبحت الخیل تقبل علی الحسین علیه السلام رفع یدیه وقال: اللهم أنت ثقتي في کل کرب، ورجائي في کل شدة، وأنت لي في کل أمر نزل بي ثقة وعدة، کم من کرب یضعف عنه الفؤاد، وتقل فیه الحیلة، ویخذل فیه الصدیق، ویشمت [فیه] العدو، أنزلته بك وشکوته إلیك رغبة مني إلیك عمن سواك ففرجته و کشفته، فأنت ولي کل نعمة وصاحب کل حسنة، ومنتهی کل رغبة۔[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: جب لشکر یزید کے گھوڑے صبح کے وقت امام حسینؑ کی طرف بڑھے تو آپؑ نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور دُعا مانگی: "اے میرے اللہ! تجھ پر میرا بھروسہ ہے ہر کرب و مصیبت میں اور تو ہی میری اُمید ہے ہر شدت و سختی میں اور ہر چیز میں جو مشکل مجھ پر نازل ہوتی ہے اور تُو ہی میری پونجی ہے۔ کتنے ایسے ہم و غم ہیں کہ جن میں دل کمزور ہو جاتا ہے اور قوتِ خیال جواب دے جاتی ہے اور دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، دشمن شماتت کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے اس میں اور (مَیں خود کو) تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اور تجھ سے شکایت کرتا ہوں تیرے سوا

[1] الارشاد شیخ مفید: صفحہ 351؛ مقتل مجلسی: جلد دوم، صفحہ 215؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 4

دوسروں سے منہ موڑ لیتا ہوں۔ پس! تُو ہی مشکل حل کرتا ہے اور سختی کو دُور کرتا ہے اور میری سرپرستی و کفایت کرتا ہے۔ پس! تو ہی ہر نعمت کا ولی اور نیکی کا مالک ہے اور ہر مرغوب چیز کی انتہا ہے"۔[1]

امام حسین علیہ السلام کی اپنے اصحاب کو نصیحت

(102) عن سعد، عن علي بن إسماعیل، عن صفوان، عن الحسین ابن أبي العلا، عن أبي عبد الله علیه السلام قال: إن الحسین بن علي علیهما السلام قال لأصحابه یوم أصیبوا: أشهد أنه قد اذن في قتلکم فاتقوا الله واصبروا۔[2]

حسین بن ابی العلا آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو مصیبت والے دن فرمایا: مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تمھارے قتل پر راضی ہے، پس! اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔

لشکرِ یزید کی پیش قدمی اور شمر لعین کی گستاخی

(103) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زیاد التستري من کتابه، عن إبراهیم بن عبید الله بن موسی بن یونس ابن أبي إسحاق السبیعي قاضي بلخ قال: حدثتني

[1] مصباح کفعمی: صفحہ 158 پر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ بدر کے موقع پر یہ دُعا کی تھی۔

[2] کامل الزیارات (عربی): صفحہ 152، حدیث 185؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 86، حدیث 19؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 346، حدیث 4

مريسة بنت موسٰى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي. عن خالها عبد الله بن منصور. وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: فأقبل القوم يجولون حول بيت الحسين. فيرون الخندق في ظهورهم والنار تضطرم في الحطب والقصب الذي كان القي فيه. فنادى شمر بن ذي الجوشن بأعلا صوته: ياحسين أتعجلت بالنار قبل يوم القيامة؟ فقال الحسين عليه السلام: من هذا كأنه شمر بن ذي الجوشن؟

فقالوا: نعم. فقال له: يا بن راعية المأنت أولى بها صليا. ورام مسلم بن عوسجة أن يرميه بسهم فمنعه الحسين عليه السلام من ذلك. فقال له: دعني حتى أرميه فان الفاسق من أعداء الله وعظماء الجبارين. وقد أمكن الله منه. فقال له الحسين عليه السلام: لا ترمه فاني أكره أن أبدأهم بقتال.[1]

آقا ومولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: عاشور کے دن جب ابن سعد کا لشکر لڑنے کے لیے تیار ہوا تو اس لشکر کے کچھ دستوں نے ہمارے خیام کا

[1] مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 215؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 5

رُخ کیا۔ جب انھوں نے خیام کے پیچھے خندق میں آگ کو شعلہ ور دیکھا تو اس وقت شمر لعین نے بلند آواز سے کہا: اے حسینؑ! آپؑ نے دنیا کی آگ کو آخرت کی آگ سے قبل اختیار کر لیا ہے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ آدمی کون ہے؟ گو لگتا ہے کہ یہ شمر ہے؟

امامؑ کے اصحاب نے عرض کیا: جی ہاں! یہ شمرؔ ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے بکریاں چرانے والی عورت کے بچے! تُو ہی جہنم کا ایندھن بننے والا ہے۔

اس دوران میں جناب مسلم بن عوسجہؓ نے چاہا کہ اسے اپنے تیر کا نشانہ بنائیں لیکن امام حسین علیہ السلام نے انھیں روک دیا۔

جنابِ مسلمؓ نے عرض کیا: چھوڑیئے میں اسے اپنے تیر کا نشانہ بناتا ہوں۔ اس لیے کہ یہ فاسق وفاجر ہے اور بہت بڑا ظالم انسان ہے، اور یہ میرے تیر کی زد میں ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: نہیں! جانے دیجیے! اسے تیر کا نشانہ نہ بناؤ کیوں میں جنگ کی ابتداء نہیں کرنا چاہتا۔

آغازِ جنگ پر فرشتوں کا امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لیے آنا

(104) الملهوف على قتلى الطفوف: روى عن مولانا الصادق عليه السلام أنه قال: سمعت أبي يقول لما التقى الحسين عليه السلام وعمر بن سعدؒ وقامت الحرب أنزل الله تعالى النصر حتى رفرف على رأس الحسين عليه السلام ثم خير بين النصر

علی أعدائه وبین لقاء الله فاختار لقاء الله.①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے والدِ گرامی (امام محمد باقر علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام کا عمر بن سعد سے سامنا ہوا اور جنگ شروع ہوئی تو خداوند عالم نے امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لیے آسمان سے فرشتوں کا ایک گروہ بھیجا جو امامؑ کے سر کے اُوپر پرواز کرنے لگے۔ اس کے بعد امامؑ کو دو امروں میں سے کسی ایک کے انتخاب کرنے پر اختیار دیا گیا وہ یہ کہ یا فرشتے آپؑ کی نصرت کریں اور آپؑ کے دشمنوں کو ہلاک کردیں یا آپؑ قتل ہو جائیں لیکن امامؑ نے قتل ہونے کو ترجیح دی۔

زُہیر بن قینؓ کی شہادت

(105) محمد بن عمر البغدادي. الحافظ. عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه. عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي. عن خالها عبد الله بن منصور. وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين

① مقتل لہوف، سید علی ابن طاؤس: صفحہ 78، مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 243

فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم برز من بعده زهير بن القين البجلي وهو يقول مخاطبا للحسين عليه السلام: اليوم نلقى جدك النبيا * وحسنا والمرتضى عليا فقتل منهم تسعة عشر رجلا ثم صرع وهو يقول: أنا زهير وأنا ابن القين * إذبكم بالسيف عن حسين.①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: جنابِ حُرؓ کی شہادت کے بعد جنابِ زُہیر بن قین بجلیؓ میدان میں اُترے اور انھوں نے امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا:

اَلْيَوْمَ تَلْقٰى جَدَّكَ النَّبِيَّا
وَحَسَنًا وَالْمُرْتَضٰى عَلِيًّا

"آج کے دن بہشت میں آپؑ کے جدِ بزرگوار پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپؑ کے برادر حسنؑ اور آپؑ کے والد علی المرتضیٰؑ سے ملاقات ہوگی"۔

پس! انھوں نے دشمن کے سترہ افراد کو قتل کیا اور پھر خود زمین پر گر پڑے اور اس حالت میں یہ کہا:

اَنَا زُهَيْرٌ وَاَنَا ابْنُ الْقَيْنِ
اُذُبُّكُمْ بِالسَّيْفِ عَنِ الْحُسَيْنِ

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 123، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 319، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 169، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 332؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 183

"مَیں زہیر ہوں اور مَیں قین کا بیٹا ہوں اور مَیں اپنی تلوار سے امام حسین علیہ السلام کا دفاع کر رہا ہوں"۔

(106) بحار الانوار: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عياش، عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن، و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه. لسلام على زهير بن القين البجلي، القائل للحسين وقد أذن له في الانصراف: لا والله لا يكون ذلك أبدا! أترك ابن رسول الله أسيرا في يد الأعداء، وأنجو؟ لا أراني الله ذلك اليوم.①

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: سلام ہو زہیر بن قین بجلیؓ پر جن کو امام حسین علیہ السلام نے کربلا سے چلے جانے کی اجازت دی تو اس نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم! یہ کبھی نہیں ہوگا۔ مولاؑ! میں آپؑ کو دشمنوں کے ہاتھوں میں پھنسا ہوا چھوڑ دوں اور خود بچ جاؤں، اللہ مجھے یہ دن نہ دکھائے۔

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سید علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 65 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سید علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

حبیب ابن مظاہرؓ کی شہادت

(107) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم برز من بعده حبيب بن مظهر الأسدي وهو يقول: أنا حبيب وأبي مطهر لنحن أزكى منكم وأطهر * ننصر خير الناس حين يذكر فقتل منهم أحدا وثلاثين رجلا ثم قتل رضي الله عنه.①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: جناب زہیر بن قینؓ کی شہادت کے بعد جنابِ حبیب ابن مظاہر اسدیؓ میدان میں آئے اور اس طرح رجز پڑھا:

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 123، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 319، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 169، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلداوّل، صفحہ 333

اَنَا حَبِيْبٌ وَاَبِيْ مَظَاهِرُ   لَنَحْنُ اَزْکٰی مِنْکُمْ وَاَطْهَرُ

نَنْصُرُ خَيْرَ النَّاسِ حِيْنَ يُذْكَرُ

"میں حبیب ہوں اور میرا والد مظاہر ہے۔ اے ستم کارو! ہم ہر صورت میں تم لوگوں سے نیک تر و پاکیزہ تر ہیں کیونکہ ہم نے کائنات کے عظیم انسان کی نصرت کی ہے، جب ان کا ذکر ہوتا ہے"۔

جنابِ حبیب ابن مظاہرؓ نے دشمن کے اکتیس افراد کو واصل جہنم کیا اور پھر خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔

عبداللہ بن ابی عروہ غفاری کی شہادت

(108) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم برز من بعده عبد الله بن أبي عروة الغفاري وهو يقول: قد علمت حقا بنو غفار أني أذب في طلاب الثار بالمشرفي والقنا الخطار

فقتل منهم عشرين رجلا ثم قتل رحمه الله.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: حبیب ابن مظاہرؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن ابی عروہ غفاریؓ میدانِ جنگ میں گئے اور یوں رجز کہا:

قَدْ عَلِمَتْ حَقًّا بَنُوْ غِفَارِ

اَنِّيْ اَذُبُّ فِيْ طِلَابِ الثَّارِ

بِالْمَشْرَفِيِّ وَالْقَنَا الْخَطَّارِ

"یہ حقیقت ہے کہ قبیلہ بنو غفار بخوبی جانتا ہے کہ مَیں اپنے احباب کے خون کے انتقام میں بھرپور کوشش کرنے والا ہوں۔ میں ان کا دفاع کروں گا اور دشمنوں پر تلوار سے وار کروں گا۔ مَیں مشرقی تلوار اور خطرناک نیزوں سے دفاع کروں گا"۔

اس کے بعد عبداللہ بن ابی عروہ غفاریؓ نے دشمن کے بیس افراد کو قتل کیا اور پھر خود بھی قتل ہو گئے۔

بُریر بن خُضیر ہمدانی کی شہادت

(109) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 123، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 320، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 169، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل صفحہ 334؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 184

قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي بن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم برز من بعده بدير بن حفير الهمداني وكان أقرأ أهل زمانه وهو يقول:

أنا برير و أبي حضير

لا خير فيمن ليس فيه خير

فقتل منهم ثلاثين رجلا ثم قتل رضي الله عنه۔①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: عبداللہ غفاری کی شہادت کے بعد بریر بن خضیر ہمدانی جو اپنے زمانے میں قرات قرآن میں سب سے زیادہ دانا اور ماہر تھے، وہ میدان میں اترے اور یوں رجز پڑھا:

أنا برير و أبي حضير

لا خير فيمن ليس فيه خير

"میں بریر ہوں اور میرا باپ خضیر ہے، اس شخص میں اچھائی نہیں ہے جس میں خیر وخوبی نہیں ہے"۔

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 123 مجلس 30 حدیث 1؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 320 حدیث 1؛ عوالم العلوم ج 17 صفحہ 169 حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی جلد اول صفحہ 335؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 185

پس! بریر نے دشمن کے تیس افراد کو قتل کیا اور پھر خود قتل ہو گئے۔

مالک بن انس کاہلیؓ کی شہادت

(110) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم برز من بعده مالك بن أنس الكاهلي وهو يقول: قد علمت كاهلها ودودان * والخندفيون وقيس عيلان بأن قومي قصم الأقران * يا قوم كونوا كأسود الجان آل علي شيعة الرحمن * وآل حرب شيعة الشيطان فقتل منهم ثمانية عشر رجلا ثم قتل رضي الله عنه۔①

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 123، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 320، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 169، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اول، صفحہ 335؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 185

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: جناب بُریر بن خضیرؓ کے بعد مالک بن انس کاہلیؓ میدانِ قتال میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

قَدْ عَلِمَتْ كَاهِلُهَا وَدُوْدَان
وَالْخَنْدَقِيُّوْنَ وَقَيْسُ عَيْلَانِ
بِاَنَّ قَوْمِيْ قُصَمُ الْاَقْرَانِ
يَاقَوْمِ كُوْنُوْا كَاُسُوْدِ الْجَانِ
اٰلُ عَلِيٍّ شِيْعَةُ الرَّحْمٰنِ
وَاٰلِ حَرْبٍ شِيْعَةُ الشَّيْطَانِ

"کاہل، دودان، قیس، عیلان اور خندقیان کے قبائل جانتے ہیں کہ میرا قبیلہ سب کو نابود کرنے والا ہے۔ اے قوم! شیر کے مانند شجاع بنو کہ آلِ علیؑ خداوند رحمٰن کے شیعہ ہیں اور آلِ حرب (ابوسفیان کی آل) شیطان کے شیعہ ہیں"۔
آپؓ نے دشمن کے اٹھارہ افراد کو واصلِ جہنم کیا اور پھر خود قتل ہو گئے۔

یاد بن مہاصر الکندیؓ کی شہادت

111) محمد بن عمر البغدادي الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس بن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعاً لبعض

ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: وبرز من بعده زياد بن مهاصر الكندي فحمل عليهم وأنشأ يقول: أنا زياد وأبي مهاصر أشجع من ليث العرين الخادر يا رب إني للحسين ناصر ولابن سعد تارك مهاجر فقتل منهم تسعة ثم قتل رضي الله عنه.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: مالک بن انسؓ کی شہادت کے بعد جنابِ زیاد بن مہاصر الکندی نے میدانِ جنگ میں قدم رکھے اور شیر کے مانند اشقیاء پر ٹوٹ پڑے اور یہ رجز پڑھا:

اَنَا زِيَادٌ وَ اَبِيْ مُهَاصِرٌ
اَشْجَعُ مِنْ لَيْثِ الْعَرِيْنِ الْخَادِرِ
يَارَبِّ اِنِّيْ لِلْحُسَيْنِ نَاصِرٌ
وَلِابْنِ سَعْدٍ تَارِكٌ مُهَاجِرٌ

"مَیں زیاد ہوں اور مہاصر کا بیٹا ہوں، میری شجاعت شیر ببر سے بہت زیادہ ہے۔ اے میرے ربّ! میں حسین بن علیؑ کا ناصر ہوں اور ابن سعدؒ سے مَیں نے دُوری اختیار کی ہوئی ہے"۔

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 124، مجلس 30، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 170، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 320، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اول، صفحہ 337؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 186

چنانچہ جناب زیاد بن مھاصرؓ نے دشمن کے نو افراد کو قتل کیا اور پھر خود بھی شہادت کی سعادت حاصل کی۔

وھب بن وھبؓ کی شہادت

(112) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: برز من بعده وهب بن وهب وكان نصرانيا أسلم على يدي الحسين هو وأمه فاتبعوه إلى كربلا، فركب فرسا، وتناول بيده عود الفسطاط، فقاتل وقتل من القوم سبعة أو ثمانية ثم استؤسر فأتي به عمر بن سعد فأمر بضرب عنقه فضربت عنقه ورمي به إلى عسكر الحسين عليه السلام وأخذت أمه سيفه وبرزت فقال لها الحسين: يا أم وهب اجلسي فقد وضع الله الجهاد عن النساء! إنك وابنك مع جدي محمد صلى الله عليه وآله في

الجنة.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: زیاد بن مھاصرؓ کے بعد جناب وہب بن وہبؓ میدان میں گئے۔ وہ پہلے نصرانی تھے اور انھوں نے اور ان کی ماں نے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور کربلا تک آپؑ کے ہمراہ آئے۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوئے، خیمہ کا ستون ہاتھ میں لیا اور جنگ شروع کی۔ دشمن کے سات یا آٹھ افراد کو قتل کرنے کے بعد گرفتار ہوگئے اور انھیں عمر سعد کے سامنے پیش کیا گیا۔ پس اس ملعون نے ان کی گردن اُڑانے کا حکم دیا اور ان کی گردن اُڑا دی گئی اور امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف پھینکی گئی۔ ان کی ماں نے ان کی تلوار اُٹھائی اور میدان کی طرف گئیں۔ امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے اُمِ وھب! بیٹھ جاؤ۔ اللہ نے عورتوں پر جہاد واجب نہیں کیا۔ تم اور تمھارا بیٹا بہشت میں میرے جدامجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔

ہلال بن حجاج کی شہادت

(113) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 124، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 321، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 170، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 338؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 187

مريسة بنت موسىٰ بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: ثم برز من بعده هلال بن حجاج وهو يقول: أرمي بها معلمة أفواقها والنفس لا ينفعها إشفاقها فقتل منهم ثلاثة عشر رجلا ثم قتل رضي الله عنه.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: وہب بن وہب کی شہادت کے بعد ہلال بن حجاج میدان میں گئے اور یہ رجز پڑھا:

أَرْمِيْ بِهَا مُعَلَّمَةً أَفْوَاقُهَا
وَالنَّفْسُ لَا يَنْفَعُهَا إِشْفَاقُهَا

"میں ایسی کمان کے ساتھ تیراندازی کروں گا کہ جس کے تیروں کی نوک معلوم شدہ ہے"۔

چنانچہ! جناب ہلال بن حجاجؓ نے دشمن کے تیرہ افراد کو قتل کیا اور پھر خود بھی

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 124، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 321، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 170، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 188، مقتل علامہ مجلسی: جلداول، صفحہ 338

قتل ہوگئے۔

عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ کی شہادت

(114) محمد بن عمر البغدادي الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسىٰ بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسىٰ بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: برز من بعده عبد الله بن مسلم بن عقيل بن أبي طالب وأنشأ يقول: أقسمت لا اقتل إلا حرا وقد وجدت الموت شيئا مرا أكره أن ادعى جبانا فرا إن الجبان من عصى وفرا فقتل منهم ثلاثة ثم قتل رضي الله عنه.[1]

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 124، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 321، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 170، حدیث 1؛ مقتل مجلسی: جلداول، صفحہ 339؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 189

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: ہلال بن حجاجؓ کے بعد عبداللہ بن مسلم بن عقیل بن ابی طالبؓ میدانِ جنگ میں اُترے اور یوں رجز پڑھا:

أَقْسَمْتُ لَا أُقْتَلُ إِلَّا حُرًّا
وَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ شَيْئًا مُرًّا
أُكْرِهُ أَنْ أُدْعَى جَبَانًا فَرًّا
إِنَّ الْجَبَانَ مَنْ عَصَى وَفَرًّا

"میں نے قسم کھائی ہے کہ مَیں آزادی کے ساتھ قتل ہوں گا اگرچہ موت کو ایک کڑوی چیز پایا ہے۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ مجھے کوئی ڈرپوک کہے کہ وہ میدان سے فرار کرگیا ہے۔ بے شک! جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور مڑ جاتا ہے، وہ ڈرپوک ہے"۔

پس! عبداللہ بن مسلمؓ نے دشمن کے تین افراد کو قتل کیا اور پھر خود بھی شہید ہوگئے۔

(115) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن، و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلى منه: السلام على القتيل بن القتيل: عبد الله بن مسلم بن عقيل،

ولعن الله قاتله عامر بن صعصعة [وقيل أسد بن مالك]. ①

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: سلام ہو عبداللہ بن مسلم بن عقیلؓ پر جو مقتول اور فرزندِ مقتول ہیں۔ اللہ ان کے قاتل اور تیر لگانے والے عامر بن صعصعہ پر لعنت کرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اسد بن مالکؓ ہے۔

محمد بن مسلم بن عقیلؑ کی شہادت

(116) مقاتل الطالبيين: محمد بن مسلم بن عقيل أمه أم ولد قتله فيما رويناه عن أبي جعفر محمد بن علي عليهما السلام أبو جرهم الأزدي ولقيط بن إياس الجهني. ②

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: (محمد بن مسلمؓ جن کی ماں اُمِ ولد تھیں) عرصہ کارزار میں آئے تو ابو مرہم ازدی اور لقیط بن ایاس الجہنی ملعونوں نے شہید کر دیا۔

جنابِ جونؓ کی شہادت

(117) بحار الانوار: روى عن الباقر عليه السلام عن علي بن الحسين عليهما السلام أن الناس كانوا يحضرون المعركة، ويدفنون

---

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سیّد علی بن طاؤوس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 68 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سیّد علی بن طاؤوس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

② مقاتل الطالبیین ابو الفرج اصفہانی: صفحہ 110، مطبوعہ تراب پبلی کیشنز لاہور؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 32؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 323؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 276

القتلى. فوجدوا جونا بعد عشرة أيام يفوح منه رائحة المسك رضوان الله عليه.[1]

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جب لوگ معرکہ قتال میں شہدائے کربلا کو دفن کرنے کے لیے آئے اور ان لوگوں کو جنابِ جونؓ کا لاشہ دس دنوں بعد ملا تو ان کا مبارک بدن معطر تھا اور اس سے مُشک کی خوشبو اُٹھ رہی تھی۔

شہزادۂ علی اکبر علیہ السلام کی شہادت

(118) محمد بن عمر البغدادي الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: برز من بعده

① مناقب آلِ ابی طالب ابن شہر آشوب جلد چہارم، صفحہ 152؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 22؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 288؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 266

علي بن الحسين عليهما السلام فلما برز إليهم دمعت عين الحسين عليه السلام فقال: اللهم كن أنت الشهيد عليهم فقد برز إليهم ابن رسولك وأشبه الناس وجها وسمتا به. فجعل يرتجز وهو يقول: أنا علي بن الحسين بن علي * نحن وبيت الله أولى بالنبي أما ترون كيف أحمي عن أبي فقتل منهم عشرة ثم رجع إلى أبيه فقال: يا أبه العطش. فقال له الحسين عليه السلام: صبرا يا بني يسقيك جدك بالكأس الأوفى، فرجع فقاتل حتى قتل منهم أربعة وأربعين رجلا ثم قتل صلى الله عليه.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: پھر امام حسین علیہ السلام کے بیٹے جناب علی اکبر علیہ السلام میدانِ جنگ میں گئے۔ جب وہ دشمنوں کی طرف روانہ ہوئے تو امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور آپؑ نے فرمایا: اے میرے معبود! تو خود گواہ رہنا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے وہ گیا ہے جو تیرے پیغمبرؐ کا فرزند ہے اور صورت و سیرت میں لوگوں میں سب سے زیادہ اُنؐ کے مشابہ ہے۔

پھر شہزادہ علی اکبر علیہ السلام نے اس طرح رجز پڑھا:

أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ
نَحْنُ وَبَيْتِ اللهِ أَوْلَى بِالنَّبِيِّ

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 124، مجلس 30، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 321، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 170، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 340؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 190

آمَا تَرَوْنَ كَيْفَ اَحْمِيْ عَنْ اَبِيْ

"میں حسین بن علیؑ کا بیٹا ہوں۔ خانہ خدا کی قسم! ہم سب سے زیادہ نبیؐ کے قریبی ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ میں کس طرح اپنے باباؑ کی حمایت کرتا ہوں"۔

آپؑ نے دشمن کے دس افراد کو قتل کر دیا اور پھر لوٹ کر اپنے باباؑ کی خدمت میں آئے اور یوں عرض کیا: بابا جانؑ! پیاس۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تحمل کریں کہ میرے جد رسولؐ خدا آپ کو چھلکتے ہوئے جام سے سیراب کریں گے۔

چنانچہ شہزادہ علی اکبرؑ میدان کی طرف لوٹے اور آپؑ نے جنگ کرنا شروع کر دی اور دشمن کے چالیس افراد کو قتل کیا اور پھر خود بھی جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

(119) مقاتل الطالبيين: أحمد بن سعيد، عن يحيى بن الحسن عن بكر بن عبد الوهاب. عن إسماعيل بن (أبي زياد) إدريس، عن أبيه، عن جعفر ابن محمد. عن أبيه عليهما السلام أن أول قتيل قتل من ولد أبي طالب مع الحسين ابنه علي.[1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اولادِ علیؑ میں سب سے پہلے علی اکبرؑ شہید ہوئے۔

(120) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي.

[1] بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 45، جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 248، عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 287

عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن، و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه: السلام عليك يا أول قتيل من نسل خير سليل، من سلالة إبراهيم الخليل، صلى الله عليك وعلى أبيك، إذقال فيك: قتل الله قوما قتلوك يا بني! ما أجرأهم على الرحمن، وعلى انتهاك حرمة الرسول على الدنيا بعدك العفا. كأني بك بين يديك ماثلا، وللكافرين قاتلا قائلا: أنا علي بن الحسين بن علي * نحن وبيت الله أولى بالنبي أطعنكم بالرمح حتى ينثني * أضربكم بالسيف أحمي عن أبي ضرب غلام هاشمي عربي * والله لا يحكم فينا ابن الدعي حتى قضيت نحبك، ولقيت ربك. أشهد أنك أولى بالله وبرسوله، وأنك ابن رسوله، وحجته وأمينه وابن حجته وأمينه حكم الله على قاتلك مرة بن منقذ بن النعمان العبدي - لعنه الله وأخزاه ومن شركه في قتلك، وكانوا عليك ظهيرا. أصلاهم الله جهنم وساءت مصيرا. وجعلنا الله من ملاقيك. ومرافقي جدك وأبيك وعمك وأخيك. وأمك المظلومة. وأبرء إلى الله من أعدائك أولي الجحود. والسلام

علیك ورحمة الله وبركاته۔①

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم خلیلؑ اللہ کے مقدس خاندان کے بہترین فرد یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے پہلے شہید (علی اکبرؑ) آپؑ پر سلام۔

رحمتِ خدا نازل ہوتی ہے آپؑ پر اور آپؑ کے پدرِ بزرگوارؑ پر جنھوں نے آپؑ کے غم میں فرمایا: اللہ برباد کرے اس قوم کو جس نے بیٹا تمھیں قتل کیا۔ کس قدر بڑھ گئی ہیں ان جفاکاروں کی جرأتیں، خدا کی نافرمانی اور حرمتِ پیغمبرؐ کے ضائع کرنے پر۔ بیٹا! تمھارے بعد خاک ہے اس دنیا پر۔

گویا! مَیں اُس وقت آپؑ کے ساتھ تھا جبکہ آپؑ اپنے پدرِ بزرگوار کے سامنے جھکے ہوئے اذنِ جہاد کے طلبگار تھے اور جس وقت آپؑ منکرین سے یہ رجز کہہ کر جہاد فرما رہے تھے:

مَیں علی ہوں اور حسین بن علیؑ کا فرزند ہوں، ہم آلِ محمدؐ خانۂ خدا کی قسم پیغمبرؐ سے قریب تر ہیں۔ میں جب تک میرا نیزہ نہ مڑے گا تم کو مارتا رہوں گا اور تلوار سے تم پر حملہ کرتا رہوں گا ہر طرح اپنے بابا کی حمایت کرتا رہوں گا اور ایسی ضرب لگاؤں گا جو ہاشمی عربی جوان کی ہوتی ہے۔ خدا کی قسم! وہ ہم پر حاکم نہیں ہوسکتا جس کا باپ ہی نامعلوم ہو"۔

حتیٰ کہ اے شہزادے! آپؑ نے اپنی مدتِ حیات کو پورا کیا اور اپنے خدا سے

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سید علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 65 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سید علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

جا ملے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اللہ اور رسولؐ سے قریب تر ہیں، آپؑ رسولؐ کے فرزند ہیں اور دین خدا کی حجت کے فرزند ہیں اور اللہ کے امر کے امین کے فرزند ہیں۔

اللہ آپؑ کے قاتل پر عذاب نازل فرمائے۔ اللہ آپؑ کے قاتل مرہ بن منقذ بن نعمان بن عبدی پر لعنت کرے۔ اللہ اس کو رُسوا کرے اور ہر اس شخص کو رُسوا کرے جو آپؑ کے قتل میں شریک ہوا اور جس جس نے آپؑ پر حملہ کیا، اللہ ان سب کو آتشِ جہنم میں جلائے جو بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

اے شہزادے! اللہ ہم کو ان میں سے قرار دے جو وہاں آپؑ کی زیارت سے مشرف ہوں گے اور آپؑ کے ساتھ رہیں گے (بلکہ) آپؑ کے جدامجدؐ، آپؑ کے پدرِ بزرگوارؑ، آپؑ کے عمِ نامدارؑ، آپؑ کے عالی قدر برادر اور آپؑ کی مادرِ مظلومؑ کے ساتھ رہیں گے۔ میں تقربِ خدا حاصل کرتا ہوں آپؑ کے قاتل سے بیزار ہوکر اور جنت خلد میں آپؑ کے ساتھ رہنے کی خدا سے دُعا کرتا ہوں اور آپؑ کے تمام دشمنوں اور منکروں سے بیزاری اختیار کرکے قربِ خدا حاصل کرتا ہوں۔

شہزادۂ قاسم بن حسن علیہما السلام کی شہادت

(121) محمد بن عمر البغدادي الحافظ. عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه. عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي

قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن على ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: برز من بعده القاسم بن الحسن [بن علي بن أبي طالب] عليه السلام وهو يقول: لا تجزعي نفسي فكل فان * اليوم تلقين ذرى الجنان فقتل منهم ثلاثة ثم رمي عن فرسه رضي الله عنه.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد شہزادہ قاسم بن حسن علیہما السلام نے میدان کا رُخ کیا اور کہا:

لَا تَجْزَعِیْ نَفْسِیْ فَکُلٌّ فَانٍ
اَلْیَوْمَ تَلْقِیْنَ ذُرَی الْجِنَانِ

"اے میری جان! مضطرب مت ہو، جو بھی زندہ ہے اُسے ختم ہونا ہے۔ آج بہشتِ خدا تمھارے استقبال میں ہے"۔

پس! جنابِ قاسمؑ بن حسن علیہما السلام نے دشمن کے تین افراد کو جہنم کی راہ دکھائی اور آخرکار خود بھی زین سے زمین پر تشریف لائے۔

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 125؛ مجلس 30، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 321، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 171، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اول، صفحہ 342؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 191

(122) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله وكنت حديث السن، وكتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه: السلام على القاسم بن الحسن بن علي، المضروب (على) هامته المسلوب لامته، حين نادى الحسين عمه، فجلى عليه عمه كالصقر، وهو يفحص برجليه التراب، والحسين يقول: بعدا لقوم قتلوك، ومن خصمهم يوم القيامة جدك وأبوك.

ثم قال: " عز والله على عمك أن تدعوه فلا يجيبك، أو أن يجيبك وأنت قتيل جديل فلا ينفعك، هذا والله يوم كثر واتره وقل ناصره. جعلني الله معكما يوم جمعكما، وبوأني مبوأكما، ولعن الله قاتلك عمر بن سعد بن [عروة بن] نفيل الأزدي، وأصلاه جحيما، وأعد له عذابا أليما.[1]

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: سلام ہو قاسم بن حسن بن علی علیہم السلام پر، جن کے سرِ اقدس کو زخمی کیا گیا، جن کا جسم زندگی میں پامال کیا گیا، جنھوں

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سیّد علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 65 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سیّد علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

نے اپنے چچا حسینؑ کو جس وقت پکارا تو وہ جنابؑ شکار کرنے والے باز کی طرح اپنے بھتیجے کی طرف دوڑے، دیکھا کہ قاسمؑ خاک پر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر امام حسینؑ کہنے لگے: اللہ اس ہجوم کو برباد کرے جس نے جانِ عم تمھیں قتل کیا، تمھارے جد بزرگوارؐ اور پدر بزرگوارؑ قیامت کے روز ان لوگوں کے مقابلہ میں دادخواہ ہوں گے۔

پھر فرمانے لگے: اے قاسمؑ! بہت شاق ہے تمھارے چچا پر کہ تم مجھے بلاؤ اور مَیں وقت پر نہ پہنچ سکا اور پہنچا بھی تو اُس وقت جب تم قتل ہو کر زمین پر پڑے ہو اور میرا آنا تمھیں نفع نہ پہنچا سکا۔ خدا کی قسم! وہ دن تھا ہی ایسا کہ امامؑ کے دشمن جس قدر زیادہ تھے اتنے ہی مددگار کم تھے۔ اللہ مجھے ان دونوں حضرات کے ساتھ قرار دے، جس روز کہ آپؑ دونوں ایک جگہ ہوں اور میرا مسکن و مقام آپ دونوںؑ کے قیام گاہ کے قریب ہو۔ خدا لعنت کرے آپؑ کے قاتل عمر بن سعد بن عروہ بن نفیل ازدی پر اور اس کو آتش جہنم میں تپائے اور اس کے لیے دردناک عذاب مہیا کرے۔

حضرت جعفر بن علی علیہما السلام کی شہادت

(123) مقاتل الطالبیین: قال نصر ابن مزاحم. حدثنی عمرو بن شمر عن جابر عن أبي جعفر محمد بن علي أن خولي بن يزيد الأصبحي- لعنه الله- قتل جعفر بن علي. ①

مقاتل الطالبیین، ابوالفرج اصفہانی: صفحہ 100؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 39؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 344؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 282

جابر آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جناب جعفر بن علی علیہما السلام کو خولی بن یزید اصبحی ملعون نے شہید کر دیا۔

(124) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي. عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن. و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه: السلام على جعفر بن أمير المؤمنين. الصابر بنفسه محتسبا. والنائي عن الأوطان مغتربا. المستسلم للقتال. المستقدم للنزال. المكثور بالرجال. لعن الله قاتله هانئ بن ثبيت الحضرمي. ①

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: سلام ہو جعفر بن امیر المومنین علیہما السلام پر جو پابند صبر ہو کر اپنی جان پر اذیت اُٹھا رہے تھے اور وطن سے دُور تھے، عالمِ غربت تھا، اپنی جان کو میدانِ قتال کے سپرد کیے ہوئے اعداء سے مقابلہ کے لیے بڑھے چلے جاتے تھے اور جن کو ہر طرف سے لوگوں نے گھیر لیا تھا۔

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سید علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 66 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سید علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

خدا لعنت کرے ان کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر۔

ابوبکر بن حسن علیہما السلام کی شہادت

(125) مقاتل الطالبيين: في حديث عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام أن عقبة الغنوي قتل ابو بكر بن الحسن. ①

جابر آقا و مولا امام محمد باقرؑ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ابوبکر بن حسن علیہما السلام کو عقبہ غنوی ملعون نے ضرب سے شہید کر دیا۔

(126) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن. و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه: السلام على أبي بكر بن الحسن بن علي الزكي الولي، المرمي بالسهم الردي، لعن الله قاتله عبد الله بن عقبة الغنوي. ②

① مقاتل الطالبیین ابوالفرج اصفہانی: صفحہ 104؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 36؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 279

② الاقبال بالاعمال الحسنہ سید علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 67 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سید علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

آقا و مولا امام زمانہؑ فرماتے ہیں: سلام ہو ابوبکر بن حسن بن علی علیہم السلام پر جو پاکیزہ کردگار تھے، جن کو تیر کے ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل عبداللہ بن عقبہ غنوی پر۔

عثمان بن علی علیہما السلام کی شہادت

(127) جلاء العيون: فرماه خولي الأصبحي فأصاب شقيقته او عينه. كما عن الباقر عليه السلام. ①

آقا و مولا امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: خولی اصبحی نے ایک تیر آپؑ کی چشم مبارک یا پیشانی میں مارا جس سے آپؑ شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن حسن علیہما السلام کی شہادت

(128) قال أبو الفرج: كان أبو جعفر الباقر عليه السلام يذكر أن حرملة بن كاهل الأسدي قتل عبد الله بن الحسن. ②

آقا و مولا امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جناب عبداللہ بن حسن علیہما السلام کو حرملہ بن کاہل اسدی لعین نے شہید کیا۔

(129) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من

① جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 245

② مقاتل الطالبیین ابوالفرج اصفہانی: صفحہ 106؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 36؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 336؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 279؛ جلاء العیون (فارسی) علامہ مجلسی، صفحہ 676

الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن. و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه: السلام على عبد الله بن الحسن الزكي. لعن الله قاتله ورامية حرملة بن كاهل الأسدي. (1)

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: سلام ہو عبداللہ بن حسن زکی علیہما السلام پر۔ اللہ لعنت کرے ان کے قاتل اور تیر ظلم لگانے والے حرملہ بن کاہل اسدی پر۔

محمد اصغر بن علی علیہما السلام کی شہادت

(130) أحمد ابن عيسى، عن حسين بن نصر، عن أبيه، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام وحدثني أحمد بن أبي شيبة، عن أحمد بن الحارث، عن المدائني أن رجلا من تميم من بني أبان بن دارم قتله رضوان الله عليه. (2)

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: محمد اصغر بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کربلا میں شہید ہوئے اور آپؑ کا قاتل ایک تمیمی مرد تھا جو بنو ابان بن دارم

(1) الاقبال بالاعمال الحسنہ سید علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 67 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سید علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

(2) مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 345؛ مقاتل الطالبیین اصفہانی (عربی): صفحہ 90؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 39؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 282

سے تھا۔ اللہ آپؑ کے قاتل پر لعنت کرے۔

ابوبکر بن علی علیہما السلام کی شہادت

(131) قال ابو الفرج: ذكر أبو جعفر الباقر عليه السلام في الاسناد الذي تقدم أن رجلا من همدان قتل ابو بكر بن علي. (1)

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: جناب ابوبکر بن علی علیہما السلام کو ہمدان کے ایک شخص نے شہید کیا۔

مولا عباس بن علی علیہما السلام کی شہادت

(132) محمد بن علي بن حمزة، عن النوفلي، عن حماد بن عيسى الجهني، عن معاوية بن عمار، عن جعفر بن محمد عليهما السلام قالوا: وكان العباس السقاء قمر بني هاشم صاحب لواء الحسين عليه السلام. (2)

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدانِ کربلا میں لشکر عمر بن سعد کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا تو آپؑ نے اپنی فوج کا علَم اپنے دستِ مبارک سے حضرت عباس بن علی علیہما السلام کو عطا فرمایا۔

(1) مقاتل الطالبیین ابوالفرج اصفہانی: صفحہ 103؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 37؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 339؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 280؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 244

(2) مقاتل الطالبیین، ابوالفرج اصفہانی: صفحہ 102؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 352؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 40؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 283

(133) الهمدانی، عن علی بن إبراهیم، عن الیقطینی، عن یونس (ابن عبد الرحمان)، عن ابن أسباط، عن علی بن سالم، عن أبیه، عن (ثابت ابن أبي صفیة) الثمالی قال: نظر علی بن الحسین سید العابدین إلی عبید الله ابن العباس بن علی بن أبي طالب علیهم السلام فاستعبر ثم قال: ما من یوم أشد علی رسول الله صلی الله علیه وآله من یوم أحد. قتل فیه عمه حمزة بن عبد المطلب أسد الله وأسد رسوله. وبعده یوم مؤتة قتل فیه ابن عمه جعفر بن أبي طالب.

ثم قال علیه السلام: ولا یوم کیوم الحسین، ازدلف إلیه ثلاثون ألف رجل یزعمون أنهم من هذه الأمة کل یتقرب إلی الله عز وجل بدمه وهو بالله یذکرهم فلا یتعظون، حتی قتلوه بغیا وظلما وعدوانا.

ثم قال علیه السلام: رحم الله العباس فلقد آثر وأبلی وفدی أخاه بنفسه حتی قطعت یداه، فأبدل الله عز وجل بهما جناحین یطیر بهما مع الملائکة فی الجنة کما جعل لجعفر بن أبي طالب علیه السلام وإن للعباس عند الله عز وجل منزلة یغبطه بها جمیع الشهداء یوم القیامة.①

① امالی شیخ صدوق: حصہ دوم، صفحہ 280؛ مجلس 70، حدیث 10، بحارالانوار: جلد 22، صفحہ 274، حدیث 21 اور جلد 44، صفحہ 298، حدیث 4؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 192؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 348، حدیث 1

ثابت ابن ابی صفیہ الثمالی کہتے ہیں کہ جب آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس بن علی علیہم السلام کی طرف دیکھا تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: رسولؐ پر سب سے بھاری دن اُحد کا دن تھا کہ جس دن آپؐ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلبؑ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے شیر تھے، کا قتل ہوا۔

پھر اس کے بعد جنگ موتہ کا دن سخت تھا کہ جس دن آپؐ کے چچازاد بھائی جعفر بن ابی طالبؑ شہید ہوگئے۔

اس کے بعد یومِ حسینؑ کہ اس جیسا کوئی دن نہیں ہے کہ جس دن تیس ہزار مردوں نے آپؑ پر حملہ کیا، اس کے باوجود وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ رسولِ خدا کے اُمتی ہیں اور وہ تمام خونِ حسینؑ کے ذریعے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہتے تھے جبکہ امام حسینؑ ان کو خدا کی یاد دلاتے رہے لیکن انھوں نے آپؑ کی باتوں کو بالکل قبول نہ کیا اور آپؑ کو ظلم و ستم اور دشمنی میں شہید کر دیا۔

پھر امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: خدا رحم کرے میرے چچا عباسؑ پر، جنھوں نے اپنے بھائی پر اپنی جان قربان کردی یہاں تک کہ آپؑ کے دونوں بازو قلم ہوگئے۔ خداوند کریم نے آپؑ کو جعفر طیار علیہ السلام کی طرح دو پَر عطا فرمائے ہیں جن کے ذریعے وہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ تحقیق جنابِ عباس علیہ السلام کے لیے خدا کے نزدیک ایسا درجہ ہے جس پر تمام شہداء قیامت کے دن رشک کریں گے۔ تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں اور اللہ کا درود ہو اس کی اچھی مخلوق جنابِ محمدؐ اور آپؐ کی آلؑ پر جو پاک ہیں اور ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔

(134) أحمد بن عيسى، عن حسين بن نصر، عن أبيه، عن عمرو ابن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام كانت أم البنين أم هؤلاء الأربعة الاخوة القتلى تخرج إلى البقيع فتندب بنيها أشجى ندبة وأحرقها، فيجتمع الناس إليها يسمعون منها، فكان مروان يجيئ فيمن يجيئ لذلك، فلا يزال يسمع ندبتها ويبكي. ①

جابرؓ آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے چار بھائی (حضرت عباسؑ و جعفرؑ و عثمانؑ و عمرؑ، فرزندانِ جنابِ امیر علیہ السلام) جو صحرائے کربلا میں شہید ہوئے، ان کی مادر گرامی اُم البنینؑ دختر حزام کلابیہ تھیں اور جب مدینہ میں خبر شہادت اہلِ بیتِ رسالتؐ انھیں پہنچی تو آپؑ ہر روز بقیع کے قبرستان میں جا کر اپنے فرزندوں کو روتی تھیں اور اہلِ مدینہ بی بیؑ کو صدائے گریہ و نوحہ سے روکتے تھے یہاں تک کہ مروان باوجود اس شقاوت و عداوت کے جو وہ اہلِ بیتِ رسالتؐ سے رکھتا تھا، وہ ان کی نوحہ وزاری سے بیتاب ہو کر روتا تھا۔

(135) أحمد بن عيسى، عن حسين بن نصر، عن أبيه، عن عمرو ابن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام أن زيد بن رقاد وحكيم بن الطفيل الطائي قتلا العباس بن علي عليه السلام. ②

جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 245؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 40؛ مقاتل الطالبیین (عربی) ابوالفرج اصفہانی: صفحہ 55

مقاتل الطالبیین ابوالفرج اصفہانی: صفحہ 102؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 40؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 283؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 353

جابرؓ آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت عباس علیہ السلام کو زید بن رقاد اور حکیم بن طفیل طائی نے شہید کیا۔

(136) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن، و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلى منه: السلام على أبي الفضل العباس بن أمير المؤمنين، المواسي أخاه بنفسه، الآخذ لغده من أمسه، الفادي له، الواقي الساعي إليه بمائه المقطوعة يداه - لعن الله قاتله يزيد بن الرقاد الجهني، وحكيم بن الطفيل الطائي. ①

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: سلام ہو ابوالفضل العباس بن امیر المومنین علیہما السلام پر جو جان و دل سے اپنے بھائی (امام حسینؑ) کی غم خواری کر رہے تھے اور قیامت کے دن اپنے درجات کی بلندی کا اپنی زندگی میں سامان کر رہے تھے، امام علیہ السلام پر اپنی جان فدا کر رہے تھے اور ان کو دشمنوں

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سید علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 65 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سید علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

سے بچا رہے تھے اور بہت تیزی سے اپنی مشک کا پانی ان تک پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے کہ آپؑ کے دونوں شانے قلم ہو گئے۔ خدا کی لعنت ہو ان کے قاتل زید بن رقاد الجھنی اور حکیم بن طفیل طائی پر۔

(137) عمدة الطالب: عن الصادق عليه السلام قال: كان عمنا العباس بن علي عليه السلام نافذ البصيرة، صلب الايمان، جاهد مع ابي عبدالله عليه السلام، وابلى بلاءً حسنًا ومضى شهيداً[1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے چچا عباسؑ پختہ بصیرت، عظیم بینش اور مستحکم ایمان کے حامل تھے۔ آپؑ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ بھرپور جانبازی و جہاد کا ثبوت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

عبداللہ الاصغر بن حسین علیہما السلام کی شہادت

(138) أبو حمزة الثمالي قال: سمعت علي بن الحسين زين العابدين -عليه السلام- يقول: لما كان اليوم الذي استشهد فيه أبي -عليه السلام- فقال: فداك عمك، يا قاسم. يقتل عبدالله إذا جفت روحي عطشا. وصرت إلى خيمنا فطلبت ماء ولبنا فلا أجد قط فأقول: ناولوني ابني لأشرب من فيه. فيأتوني به، فيضعونه على يدي، فأحمله لادنيه من فيّ، فيرميه فاسق -لعنه الله- بسهم فينحره، وهو يناغي، فيفيض دمه في كفي. فأرفعه

[1] العباسؑ، سید عبدالرزاق المقرم (مترجم)، صفحہ 210

إلى السماء. وأقول: اللهم صبرا واحتسابا فيك. فتعجلني الأسنة منهم.[1]

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام نے شبِ عاشور شہزادہ قاسم بن حسن علیہما السلام کے سوال پر جناب عبداللہ الاصغرؑ کی شہادت کی کیفیت اس طرح بیان فرمائی کہ جب مجھ پر پیاس کی شدت ہوگی اور مَیں خیموں میں آکر پانی اور دودھ طلب کروں گا تو نہ مجھے پانی ملے گا اور نہ دودھ ملے گا۔ اس وقت مَیں کہوں گا کہ لاؤ! مجھے میرے بچّے کو دے دو تا کہ میں اس کے دہن سے کچھ رطوبت چوس سکوں۔ پس! اُسے لا کر مجھے دیا جائے گا اور میں اُسے اپنے ہاتھوں پر اُٹھاؤں گا لیکن اس سے پہلے کہ مَیں اس کے دہن سے کچھ نوش کروں، ایک فاسق تیر مارے گا اور وہ (اصغرؑ) نحر ہو جائے گا اور اس کا خون میرے ہاتھوں پر جاری ہو جائے گا۔ اس وقت مَیں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کہوں گا: اے خدا! مجھے اس پر صبر عطا فرما اور مَیں اس کی مصیبت (کلیجے پر) جھیلتا ہوں۔

(139) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد

[1] مدینۃ المعاجز، ہاشم بحرانی: جلد چہارم، صفحہ 215، حدیث 1242؛ الهدایۃ الکبریٰ، صفحہ 174

بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن، و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه: السلام على عبدالله بن الحسين، الطفل الرضيع، المرمي الصريع المتشحط دما، المصعد دمه في السماء، المذبوح بالسهم في حجر أبيه لعن الله راميه حرملة بن كاهل الأسدي و ذويه. ①

آقا و مولا امام زمانہؑ فرماتے ہیں: سلام ہو عبداللہ بن حسین علیہما السلام پر یعنی اس طفلِ شیرخوار پر جو نشانۂ ظلم بن کر شہید ہوا اور اپنے خون میں بھر گیا، اور جس کے خون کے قطرے امام (حسینؑ) نے نذرِ خدا قرار دے کر آسمان کی جانب پھینکے، اور جو اپنے باپؑ کی گود میں ظلم کے تیر سے ذبح کر دیا گیا۔ خدا کی لعنت ہو اس بے زبان کو تیر مارنے والے حرملہ ابن کاہل اسدیؔ پر اور اس کے ساتھیوں پر۔

(140) مقاتل الطالبيين: قال الامام الباقر عليه السلام: فلم يسقط من ذلك الدم قطرة إلى الأرض. ②

---

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سیدعلی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 65 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سیدعلی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

② مقتل لہوف، سیدعلی بن طاؤس: صفحہ 91؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 400؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 47؛ مقتل حسینؑ سید عبدالرزاق المقرم: صفحہ 365؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 249؛ مقتل ابن نما (مترجم) صفحہ 97؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 289

آقا و مولا امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: امام حسینؑ نے عبداللہ الاصغرؑ کا خون آسمان کی طرف اس طرح اُچھالا کہ اس کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرا۔

مسلم بن عوسجہ اسدیؓ کی شہادت

(141) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي. عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبدالمنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن، و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه: السلام على مسلم بن عوسجة الأسدي، القائل للحسين وقد أذن له في الانصراف: أنحن نخلي عنك؟ وبم نعتذر عند الله من أداء حقك، لا والله حتى أكسر في صدورهم رمحي هذا، وأضربهم بسيفي ما ثبت قائمه في يدي. ولا أفارقك، ولو لم يكن معي سلاح أقاتلهم به لقذفتهم بالحجارة، ولم أفارقك حتى أموت معك.

و كنت أول من شرى نفسه، وأول شهيد شهد لله وقضى نحبه ففزت ورب الكعبة. شكر الله استقدامك ومواساتك إمامك. إذ مشى إليك وأنت صريع. فقال: يرحمك الله يا مسلم بن عوسجة وقرأ: فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا

بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لعن الله المشتركين في قتلك: عبد الله الضبابي، وعبد الله بن خشكارة لبجلي ومسلم بن عبد الله الضبابي.①

آقا و مولا امام صاحب العصر والزمان صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ فرماتے ہیں:
سلام ہو مسلم بن عوسجہ اسدیؓ پر جن کو امام حسین علیہ السلام نے کربلا سے واپس چلے جانے کی اجازت دی تو انھوں نے خدمتِ امامؑ میں عرض کیا: اگر ہم آپؑ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں آپؑ کے حق کے نہ ادا کرنے پر کیا عذر پیش کریں گے؟ نہیں، خدا کی قسم! میں آپؑ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ مخالفین کے سینہ میں میرا یہ نیزہ گھس گھس کر ٹوٹ جائے، میں ان کو اپنی تلوار سے ماروں گا جب تک کہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے اور اگر میرے پاس ہتھیار بھی نہ رہیں جن سے میں دشمنوں پر قاتلانہ حملہ کروں تو اے میرے آقا! میں ان پر پتھر برساؤں گا اور مرتے دم تک آپؑ (کے ساتھ) کو نہ چھوڑوں گا۔

اے مسلم بن عوسجہؓ! آپؓ نے راہِ خدا میں سب سے پہلے اپنی جان کا سودا کیا تھا اور آپؓ ہی شہدائے خدا میں وہ پہلے شہید ہیں جس نے جان دے کر اپنے عہد کو پورا کر دیا۔ خدائے کعبہ کی قسم! آپؓ کامیاب ہو گئے۔ خدا نے یقیناً آپؓ کی پیش قدمی اور اپنے امامؑ کے ساتھ آپؓ کی غم خواری کو قدر کی

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سید علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 69 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سید علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

نگاہ سے دیکھا۔

جس وقت امامؑ آپ کی لاش پر پہنچے تھے تو فرمایا: اے مسلم بن عوسجہؓ! اللہ آپ کو اپنی رحمتِ خاص سے نوازے۔ پھر امامؑ نے یہ آیت پڑھی: ”ان میں سے بعض اپنی جان دے کر اپنے عہد کو پورا کر چکے اور ان میں بعض منتظر ہیں اور انھوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی“۔ (احزاب: آیت ۲۳)
خدا لعنت کرے آپؓ کے قتل میں شریک ہونے والوں عبداللہ ضبابی اور عبداللہ بن خشکارہ بَجلی اور مسلم بن عبداللہ ضبابی پر۔

جنابِ سعید بن عبداللہ حنفیؓ کی شہادت

(142) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن، و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه: السلام على سعد بن عبد الله الحنفي. القائل للحسين وقد أذن له في الانصراف: لا والله لا نخليك حتى يعلم الله أنا قد حفظنا غيبة رسول الله صلى الله عليه وآله فيك. والله لو أعلم أني أقتل ثم أحيى ثم أحرق ثم أذري ويفعل بي ذلك سبعين مرة

ما فارقتك. حتى ألقى حمامي دونك و كيف أفعل ذلك وإنما هي موتها أو قتلة واحدة. ثم هي بعدها الكرامة التي لا انقضاء لها أبدا فقد لقيت حمامك. وواسيت إمامك. ولقيت من الله الكرامة في دار المقامة. حشرنا الله معكم في المستشهدين. ورزقنا مرافقتكم في أعلى عليين۔ ①

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: سلام ہو سعید بن عبداللہ حنفیؓ پر جن کو امام حسین علیہ السلام نے جب واپس جانے کی اجازت دی تو انھوں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم! ہم آپؑ کا ساتھ اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ خدا یہ نہ دیکھ لے کہ ہم نے آپؑ کی حفاظت کر کے رسول اللہؐ کے سرمایہ کی حفاظت کی۔ خدا کی قسم! اگرچہ مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ مَیں قتل کیا جاؤں گا اور پھر زندہ کیا جاؤں، پھر جلا دیا جاؤں، پھر مجھ پر یہی سختی کی جائے اور ستر مرتبہ میرے ساتھ یہی کیا جائے تب بھی مَیں آپؑ سے جدا نہ ہوں گا یہاں تک کہ مَیں آپؑ پر اپنی جان نثار کردوں۔ مَیں بھلا آپؑ کو کیسے چھوڑ دوں؟ (حالانکہ) آپؑ کی رفاقت میں تو ایک دفعہ ہی مرنا اور ایک دفعہ ہی قتل ہونا ہے پھر اس کے بعد تو وہ بلند درجہ ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا۔

اے ناصرِ امامؑ! یقیناً آپؑ نے جان دے دی اور اپنے امامؑ کی پوری غم خواری

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سیّد علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 70 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سیّد علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

کی اور اللہ کی بارگاہ سے اپنے لیے جنت میں بڑا مرتبہ پایا۔ اللہ ہم کو بھی آپؑ ہی حضراتِ شہداء کے ساتھ محشور کرے اور اعلیٰ علیین میں آپ کے ساتھ رہنا نصیب فرمائے۔

جناب بشر بن عمر حضرمیؓ

(143) اقبال بالاعمال: روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي، عن محمد بن أحمد بن عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبدالمنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن. و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلى منه: السلام على بشر بن عمر الحضرمي. شكر الله لك قولك للحسين وقد أذن لك في الانصراف: أكلتني إذن السباع حيا إن فارقتك وأسأل عنك الركبان. وأخذلك مع قلة الأعوان. لا يكون هذا أبدا. ①

آقا و مولا امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں: سلام ہو بشر بن عمر حضرمیؓ پر۔ آپ کا امام حسین علیہ السلام سے یہ کہنا پسندیدۂ خدا ہے جبکہ امام علیہ السلام نے آپ کو کربلا سے

① الاقبال بالاعمال الحسنہ سیّد علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 65 اور جلد 10.1، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سیّد علی بن طاؤس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335، حدیث 1

چلے جانے کی اجازت دے دی تھی کہ مولاؑ! اگر میں آپؑ کو چھوڑ دوں اور آپؑ
کے بارے میں دوسرے آنے جانے والوں سے استفسار کروں اور
مددگاروں کی کمی کے باوجود میں نرغۂ اعداء میں آپؑ کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو
مجھ زندہ کو ہی درندے پھاڑ کھائیں۔ پس میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔

امامِ صاحب العصر علیہ السلام کی زبانی باقی شہدائے کربلا کی شہادتوں کا بیان

نوٹ: امامِ زمانہ علیہ السلام کی زبانی کچھ شہداء کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے
جسے ہم یہاں پر نقل نہیں کریں گے۔

(144) روينا بإسنادنا إلى جدي أبي جعفر الطوسي. عن محمد بن أحمد بن عياش. عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد المنعم بن النعمان البغدادي رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهاني حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن، و كتبت أستأذن في زيارة مولاي أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلي منه. : بسم الله الرحمن الرحيم إذا أردت زيارة الشهداء رضوان الله عليهم فقف عند رجلي الحسين عليه السلام وهو قبر علي بن الحسين عليهما السلام فاستقبل القبلة بوجهك فان هناك حومة الشهداء وأومئ وأشر إلى علي بن الحسين عليهما السلام وقل: السلام عليك يا أول قتيل من نسل خير سليل. من سلالة إبراهيم الخليل. صلى الله عليك وعلى أبيك. إذ قال فيك: قتل

الله قوما قتلوك يا بني! ما أجرأهم على الرحمن. وعلى انتهاك حرمة الرسول على الدنيا بعدك العفا. كأني بك بين يديك ماثلا. وللكافرين قاتلا قائلا: أنا علي بن الحسين بن علي * نحن وبيت الله أولى بالنبي أطعنكم بالرمح حتى ينثني * أضربكم بالسيف أحمي عن أبي ضرب غلام هاشمي عربي * والله لا يحكم فينا ابن الدعي حتى قضيت نحبك. ولقيت ربك. أشهد أنك أولى بالله وبرسوله. وأنك ابن رسوله. وحجته وأمينه وابن حجته وأمينه حكم الله على قاتلك مرة بن منقذ بن النعمان العبدي - لعنه الله وأخزاه ومن شركه في قتلك. وكانوا عليك ظهيرا. أصلاهم الله جهنم وساءت مصيرا. وجعلنا الله من ملاقيك. ومرافقي جدك وأبيك وعمك وأخيك. وأمك المظلومة. وأبرء إلى الله من أعدائك أولي الجحود. والسلام عليك ورحمة الله وبركاته.

السلام على عبد الله بن الحسين. الطفل الرضيع. المرمي الصريع المتشحط دما. المصعد دمه في السماء. المذبوح بالسهم في حجر أبيه لعن الله راميه حرملة بن كاهل الأسدي وذويه.

السلام على عبد الله بن أمير المؤمنين. مبلى البلاء. والمنادي بالولاء. في عرصة كربلا. المضروب مقبلا ومدبرا. لعن الله قاتله هانئ بن ثبيت الحضرمي.

السلام على أبي الفضل العباس بن أمير المؤمنين. المواسي أخاه بنفسه. الآخذ لغده من أمسه. الفادي له. الواقي الساعي

إليه بمائه المقطوعة يداه - لعن الله قاتله يزيد بن الرقاد
الجهني. وحكيم بن الطفيل الطائي.

السلام على جعفر بن أمير المؤمنين. الصابر بنفسه. محتسبا.
والنائي عن الأوطان مغتربا. المستسلم للقتال. المستقدم
للنزال. المكثور بالرجال. لعن الله قاتله هانئ بن ثبيت
الحضرمي. لسلام على عثمان بن أمير المؤمنين. سمي عثمان بن
مظعون. لعن الله راميه بالسهم خولي بن يزيد الأصبحي
الإيادي. والأباني الدارى.

السلام على محمد بن أمير المؤمنين. قتيل الأباني الدارى لعنه
الله. وضاعف عليه العذاب الأليم. وصلى الله عليك يا محمد
وعلى أهل بيتك الصابرين.

السلام على أبي بكر بن الحسن بن على الزكي الولي. المرمي
بالسهم الردى. لعن الله قاتله عبد الله بن عقبة الغنوى.

السلام على عبد الله بن الحسن الزكي. لعن الله قاتله وراميه
حرملة بن كاهل الأسدي.

السلام على القاسم بن الحسن بن على. المضروب (على) هامته
المسلوب لامته. حين نادى الحسين عمه. فجلى عليه عمه
كالصقر. وهو يفحص برجليه التراب. والحسين يقول: "بعدا
لقوم قتلوك. ومن خصمهم يوم القيامة جدك وأبوك".

ثم قال: عز والله على عمك أن تدعوه فلا يجيبك. أو أن يجيبك
وأنت قتيل جديل فلا ينفعك. هذا والله يوم كثر واتره وقل

ناصره. جعلني الله معكما يوم جمعكما. وبوأني مبوأ كما. ولعن
الله قاتلك عمر بن سعد بن [عروة بن] نفيل الأزدي. وأصلاه
جحيما. وأعدله عذابا أليما.

السلام على عون بن عبد الله بن جعفر الطيار في الجنان.
حليف الايمان. ومنازل الاقران. الناصح للرحمن. التالي
للمثاني والقرآن لعن الله قاتله عبد الله بن قطبة النبهاني.

السلام على محمد بن عبد الله بن جعفر. الشاهد مكان أبيه.
والتالي أخيه. وواقيه ببدنه. لعن الله قاتله عامر بن نهشل
التميمي.

السلام على جعفر بن عقيل. لعن الله قاتله وراميه بشر بن
حوط الهمداني.

السلام على عبد الرحمن بن عقيل. لعن الله قاتله وراميه
عثمان بن خالد بن أشيم الجهني.

السلام على القتيل بن القتيل: عبد الله بن مسلم بن عقيل.
ولعن الله قاتله عامر بن صعصعة [وقيل أسد بن مالك].

السلام على أبي عبيد الله بن مسلم بن عقيل. ولعن الله قاتله
وراميه عمرو بن صبيح الصيداوي. السلام على محمد بن أبي
سعيد بن عقيل. ولعن الله قاتله لقيط ابن ناشر الجهني.

السلام على سليمان مولى الحسين بن أمير المؤمنين. ولعن الله
قاتله سليمان بن عوف الحضرمي.

السلام على قارب مولى الحسين بن على.

السلام علی منجح مولی الحسین بن علی.

السلام علی مسلم بن عوسجة الأسدی. القائل للحسین وقد أذن له فی الانصراف: أنحن نخلی عنك؟ وبم نعتذر عند الله من أداء حقك. لا والله حتی أکسر فی صدورهم رمحی هذا. وأضربهم بسیفی ما ثبت قائمه فی یدی. ولا أفارقك. ولو لم یکن معی سلاح أقاتلهم به لقذفتهم بالحجارة. ولم أفارقك حتی أموت معك.

وکنت أول من شری نفسه. وأول شهید شهد لله وقضی نحبه ففزت ورب الکعبة. شکر الله استقدامك ومواساتك إمامك. إذمشی إلیك وأنت صریع. فقال: یرحمك الله یا مسلم بن عوسجة وقرأ: "فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا" لعن الله المشترکین فی قتلك: عبد الله الضبابی. وعبد الله بن خشکارة. البجلی. ومسلم بن عبد الله الضبابی.

السلام علی سعد بن عبد الله الحنفی. القائل للحسین وقد أذن له فی الانصراف: لا والله لا نخلیك حتی یعلم الله أنا قد حفظنا غیبة رسول الله صلی الله علیه وآله فیك. والله لو أعلم أنی أقتل ثم أحیی ثم أحرق ثم أذری ویفعل بی ذلك سبعین مرة ما فارقتك. حتی ألقی حمامی دونك وکیف أفعل ذلك وإنما هی موتها أو قتلة واحدة. ثم هی بعدها الکرامة التی لا انقضاء لها أبدا.

فقد لقیت حمامك. وواسیت إمامك. ولقیت من الله الکرامة

فی دار المقامة. حشرنا الله معکم فی المستشهدین. ورزقنا مرافقتکم فی أعلی علیین.

السلام علی بشر بن عمر الحضرمی. شکر الله لك قولك للحسین وقد أذن لك فی الانصراف: أکلتنی إذن السباع حیا إن فارقتك وأسأل عنك الرکبان. وأخذلك مع قلة الأعوان. لا یکون هذا أبدا.

السلام علی یزید بن حصین الهمدانی المشرقی القاری. المجدل بالمشرفی. السلام علی عمر بن کعب الأنصاری.

السلام علی نعیم بن عجلان الأنصاری. السلام علی زهیر بن القین البجلی. القائل للحسین وقد أذن له فی الانصراف: لا والله لا یکون ذلك أبدا. أترك ابن رسول الله أسیرا فی ید الأعداء. وأنجو؟ لا أرانی الله ذلك الیوم.

السلام علی عمرو بن قرظة الأنصاری. السلام علی حبیب بن مظاهر الأسدی. السلام علی الحر بن یزید الریاحی.

السلام علی عبد الله بن عمیر الکلبی.

السلام علی نافع بن هلال بن نافع البجلی المرادی.

السلام علی أنس بن کاهل الأسدی.

السلام علی قیس بن مسهر الصیداوی.

السلام علی عبد الله وعبد الرحمن ابنی عروة بن حراق الغفاریین.

السلام علی جون بن حوی مولی أبی ذر الغفاری.

السلام على شبيب بن عبد الله النهشلي. السلام على الحجاج
بن زيد السعدي. السلام على قاسط وكرش ابني ظهير
التغلبيين السلام على كنانة بن عتيق. السلام على ضرغامة
بن مالك. السلام على حوى بن مالك الضبعي. السلام على
عمرو بن ضبيعة (الضبعي). السلام على زيد بن ثبيت القيسي.
السلام على عبد الله وعبيد الله ابني يزيد بن ثبيت القيسي.
السلام على عامر بن مسلم. السلام على قعنب بن عمرو
التمري.

السلام على سالم مولى عامر بن مسلم. السلام على سيف بن
مالك.

السلام على زهير بن بشر الخثعمي. السلام على زيد بن معقل
الجعفي.

السلام على الحجاج بن مسروق الجعفي.

السلام على مسعود بن الحجاج وابنه. السلام على مجمع بن
عبد الله العائذي. السلام على عمار بن حسان بن شريح الطائي.

السلام على حباب بن الحارث السلماني الأزدي.

السلام على جندب بن حجر الخولاني. السلام على عمر بن خالد
الصيداوي. السلام على سعيد مولاه. السلام على يزيد بن
زياد بن مهاصر الكندي. السلام على زاهد مولى عمرو بن
الحمق الخزاعي. السلام على جبلة بن علي الشيباني.

السلام على سالم مولى بني المدنية الكلبي. السلام على أسلم

ابن كثير الأزدي الأعرج. السلام على زهير بن سليم الأزدي.
السلام على قاسم بن حبيب الأزدي. السلام على عمر بن جندب
الحضرمي. السلام على أبي ثمامة عمر بن عبد الله الصائدي.
السلام على حنظلة بن سعد الشبامي. السلام على عبد الرحمن
ابن عبد الله بن الكدر الأرحبي. السلام على عمار بن أبي
سلامة الهمداني. السلام على عابس بن أبي شبيب الشاكري.
السلام على شوذب مولى شاكر. السلام على شبيب بن
الحارث ابن سريع. السلام على مالك بن عبد بن سريع.
السلام على الجريح المأسور سوار ابن أبي حمير الفهمي
الهمداني.
السلام على المرتب معه عمرو بن عبد الله الجندعي.
السلام عليكم يا خير أنصار. السلام عليكم بما صبرتم
فنعم عقبى الدار. بوأكم الله مبوء الأبرار. أشهد لقد كشف
الله لكم الغطاء. ومهد لكم الوطاء. وأجزل لكم العطاء.
وكنتم عن الحق غير بطاء. وأنتم لنا فرطاء. ونحن لكم خلطاء
في دار البقاء. والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

حضرت عبد اللہ بن امیر المومنین ؑ

آقا و مولا امام زمانہ ؑ فرماتے ہیں: سلامٌ ہو عبد اللہ بن امیر المومنین ؑ پر جو
میدانِ کربلا میں مصائب میں مبتلا ہو کر ولائے اہلِ بیت ؑ کے لیے پکار رہے
تھے۔ جن کو سامنے سے اور جانب پشت دونوں طرف سے گھیر کر زخمی کیا

گیا۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر۔

حضرت جعفر بن امیر المومنینؑ

سلام ہو جعفر بن امیر المومنینؑ پر جو پابند صبر ہو کر اپنی جان پر اذیت اُٹھا رہے تھے، وطن سے دُور تھے، عالمِ غربت تھا، اپنی جان کو میدانِ قتال کے سپرد کیے ہوئے اعداء سے مقابلہ کے لیے بڑھے چلے جاتے تھے۔ جن کو ہر طرف سے لوگوں نے گھیر لیا تھا۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر۔

حضرت عثمان بن امیر المومنینؑ

سلام ہو عثمان بن امیر المومنینؑ پر کہ جن کا نام عثمان بن مظعونؓ پر رکھا گیا۔ خدا لعنت کرے ان پر ظلم کا تیر لگانے والے خولی بن یزید اصبحی الایادی پر اور قاتل اَبانی دارمی پر۔

حضرت محمد بن امیر المومنینؑ

سلام ہو محمد بن امیر المومنینؑ پر جن کو ایادی و دارمی نے قتل کیا۔ خدا لعنت کرے اس پر اور اس پر دو چند دردناک عذاب نازل کرے اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اے محمد بن امیر المومنینؑ اور آپؑ کے صابر گھر والوں پر۔

حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ

سلام ہو عون بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ پر جو جنت میں پرواز کرتے ہیں، وہ جو ایمان سے وابستہ رہے، مخالفین سے لڑتے رہے اور آیاتِ قرآن پڑھ کر اللہ کے بارے میں نصیحت کرتے رہے۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل

عبداللہ بن قبطہ نبہانی پر۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفرؑ

سلام ہو محمد بن عبداللہ بن جعفرؑ پر جو اپنے باپ کے قائم مقام بن کر حق کی شہادت دے رہے تھے اور اپنے بھائی کے پیچھے پیچھے میدانِ جنگ کی طرف رواں تھے اور خود آگے بڑھ بڑھ کر بھائی کو بچا رہے تھے۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل عامر بن نھشل تیمی پر۔

حضرت جعفر بن عقیلؑ

سلام ہو جعفر بن عقیلؑ پر، خدا لعنت کرے ان کے قاتل اور ان کو تیر مارنے والے بشر بن حوط ہمدانی پر۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عقیلؑ

سلام ہو عبدالرحمٰن بن عقیلؑ پر، خدا لعنت کرے ان کے قاتل اور تیر مارنے والے عثمان بن خالد بن اُشیم جہنی پر۔

حضرت عبیداللہ بن مسلم بن عقیلؑ

سلام ہو عبیداللہ بن مسلم بن عقیلؑ پر۔ خدا ان کے قاتل اور تیر مارنے والے عمر بن صبیح صیداوی پر۔

حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیلؑ

سلام ہو محمد بن ابی سعید بن عقیلؑ پر، خدا لعنت کرے ان کے قاتل لقیط بن ناشر جہنی پر۔

حضرت سلیمانؓ غلامِ امام حسینؑ

سلام ہو امام حسینؑ کے غلام سلیمانؓ پر اور لعنت ہو خدا کی ان کے قاتل سلیمان بن عوف حضرمی پر۔

حضرت قاربؓ غلامِ امام حسینؑ

سلام ہو امام حسین علیہ السلام کے غلام قارب پر۔

حضرت منجحؓ غلامِ امام حسینؑ

سلام ہو امام حسین علیہ السلام کے غلام منجحؓ پر۔

حضرت یزید بن حصینؓ ہمدانی مشرقی

سلام ہو یزید بن حصینؓ ہمدانی مشرقی قاری پر جو ایک مشرقی کے ہاتھ سے خون آلود ہوئے۔

حضرت عمر بن ابی کعب انصاریؓ

سلام ہو عمر بن ابی کعب انصاریؓ پر۔

حضرت نعیم بن عجلان انصاریؓ

سلام ہو نعیم بن عجلان انصاریؓ پر۔

حضرت عمرو بن قرظہ انصاریؓ

سلام ہو عمرو بن قرظہ انصاریؓ پر۔

حضرت حبیب بن مظاہر اسدیؓ

سلام ہو حبیب بن مظاہر اسدیؓ پر۔

حضرت حُر بن یزید ریاحیؓ

سلام ہو حُر بن یزید ریاحیؓ پر۔

حضرت عبداللہ بن عمیر کلبیؓ

سلام ہو عبداللہ بن عمیر کلبیؓ پر۔

حضرت نافع بن ہلالؓ

سلام ہو نافع بن ہلال بن نافع بجلی مرادیؓ پر۔

حضرت انس بن کاہل اسدیؓ

سلام ہو انس بن کاہل اسدیؓ پر۔

حضرت قیس بن مسہر صیداویؓ

سلام ہو قیس بن مسہر صیداویؓ پر۔

حضرت عبداللہ بن عروہؓ

سلام ہو عبداللہ بن عروہؓ پر جو حراق غفار میں سے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عروہؓ

سلام ہو عبدالرحمٰن بن عروہؓ پر جو حراق غفار میں سے تھے۔

حضرت عون بن حویؓ

سلام ہو حضرت عون بن حویؓ پر جو حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام تھے۔

حضرت شبیب بن عبداللہ نہشلیؓ

سلام ہو شبیب بن عبداللہ نہشلیؓ پر۔

حضرت حجاج بن زید سعدیؓ

سلام ہو حجاج بن زید سعدیؓ پر۔

حضرت قاسط بن ظہیرؓ

سلام ہو قاسط بن ظہیرؓ پر جو تغلبی تھے۔

حضرت کرش بن ظہیرؓ

سلام ہو کرش بن ظہیرؓ پر جو تغلبی تھے۔

حضرت کنانہ بن عتیقؓ

سلام ہو کنانہ بن عتیقؓ پر۔

حضرت ضرغامہ بن مالکؓ

سلام ہو ضرغامہ بن مالکؓ پر۔

حضرت عمر بن ضبیعہ الضبعیؓ

سلام ہو عمر بن ضبیعہ الضبعیؓ پر۔

حضرت حوی بن مالک ضبعیؓ

سلام ہو حوی بن مالک ضبعیؓ پر۔

حضرت زید بن ثبیت قیسیؓ

سلام ہو زید بن ثبیت قیسیؓ پر۔

حضرت عبداللہ بن ابن ثبیت قیسیؓ

سلام ہو عبداللہ بن ابن ثبیت قیسیؓ پر۔

حضرت عبیداللہ بن ابن ثبیت قیسیؓ

سلام ہو عبیداللہ بن ابن ثبیت قیسیؓ پر۔

حضرت عامر بن مسلمؓ

سلام ہو عامر بن مسلمؓ پر۔

حضرت قعنب بن عمرو تمریؓ

سلام ہو قعنب بن عمرو تمریؓ پر۔

حضرت عامر بن مسلمؓ غلامِ سالمؓ

سلام ہو عامر بن مسلمؓ غلامِ سالمؓ پر۔

حضرت سیف بن مالکؓ

سلام ہو سیف بن مالکؓ پر۔

حضرت زہیر بن بشر خثعمیؓ

سلام ہو زہیر بن بشر خثعمیؓ پر۔

حضرت زید بن معقل جعفیؓ

سلام ہو زید بن معقل جعفیؓ پر۔

حضرت حجاج بن مسروق جعفیؓ

سلام ہو حجاج بن مسروق جعفیؓ پر۔

حضرت مسعود بن حجاج جعفیؓ

سلام ہو مسعود بن حجاج جعفیؓ پر۔

حضرت ابن مسعود بن حجاجؓ

سلام ہو مسعود بن حجاجؓ کے فرزند پر۔

حضرت مجمع بن عبداللہ عائذیؓ

سلام ہو مجمع بن عبداللہ عائذیؓ پر۔

حضرت عمار بن حسان بن شریح طائیؓ

سلام ہو عمار بن حسان بن شریح طائیؓ پر۔

حضرت حیان بن حارث سلمانی ازدیؓ

سلام ہو حیان بن حارث سلمانی ازدیؓ پر۔

حضرت جندب بن حجر خولانیؓ

سلام ہو جندب بن حجر خولانیؓ پر۔

حضرت عمر بن خالد صیداویؓ

سلام ہو عمر بن خالد صیداویؓ پر۔

حضرت سعید غلام عمر بن خالد صیداویؓ

سلام ہو سعیدؓ پر جو عمر بن خالد صیداویؓ کے غلام تھے۔

حضرت یزید بن زیاد بن مہاصر کندیؓ

سلام ہو یزید بن زیاد بن مہاصر کندیؓ پر

حضرت زاہر غلام عمرو بن حمق خزاعیؓ

سلام ہو عمرو بن حمق خزاعیؓ کے غلام زاہرؓ پر۔

حضرت جبلہ بن علی شیبانیؓ

سلام ہو جبلہ بن علی شیبانیؓ پر۔

حضرت سالمؓ غلام مدنیہ کلبیؓ

سلام ہو مدنیہ کلبیؓ کے غلام سالمؓ پر۔

حضرت اسلم بن کثیر ازدی اعرجؓ

سلام اسلم بن کثیر ازدی اعرجؓ پر۔

حضرت زہیر بن سلیم ازدیؓ

سلام ہو زہیر بن سلیم ازدیؓ پر۔

حضرت قاسم بن حبیب ازدیؓ

سلام ہو قاسم بن حبیب ازدیؓ پر۔

حضرت عمر بن جندب حضرمیؓ

سلام ہو عمر بن جندب حضرمیؓ پر۔

حضرت ابوثمامہ عمر بن عبداللہ صائدیؓ

سلام ہو ابوثمامہ عمر بن عبداللہ صائدیؓ پر۔

حضرت حنظلہ ابن السعد الشیبانیؓ

سلام ہو حنظلہ بن اسعد الشیبانیؓ پر۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ کدری ارحبیؓ

سلام ہو عبدالرحمٰن بن عبداللہ کدری ارحبیؓ پر۔

حضرت عمار بن ابی سلامہ ہمدانیؓ

سلام ہو عمار بن ابی سلامہ ہمدانیؓ پر۔

حضرت عابس بن ابی شبیب شاکریؓ

سلام ہو عابس بن ابی شبیب شاکریؓ پر۔

حضرت شوذبؓ غلامِ شاکرؓ

سلام ہو شاکرؓ کے غلام شوذبؓ پر۔

حضرت شبیب بن حارث بن سریعؓ

سلام ہو شبیب بن حارث بن سریعؓ پر۔

حضرت مالک بن عبد بن سریعؓ

سلام ہو مالک بن عبد بن سریعؓ پر۔

حضرت سوار بن ابی ضُمیر فہمی ہمدانیؓ

سلام ہو زخمی اسیر سوار بن ابی ضُمیر فہمی ہمدانیؓ پر۔

حضرت عمرو بن عبداللہ جندعیؓ

سلام ہو عمرو بن عبداللہ جندعیؓ پر جن کو سوار بن ابو ضُمیر کے ساتھ کھڑا کیا گیا تھا۔

سلام شہدائے کربلا

سلام ہو تم پر اے بہترین انصار! تم پر ویسا ہی شاندار سلام ہو جیسا شاندار تمھارا صبر تھا، تمھارا اُخروی مقام بہت اچھا ہے، اللہ نے تم کو وہ مقام عطا فرمایا جو اَبرار اور صالحین سے مخصوص ہے، اللہ نے تمھاری آنکھوں کے

سامنے سے پردے ہٹا دیئے اور تم کو راحتِ ابدی کے مقام پر آباد کر دیا اور اپنی بڑی بڑی نعمتیں تم کو عطا کیں، تم نے حق کے بارے میں کوئی سُستی نہیں کی، تم ہم سب سے آگے جنّت کی طرف بڑھے۔ ہم بھی ان شاء اللہ جنّت میں آکر تم سے ملنے والے ہیں۔ تم سب پر باعظمت سلام، تم سب پر اللہ کی رحمت اور برکاتِ خداوندی (کا نزول ہو)۔ ①

مؤلف عرض کرتا ہے: امام زمانہ علیہ السلام کی ناحیہ مقدسہ میں شہدائے کربلا کا تذکرہ ہم نے مختلف جگہوں پر کیا ہے جبکہ اس ناحیہ مقدسہ کو ہم نے کتاب کے آخری باب میں بالترتیب مکمل نقل کر دیا ہے۔

☆

امام حسینؑ کی امام زین العابدینؑ کو وصیت

(145) حدثنا أحمد بن زياد الهمداني (رحمه الله)، قال: حدثني علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مهران، عن درست بن أبي منصور، عن عيسى بن بشير، عن أبي حمزة، عن أبي جعفر (عليه السلام)، قال: لما حضرت علي بن الحسين (عليهما السلام) الوفاة ضمني إلى صدره، ثم قال: يا بني، أوصيك بما أوصاني به أبي (عليه السلام) حين حضرته الوفاة، وبما ذكر أن أباه أوصاه

① حوالہ: الاقبال بالاعمال الحسنہ سیّد علی بن طاؤوس: جلد سوم، صفحہ 73؛ المزار الکبیر الشیخ محمد بن جعفر المشہدی: صفحہ 485، رقم 8؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 65 اور جلد 101، صفحہ 269، حدیث 1؛ مصباح الزائر سیّد علی بن طاؤوس: صفحہ 278؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 335،

به. فقال: یا بنی إیاك وظلم من لا یجد علیك ناصراً إلا الله. ①

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: جس وقت میرے بابا حضرت علی بن حسین علیہما السلام کی زندگی کے آخری لحات قریب ہوئے تو آپؑ نے مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا: "میں آپؑ کو وہ وصیت کرتا ہوں جو میرے والدِ گرامی (امام حسینؑ) نے اپنی زندگی کے آخری لحات میں کی تھی۔ نیز آپؑ نے اس بات کا تذکرہ کیا کہ میرے والدِ گرامی نے بھی مجھے اس کی وصیت کی تھی اور فرمایا تھا: "اے میرے بیٹے! وہ شخص جس کا آپؑ کے مقابلے میں اللہ کے سوا کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے اس کے ساتھ زیادتی کرنے سے پرہیز کریں۔

(146) محمد بن أحمد عن محمد بن الحسين عن ابن سنان عن أبي الجارود عن أبي جعفر (علیه السلام) قال: إن الحسين (علیه السلام) لما حضره الذي حضره دعا ابنته الكبرى فاطمة فدفع إليها كتاباً ملفوفاً ووصية ظاهرة ووصية باطنة. وكان علي الحسين مبطوناً لا يرون إلا لما به فدفعت فاطمة الكتاب إلى علي بن الحسين (علیه السلام) ثم صار ذلك الكتاب إلينا. فقلت: فما في ذلك الكتاب؟ فقال: فيه والله جميع ما يحتاج إليه ولد آدم إلى أن تفنى الدنيا. ②

---

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 249، مجلس 34، حدیث 10؛ الخصال شیخ صدوق: جلد اول، صفحہ 79، باب اوّل، حدیث 59؛ بحارالانوار: جلد 75، صفحہ 308، حدیث 1 اور 2؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 211

② اصولِ کافی: جلد دوم، صفحہ 262، باب 66، حدیث 1؛ بصائر الدرجات، جلد اوّل، جز چہارم، صفحہ 437، باب 1، حدیث 3؛ الوافی فیض کاشانی: جلد دوم، صفحہ 342، حدیث 801؛ بحارالانوار: جلد 26، صفحہ 36، حدیث 62؛ عوالم العلوم: جلد 12 / 3، صفحہ 474؛ حدیث 1

ابوالجارود آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام حسین بن علی علیہما السلام کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ کبریٰ سلام اللہ علیہا کو بلایا اور ان کو ایک ملفوف تحریر اور وصیت نامہ دیا جبکہ حضرت امام علی بن حسین علیہما السلام اس زمانہ میں بیماری میں مبتلا تھے۔ پس! فاطمہؑ بنت حسینؑ نے وہ کتاب امام علی بن حسین علیہما السلام کو دے دی۔ پھر وہ کتاب خدا کی قسم! ہمارے پاس رہی۔

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: میں آپؑ پر فدا ہوں، اس میں کیا تحریر تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بنی آدم کی وہ تمام ضرورتیں! جب سے آدم مخلق ہوئے (تب سے) دنیا ختم ہونے تک۔ اس میں جرائم کی سزائیں بھی ہیں یہاں تک کہ اس میں خراش کی دیت بھی موجود ہے۔

شہادتِ مولا امام حسین علیہ السلام

(147) محمد بن عمر البغدادي الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور. وكان رضيعاً لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله

فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: نظر الحسين عليه السلام يمينا وشمالا ولا يرى أحدا فرفع رأسه إلى السماء فقال: اللهم إنك ترى ما يصنع بولد نبيك، وحال بنو كلاب بينه وبين الماء، ورمي بسهم فوقع في نحره وخر عن فرسه. فأخذ السهم فرمى به، فجعل يتلقى الدم بكفه فلما امتلأت لطخ بها رأسه ولحيته ويقول: ألقى الله عز وجل وأنا مظلوم متلطخ بدمي، ثم خر على خده الأيسر صريعا وأقبل عدو الله سنان الإيادي وشمر بن ذي الجوشن العامري لعنهما الله في رجال من أهل الشام حتى وقفوا على رأس الحسين عليه السلام فقال بعضهم لبعض: ما تنتظرون؟ أريحوا الرجل، فنزل سنان بن الأنس الإيادي وأخذ بلحية الحسين وجعل يضرب بالسيف في حلقه وهو يقول: والله إني لأجتز رأسك وأنا أعلم أنك ابن رسول الله وخير الناس أبا واما، وأقبل فرس الحسين حتى لطخ عرفه وناصيته بدم الحسين، وجعل يركض ويصهل فسمعت بنات النبي صهيله فخرجن فإذا الفرس بلا راكب. فعرفن أن حسينا قد قتل، وخرجت أم كلثوم بنت الحسين واضعا يدها على رأسها تندب وتقول: وا محمداه، هذا الحسين بالعراء، قد سلب العمامة والرداء.[1]

---

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 125، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 322، حدیث 1، عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 171، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 342؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 204

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: (جب امام حسین علیہ السلام کے اصحاب یکے بعد دیگرے شہید ہو چکے تو) امام حسین علیہ السلام نے صحرائے کربلا میں ایک مرتبہ دائیں دیکھا، پھر بائیں دیکھا۔ جب آپؑ کو اپنے اصحاب اور اہلِ بیتؑ میں سے کوئی مرد نظر نہ آیا تو آپؑ نے اپنا مبارک سر آسمان کی طرف بلند کیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: ''اے میرے پروردگار! تُو اس شریر گروہ کو دیکھ رہا ہے جو دریائے فرات اور میرے درمیان حائل ہو چکا ہے''۔

ابھی آپؑ کی گفتگو جاری تھی کہ فوجِ اشقیاء کی طرف سے آپؑ پر تیروں کی بارش برسنے لگی۔ کچھ تیر آپؑ کے حلقوم اور گلے مبارک میں پیوست ہو گئے اور آپؑ اپنے گھوڑے کی زین سے زمین کی طرف آئے اور اپنے گلے سے تیر کو کھینچا تو آپؑ کے مبارک ہاتھ خون سے تر ہو گئے۔ آپؑ نے وہی ہاتھ اپنے سر مبارک اور ریش مبارک پر پھیرے اور آپؑ نے اسی حالت میں فرمایا: ''میں اسی حالت میں اپنے پروردگار سے ملاقات کروں گا کہ میرا بدن خون میں غلطاں ہوگا''۔

جب امام ابرارؑ کے جسم مقدس سے کثرت کے ساتھ خون نکل گیا تو آپؑ نے اپنے جسم میں کمزوری محسوس کی اور دائیں رخسار کے بل زمین پر گر گئے۔ اُس وقت دشمنانِ خدا، سنان بن انس اِیادی اور شمر بن ذی الجوشن عامری لعین آگے بڑھے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: اب کس چیز کا انتظار ہے؟ ان کا کام تمام کردو۔

پس! سنان بن انس اِیادی اپنے گھوڑے سے اُترا اور امامِ مظلومؑ کے قریب

آیا اور اس نے آپؑ کی ریش کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور اپنی تلوار سے مظلوم کربلاؑ کے سرمبارک کو کاٹنے لگا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! میں تمھارے سر کو تمھارے جسم سے جدا کروں گا حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ تو رسولؐ اللہ کا فرزند ہے اور اپنے والدین کے اعتبار سے تمام جہاں کے لوگوں سے بہتر و برتر ہے۔

پس! امام حسین علیہ السلام کا گھوڑا آگے بڑھا اور اپنی پیشانی کو سیّد الشہداؑ کے خون سے رنگین کیا اور خیام کی طرف دوڑنا اور فریاد کرنا شروع کیا۔ جس وقت پیغمبر گرامیؐ کی بیٹیوں نے گھوڑے کی آواز سنی تو خیام سے باہر دوڑ کر نکلیں۔

جب وہ خیام سے باہر آئیں اور سیّد الشہداؑ کے مرکب کو بے سوار پایا تو انھیں معلوم ہوگیا کہ مظلومِ نینوئی کو قتل کر دیا گیا ہے۔

پس! سیدہ اُمِ کلثومؑ دُختر سیدالشہداء خیمے سے باہر آئیں اور اپنے ہاتھوں کو سر پر رکھا اور ندبہ بلند کیا اور فرمایا: وامحمدا! ادھر دیکھیے آپؐ کا حسینؑ مارا گیا اور صحرائے کربلا میں پڑا ہوا ہے جس کے لاشے کو لوٹ لیا گیا ہے اور ان کی عبا اور رِدا لوٹی جا چکی ہے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ)۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ ناحیہ مقدسہ میں آپؑ کے قاتلوں میں شمر اور ہندی ملعون کا ذکر وارد ہوا ہے۔

(148) كتاب النوادر لعلي بن أسباط: عن بعض أصحابه رواه قال: إن أبا جعفر قال: كان أبي مبطونا يوم قتل أبوه صلوات الله عليهما وكان في الخيمة و كنت أرى موالينا كيف يختلفون معه. يتبعونه بالماء. يشد على الميمنة مرة وعلى الميسرة مرة. وعلى القلب مرة. ولقد قتلوه قتلة نهى رسول الله صلى الله

عليه وآله أن يقتل بها الكلاب. لقد قتل بالسيف، والسنان، وبالحجارة، وبالخشب، وبالعصا ولقد أوطأوه الخيل بعد ذلك. ①

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: میدانِ کربلا تھا اور محرم کی دسویں تاریخ تھی اور میرے والدِ گرامی (امام زین العابدین علیہ السلام) کی طبیعت نازنین نہایت ناساز تھی۔ آپؑ وہ اپنے خیمے میں خوابیدہ تھے اور میں کربلا کی جنگ کو دیکھ رہا تھا کہ ہمارے دوست، میرے دادا بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر حق خدمت و اطاعت ادا کر رہے تھے۔ وہ اپنی قیمتی اور خوبصورت جانیں امامؑ پر نچھاور کر رہے تھے۔ جانثاری و جاں فشانی کا وہ سنہرا باب کھلا ہوا تھا جو اپنی مثال آپ تھا۔

آخر وہ وقت آیا جب میں نے اپنے جد بزرگوارؑ کی جنگ اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ میرے مظلوم داداؑ شیر بیشۂ شجاعت کی طرح دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملہ کرتے، کبھی آپؑ لشکر کے میمنہ پر حملہ آور ہوتے اور جب وہ بھاگ جاتا تو آپؑ میسرہ کو اپنے سامنے رکھتے اور جب وہ میدان چھوڑ دیتا تو اپنے گھوڑے کو قلبِ لشکر پر ڈال دیتے۔

آپؑ کے سامنے ہزاروں کا لشکر مور و ملخ کی طرح بکھر کر رہ جاتا آخر اس نابکار قوم نے انھیں ذبح کر ڈالا حالانکہ رسولِ خدا نے اس اُمت کو روکا تھا کہ کبھی کسی حیوان کو بھی اس طرح ذبح نہ کرنا لیکن ان لوگوں نے میرے داداؑ کو اس طرح ذبح کیا جس طرح کسی حیوان کو بھی ذبح نہیں کیا جاتا۔

① الاصول الستۃ عشر، صفحہ 339، حدیث 561؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 91، حدیث 30، مقتل علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 482

اس لشکرِ اَشرار نے میرے دادا مظلومؑ کو بے دردی و سفاکیت کے ساتھ قتل کردیا اور جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اس نے تلوار سے حملہ کیا، جس کے پاس پتھر تھے اس نے پتھروں سے حملہ کیا، جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اس نے نیزے سے وار کیا، اور کچھ تو ایسے تھے جنھوں نے چوب و عصا کی ضربات سے میرے دادا مظلومؑ کو شہید کرڈالا۔ ابھی میرے مظلوم داداؑ شہادت کی منزل پر ہی پہنچے تھے کہ میں نے ایک اور لرزا دینے والا خونین منظر دیکھا کہ گھوڑے تھے جنھوں نے فرزندِ علیؑ و بتولؑ کے لاشے کو پامال کرنا شروع کردیا اور آخرکار میرے جدِ بزرگوارؑ کا لاشہ پامال ہوگیا۔

مظلومِ کربلا کا سر جدا کیا جانا اور منادی کی ندا

(149) ابن الولید، عن ابن متیل، عن ابن یزید، عن ابن فضال، عن سلیمان الدیلمی، عن عبد الله بن لطیفالتفلیسی قال: قال الصادق علیه السلام: لما ضرب الحسین بن علی علیه السلام بالسیف ثم ابتدر لیقطع رأسه نادی مناد من قبل رب العزة تبارك وتعالی من بطنان العرش فقال: ألا أیتها الأمة المتحیرة الظالمة بعد نبیها لا وفقکم الله لا ضحی ولا فطر قال: ثم قال أبو عبدالله علیه السلام: لا جرم والله ما وفقوا ولا یوفقون أبدا حتی یقوم ثائر الحسین علیه السلام.①

① امالی شیخ صدوق: حصہ اول، صفحہ 321، مجلس 27، حدیث 5، من لا یحضرہ الفقیہ: جلد دوم، صفحہ 123، حدیث 2059؛ فروعِ کافی: جلد سوم، صفحہ 388، باب 74، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 217، حدیث 42 و جلد 91، صفحہ 134، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد دہم، صفحہ 295؛ حدیث 13455؛ علل الشرائع: صفحہ 389، حدیث 2

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب امام حسین علیہ السلام کو تلواروں سے شہید کردیا گیا اور آپؑ کے سر کو ان کے جسم سے الگ کردیا گیا تو اس وقت ربّ العزت کی طرف سے ایک منادی نے ندا دی: ”اے اُمت جبار و ستم گر! آج کے بعد خدا تم کو عید الفطر اور عید قربان کی توفیق نہیں بخشے گا“۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ توفیق اس وقت تک نہیں ملے گی جب تک خونِ حسینؑ کا مطالبہ کرنے والا (امامِ قائمؑ) قیام نہ کرے گا۔

مظلومِ کربلاؑ کے جسم نازنین پر زخموں کی تعداد

(150) عن سعد، عن ابن عیسی، عن محمد البرقی، عن داود بن أبی یزید، عن أبی الجارود، وابن بکیر، وبرید بن معاویة العجلی، عن أبی جعفر الباقر علیه السلام قال: أصیب الحسین بن علی علیه السلام ووجد به ثلاثمائة وبضعة وعشرون طعنة برمح أو ضربة بسیف أو رمیة بسهم. فروی أنها کانت کلها فی مقدمه لأنه علیه السلام کان لا یولی.①

برید بن معاویہ العجلی آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آپؑ کے جسم پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے تین سو بیس اور کچھ زخم آئے اور یہ تمام زخم جسم کے اگلے حصّے پر تھے کیونکہ آپؑ نے ہرگز دشمن کی طرف پیٹھ نہیں کی۔

① امالی شیخ صدوق: حصہ اوّل، صفحہ 312، مجلس 27، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 82، حدیث 7؛ مناقب آلِ ابی طالب ابن شہر آشوب، جلد پنجم، صفحہ 134 (مختصراً)؛ جلاء العیون علامہ مجلسی (فارسی)، صفحہ 687 (مختصراً)

(151) أحمد بن عبدون، عن علي بن محمد بن الزبير، عن علي بن فضال عن العباس بن عامر، عن أبي عمارة، عن معاذ بن مسلم قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: وجد بالحسين بن علي عليهما السلام نيف وسبعون طعنة ونيف وسبعون ضربة بالسيف، صلوات الله عليه. [1]

معاذ بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین بن علی علیہما السلام کے جسمِ نازنین پر ستر زخم نیزوں کے اور ستر زخم تلواروں کے نمایاں تھے۔

(152) المَلهوف على قَتلَى الطفوف: قال أبو مخنف عن جعفر بن محمد بن علي عليهم السلام قال: وجدنا بالحسين ثلاثا وثلاثين طعنة وأربعا وثلاثين ضربة. [2]

ابومخنف آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے بدنِ نازنین پر تینتیس نیزوں کے زخم اور چونتیس تلواروں کے زخم نمایاں تھے۔

مؤلف عرض کرتا ہے: زخموں کی تعداد میں اختلاف ممکن ہے زخموں کی نوعیت کے حساب سے ہو اور ہر بات اپنی جگہ پر درست و صحیح قرار پائے۔ واللہ اعلم!

[1] امالی شیخ طوسی (عربی): صفحہ 676، مجلس 37، حدیث 10؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 82، حدیث 8؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 251

[2] مقتل لہوف، سید علی بن طاؤس: صفحہ 100؛ نفس المہموم شیخ عباس قمی: صفحہ 327؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 251؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 52؛ مقتل ابن نما (مترجم) صفحہ 107

مظلومِ کربلاؑ کی انگشتری کا تذکرہ

(153) ابن الوليد، عن محمد العطار، عن ابن أبي الخطاب، عن ابن أبي نجران، عن المثنى، عن محمد بن مسلم قال: سألت الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) عن خاتم الحسين بن علي (عليهما السلام) إلى من صار؛ وذكرت له أني سمعت أنه أخذ من أصبعه فيما أخذ قال (عليه السلام): ليس كما قالوا: إن الحسين (عليه السلام) أوصى إلى ابنه علي بن الحسين (عليه السلام) وجعل خاتمه في أصبعه، وفوض إليه أمره كما فعله رسول الله (صلى الله عليه وآله) بأمير المؤمنين (عليه السلام)، وفعله أمير المؤمنين بالحسن، وفعله الحسن بالحسين (عليهم السلام) ثم صار ذلك الخاتم إلى أبي (عليه السلام) بعد أبيه، ومنه صار إلي فهو عندي وإني لألبسه كل جمعة وأصلي فيه قال محمد بن مسلم: فدخلت إليه يوم الجمعة وهو يصلي فلما فرغ من الصلاة مد إلي يده فرأيت في أصبعه خاتما نقشه: لا إله إلا الله عدة للقاء الله فقال: هذا خاتم جدي أبي عبد الله الحسين بن علي (عليهما السلام). [1]

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 112، مجلس 29، حدیث 13؛ بحارالانوار: جلد 43، صفحہ 247، حدیث 23 اور جلد 46، صفحہ 17، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 210؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 30، حدیث 2

محمد بن مسلم کا بیان ہے: میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام حسین بن علی علیہما السلام کی انگشتری کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کس طرف منتقل ہوئی اور مَیں نے آپؑ سے یہ بھی تذکرہ کیا کہ مَیں نے سنا ہے کہ وہ آپؑ کی انگشتِ مبارکہ سے اُتاری گئی تھی جیسے دوسری چیزیں چھینی گئی تھیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس طرح نہیں ہے جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے بلکہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے علی بن حسین علیہما السلام کو اپنا وصی بنایا تھا اور اپنی انگشتری ان کی انگلی میں پہنائی تھی اور اپنے کام انھیں سونپے تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ کے ساتھ کیا اور امیر المومنینؑ نے امام حسنؑ کے ساتھ کیا اور امام حسنؑ نے امام حسینؑ کے ساتھ کیا تھا۔

ان کے بعد وہ انگشتری میرے بابا کی طرف منتقل ہوئی اور ان کے والد بزرگوارؑ کے بعد ان سے پھر میری طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ میرے پاس ہے اور میں ہر جمعہ کو اسے پہنتا ہوں اور اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں ایک جمعہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نماز میں مشغول تھے۔ جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ میں نے آپؑ کی انگلی میں ایک انگشتری دیکھی جس کے نگینے کا نقش لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عدة للقاء الله تھا۔

پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: یہ میرے جدِ امجد ابو عبداللہ امام حسین بن علی علیہما السلام کی انگشتری ہے۔

(154) ابن موسى، عن الأسدي عن النوفلي، عن الحسن بن علي ابن

سالم، عن أبيه، عن الصادق جعفر بن محمد، عن أبيه (عليهما السلام) قال: كان للحسين بن علي (عليهما السلام) خاتمان نقش أحدهما: لا إله إلا الله عدة للقاء الله، ونقش الاخر: إن الله بالغ أمره، وكان نقش خاتم علي بن الحسين (عليهما السلام): خزي وشقي قاتل الحسين بن علي (عليهما السلام).[1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں کہ ان میں سے ایک کے نگینے کا نقش لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِدَّةً لِلِقَاءِ اللّٰهِ تھا اور دوسرے نگینے کا نقش اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ تھا اور امام زین العابدین علیہ السلام کے نگینے کا نقش خُزِيَ وَشَقِيَ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ''حسینؑ کا قاتل ذلیل و خوار اور بدبخت ہے'' تھا۔

(155) عن سهل، عن محمد بن عيسى، عن الحسين بن خالد، عن الرضا (عليه السلام) قال: كان نقش خاتم الحسن (عليه السلام): العزة لله، وخاتم الحسين (عليه السلام) إن الله بالغ أمره.[2]

حسین بن خالد آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسن علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش ''اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ'' تھا اور امام

[1] امالی شیخ صدوق (عربی)، صفحہ 103، مجلس 27، حدیث 7؛ بحار الانوار: جلد 43، صفحہ 247، حدیث 22؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 207؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 30، حدیث 1

[2] الکافی کلینی (عربی) جلد ششم، صفحہ 474، حدیث 12566؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 31، حدیث 4؛ بحار الانوار: جلد 43، صفحہ 258، حدیث 43

حسین علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش اِنَّ اللّٰہ بالغ امرہٖ تھا۔ (الخبر)

مظلومِ کربلاؑ کی شہادت پر فرشتوں کی فریاد

(156) محمد بن الحسن بن احمد بن الوليد عن محمد ابن الحسن الصفار عن العباس بن المعروف عن عبدالله بن عبد الرحمان الاصم عن الحسين عن الحلبي قال: قال لي ابو عبدالله عليه السلام: ان الحسين لما قتل اتاهم آت وهم في العسكر فصرخ فزبر. فقال لهم: و كيف لا اصرخ و رسول الله قائم ينظر الى الارض مرة و الى حزبكم مرة و انا اخاف ان يدعوالله على اهل الارض فاهلك فيهم. فقال بعضهم لبعض: هذا انسان مجنون. فقال التوابون: تالله ما صنعنا لانفسنا قتلنا لابن سمية سيد شباب اهل الجنة. فخرجوا على عبيد الله بن زياد. فكان من امرهم ما كان.

قال: قلت له: جعلت فداك من هذا الصارخ؟ قال: ما نراه الا جبرائيل.[1]

حلبی کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو آپؑ کے پاس آنے والا آیا اور آپؑ ابھی لشکرگاہ میں ہی تھے، پس! اس نے چیخ ماری۔ جب اُسے منع کیا گیا تو اس نے کہا: میں کیوں نہ چیخ و پکار کروں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں اور

کامل الزیارات: صفحہ 739، باب 108، حدیث 14؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 326؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 255

کبھی آپؐ زمین کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی تمھاری جنگ کی طرف دیکھتے ہیں اور مجھے خوف ہے کہ آپؐ اہلِ زمین کے لیے بددُعا کریں اور مَیں بھی اُن میں ہلاک ہو جاؤں تو بعض نے بعض سے کہا کہ یہ مجنون انسان ہے۔

توابون نے کہا: خدا کی قسم! ہم نے اپنے آپ سے کیا کیا ہے، سمیہ کے بیٹے کے لیے جوانانِ جنت کے سردار کو ہم نے قتل کر ڈالا ہے، پس! انھوں نے عبیداللہ بن زیاد لعین کے خلاف خروج کیا اور ان کا معاملہ وہ ہوا جو ہوا۔

راوی کہتا ہے: میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! وہ چیخ و پکار کرنے والا شخص کون تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم جبرائیلؑ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں سمجھتے۔ (الخبر)

(157) المَلهوف على قَتلَى الطّفوف: روى أبو طاهر محمد بن الحسن الترسي في كتاب معالم الدين قال: قال أبو عبد الله عليه السلام لما كان من أمر الحسين عليه السلام ما كان ضجت الملائكة إلى الله بالبكاء وقالت: يا رب هذا الحسين عليه السلام صفيك وابن بنت نبيك. قال فأقام الله ظل القائم عليه السلام وقال بهذا أنتقم لهذا.[1]

ابوطاہر محمد بن حسن ترسی کتاب "معالم الدین" میں کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو فرشتے فریاد کرنے لگے اور کہنے لگے: خدایا! حسینؑ تیرا خاص بندہ ہے اور تیرے

[1] مقتل لہوف، سید علی بن طاؤس: صفحہ 98

پیغمبرؐ کا نواسہ ہے جن کو ان لوگوں نے شہید کر دیا ہے؟ پس! اللہ تعالیٰ نے امامِ قائم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی تصویر انھیں دکھائی اور فرمایا: مَیں اس شخص کے ہاتھوں سے حسینؑ کا انتقام ان کے دشمنوں سے لوں گا۔

مظلومِ کربلاؑ کی شہادت پر رسولؐ اللہ کی کیفیت

(158) عن محمد بن عمران، عن أحمد بن محمد الجوهري عن الحسن بن عليل العنزي، عن عبد الكريم بن محمد، عن حمزة بن القاسم العلوي عن عبد العظيم بن عبد الله العلوي، عن الحسن بن الحسين العرني، عن غياث بن إبراهيم، عن الصادق جعفر بن محمد عليهما السلام قال: أصبحت يوما أم سلمة رضي الله عنها تبكي فقيل لها: مم بكاؤك؟ فقالت: لقد قتل ابني الحسين الليلة، وذلك أنني ما رأيت رسول الله منذ مضى إلا الليلة فرأيته شاحبا كئيبا فقالت: قلت: ما لي أراك يارسول الله شاحبا كئيبا؟ قال: ما زالت الليلة أحفر القبور للحسين وأصحابه عليه وعليهم السلام. [1]

غیاث بن ابراہیم آقا ومولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن اُم المومنین اُم سلمہؓ نے صبح کے وقت رونا شروع کر دیا۔

① امالی شیخ طوسی، جلد اوّل، صفحہ 144، باب سوم؛ امالی شیخ مفید: صفحہ 529، مجلس 38، حدیث 6؛ امالی شیخ صدوق: صفحہ 202، مجلس 29، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 230، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 509، حدیث 4

جب آپؓ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو بی بیؓ نے فرمایا: اے لوگو! حسین بن علی علیہما السلام شہید ہو گئے ہیں اور اس کے بارے میں مجھے اس طرح معلوم ہوا ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دُنیا سے رحلت فرما گئے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک آپؐ مجھے خواب میں نہیں ملے سوائے آج رات کے۔ پس! آج رات میں نے دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ گرد آلود ہے اور آپؐ پریشان و غمگین ہیں۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا وجہ ہے کہ میں آپؐ کو اس حالت میں دیکھ رہی ہوں؟

آپؐ نے فرمایا: میں ساری رات حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کی قبریں بناتا رہا ہوں۔

(159) بحار الانوار: روى عن أبي الحسن العاصمي، عن إسماعيل بن أحمد، عن والده عن علي بن أحمد بن عبدان، عن أحمد بن عبيد، عن تمتام، عن أبي سعيد، عن أبي خالد الأحمر، عن زر بن حبيش، عن سلمى قالت: دخلت على أم سلمة وهي تبكي، فقلت لها: ما يبكيك؟ قالت: رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله في المنام وعلى رأسه ولحيته أثر التراب، فقلت: ما لك يارسول الله مغبرا؟ قال: شهدت قتل الحسين آنفا. [1]

زر بن حبیش، سلمہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں: میں جناب

① بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 231، حدیث 3

أم المومنین اُم سلمہؓ کے پاس گئی تو میں نے دیکھا کہ آپؓ رو رہی ہیں۔ میں نے اُن سے رونے کا سبب پوچھا تو آپؓ نے فرمایا: میں نے پیغمبرؐ خدا کو خواب میں اس حال میں دیکھا ہے کہ آپؐ کے سرِ مبارک اور محاسن شریف گردوغبار سے اَٹے ہوئے ہیں۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ کیا حال ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسینؑ کی قتل گاہ میں تھا اور وہیں سے آیا ہوں۔

(160) نفس المهموم: فی المناقب قال: فی أثر ابن عباس رأى النبی صلى الله علیه و أله فی المنامه بعد قتل الحسین علیه السلام وهو مغبر الوجه حافی قدمین باکی العین.①

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ مَیں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو عالمِ خواب میں دیکھا کہ آپؐ کے چہرے پر گردوغبار ہے اور آپؐ کے پاؤں ننگے ہیں اور آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

سیّدہ فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیہا کو مدینہ میں بابا کے قتل کی اطلاع

(161) بحار الانوار: روی فی کتاب المناقب القدیم، عن علی بن أحمد العاصمی، عن إسماعیل بن أحمد البیهقی، عن أبیه، عن أبی عبد الله الحافظ، عن یحیى بن محمد العلوی عن الحسین بن محمد

① نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 342؛ مناقب آلِ ابی طالب ابن شہر آشوب، جلد چہارم، صفحہ 84

العلوی، عن أبی علی الطرسوسی، عن الحسن بن علی الحلوانی عن علی بن یعمر، عن إسحاق بن عباد، عن المفضل بن عمر الجعفی، عن جعفر بن محمد الصادق، عن أبیه، عن علی بن الحسین علیهم السلام قال: لما قتل الحسین بن علی جاء غراب فوقع فی دمه ثم تمرغ ثم طار فوقع بالمدینة على جدار فاطمة بنت الحسین ابن علی علیهما السلام وهی الصغرى فرفعت رأسها فنظرت إلیه فبکت بکاء شدیدا وأنشأت تقول:

نعب الغراب فقلت من تنعاه ویلك یا غراب

قال الامام فقلت من؟ قال الموفق للصواب

إن الحسین بکربلا بین الأسنة والضراب

فابك الحسین بعبرة ترجی الاله مع الثواب

قلت الحسین؟ فقال لی حقا لقد سکن التراب

ثم استقل به الجناح فلم یطق رد الجواب

فبکیت مما حل بی بعد الدعاء المستجاب①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والدِ بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والدِ بزرگوار آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب میرے بابا حسین بن علی علیہما السلام شہید ہو گئے

① بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 171، حدیث 19؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 255؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 490، حدیث 2

تو ایک کوّا آیا۔ اس نے اپنے پَر خونِ شبیرؑ سے رنگین کیے، پھر اُڑ کر مدینہ آیا اور امام حسین علیہ السلام کے مکان کی منڈیر پر بیٹھ گیا۔ اس گھر میں امام علیہ السلام کی بیٹی سیّدہ فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیہا رہتی تھیں۔ شہزادیؑ کو کوے کے پَروں سے ٹپکنے والے خون سے اپنے باباؑ کی خوشبو آئی اور وہ بے ساختہ رونے لگیں اور نوحہ پڑھا:

نعب الغراب فقلت من تنعاه ويلك يا غراب
قال الامام فقلت من؛ قال الموفق للصواب
إن الحسين بكربلا بين الأسنة والضراب
فابك الحسين بعبرة ترجى الاله مع الثواب
قلت الحسين؛ فقال لی حقا لقد سكن التراب
ثم استقل به الجناح فلم يطق رد الجواب
فبكيت مما حل بي بعد الدعاء المستجاب

"کوے نے موت کی خبر دی میں نے پوچھا: اے کوے کس کی موت کی خبر دینے آیا ہے؟ کوے نے کہا: امامؑ کی خبر شہادت ہے، میں نے پوچھا: کون سا امام؟، کوے نے کہا: وہی جو ہمیشہ راہ حق کا سالک رہتا تھا، کربلا میں حسینؑ نیزوں اور تلواروں میں تقسیم ہو گیا ہے، حسینؑ پر آنسو بہا لے، ثواب کے ساتھ اللہ سے اُمید رحمت بھی ہے، میں نے کہا: کیا حسینؑ شہید ہو گئے ہیں؟ کوے نے کہا: حقیقت یہی ہے کہ حسینؑ خاک و خون میں غلطاں ہو چکے ہیں، پھر اس نے پر پھڑپھڑائے اور مزید جواب نہ دے سکا، میں نے پکارا جو پکار کے جواب دینے کے بعد میرے پاس آیا"۔

مدینہ میں مظلومِ کربلاؑ کی شہادت کی اطلاع کا پہنچنا

(162) ابن الوليد، عن الصفار، عن العباس بن معروف، عن عبد الله الأصم، عن الحسين، عن الحلبي قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: لما قتل الحسين عليه السلام سمع أهلنا قائلا بالمدينة يقول: اليوم نزل البلاء على هذه الأمة. فلا يرون فرحا حتى يقوم قائمكم فيشفي صدوركم. ويقتل عدوكم. وينال بالوتر أوتارا. ففزعوا منه وقالوا: إن لهذا القول لحادثا قد حدث ما نعرفه. فأتاهم بعد ذلك خبر الحسين وقتله فحسبوا ذلك فإذا هي تلك الليلة التي تكلم فيها المتكلم.[1]

حلبی کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو مدینہ کے لوگوں نے ایک آواز سنی جس میں کوئی کہہ رہا تھا: اس اُمت پر ایک بلا نازل ہوئی ہے کہ اس کے بعد کبھی یہ لوگ خوشی نہ دیکھیں گے یہاں تک کہ قائم آلِ محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ ظاہر ہوں اور اپنے اعداء سے انتقام لیں۔ اہلِ مدینہ اس آواز کے سننے سے خائف و ہراساں ہوئے اور کہا: یقیناً کوئی حادثہ دنیا میں حادث ہوا ہے جو ہم کو معلوم نہیں ہے۔

جب سیّدالشہداءؑ کی خبر شہادت ان کو پہنچی اور حساب کیا تو معلوم ہوا کہ جس

[1] کامل الزیارات (عربی): صفحہ 553، باب 108، حدیث 15؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 173، حدیث 21؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحات 505، حدیث 1

شب یہ آواز سنی تھی، وہ ہی شب شہادت تھی اور اُسی دن امامؑ تشنہ گام شہید ہوئے۔ (الخبر)

امام حسین علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں اختیار

(163) الثاقب في المناقب: عن محمد بن سنان، قال: سئل علي بن موسى الرضا عليهما السلام عن الحسين بن علي عليهما السلام، وأنه قتل عطشانا. قال: مه، من أين ذلك؟! وقد بعث الله تعالى إليه أربعة أملاك من عظماء الملائكة، هبطوا إليه وقالوا له: الله ورسوله يقرءان عليك السلام، ويقولان: اختر إن شئت إما تختار الدنيا بأسرها وما فيها ونمكنك من كل عدولك، أو الرفع إلينا. فقال الحسين عليه السلام: [على الله] وعلى رسول الله السلام، بل الرفع إليه. ودفعوا إليه شربة من الماء فشربها، فقالوا له: أما إنك لا تظمأ بعدها أبدا.[1]

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے پوچھتے ہیں: کیا امام حسین علیہ السلام کو پیاسا شہید کیا گیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: آرام سے رہیں، ایسا کہاں سے کہہ رہے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے چار بڑے فرشتے امام حسین علیہ السلام کی طرف بھیجے، انہوں نے کہا:

[1] الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی: صفحہ 327 حدیث 269؛ القطرہ من بحار سید احمد المستنبط النجفی (مترجم): حصہ چہارم صفحہ 109 حدیث 959؛ مدینۃ المعاجز: سید ہاشم بحرانی جلد سوم صفحہ 495 حدیث 1008؛ معالم الزلفی سید ہاشم بحرانی صفحہ 91

اللہ اور اس کا رسولؐ آپؑ پر سلام بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں: آپ کو اختیار ہے کہ اگر چاہتے ہیں تو دنیا و مافیہا کو انتخاب کرلیں ہم آپؑ کے ہر دشمن کو آپؑ سے دور کردیں گے یا ہماری طرف آنے کو منتخب کریں۔

(ان کے جواب میں) امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسولؐ پر سلام ہو، میں رفیع اعلیٰ کی طرف آنے کو انتخاب کرتا ہوں۔

پس انہوں نے آپؑ کو شربت دیا جو آپؑ نے نوش فرمایا۔ پھر ان فرشتوں نے امام حسینؑ سے کہا: آپؑ آج کے بعد کبھی تشنہ لب نہیں ہوں گے۔

مولف عرض کرتا ہے کہ اس حدیث میں ظاہراً تشنگی والی روایات کے مخالف بات آئی ہے لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کی تاویل کئی طرح سے ممکن ہے منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تشنگی جان دینے کے وقت کے قریب ہو اور ان فرشتوں کا نازل ہونا اور پانی پلانا آپؑ کی شہادت کے بالکل نزدیک ہو۔ واللہ اعلم!

.......✱.......

باب ۳۱

آقا و مولا امام حسینؑ کی شہادت کے بعد رُونما ہونے والے چند عجیب واقعات

مظلومِ کربلاؑ کی شہادت پر پتھروں کے نیچے سے خون نکلنا

(164) عن سعد، عن ابن عيسى، عن الأهوازي عن رجل، عن يحيى بن بشير، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أبي: إنه لما كان تلك الليلة التي قتل فيها أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام لم يرفع حجر عن وجه الأرض إلا وجد تحته دم عبيط حتى طلع الفجر و كذلك كانت الليلة التي قتل فيها هارون أخو موسى عليه السلام و كذلك كانت الليلة التي قتل فيها يوشع بن نون و كذلك كانت الليلة التي رفع فيها عيسى ابن مريم و كذلك كانت الليلة التي قتل فيها شمعون بن حمون الصفا. و كذلك كانت الليلة التي قتل فيها علي بن أبي طالب عليه السلام و كذلك كانت الليلة التي قتل فيها الحسين بن علي عليهما السلام. ①

① کامل الزیارات: صفحہ 184، باب 24، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 203، حدیث 5

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ رات ہوئی جس میں امیرالمومنین علی علیہ السلام شہید ہوئے تو زمین سے جو پتھر بھی اُٹھایا جاتا اُس کے نیچے سے تازہ خون برآمد ہوتا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی اور جس رات موسیٰؑ کے بھائی ہارونؑ شہید ہوئے تو اس رات بھی اسی طرح ہوا اور جس رات یوشع بن نونؑ شہید ہوئے تو اس رات بھی ایسا ہی ہوا اور جب عیسیٰؑ آسمانوں کی طرف اُٹھا لیے گئے تو اس رات بھی اسی طرح ہوا اور جب شمعون بن حمون الصفا شہید ہوئے تو اس رات بھی اسی طرح ہوا اور جس رات حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو اس رات بھی اسی طرح ہوا۔ (الخبر)

مظلومِ کربلاؑ کی شہادت پر آسمان کا خون رونا

(165) حكيم بن داود، عن سلمة، عن ابن أبي عمير، عن الحسين بن عيسى، عن أسلم بن القاسم، عن عمرو بن ثبيت، عن أبيه، عن علي بن الحسين عليه السلام قال: إن السماء لم تبك منذ وضعت إلا على يحيى بن زكريا والحسين ابن علي عليهما السلام قلت: أي شئ بكاؤها؟ قال: كانت إذا استقبلت بالثوب وقع على الثوب شبه أثر البراغيث من الدم. ①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: آسمان جب سے بنایا گیا ہے

① کامل الزیارات: صفحہ 217، باب 28، حدیث 12؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 211، حدیث 26؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 469، حدیث 8

تو وہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام اور حسین بن علی علیہما السلام کے علاوہ کسی پر نہیں رویا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: اس کے رونے کی کیفیت کیسی تھی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی کوئی کپڑا سورج کے سامنے کیا جاتا تو اس پر خون کے دھبے نمودار ہو جاتے۔

(166) محمد بن جعفر الرزاز، عن ابن أبي الخطاب، عن صفوان، عن داود بن فرقد، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: احمرت السماء حين قتل الحسين بن علي سنة (ثم قال: بكت السماء والأرض على الحسين بن علي سنة) وعلى يحيى ابن زكريا، وحمرتها بكاؤها.①

داؤد بن فرقد آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ایک سال تک آسمان سرخ رہا اور یحییٰ بن زکریاؑ پر بھی اسی طرح آسمان سرخ ہوا اور اس کی سرخی اس کا رونا ہے۔

مظلومِ کربلاؑ کی شہادت پر مخلوقاتِ عوالم کا گریہ

(167) محمد بن جعفر، عن محمد بن الحسين، عن الحسن بن علي بن أبي عثمان، عن عبد الجبار النهاوندي، عن أبي سعيد، عن الحسين بن ثوير وابن ظبيان وأبي سلمة السراج والمفضل كلهم قالوا: سمعنا أبا عبد الله عليه السلام يقول: إن أبا عبد الله

① کامل الزیارات: صفحہ 216، باب 28، حدیث 7؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 210، حدیث 21؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی، جلد دوم، صفحہ 243

الحسين بن علي عليهما السلام لما مضى بكت عليه السماوات السبع والأرضون السبع وما فيهن وما بينهن ومن يتقلب عليهن، والجنة والنار، ومن خلق ربنا وما يرى وما لا يرى.①

ابوسلمہ السراج اور مفضل بن عمر، تمام کہتے ہیں کہ ہم نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: جب ابوعبداللہ حسین بن علیؑ شہید ہوئے تو ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے اور جو کچھ بھی ان کے اُوپر چل رہا ہے اور جنت اور جہنم اور جو کچھ بھی میرے ربّ نے خلق کیا ہے، خواہ وہ دیکھا جاتا ہے یا نہیں دیکھا جاتا، سب کے سب امام حسین علیہ السلام کے غم میں رونے لگے۔

(168) عن سعد، عن ابن عيسى، عن القاسم بن يحيى، عن جده، الحسن، عن الحسين بن ثوير قال: كنت أنا وابن ظبيان، والمفضل، وأبو سلمة السراج جلوسا عند أبي عبد الله عليه السلام فكان المتكلم يونس وكان أكبرنا سنا وذكر حديثا طويلا يقول: ثم قال أبو عبد الله: إن أبا عبد الله عليه السلام لما مضى بكت عليه السماوات السبع وما فيهن، والأرضون السبع وما فيهن، وما بينهن، وما ينقلب في الجنة والنار من خلق ربنا، وما يرى وما لا يرى، بكى على أبي عبد الله عليه السلام إلا

① کامل الزیارات: صفحہ 196، باب 26، حدیث 3؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 206، حدیث 10؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 313، حدیث 12076؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 461، حدیث 13

ثلاثة أشياء لم تبك عليه. قلت: جعلت فداك ما هذه الثلاثة الأشياء؟ قال: لم تبك عليه البصرة، ولا دمشق، ولا آل عثمان (بن عفان) عليهم لعنة الله.[1]

حسین بن ثویر کہتے ہیں: مَیں، ابن ظبیان، مفضل بن عمر اور ابو سلمۃ السراج آقا و مولا کی خدمت میں حاضر تھے کہ یونس نے کلام کیا۔ وہ ہم سے عمر میں بڑے تھے اور انھوں نے ایک طویل حدیث ذکر کی۔ پھر ابو عبداللہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب ابو عبداللہ حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو سات آسمان، سات زمینیں اور جو کچھ ان میں یا ان کے درمیان ہے اور جنّت اور جہنم میں جو مخلوق چل پھر رہی تھی اور وہ مخلوق جو ظاہر ہے اور وہ مخلوق جو پوشیدہ ہے سب کے سب رونے لگے مگر تین چیزیں نہیں روئیں اور وہ بصرہ، دمشق اور آلِ عثمان ہیں۔ (الخبر)

مؤلف عرض کرتا ہے: یہاں پر ملائکہ کے امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے کی حدیثیں ہم نے نقل نہیں کی ہیں۔

...... ✱ ......

[1] الکافی کلینی (عربی) جلد چہارم، صفحہ 575، حدیث 8120؛ وسائل الشیعہ (عربی)، جلد 14، صفحہ 506، حدیث 19701؛ الوافی فیض کاشانی: لد 14، صفحہ 1485، حدیث 14575؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 206، حدیث 12 اور جلد 101، صفحہ 151، حدیث 4؛ تہذیب الاحکام، جلد ششم، صفحہ 55، حدیث 7136 (بفرق الفاظ)؛ کامل الزیارات: صفحہ 197، باب 26، حدیث 5؛ مستدرک الوسائل، جلد ہم، صفحہ 13 حدیث 12076؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 305؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 40، حدیث 14

باب ۳۲

کربلا میں لشکرِ یزیدؒ کی تعداد کا بیان

(169) الهمداني، عن علي بن إبراهيم، عن اليقطيني، عن يونس [ابن عبد الرحمان]، عن ابن أسباط، عن علي بن سالم، عن أبيه، عن [ثابت ابن أبي صفية] الثمالي قال: علي بن الحسين سيد العابدين ولا يوم كيوم الحسين، ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: یومِ امام حسین علیہ السلام جیسا کوئی دن نہیں ہے کہ اس دن تیس ہزار مردوں نے آپؑ پر حملہ کیا۔ (الخبر)

(170) الفامي، عن محمد الحميري، عن أبيه، عن أحمد بن محمد بن يحيى، عن محمد بن سنان، عن المفضل بن عمر، عن الصادق جعفر بن محمد، عن أبيه عن جده أن الحسين بن علي عليهما السلام: لا يوم كيومك يا أبا عبد الله، يزدلف إليك ثلاثون ألف رجل يدعون أنهم من أمة جدنا محمد صلى الله عليه وآله وينتحلون

[1] امالی شیخ صدوق: حصّہ دوم، صفحہ 280، مجلس 70، حدیث 10؛ بحار الانوار: جلد 22، صفحہ 274، حدیث 21 اور جلد 44، صفحہ 298، حدیث 4؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 348، حدیث 1، مقتل شیخ صدوق: صفحہ 192

دین الاسلام، فیجتمعون علی قتلك وسفك دمك، وانتهاك حرمتك، وسبی ذراریك ونسائك.①

آقا و مولا امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو عبداللہؑ! آپؑ کی شہادت کے دن کے مانند کوئی بھی دن نہیں ہوگا کہ جس دن تیس ہزار لوگ جو اس بات کا دعویٰ کریں گے کہ وہ ہمارے جدِ امجدؐ کی اُمت سے ہیں اور اپنے آپ کو دینِ اسلام سے منسوب کریں گے وہ آپؑ کو قتل کرنے، آپؑ کا خون بہانے، آپؑ کی حُرمت کو پامال کرنے، آپؑ کے اہل و عیال کو قیدی بنانے اور آپؑ کے مال و اسباب لوٹنے کے لیے اکٹھے ہوں گے۔

…… ✸ ……

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 92، مجلس 24، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 218، حدیث 44؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 154، حدیث 1، اور صفحہ 459، حدیث 10؛ مناقب آلِ ابی طالب ابن شہر آشوب، جلد چہارم، صفحہ 93؛ مقتل لہوف، سیّد علی بن طاؤوس: صفحہ 25؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 138

باب ۳۲

شہدائے کربلا کے فضائل کا بیان

(171) ابن البرقی، عن أبیه، عن جده، عن أبیه محمد بن خالد، عن محمد بن داود، عن محمد بن الجارود، عن ابن نباتة قال: قال أمیر المؤمنین: ألا وإنی أقول: إن خیر الخلق بعدی وسیدهم ابنی هذا وهو إمام کل مسلم وأمیر کل مؤمن بعد وفاتی ألا وإنه سیظلم بعدی کما ظلمت بعد رسول الله صلی الله علیه وآله. وخیر الخلق وسیدهم بعد الحسن ابنی أخوه الحسین المظلوم بعد أخیه، المقتول فی أرض کرب وبلاء، ألا إنه وأصحابه من سادات الشهداء.①

آقا و مولا امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں: آگاہ ہو جاؤ! میں (علیؑ) یہ کہتا ہوں کہ میرے بعد خیر الخلق اور سیّد و سردار میرا یہ بیٹا (حسنؑ) ہے اور یہ ہر مومن کے مولا اور ہر مسلمان کے امامؑ ہیں۔ میری وفات کے بعد اس (حسنؑ) پر ظلم کیا جائے گا جس طرح رسولؐ اللہ کے بعد مجھ پر ہوا۔

① کمال الدین وتمام النعمۃ: جلد اوّل، صفحہ 635، باب 24، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 36، صفحہ 253، حدیث 69؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 348، حدیث 2

حسنؑ کے بعد خیر الخلق اور سیّد و سردار اِن کے بھائی حسینؑ مظلوم ہیں جو اپنے بھائی کے بعد کربلا کی زمین پر شہید کیا جائے گا اور اس کے اصحاب قیامت کے روز گروہِ شہداء کے سردار ہوں گے۔ (الخبر)

(172) ابن إدريس، عن أبيه، عن ابن أبي الخطاب، عن نصر بن مزاحم، عن عمر بن سعد، عن أرطاة بن حبيب، عن فضيل الرسان، عن جبلة المكية، قال: سمعت ميثم التمار قدس الله روحه يقول: لقد أخبرني مولاي أمير المؤمنين صلوات الله عليه: أن الحسين بن علي سيد الشهداء يوم القيامة ولأصحابه على سائر الشهداء درجة.[1]

جبلہ مکیہ کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ میثم تمار قدس اللہ روحہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپؒ نے بیان ہے کہ مجھے آقا و میرے مولا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے بتایا تھا کہ قیامت کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام تمام شہیدوں کے سردار ہوں گے اور ان کے اصحاب کا درجہ تمام شہیدوں سے بلند ہوگا۔ (الخبر)

(173) سعد، عن ابن عيسى، عن الأهوازي، عن النضر، عن عاصم بن حميد، عن الثمالي قال قال علي بن الحسين عليه السلام: كنت مع أبي في الليلة التي قتل في صبيحتها، فقال لأصحابه: هذا الليل فاتخذوه جنة فإن القوم إنما يريدونني، ولو قتلوني لم

[1] علل الشرائع: صفحہ 265، باب 162، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 202، حدیث 4، عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 348، حدیث 3

يلتفتوا إليكم وأنتم في حل وسعة. فقالوا: والله لا يكون هذا أبدا فقال: إنكم تقتلون غدا كلكم ولا يفلت منكم رجل، قالوا: الحمد لله الذي شرفنا بالقتل معك.

ثم دعا فقال لهم: ارفعوا رؤوسكم وانظروا، فجعلوا ينظرون إلى مواضعهم ومنازلهم من الجنة. وهو يقول لهم: هذا منزلك يا فلان. فكان الرجل يستقبل الرماح والسيوف بصدره ووجهه ليصل إلى منزلته من الجنة.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: میں اپنے پدرِ بزرگوارؑ کے ہمراہ تھا۔ آپؑ نے اس رات کہ جس کی صبح کو شہید ہوئے اپنے اصحاب سے فرمایا: اب رات ہو چکی اور بھاگنے کی راہ تم پر کھل گئی ہے، سو اس کو غنیمت جانو اور اسے ڈھال قرار دو اس لیے کہ یہ جفا کار مجھ کو طلب کرتے ہیں، انھیں اور کسی سے سروکار نہیں ہے۔ یہ اگر مجھے قتل کردیں گے تو تمھارا تعاقب نہ کریں گے اور میں نے اپنی بیعت کو تمھاری گردنوں سے اُتار لیا ہے۔

اصحاب نے عرض کیا: خدا کی قسم! ایسا یہ ہرگز نہیں ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا: کل تم سب قتل کردیئے جاؤ گے اور تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔

اصحاب نے عرض کیا: ہم حمد کرتے ہیں اس خدا کی جس نے ہمیں اس کرامت سے مشرف کیا کہ ہم آپؑ کے ساتھ شریک ہیں۔

[1] الخرائج والجرائح قطب راوندی، جلد دوم، صفحہ 847، حدیث 62؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 298، حدیث 3؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 350، حدیث 1

پس! انھوں نے شہادت کا عزم بالجزم کیا اور امام حسین علیہ السلام نے ان کے حق میں دُعا فرمائی۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: اپنے سر آسمان کی طرف بلند کرو اور دیکھو (کہ کیا نظر آتا ہے؟) پس جب اصحاب نے بالائے سر نظر کی تو بہشت میں اپنے درجات اور منازل کو دیکھا۔

امام علیہ السلام نے ہر ایک کی منزل کو بتایا یہاں تک کہ سب نے اپنی منازل کو پہچان لیا اور اپنے لیے حور و قصور اور نعمتوں کو دیکھا۔ پس اسی سبب سے اس صحرا میں وہ نیزوں اور تلواروں کے سامنے بڑھے چلے جاتے تھے اور ان کو اپنے چہرہ و سینہ پر روکتے تھے تا کہ جلد از جلد اپنی منزلِ بہشت میں پہنچیں اور نعمت ہائے اَبدی سے متنعم ہوں۔

(174) محمد بن جعفر، عن ابن أبي الخطاب، عن محمد بن إسماعيل، عمن حدثه عن علي بن حمزة، عن الحسين بن أبي العلا وأبي المغرا وعاصم بن حميد جميعا، عن أبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ما من شهيد إلا وهو يحب لو أن الحسين بن علي عليهما السلام حي حتى يدخلون الجنة معه. ①

ابوبصیر آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی شہید ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ آرزو کرتا ہے کہ کاش میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوتا اور ان کے ہمراہ بہشت میں جاتا۔

① کامل الزیارات: صفحہ 265، باب 37، حدیث 7؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 298، حدیث 5؛ العوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 348، حدیث 4

حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی فضیلت

(175) الهمداني، عن علي بن إبراهيم، عن اليقطيني، عن يونس [ابن عبد الرحمان]، عن ابن أسباط، عن علي بن سالم، عن أبيه، عن [ثابت ابن أبي صفية] الثمالي قال: قال علي بن الحسين سيد العابدين: رحم الله العباس فلقد آثر وأبلى وفدى أخاه بنفسه حتى قطعت يداه فأبدل الله عز وجل بهما جناحين يطير بهما مع الملائكة في الجنة كما جعل لجعفر بن أبي طالب عليه السلام وإن للعباس عند الله عز وجل منزلة يغبطه بها جميع الشهداء يوم القيامة. ①

ثابت ابن ابی صفیہ الثمالی کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: خدا رحم کرے ہمارے چچا عباسؑ پر جنھوں نے اپنے بھائی (امام حسینؑ) پر اپنی جان قربان کردی یہاں تک کہ آپؑ کے دونوں بازو قلم ہوگئے۔ خداوند کریم نے آپؑ کو حضرت جعفر طیارؑ کی طرح دو پَر عطا فرمائے ہیں جن کے ذریعے وہ فرشتوں کے ساتھ جنّت میں پرواز کرتے ہیں۔ بے شک! حضرت عباسؑ کے لیے خدا کے نزدیک ایسا درجہ ہے جس پر تمام شہداء قیامت کے دن رشک کریں گے۔ (ملخصاً)

① امالی شیخ صدوق: حصّہ دوم، صفحہ 280، مجلس 70، حدیث 10؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 348، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 22، صفحہ 274، حدیث 21 اور جلد 44، صفحہ 298، حدیث 4؛ الخصال شیخ صدوق (عربی) جلد اوّل، صفحہ 68، باب 2، حدیث 101؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 192

(176) قال السید عبدالرزاق المقرم: رواہ فی عمدۃ الطالب، عن الشیخ الجلیل ابی نصر البخاری النسابہ عن المفضل بن عمر انہ قال: قال الصادق جعفر بن محمد علیہ السلام. عمّنا العباس بن علی نافذ البصیرۃ، صلب الأیمان، جاھد مع ابی عبداللہ و أبلی بلاءً حسناً. ومضی شہیداً.[1]

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے چچا عباسؑ پختہ بصیرت، عظیم بینش اور مستحکم ایمان کے حامل تھے۔ آپؑ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ بھرپور جانبازی و جہاد کا ثبوت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

مؤلف عرض کرتا ہے: زیارات کے جملوں میں بھی آئمہ علیہم السلام سے حضرت عباس علیہ السلام کی فضیلت میں جملے وارد ہوئے ہیں۔

(177) ثمراۃ الاعواد: قال اھل السیر: یروی عن امیر المومنین علیہ السلام انہ قال: ان ولدی عباس زقّ العلم زقاً.[2]

آقا و مولا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹے عباسؑ نے کبوتر کے بچے کی مانند جو اپنی ماں کے منہ سے دانہ پانی لیتا ہے طفولیت میں ہی مجھ سے علم سیکھا۔

اولادِ عقیلؑ کی فضیلت

(178) ابن إدریس، عن أبیہ، عن الفزاری، عن محمد بن الحسین بن

---

[1] العباسؑ: سید عبدالرزاق المقرم (مترجم) صفحہ 210؛ الانوار العلویہ، شیخ جعفر النقدی، صفحہ 442؛ عمدۃ الطالب، ابن عنبہ، صفحہ 356

[2] ثمراۃ الاعواد علی بن حسین الہاشمی النجفی الخطیب جلد اول صفحہ 221؛ اسرار الشہادت آقا دربندی صفحہ 324 طبع الحجریہ

زید عن محمد بن زیاد، عن أبی الجارود، عن ابن جبیر، عن ابن عباس قال: قال علی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ: یا رسول اللہ إنك لتحب عقیلا؟ قال: إی واللہ إنی لا حبہ حبین: حبا لہ وحبا لحب أبی طالب لہ وإن ولدہ لمقتول فی محبۃ ولدك، فتدمع علیہ عیون المؤمنین، وتصلی علیہ الملائکۃ المقربون، ثم بکی رسول اللہ حتی جرت دموعہ علی صدرہ ثم قال: إلی اللہ أشکو ما تلقی عترتی من بعدی.[1]

ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسولِ خدا سے عرض کیا: یا رسولَ اللہ! کیا آپؐ عقیل سے محبت کرتے ہیں؟

رسولِ خدا نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! میں دو اعتبار سے ان سے محبت کرتا ہوں۔ ایک وجہ خود ان کی ذات ہے اور دوسری وجہ وہ محبت ہے جو جنابِ ابوطالبؑ کو ان سے تھی۔ ان کا بیٹا (جنابِ مسلمؑ) آپؑ (علیؑ) کے بیٹے (امام حسینؑ) سے دوستی کی وجہ سے شہید کیا جائے گا اور ان کے لیے مومنین کی آنکھیں گریہ کریں گی اور مقرب فرشتے ان پر درود بھیجیں گے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: میرے بعد میرے خاندان کے ساتھ جو کچھ ہوگا میں اس کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔

...... ✸ ......

---

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 101، مجلس 27، حدیث 3؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 287، حدیث 27؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 349، حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 122

باب ۳۳

میدانِ کربلا میں شہدائے بنی ہاشم کی تعداد کا بیان

(179) ماجیلویه، عن علی، عن أبیه، عن الریان بن شبیب قال: علی الرضا علیه السلام: یا ابن شبیب إن کنت باکیا لشئ فابك للحسین بن علی بن أبی طالب علیهما السلام فإنه ذبح کما یذبح الکبش، وقتل معه من أهل بیته ثمانیة عشر رجلا. مالهم فی الأرض شبیهون.[1]

ریان بن شبیب کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے شبیب! اگر تُو کسی چیز پر گریہ کرنا چاہتا ہے تو پھر امام حسین علیہ السلام پر گریہ کر کیوں کہ امام حسین علیہ السلام کو اس طرح ذبح کیا گیا جیسے مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے اور آپؑ کے ہمراہ ان کے خاندان کے ایسے اٹھارہ افراد شہید کیے گئے جو تمام

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ: جلداوّل، صفحہ 520، باب 28، حدیث 58؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 280، باب 66، حدیث 5؛ امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 192، مجلس 27، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 285، حدیث 23؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 430، حدیث 21110؛ منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلداوّل، صفحہ 361؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 127؛ مقتل علامہ مجلسی: جلداوّل، صفحہ 258؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 216؛ الدمعۃ الساکبہ: جلددوم، صفحہ 111

روئے زمین پر بے مثل تھے۔ (ملخصاً)

(180) المفید، عن ابن قولویه، عن أبیه، عن سعد، عن ابن عیسٰی، عن ابن محبوب عن أبی محمد الأنصاری، عن معاویة بن وهب قال: قال جعفر بن محمد علیهما السلام: ولا یصابون بمثل الحسین. ولقد قتل علیه السلام فی سبعة عشر من أهل بیته.[1]

معاویہ بن وہب کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی مثل کسی پر ظلم نہیں ہوا کہ جنھیں سترہ افرادِ اہلِ بیتؑ کے ہمراہ ناحق قتل کر دیا گیا۔ (ملخصاً)

(181) وقال ابن نما رحمه الله: قالت الرواة کنا إذا ذکرنا عند محمد بن علی الباقر علیه السلام قتل الحسین علیه السلام قال: قتلوا سبعة عشر إنسانا کلهم ارتکض فی بطن فاطمة یعنی بنت أسد أم علی علیهم السلام.[2]

ابن نما رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: کربلا میں سترہ شخص فرزندانِ فاطمہ بنتِ اسدؑ شہید ہوئے۔

...... ✸ ......

---

[1] امالی شیخ طوسی، حصہ اوّل، صفحہ 251؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 343، حدیث 4؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 313، حدیث 14

[2] مثیر الاحزان ابن نما، صفحہ 111؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 63؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 342، حدیث 2

باب ۳۵

شامِ غریباں کا تذکرہ

(182) دلائل الامامة: أخبرني أبو الحسين محمد بن هارون، عن أبيه، عن أبي علي محمد ابن همام، عن أحمد بن الحسين المعروف بابن أبي القاسم، عن أبيه، عن الحسن بن علي، عن محمد بن سنان، عن المفضل بن عمر، قال: قال أبو عبد الله (عليه السلام): فلما قاتلوا الحسين، وكان في اليوم الثالث عند المغرب، أقعد الحسين رجلا رجلا منهم فيسميهم بأسماء آبائهم، فيجيبه الرجل بعد الرجل، فيقعدون حوله، ثم يدعو بالمائدة فيطعمهم ويأكل معهم من طعام الجنة، ويسقيهم من شرابها. ثم قال أبو عبد الله (عليه السلام): والله، لقد رآهم عدة من الكوفيين ولقد كرر عليهم لو عقلوا.

قال: ثم أرسلهم فعاد كل واحد منهم إلى بلاده، ثم أتى جبل رضوى، فلا يبقى أحد من المؤمنين إلا أتاه، وهو على سرير من نور، قد حف به إبراهيم وموسى وعيسى وجميع الأنبياء، ومن ورائهم المؤمنون، ومن ورائهم الملائكة ينظرون ما يقول الحسين (صلوات الله عليه).

قال: فهم بهذه الحال إلى أن يقوم القائم (عليه السلام)، فإذا قام القائم وافوا فيما بينهم الحسين (عليه السلام) حتى يأتي كربلاء، فلا يبقى أحد سماوي ولا أرضي من المؤمنين إلا حف به، حتى ان الله يزوره ويصافحه ويقعد معه على السرير.

يا مفضل، هذه والله الرفعة التي ليس فوقها شيء ولا دونها شيء، ولا وراءها لطالب مطلب.①

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اصحاب امام حسین علیہ السلام اگلے روز (عاشور کے دن) میدان کارزار کی طرف روانہ ہوئے۔ شہادت کے بعد مغرب کے وقت امام حسین علیہ السلام نے تمام اصحاب کو ان کے نام بمع ولدیت لے کر پکارا، انھوں نے جواب دیا اور آپؑ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپؑ نے ایک دستر خوان طلب فرمایا جو مائدہ بہشتی تھا، کھانا حاضر ہوگیا، تمام اصحاب نے وہ بہشتی کھانا تناول کیا اور اس کے پانی سے سیراب ہوئے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! یہ منظر تمام کوفیوں نے دیکھا، اگر وہ عقل رکھتے تو ضرور غور وفکر کرتے۔

① دلائل الامامہ ابوجعفر طبری: صفحہ 188 حدیث 109؛ نوادر المعجزات ابوجعفر طبری: صفحہ 111 حدیث 8؛ مدینۃ المعاجز: سید ہاشم بحرانی جلد سوم صفحہ 463 حدیث 980؛ اثبات الھداۃ: شیخ حر عاملی جلد پنجم صفحہ 208 حدیث 76؛ القطرہ من بحار سید احمد المستنبط النجفی (مترجم) حصہ چہارم صفحہ 103 حدیث 956

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے تمام اصحاب کو اپنے اپنے شہر کی طرف بھیجا اور آپؑ خود کوہِ رضوی کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں پر موجود تمام مومنین آپؑ کی خدمتِ اقدس میں شرف یاب ہوئے، آپؑ وہاں پر نور تخت پر جلوہ فگن ہیں کہ آپؑ کے اردگرد انبیاء الٰہی من جملہ ان میں سے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ ہیں، ان کے پیچھے مومنین ہیں اور ان کے پیچھے فرشتے حاضر ہیں جو امام حسینؑ سے گفتگو کے گواہ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ امامِ قائم علیہ السلام کے قیام تک اسی حالت میں رہیں گے، جب امام قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو وہ کربلاء کی طرف آئیں گے اور امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کریں گے، زمین و آسمان میں سے کوئی بھی مومن ایسا نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ آپؑ کے اردگرد حلقہ باندھے گا، حتیٰ کہ اللہ آپؑ کی زیارت کرے گا اور آپؑ کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے آپؑ کے ہمراہ نورانی تخت پر بیٹھے گا۔

اے مفضل! اللہ کی قسم! یہ ایسا بلند و بالا مقام و مرتبہ ہے کہ اس کے اوپر کا تصور نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہے اور نہ ہی کسی جستجو کرنے والے کے لیے اس کے بغیر کوئی مطلب ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ اس حدیث کا پہلا حصہ حدیث 94 میں ذکر ہو چکا ہے۔ نیز اس سے اگلی حدیث میں بھی شامِ غریباں کا تذکرہ آئے گا۔

......*......

باب 36

مظلومِ کربلاؑ کی شہادت کے بعد میدانِ کربلا کے حالات اور قافلۂ اہلِ بیتؑ کی کوفہ روانگی کا بیان

(183) عبيد الله بن الفضل بن محمد بن هلال، عن سعيد بن محمد، عن محمد ابن سلام الكوفي، عن أحمد بن محمد الواسطي، عن عيسى بن أبي شيبة القاضي، عن نوح بن دراج، عن قدامة بن زائدة، عن أبيه قال: قال علي بن الحسين عليه السلام: لما أصابنا بالطف ما أصابنا، وقتل أبي عليه السلام وقتل من كان معه من ولده وإخوته وسائر أهله، وحملت حرمه ونساؤه على الأقتاب، يراد بنا الكوفة فجعلت أنظر إليهم صرعى، ولم يواروا فيعظم ذلك في صدري ويشتد لما أرى منهم قلقي، فكادت نفسي تخرج، وتبينت ذلك مني عمتي زينب بنت علي الكبرى فقالت: مالي أراك تجود بنفسك يا بقية جدي وأبي وإخوتي؟ فقلت: وكيف لا أجزع وأهلع، وقد أرى سيدي وإخوتي وعمومتي وولد عمي وأهلي مضرجين بدمائهم مرملين بالعراء مسلبين، لا يكفنون ولا يوارون، ولا يعرج عليهم أحد ولا يقربهم بشر كأنهم أهل بيت من الديلم والخزر،

فقالت: لا يجزعنك ما ترى فوالله إن ذلك لعهد من رسول الله إلى جدك وأبيك وعمك، ولقد أخذ الله ميثاق أناس من هذه الأمة لا تعرفهم فراعنة هذه الأرض وهم معروفون في أهل السماوات أنهم يجمعون هذه الأعضاء المتفرقة فيوارونها، وهذه الجسوم المضرجة وينصبون لهذا الطف علماً لقبر أبيك سيد الشهداء لا يدرس أثره، ولا يعفو رسمه، على كرور الليالي والأيام، وليجتهدن أئمة الكفر وأشياع الضلالة في محوه وتطميسه فلا يزداد أثره إلا ظهوراً وأمره إلا علواً.[1]

قدامہ بن زائدہ نے اپنے والد سے اور انھوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب ہم طف (کربلا) میں رنج والم میں گرفتار ہوئے اور میرے والد گرامیؑ شہید کر دیے گئے اور آپؑ کے تمام بھائی، اولاد اور اہلِ بیتؑ و انصار بھی شہید ہو گئے، ہماری مستورات کو بے پردہ کیا گیا اور ان کو محملوں پر بٹھا کر کوفے کی طرف لے جانے لگے تو میں اپنے پیاروں کی لاشوں کو میدانِ کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر پڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور وہ بے گوروکفن لاشیں کربلا کی ریت پر پڑی ہوئی تھیں اور کسی نے ان کو دفن بھی نہیں کیا تو یہ غم میرے سینے کو پھاڑنے لگا اور جو کچھ میں دیکھ رہا تھا اس سے میرا دل پھٹنے لگا اور قریب تھا کہ میری روح میرے بدن کا ساتھ چھوڑ جاتی۔

---

[1] کامل الزیارات: صفحہ 586، باب 88، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 179، حدیث 30 اور جلد 28، صفحہ 56، حدیث 23؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 266؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 339؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 362، حدیث 2

جب میری پھوپھی سیّدہ جنابِ زینب الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے میری یہ حالت دیکھی تو آپؑ فرمانے لگیں: اے میرے بیٹے! کیا وجہ ہے کہ تم اس حال میں ہو؟ اے میرے باباؑ، میرے داداؑ اور میرے بھائیؑ کے بقیہ! تمھارے سوا اب میرا کوئی نہیں رہ گیا ہے۔

میں نے عرض کیا: پھوپھی اماں! میں کیسے جزع وفزع نہ کروں جب کہ میں اپنے باباؑ، اپنے بھائیوں، اپنے چچازاد بھائیوں کی لاشیں خون میں لت پت دیکھ رہا ہوں اور میری پھوپھیاں اور میری مائیں بیوہ ہو چکی ہیں اور ان کا اسباب لوٹ لیا گیا ہے اور اب وہ (قید کر کے) لے جائی جا رہی ہیں۔

اے پھوپھی اماں! میرے باباؑ، میرے بھائی اور میرے چچا کے لاشے میرے سامنے بے گوروکفن پڑے ہیں۔ نہ انھیں کفن دیا گیا ہے اور نہ ہی دفن کیا گیا ہے، نہ ہی ان کی طرف کوئی آتا ہے اور نہ ہی ان کا کوئی غمخوار ہے جو ان کی لاشوں پر گریہ کرے۔ گویا کہ یہ نبیؐ کے بیٹے نہیں بلکہ دیلمیوں اور (قبیلہ) خضر کے گھر والے ہیں۔

سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اے میرے بیٹے! صبر کرو، اللہ کی قسم! یہ آپ کے داداؐ، باباؑ اور چچا کی طرف سے رسولؐ اللہ سے کیا گیا عہد تھا اور اللہ نے اس اُمت کے کچھ لوگوں سے پکا عہد لیا ہے جنھیں اس اُمت کے فرعون نہیں پہچانتے اور وہ آسمانوں میں اسی بات کے ساتھ مشہور ہیں کہ وہ ان کے اعضاء کو جمع کر کے دفن کر دیں گے اور یہ اجسام جو خون میں لت پت پڑے ہوئے ہیں، ان کو اسی میدان میں دفن کر کے ایک پرچم (علَم) آپؑ کے بابا سیّد الشہداءؑ کی قبر پر نصب کریں گے جس کا نہ تو نشان مٹے گا اور نہ ہی

یہ رسم عزاداری کبھی ختم ہوگی اور راتوں کا گزرنا اور دنوں کا گزرنا بھی اسے ختم نہ کر سکے گا۔

کفر کے امام اور گمراہی کی جماعتیں اسے مٹانے کی کوشش کریں گی لیکن جتنا وہ اسے مٹانے کی کوشش کریں گے اتنا ہی اس کا اثر بڑھتا چلا جائے گا اور پوری دنیا میں پھیل جائے گا اور یہ معاملہ بلند سے بلند تر ہوتا جائے گا۔(الخبر)

......✸......

باب ۳۷
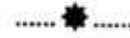
شہدائے کربلا کو دفن کیے جانے کا بیان

دفن امام حسین علیہ السلام

(184) محمد بن مسعود، عن جعفر بن أحمد، عن حمدان بن سليمان عن منصور بن العباس، عن إسماعيل بن سهل، عن بعض أصحابنا قال: كنت عند الرضا عليه السلام فدخل عليه علي بن أبي حمزة وابن السراج وابن المكاري فقال علي:

بعد كلام جرى بينهم وبينه عليه السلام في إمامته: إنا روينا عن آبائك عليهم السلام أن الامام لا يلي أمره إلا إمام مثله. فقال له أبو الحسن عليه السلام: فأخبرني عن الحسين بن علي كان إماما أو غير إمام؟ قال: كان إماما قال: فمن ولي أمره؟

قال: علي بن الحسين قال: وأين كان علي بن الحسين؟ كان محبوسا في يد عبيد الله بن زياد. قال: خرج وهم كانوا لا يعلمون حتى ولي أمر أبيه ثم انصرف. فقال له أبو الحسن: إن هذا الذي أمكن علي بن الحسين أن يأتي كربلا فيلي أمر أبيه.

فهو يمكن صاحب هذا الامر أن يأتي بغداد ويلي أمر أبيه.[1]

اسماعیل بن سھل بعض اصحاب سے روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم امام علی رضاؑ کی خدمت میں حاضر تھے کہ علی بن ابی حمزہ، ابن سراج اور ابن المکاری داخل ہوئے۔ علی بن ابی حمزہ نے امامؑ سے پوچھا: ہم نے آپؑ کے آبائے کرامؑ کی روایت سنی ہے کہ امامؑ کو امامؑ ہی دفن کرتا ہے تو امام موسیٰ کاظمؑ کو کس نے دفن کیا؟

امامؑ نے اس سے فرمایا: یہ بتائیں کہ حسین بن علیؑ امام تھے یا نہیں؟

اس نے عرض کیا: جی ہاں! بالکل امامؑ تھے۔

امامؑ نے پوچھا: ان کی تجہیز وتکفین کس نے کی؟

اس نے عرض کیا: امام زین العابدینؑ نے کی تھی۔

امامؑ نے فرمایا: وہ تو ابن زیادؑ کی قید میں تھے؟

اس نے عرض کیا: وہ قید سے تشریف لائے اور کسی کو خبر نہ ہوئی اور بعد تجہیز واپس چلے گئے۔

امامؑ نے فرمایا: پس! جس طرح امام زین العابدینؑ سے یہ اَمر واقع ہوا، اسی طرح صاحبِ اَمرؑ سے (یعنی مجھ علی رضاؑ سے) بھی ایسا ہونا ممکن ہے کہ وہ بغداد آکر اپنے باپ کی تجہیز وتکفین کرے۔ (الخبر)

(185) أحمد بن محمد وأحمد بن إسحاق عن القاسم بن يحيى، عن بعض

[1] رجال کشی (اختیار معرفۃ الرجال): صفحہ 464، حدیث 883؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 169، حدیث 16؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 341؛ مقتل الحسینؑ سید عبدالرزاق المقرم: صفحہ 423؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 366، حدیث 3

أصحابنا، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: لما قبض رسول الله (صلى الله عليه وآله) هبط جبرئيل ومعه الملائكة والروح الذين كانوا يهبطون في ليلة القدر. قال: ففتح لأمير المؤمنين بصره فرآهم في منتهى السماوات إلى الأرض، يغسلون النبي معه. ويصلون معه عليه، ويحفرون له. والله ما حفر له غيرهم حتى إذا وضع في قبره. نزلوا مع من نزل، فوضعوه فتكلم وفتح لأمير المؤمنين سمعه فسمعه يوصيهم به فبكى، وسمعهم يقولون: لا نألوه جهدا، وإنما هو صاحبنا بعدك إلا أنه ليس يعايننا ببصره بعد مرتنا هذه. حتى إذا مات أمير المؤمنين (عليه السلام) رأى الحسن والحسين مثل ذلك الذي رأى، ورأيا النبي أيضا يعين الملائكة مثل الذي صنعوا بالنبي حتى إذا مات الحسن رأى منه الحسين مثل ذلك، ورأى النبي وعليا يعينان الملائكة. حتى إذا مات الحسين رأى علي بن الحسين منه مثل ذلك، ورأى النبي وعليا والحسن يعينون الملائكة.[1]

[1] بصائر الدرجات: جلد اوّل، جز پنجم، صفحہ 577، باب 3، حدیث 12؛ بحارالانوار: جلد 22، صفحہ 513، حدیث 13 اور جلد 27، صفحہ 289، حدیث 3؛ نفس المہموم: شیخ عباس قمی: صفحہ 341؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد سوم، صفحہ 47، حدیث 713، اور جلد چہارم، صفحہ 218، حدیث 1245 اور صفحہ 434، حدیث 1409؛ الخرائج والجرائح راوندی: جلد دوم، صفحہ 778، حدیث 102؛ عوالم العلوم: جلد 12 / 4، صفحہ 608، حدیث 2؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 152؛ حیات القلوب مجلسی: جلد دوم، صفحہ 1021

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوئی تو جبرئیلؑ اس حالت میں تھے کہ ان کے ساتھ ملائکہ اور روح تھے کہ جو لیلۃ القدر میں اُترتے ہیں۔ پس! امیر المومنینؑ نے آنکھیں کھولیں تو آپؑ نے منتہائے آسمان سے زمین تک انھیں دیکھا کہ وہ رسولِ خدا کو آپؑ کے ساتھ غسل دے رہے ہیں اور آپؐ پر صلوات پڑھ رہے ہیں اور آپؐ کی قبر کھود رہے ہیں۔

خدا کی قسم! ان کے علاوہ کسی نے آپؐ کی قبر نہیں کھودی یہاں تک کہ جب آنحضرتؐ کو قبر میں رکھا گیا تو جو کوئی قبر میں اُترا اس کے ساتھ وہ ملائکہ اُترے اور انھیں قبر میں رکھا۔

پس! آپؐ نے گفتگو کی اور امیر المومنینؑ کے لیے قوت سماعت کھولی گئی کہ آنحضرتؐ ملائکہ کو جنابِ امیرؑ کے متعلق وصیت کر رہے ہیں۔ یہ سن کر آپؑ رو پڑے اور آپؑ نے ملائکہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم علیؑ کی خدمت و نصرت اور اعانت و خیرخواہی میں کمی نہیں کریں گے۔ آپؐ کے بعد یہ ہمارے صاحب اور امام و پیشوا ہیں۔ لیکن آج کے بعد اپنی آنکھ سے ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا۔

پھر جب امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو حضرات حسنین کریمین علیہما السلام نے اسی طرح کا منظر دیکھا جو حضرت علی علیہ السلام نے دیکھا تھا اور ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھا کہ آپؐ ملائکہ سے تعاون کر رہے ہیں جس طرح آپ نے پیغمبرؐ کے ساتھ کیا تھا۔

پھر جب امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو امام حسین علیہ السلام نے آپؑ سے بھی وہی کچھ دیکھا اور نبی اکرمؐ اور امیر المومنینؑ کو دیکھا کہ وہ دونوں ملائکہ کی اعانت کر رہے ہیں۔

پھر جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو امام زین العابدین علیہ السلام نے آپؑ سے وہی کچھ دیکھا اور آپؑ نے رسولِ خدا، امیر المومنینؑ اور امام حسنؑ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی اعانت کر رہے ہیں۔ (الخبر)

دفن بقیہ شہدائے کربلا

(186) عبيد الله بن الفضل بن محمد بن هلال، عن سعيد بن محمد، عن محمد ابن سلام الكوفي، عن أحمد بن محمد الواسطي، عن عيسى بن أبي شيبة القاضي، عن نوح بن دراج، عن قدامة بن زائدة، عن أبيه قال: قال علي بن الحسين عليه السلام: قالت لي زينب بنت علي عليه السلام: لا يجزعنك ما ترى فوالله إن ذلك لعهد من رسول الله إلى جدك وأبيك وعمك. ولقد أخذ الله ميثاق أناس من هذه الأمة لا تعرفهم فراعنة هذه الأرض وهم معروفون في أهل السماوات أنهم يجمعون هذه الأعضاء المتفرقة فيوارونها. وهذه الجسوم المضرجة وينصبون لهذا الطف علماً لقبر أبيك سيد الشهداء لا يدرس أثره ولا يعفو رسمه على كرور الليالي والأيام. وليجتهدن أئمة الكفر وأشياع الضلالة في محوه وتطميسه فلا يزداد أثره إلا

ظهورا وأمره إلا علوا۔ ①

قدامہ بن زائدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: میری پھوپھی سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں (کہ شہداء کے لاشے بے گوروکفن پڑے ہیں) تو یہ آپ کو جزع وفزع اور گھبراہٹ میں نہ ڈالے۔

اللہ کی قسم! یہ تو ایک عہد و پیمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپؑ کے دادا، بابا اور چچاؑ کی طرف اور اللہ نے اس اُمت کے کچھ لوگوں سے میثاق لیا ہے جنھیں اس زمین کے فرعون نہیں جانتے لیکن وہ اہلِ آسمان میں مشہور ہیں اور وہ ان بکھرے ہوئے اعضاء کو اور خون میں لت پت جسموں کو جمع کریں گے اور دفن کریں گے اور اس طف میں تیرے بابا سیّد الشہداؑ کی قبر پر علَم نصب کریں گے کہ جس کا اثر نہیں مٹے گا اور نہ ہی راتوں اور دنوں کے گزرنے سے اس کا نشان محو ہوگا البتہ آئمہ کفر پوری کوشش کریں گے اور ضلالت و گمراہی کے پیروکار پوری جدوجہد کریں گے اس کے محو کرنے اور مٹانے میں لیکن اس کے آثار میں ظہور کا مزید اضافہ ہی اضافہ ہوگا اور آپؑ کا معاملہ بلند سے بلند تر ہوتا جائے گا۔ (الخبر)

① کامل الزیارات: صفحہ 586، باب 88، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 179، حدیث 30 اور جلد 28، صفحہ 56، حدیث 23؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 339؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 266

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام کا سرِ اقدس کوفہ کے راستے میں

(187) محمد بن الحسن في (المجالس والاخبار) عن علي بن محمد بن متويه عن حمزة بن القاسم. عن سعد بن عبد الله. عن محمد ابن الحسين. عن محمد بن أبي عمير. عن مفضل بن عمر قال: جاز الصادق عليه السلام بالقائم المائل في طريق الغري فصلى عنده ركعتين فقيل له: ما هذه الصلاة؛ فقال: هذا موضع رأس جدي الحسين بن علي عليه السلام وضعوه ههنا. ①

مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام غری کے راستہ کی طرف جھکے ہوئے ایک ستون کے پاس سے گزرے تو وہاں آپؑ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ لوگوں نے آپؑ سے پوچھا: یہ کیسی نماز ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرے جد امجد حسینؑ کے سر مبارک کی جگہ ہے۔ ان ظالمین نے سر کو یہاں رکھا تھا (جب کربلا سے آئے تھے پھر اس کو اُٹھا کر عبید اللہ بن زیادؑ کے پاس لے گئے)۔

...... ✸ ......

① نفس المہموم: شیخ عباس قمی: صفحہ 375؛ امالی شیخ طوسی (عربی): جلد دوم، صفحہ 294؛ وسائل الشیعہ: جلد دوم، صفحہ 233، باب 32، حدیث 3؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 144، حدیث 20714

باب ۳۸

کربلا سے شام سفر کی ایک دکھ بھری داستان

(188) دار السلام: فی بعض المجامیع للمتاخرین ما لفظه روی: عن علی بن حسین علیه السلام انه ذات یوم من الایام وضع بین یدیه شیءٌ من الطعام والشراب فذکر جوع ابیه الحسین علیه السلام و عطشه یوم فی طف کربلا فخنقته العبرة و بکیٰ بکاً شدیداً حتیٰ بلّ اثوابه من شدة البکا والحزن والغرام علی ابیه الحسین علیه السلام ثم امر برفع الطعام من بین یدیه واذا هو برجل نصرانی فدخل وسلّم علیه. فقال النصرانی: یابن رسول الله: مد یدك فانّی اشهد ان لا اله الا الله و انّ محمداً رسول الله وانّ علیا امیر المومنین ولی الله و حجته علی الخلق وانك یامولائی حجة الله علی خلقه وانّ الحق فیکم و معکم والیکم فقال علی بن الحسین علیه السلام: وما الّذی ازعجك و اخرجك عن دینك و مذهبك و فطرة آباءك و ملة اصحابك؟ فقال یاسیدی و مولایی لرویا رائته فی منامی! فقال له علی بن الحسین علیه السلام: وما الّذی رائته یا اخا نصرانی؟ قال

رایت یا سیدی کانّی خرجت من بیتی قاصدا لزیارة بعض الاخوان، واذا بی قد تهت عن طریقی فحار فکری وضاع ذهنی وانسدت الطرق فی وجهی، ولم ادر این اتوجه.

فبینما فی حیرة من فکری واذا من خلفی زعقات و صرخات و تکبیر و تهلیل و اصوات عالیة قد ارتفعت، فالتفت الی ورائی واذا بخیل و عسکر و اعلام منشورة، و رووس علی رووس الماح مشهورة، و من وراء الخیل والعسکر عجاف من الجمال علیها نساء مسلبات و اطفال موثوقات، واثاث بیوت محملات، و بین تلك النساء والاطفال غلام شاب راکب علی جمل اضلع وهو فی غایة الضر والعناء، و راسه و یداه مغلولتان الی عنقه بجامعه من حدید، وخداه یشخبان دماً و دموعه تجری علی خدیه، وكأنه انت یا سیدی یا علی بن الحسین علیه السلام، وکل من تلك النساء والاطفال تلطم وجهها و خدیها تصیح بأعلی صوتها، وتقول: وا محمداه واه علیاه وافاطمتاه وا حسناه وا حسیناه وا مقتولاه وا مذبوحاه واغریباه وا ضعیتاه وا.... وا کرباه.

فخنقتنی العبرة ورق قلبی ودمعت عینی لحال تلك النساء. فانست وحشتی بهم. وجعلت ابکی لبکائهم واسیر لمسیرهم. فبیناهم سائرین اذا لاحت لهم قبة بیضاء من صدر البریة کانها شمس مضیئة و كان امام القفل ثلاثة من النساء. فلما

راین القبة البیضاء وقعن من ظهور الجمل الی الارض. فحثین التراب علی رووسهن ولطمن علی خدودهن و قلن: وا حسناه واحسیناه واغربتاه واضعیتاه وا اقلة ناصراه.

فلحق بهن رجل کوسج اللحیة ازرق العینین وضربهن ورکبهن کرهاً. فرایت یا سیدی و مولای واحدة منهن واظنها اکبر سناً یتقاطر الدم من تحت قناعها من شدة وجدها وحزنها علی ماهی فیه. وکان یاسیدی امام الرؤوس رأس له نور یزهر یغلب علی شعاع الشمس والقمر. ولما قربوا من تلك القبة البیضاء وقف الرجل الذی هو حامل الراس الشریف فزجروه واصحابه و ضربوه واخذوا الراس الشیریف منه. وقالوا له: یالکع الرجال لقد عجزت عن حمله. قال: ولکن لم ار رجلاً تساعفنی عن المسیر فضربوه واخذوا الراس من عنده وناولوا رجلاً آخر. فوقف کذلك فجعلوا یتناولونه واحد بعد واحد حتی نقلوه ثلاثون رجلاً والله اعلم یا سیدی والکل منهم لم یجد رجلاً تساعفه علی المسیر.

فاخبروا بذلك امیر القوم فنزل عن فرسه و باقی القوم نزلوا کذلك وضربوا له خیمة ازهی من ثلاثین ذراع و جلس امیر القوم فی وسط الخیمة والبقی من حوله. واتوا بتلك النساء والاطفال ورموهم علی وجه الارض بغیر مهاد ولا فراش تصهرهم الشمس وتلفع وجوههم الریح. ونصبوا الرماح

التی علیها الرووس امام تلك النساء والاطفال عمداً و قصداً لکسر خواطرهم وزیادة لما هم فیه من حرقة قلوبهم وتفتت اکبادهم.

قال النصرانی: یاسیدی و مولای. فجزعت لذلك جزعاً شدیداً و لطمت علی وجهی و مزقت اطماری لما شفنی و شجانی. وجلست قریباً من النساء والاطفال و انا حزین القلب باکی العین و اذا بالرمح الذی علیه الراس الشریف قد مال مما یلی القبة البیضاء و نطق بلسان طلق ذلق: یا ابتاه یا امیر المومنین یعز علیك ما اصابنی و جری علینا من القتل والذبح یا ابتاه قتلونی والله عطشاناً. ظماناً غریباً وحیداً ذبیحاً کذبح الکبش. یا ابتاه یا امیر المومنین رضوا جسمی بسنابك الخیل. یا ابتاه ذبحوا اطفالی وسبوا عیالی ولم یرحموا حالی. وسمعت ایضاً الراس الشریف یوحد الله ویتلو آیات من القرآن. فزاد علی جزعی وقلت فی نفسی: ان صاحب هذا الراس الشریف لذو قدر عندالله وشان عظیم. فمال قلبی الی محبته والموالاة به. فبینما انا افکر فی نفسی واخیرها بین الکفر والاسلام واذا بالنساء قد علا صراخهن و قمن علی الاقدام و شخصن بابصارهن مما یلی القبة البیضاء. فقمت علی قدمی و شخصت بصری واذا بنساء خرجن من تلك القبة. وامام تلك النساء جاریة حسناء. وفی یدیها ثوب مصبوغ

بالدم وشعرها منشور وجيبها ممزوق. وهي تعثر بأذيالها و
تلطم خدها وتستغيث بالانبياء وبأبيها رسول الله
بأمير المومنين من قلب مفجوع و فواد بالحزن مشلوع. وهي
تصرخ تنادي بأعلى صوتها: وا ولداه وا ثمرة فواداه وا حبيب
قلباه وا ذبيحاه وا قتيلاه وا غريباه وا عباساه وا عطشاه.

ولما قربت يا سيدي و مولاي تلك الجارية من الرووس
والاطفال. وقعت مغشية عليها ساعة طويلة. ثم افاقت من
غشوتها و اومت بعينها الى الراس الشريف. فانحنى ذلك
الرمح الذي عليه الراس الشريف بقدرة الله تعالى و سقط في
حجر الجارية. فاخذته وضمته الى صدرها واعتنقته و قبلته.
وقالت: يا بني قتلوك كانهم ماعرفوك وما عرفوا من جدك و
ابوك؟ يا ويلهم و من الماء منعوك. على وجهك قلبوك. و من
قفاك ذبحوك يا ولدي يا حسين من الذي جز راسك من
قفاك؟ و من الذي هشم صدرك ورضه. وهدّ قواك. و من
الذي يا ابا عبدالله سبى عيالك و نهب اموالك و من الذي
ذبحك وذبح اطفالك؟! فما اجراهم على الله وعلى انتهاك حرمة
رسول الله؟! قال الراوي: لما سمع علي بن الحسين عليه
السلام سقوط الرأس في حجر الجارية الحسناء. قام على طوله
ونطح جدار البيت بوجهه. فكسر أنفه وشج رأسه وسال دمه
على صدره؟ وخر مغشياً عليه من شدة الحزن والبكاء. فلما

افاق من غشوته صرخ صرخة عالية حتى سمعها اهل المدينة.
فماجت المدينة بأهلها كما تموج السفينة في البحر. فخرجن
نساءه و بناته واهل بيته وكلهن كان حاضراً و اتين اليه
يتعثرن بأذيالهن لما سمعوا تلك الصيحة العالية من علي بن
الحسين عليه السلام فراينه في بكاء دائم و عزاء قائم.
فتصارخن في وجه وتباكين لبكائه ونعين لنعائه. قال
النصراني: وقد ظنت النساء بأن سبب هذا البكاء وتجديد هذا
العزاء مني. فاتتني واحدة من تلك النساء وقالت: يا ويلك
يا هذا! قد هيجت على هذا العبد الصالح احزاناً كامنه في قلبه و
عبرة منكسرة في صدره و ارادت (ان) تخرجني من البيت.
فمنعها الامام. فبينما الامام في بكائه و حنينة على ما ذكرت
له واذا بصبي قد أتى اليه و جلس الى جانبه. وقال: يا ابتاه على
من هذا البكاء؟ ولم هذا العزاء؟ قال: نعم يا بني هذا الرجل
النصراني يذكر انه راء في منامه راس جدك الحسين عليه
السلام و رؤوس اولاده و اهل بيته و رؤوس اخوته و بني
اخيه و نسائه واطفاله يدار بهم من بلد الى بلد و من مكان الى
مكان و من سكة الى سكة فبكى الصبي ولطم على خده وصاح
بأعلى صوته: يا جداه وا حسيناه وا غربتاه وا مظلوماه. يا ليتني
قد قتلت بين يديك يا جداه يا ليتني قد جرعت كاس الردى
دونك؟ يا جداه يا ليتني كنت لك الفداء و روحي لروحك

الوفا۔

واذا بجارية اتت اليه و حملته على صدرها و جلست ناحية عن ابيه من شفقتها عليه. و جعلت تمسح الدم على وجهه و تعزية. فلا يتعزى و تسلية فلا يتسلى. ورايت ايضاً شخصاً كبيراً وقد جلس على البيت من خارج الباب وهو يلطم على خديه ويصيح و يندب بأعلى صوته وا قوماه وا اهلاه وا حسناه وا حسيناه وا جعفراه وا عقيلاه وا حمزتاه و جعل يقوم و يجلس وينتحب و يبكى. قال النصرانى: فرأيت على بن الحسين عليه السلام قد تغيرت احواله. فأمسكت عن الكلام فالتفت الىّ الامام صلوات الله عليه وقال لى: تمم المنام يرحمك الله قلت: يا سيدى و اما ما كان من الجارية الحسناء. فانها اخذت الراس الشريف ووضعته فى حجرها و هى تشمه تارة و تلثمه اخرى والنساء تعزونها على ما اصابها و جرى عليها. واذا بشخص قد اقبل عليهن من صدر البرية وهو جثة بلا راس والدم يجرى من نحره على جميع بدنه. ولما قرب يا سيدى ذلك الشخص من النساء والجارية الحسناء. فقمن على اقدامهن ولطمن على خدودهن و شققن جيوبهن و تصارخن فى وجهه. فاخذت الجارية الحسناء ذلك الراس و رفعته على كلتى يديها واذا بهاتف نسمع صوته ولا نرى شخصه وهو يقول:

يا فاطم الزهراء جئناك بالراس
كالبدر يزهو بجنح الليل للناس
مضمخ شيبه بالدم منحرة
من فعل قوم ملاعين وارجاس
قد قده الشمر بالعضب السنين على
حقد بقلب مشوم جاسر قاس

يقول:

يا ام قدى للجيوب ثرى
يزيدهم هدمت يمناه اضراس

ثم اتت بالراس الشريف الى ذلك الجسد المبارك الذى هو من غير راس. فركبته فاستوى بقدرة الله تعالى و قام على اقدامه فاعتنقته واعتنقها فسقطا الى الارض مغشياً عليهما فلما افاقا من غشوتهما جعلت تمسح الدم من منحره و جميع بدنه وانشات تقول:

يا راس يا راس قد جددت احزانى
لما جرى لك يا روحى و جثمانى
ايا قتيلاً بلا ذنب ولا سبب
و يا غريباً بعيد الدار مهتانى
والجن والانس قد ناحت لمصرعكم
مصابكم احرق الاحشاء نيرانى

قال: ثم انها صلوات الله عليها نادت: السلام عليك يا ولدى
السلام عليك يا قرة عينى ويا ثمرة فوأدى ويا حبيب قلبى
وجعلت تأخذ الدم من نحره الشريف و تصبغ به جبينها
وناصيتها و مفرق راسها. و تقول: هكذا القى ربى يوم القيامة
وانا مخضبة بدمك يا ولدى يا حسين. قال النصرانى: فدنوت
من النساء و اشرت الى جارية سوداء. فأتت الى فقلت لها:
بالله عليك يا جارية اخبرينى عن هذا المصاب. فقد اذاب
قلبى و احرق فوأدى و شب نكرانى. فقالت لى يا ويلك انت
نائم ام يقظان؟ وان خبر هذا المصاب فى أهوال بلغت الى
عنان السماء و الى اسفل ارضين السفلى و تضعضعت منها
الاطوار و تفتت منها الاكباد و بكى لها الانس والجان والحور
والولدان والملائكة فى السماء والجنة والنار والطيور على
الاشجار والحيتان فى البحار والحجار والاثمار. فقلت لها انا
رجل ذمى مغمور فى غمرات النصارى ولم اعلم بذلك. لكن
اخبرينى لمن هذه الخيل والعسكر وعن هذا الرووس
المشهورة وعن هذه النساء والاطفال المحملين على الجمال
المربقين بالاحبال وهم فى اذل الاحوال و عن الراس الذى
يتكلم من غير جثة وعن جسد الذى يمشى بغير راس و عن
الجارية التى ركبت الراس على الجسد فقالت: يا ويلك اما
الخيل والعسكر فهى لعبيدالله بن زياد لعين اهل السمأوات

والارض واما الرووس المشهورة على الرماح فهى اولاد
الحسين عليه السلام و اخوته و بنى عمه والنساء والاطفال
له. واما الراس الذى يتكلم بغير جثة فهو راس الحسين بن
على بن ابى طالب عليهم السلام و هذا الجسد الذى يمشى بغير
راس فهو جسده الشريف و هذه الامراة الكئيبة الحزينة امه
فاطمة الزهراء و بنت اشرف الانبياء. فقلت لها: اقسمت
عليك بالله الا ما اعتذرت لى منها والتمست لى منها بان تاذن
لى ان اصل الى هذا الشخص الربانى. فاسلم على يديه و اهتدى
بنوره فاستأذنت لى. فجئت اليه و كببت على قدميه و اسلمت
على يديه و تشرفت بنور طلعته و جئت اليك اجدد اسلامى
على يديك واتمسك بولايتك و ولاية آبائك الطاهرين و اولى
الامر وليكم و اعادى عدوكم و افرح لفرحكم و احزن
لحزنكم. والسلام عليك ورحمة الله وبركاته[1]

متاخرین (علماء) کی بعض جمع کردہ کتب میں امام علی بن حسین علیہما السلام سے یہ
الفاظ مروی ہیں کہ ایک دن آپؑ کے سامنے آب و طعام لایا گیا پس آپؑ
نے اپنے والد گرامی امام حسین علیہ السلام کی کربلا میں بھوک اور پیاس کو یاد کیا تو
آنسو بہنے لگے اور شدید گریہ کیا حتی کہ گریہ کی وجہ سے آپ کے کپڑے

[1] دارالسلام فیما یتعلق بالرویاء والمنام الحاج میرزا حسین النوری الطبرسی جلد دوم صفحہ 146
مطبوعہ موسسۃ التاریخ العربی بیروت لبنان

بھیگ گئے اور آپ اپنے والد گرامی امام حسین علیہ السلام پر شدید محبت کا اظہار کر
رہے تھے۔ پھر آپ نے سامنے سے طعام کو اٹھا لینے کا حکم دیا کہ اسی لمحے
ایک نصرانی شخص داخل ہوا اور آپؑ پر سلام کیا پس نصرانی نے کہا: اے رسول
اللہ کے بیٹے! اپنا ہاتھ بڑھایئے (اس نے کہا) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول
ہیں اور حضرت علیؑ مومنوں کے امیر، اللہ کے ولی اور اس کی خلق پر اس کی
حجت ہیں اور بے شک اے میرے سردار! آپ اس کی خلق پر اس کی حجت
ہیں اور حق آپ میں ہے، آپ کے ساتھ ہے اور آپ ہی کی طرف ہے۔

امام علی بن حسین علیہما السلام نے فرمایا! ایسا کیا ہوا کہ جس سے تم اپنے دین، اپنے
مذہب، اپنے آباواجداد کی فطرت اور اپنے ساتھیوں کی ملت سے نکل آئے؟
اس نے کہا: اے میرے سردار اور میرے مولا! یہ اس خواب کی وجہ سے
ہے جو میں نے دیکھا۔

امام علی بن حسین علیہما السلام نے اس سے فرمایا: اے میرے نصرانی بھائی! تم نے
کیسا خواب دیکھا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے سردار! میں نے دیکھا کہ
میں اپنے کچھ بھائیوں سے ملنے گھر سے نکلا تو میں راستہ بھول گیا اور میرا
دماغ چکرا گیا اور میرے سامنے راستہ گم ہو گیا اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ میرا
منہ کس طرف ہے؟ میں ابھی اسی فکر میں مبتلا تھا کہ میرے پیچھے چیخیں ہی
چیخیں اور تکبیر اور تہلیل کی آوازیں بلند تھیں پس میں پیچھے متوجہ ہوا تو وہاں
گھوڑے، لشکر، میڈیا اور سروں پر سر نیزوں پہ بلند ہیں اور گھوڑوں اور لشکر

کے پیچھے دبلے اونٹ ہیں جن پر مسلبات عورتیں اور قابل اعتماد بچے سوار
ہیں اور گھر نما محمل ہیں اور ان عورتوں اور بچوں کے درمیان ایک جوان
بھدے اونٹ پر سوار ہے اور وہ (اونٹ) نقصان دہ اور ڈرا ہوا ہے جبکہ اس
(شخص) کے ہاتھ پس گردن لوہے کے زنجیر سے بندھے ہوئے ہیں، اس کی
رانوں سے خون جاری ہے، اس کے رخسار خون آلود ہیں اور وہ اے میرے
سردار علی بن حسینؑ آپ تھے اور ان عورتوں اور بچوں میں سب اپنے چہرے
اور رخسار پیٹ رہے تھے اور ان کی آوازیں بلند تھیں اور کہتے تھے:
وامحمداہ. وا علیاہ. وا فاطمتاہ. وا حسناہ. وا حسیناہ، وا قتل
ہونے والے، وا ذبح ہونے والے، وا غریباہ، وا در بدر پھرائے جانے
والے، وا کرباہ۔

ان مستورات کو دیکھ کر میرا دل غمزدہ اور چور چور ہو گیا اور میری آنکھیں
رونے لگیں، مجھے ان پر ترس آیا اور میں ان کے رونے سے رونے لگا اور ان
کی قید سے قید ہو گیا۔ پس جب وہ چل رہے تھے تو ان کے درمیان ایک
سفید گنبد تھا جیسے سورج چمک رہا ہو اور قفل کے سامنے تین مستورات تھیں
پس جب انہوں نے سفید گنبد کو دیکھا تو وہ اونٹ کے سامنے زمین پر گر گئیں
اور ان کے سر خاک آلود ہو گئے اور انہوں نے چہروں پر پیٹا اور کہتی تھیں: وا
حسناہ. وا حسیناہ، وا غریبی، وا در بدر پھرنا، وا مددگار کم ہونا۔

پس ان کے پیچھے داڑھی والا اور نیلی آنکھوں والا آدمی تھا جس نے ان کو مارا
اور ان کو زبردستی سوار کیا۔ اے میرے سید و سردا! میں نے دیکھا اور مجھے لگا
کہ ان میں سے ایک عمر میںؑ بڑی ہے اس کے ماسک کے نیچے سے شدید

خون ٹپک رہا ہے اور اس کا حزن اسے ہی معلوم ہے اور اے میرے سردار!
سواروں کے آگے ایک سر تھا جس سے ایسا نور ساطع تھا جو سورج اور چاند کی
شعاعوں پر غالب تھا اور جب وہ لوگ سفید گنبد کے قریب ہوئے۔ پس!
جس شخص نے اس سر اقدس کو اٹھایا ہوا تھا وہ رک گیا تو وہ اسے ڈانٹنے لگے
اور اس کے ساتھی اسے مارنے لگے اور اس سے سر لے لیا اور اس سے کہنے
لگے: اے لوگوں کی کھانسی! تو اسے اٹھانے سے عاجز ہے؟ اس نے کہا:
لیکن کوئی مرد راستے میں میری مدد کو نہیں آیا۔ پس انہوں نے اسے مارا اور
اس سے سر لے کر دوسرے شخص کو دے دیا پس وہ بھی اسی طرح رک گیا تو
انہوں نے اس سے بھی لے لیا اور اس طرح تیس آدمیوں کے ساتھ ہوا اور
اللہ جانتا ہے اے میرے سردار! ان میں سے کوئی آدمی نہیں تھا جو راستے
میں اس کی مدد کر پاتا۔ انہوں نے اس بات کی خبر قوم کے امیر کو دی تو وہ
نیچے اترا اور باقی لوگ بھی نیچے اترے اور انہوں نے اس شخص کو تیس ہاتھ
کے روشن خیمے سے مارا اور قوم کا امیر خیمہ کے درمیان بیٹھ گیا جبکہ باقی اس
کے اردگرد بیٹھ گئے اور ان مستورات اور بچوں کو لایا گیا اور ان کو بغیر چٹائی
اور بغیر فرش کے زمین پر پھینک دیا گیا کہ سورج ان کو جلا رہا تھا اور گرم ہوا
ان کے چہروں کو جھلسا رہی تھی، انہوں نے ان مستورات اور بچوں کے
سامنے جان بوجھ کر ان نیزوں کو کھڑا کیا جن کے اوپر سر تھے تاکہ ان کے
خیالات کو بدلا جائے اور ان کے دلوں کی تکلیف زیادہ کی جائے اور ان کی
زندگیاں ختم کی جائیں۔

نصرانی نے کہا: اے میرے سید و سردار! میں نے اس پر شدید جزع فزع کیا

اور اپنا چہرہ پیٹا، اپنا پہلو زخمی کر لیا اور کپڑے پھاڑ ڈالے اور میں ان
مستورات اور بچوں کے ساتھ بیٹھ گیا جبکہ میرا دل غمگین اور آنکھیں آنسو بہا
رہی تھیں اور جس نیزے پر سر اقدس تھا وہ سفید گنبد کی طرف جھکا اور خشک
زبان سے بول کر کہا: اے میرے بابا اے امیر المومنین! میں آپ کو اپنی
مصیبت سناتا ہوں جو ہم پر قتل اور ذبح کی وجہ سے جاری ہے، اے میرے
بابا! اللہ کی قسم مجھے پیاسا قتل کیا گیا، مجھے غریبی کے عالم میں قتل کیا گیا اور
ایسے ذبح کیا گیا جیسے دنبے کو ذبح کرتے ہیں، اے بابا اے امیر المومنین!
میرا جسم گھوڑوں کے سموں سے روندا گیا، اے بابا! میرے بچے کو ذبح کر دیا
گیا، میرے اھل وعیال کی توہین کی گئی اور میرے حال پر رحم نہ کیا گیا

اور میں نے سنا وہ سر اقدس اللہ کی توحید بیان کر رہا تھا اور قرآن کی آیات
تلاوت کر رہا تھا پس میرا غم بڑھ گیا اور میں نے دل میں کہا: یہ جس شخص کا
سر اقدس ہے اس کی اللہ کے نزدیک بڑی شان اور بڑا مرتبہ ہے، میرے
دل میں اس کی محبت اور ولایت آ گئی اور میں اپنے دل میں اسلام اور کفر
کے درمیان فکر کرنے لگا جبکہ مستورات چیخ و پکار کر رہی تھیں اور اپنے قدموں
پر کھڑے ہو کر سفید قبہ پر نظریں جمائے ہوئے تھیں پس میں کھڑا ہوا اور غور
سے دیکھا کہ (کچھ) مستورات اس قبہ سے باہر آئیں تو ان کے آگے ایک
خوبصورت جاریہ تھی اس کے ہاتھ میں خون آلود کپڑے تھے اور اس کے
بال پراگندہ تھے اور دامن پھٹا ہوا تھا اور پہلو زخمی تھا اور رخسار خون آلود تھے
اور وہ پریشانی کے عالم میں انبیاء کو اور اپنے بابا رسول اللہؐ کو اور امیر المومنینؑ کو
دکھے دل سے مدد کے لیے پکار رہی تھی اور غم سے چور تھی، اس نے چیخ ماری

اور بلند آواز سے پکارا:

اے میرے بیٹے، اے جگر کے ٹکڑے، ہائے میرے دل کے پیارے، ہائے ذبح ہونے والے، ہائے قتل ہونے والے، ہائے غریب، ہائے عباس، ہائے پیاس۔

اور اے میرے سردار! جب وہ جاریہ ان سروں اور بچوں کے پاس گئی اس پر کافی وقت غشی طاری ہوگئی جب وہ ہوش میں آئی تو سر شریف کی طرف آنکھیں جمالیں پس جس نیزے پر وہ سر تھا اللہ کی قدرت سے جھک گیا اور جاریہ کے (پاس) پتھر میں گر گیا، اس نے اسے اٹھایا اپنے سینے سے لگایا، گلے سے لگایا، بوسہ دیا اور کہا: اے میرے بیٹے! انہوں نے تجھے قتل کیا وہ تمہیں جانتے نہیں تھے اور تمہارے باپ اور جد سے واقف نہ تھے؟ ان پر لعنت ہو جنہوں نے تمہارا پانی بند کیا، تمہارے دل کو دکھایا اور تمہارے ذبح کرنے کی تشہیر کی، اے میرے بیٹے اے حسین! وہ کون ہے جس نے تمہارا سر جدا کیا؟ وہ کون ہے جس نے تمہارے سینے کو کچل ڈالا اور اس پر خوش ہوا اور تمہاری قوت کو کم کیا؟ وہ کون ہے اے ابا عبداللہ! جس نے تمہارے اہل وعیال کی توہین کی، تمہارا مال لوٹا اور وہ کون ہے جس نے تمہیں اور تمہارے بچوں کو ذبح کیا؟ انہیں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی حرمت کی خلاف ورزی کرنے پر کس نے راضی کیا؟!

راوی کہتا ہے کہ جب امام علی بن حسین علیہما السلام نے جاریہ کے پتھر میں سرِ اقدس گرنے والی بات سنی تو آپؑ سیدھے کھڑے ہو گئے اور اپنا چہرہ گھر کی دیوار سے مار دیا جس سے ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور سر زخمی ہو گیا اور خون سینے پر

بہنے لگا اور شدید حزن و بکا کی وجہ سے آپؑ بے ہوش ہو گئے۔

پھر جب آپؑ کو ہوش آیا تو آپؑ نے بلند آواز سے چیخ ماری جسے اہل مدینہ نے سنا مدینہ والے ایسے آئے جیسے سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی ہو پس آپ کی عورتیں اور بیٹیاں اور آپ کی اہل بیت سب وہاں آگئیں اور وہ جلدی میں ٹھوکریں کھا کر پہنچیں جب انہوں نے امام علی بن حسینؑ سے زوردار چیخ سنی اور ہم نے آپ کو مستقل طور پر روتے اور عزاء قائم کرتے ہوئے دیکھا پس وہ آپ کے سامنے چیخ رہی تھیں اور آپ کے گریہ کی وجہ سے گریہ و بکا کر رہی تھیں اور آپ کے نوحے کی وجہ سے نوحہ کر رہی تھیں۔

نصرانی نے کہا: میں نے خیال کیا کہ ان عورتوں کے گریہ و بکا اور تجدید عزاء کی وجہ میں بنا ہوں۔ پس ان میں سے ایک عورت میرے پاس آئی اور کہا: افسوس ہے کہ وہ تم ہو؟ تم نے نیک بندے کا دل دکھایا اور غمزدہ کیا اور اس کے سینے کو تنگ کیا اور اس نے ارادہ کیا کہ مجھے گھر سے نکال دے تو امامؑ نے منع کر دیا۔ امامؑ اسی غم کی کیفیت میں تھے جو میں نے ان سے ذکر کیا تھا کہ ایک بچہ آپ کی طرف آیا اور ایک طرف بیٹھ گیا اور کہا: اے بابا جان! یہ گریہ و بکا اس شخص کی وجہ سے ہے اور کس کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میرے بچے یہ نصرانی شخص نے اپنے خواب کا ذکر کیا جو اس نے دیکھا کہ تمہارے جد حسینؑ کا سر اور ان کی اولاد اور اہل بیت کے سر اور ان کے بھائیوں کے سروں کو اور بھائیوں کے بیٹوں اور عورتوں اور آپ کے بچوں کو شہر سے شہر، مکان سے مکان اور قریہ سے قریہ پھرایا گیا پس بچہ رونے لگا اور رخساروں پر پیٹنے لگا اور زور سے چیخنے لگا: یا جداہ! واحسیناہ. واغربتاہ.

وا مظلوماہ، اے کاش میں آپ کے ساتھ قتل ہوتا اے میرے جد، اے کاش میں آپ کے بغیر زندہ کیوں ہوں؟ اے میرے جد! کاش میں آپ پر فدا ہوتا اور میری روح آپ کی روح کے لیے بدلہ ہوتی۔

پس ایک جاریہ آئی اور بچے کو اٹھا کے سینے سے لگایا اور میں اس بچے پر اس کی شفقت دیکھ کر بیٹھ گیا اور اس کے چہرے سے خون مل لیا اور اسے تعزیت کی جو کچھ بھی نہیں اور اسے تسلی دی جو کچھ بھی نہیں اور میں نے ایک بڑے شخص کو دیکھا جو گھر کے خارجی دروازے پر بیٹھا تھا اور وہ اپنے رخساروں پر پیٹ رہا تھا اور بلند آواز سے ندبہ کر رہا تھا:

وا قوماہ وا اھلاہ وا حسناہ وا حسیناہ وا جعفراہ وا عقیلاہ وا حمزتاہ اور وہ اٹھتا اور بیٹھتا تھا اور ندبہ اور گریہ کرتا تھا۔

نصرانی نے کہا: میں نے امام علی بن حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کی حالت میں تغیر آ گیا ہے تو میں خاموش ہو گیا، آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے کہا: اللہ تم پر رحم کرے اپنا خواب مکمل کرو۔ میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! وہ جو خوبصورت جاریہ تھی اس نے سر اقدس کو لیا اور اسے اپنے حجرے میں رکھا۔ وھی تشمہ تارۃ و تلثمہ أخری۔۔۔ اور عورتیں اس کی مصیبت پر اس سے تعزیت کر رہی تھیں۔ ایک شخص اپنے لوگوں کے درمیان سے ان کی طرف آگے آیا جو کہ سر کے بغیر ایک جسد تھا اور اس کی گردن سے تمام جسم پر خون جاری تھا اور جب یہ شخص عورتوں اور خوبصورت جاریہ سے قریب ہوا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنے رخسار پیٹنے لگیں اور اپنے گریبان چاک کر دیئے اور اس کے سامنے زور سے چیخنے لگیں پس خوبصورت جاریہ

نے اس سر کو اٹھا لیا اور اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اس وقت ہم نے ہاتف کی آواز سنی جبکہ کوئی نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا:

يا فاطم الزهراء جئناك بالراس
كالبدر يزهو بجنح الليل للناس
مضمخ شيبه بالدم منحرة
من فعل قوم ملاعين وارجاس
قد قده الشمر بالعضب السنين على
حقد بقلب مشوم جاسر قاس

يقول:

يا ام قدی للجيوب ثرى
يزيدهم هدمت بمناه اضراس

پھر وہ سر اقدس کو اس جسد مبارک کی طرف لے آئی جو سر کے بغیر تھا اور اس کی گردن پر ملا کر رکھا تو اللہ کی قدرت سے اس پر قائم ہو گیا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا تو اس نے اسے گلے لگا لیا اور جب گلے لگایا تو دونوں غش کھا کر زمین پر گر پڑے پھر جب غشی سے افاقہ ہوا تو اس نے اس کی گردن سے اور پورے جسم سے خون کا مسح کیا اور اشعار کہے:

يا راس يا راس قد جددت احزاني
لما جرى لك يا روحي و جثماني
ايا قتيلاً بلا ذنب ولا سبب
و يا غريباً بعيد الدار مهتاني

والجن والانس قد ناحت لمصرعکم
مصابکم احرق الاحشاء نیرانی

نصرانی نے کہا: پھر اس نے ندا دی: اے میرے بیٹے تم پر سلام ہو، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم پر سلام ہو، اے میرے میوہ جگر اور اے میرے دل کے پیارے اور اس کی گردن شریف سے خون لے کر اپنی پیشانی پر لگایا کہ اس کا رنگ بدل گیا اور اپنے بال خضاب کر لیے اور کہا: میں قیامت کے دن اسی طرح اپنے رب سے ملاقات کروں گی کہ اے میرے بیٹے حسین تمہارا خون میرے اوپر ملا ہوا ہے۔

نصرانی نے کہا: میں ان عورتوں سے چلا گیا اور ایک سوداء جاریہ کو اشارہ کیا تو وہ میری طرف آ گئی، میں نے اسے کہا: تمہیں خدا کی قسم اے جاریہ! مجھے ان مصیبتوں کے بارے بتاؤ کہ اس نے میرا دل پگھلا دیا، میرا سینہ چیر دیا اور شب نیرانی کر دی۔ اس نے مجھے کہا: افسوس ہے تم پر کہ تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ اور ان مصائب کی خبر آسمان کی بلندیوں سے زمین کی گہرائیوں تک پہنچ چکی، اس سے اطوار کمزور ہو گئے اور بادیاں ٹوٹ گئیں اور اس پر انسان، جن، حوریں، غلمان، آسمان میں ملائکہ، جنت، جہنم، درختوں پر پرندے، سمندروں میں مچھلیاں، پتھر اور پہاڑ (سب) گریہ کرتے ہیں۔

میں نے کہا: میں ذمی شخص ہوں اور نصرانیوں کے سمندروں میں مغمور ہوں اور اس بارے کچھ نہیں جانتا پس تم مجھے بتاؤ کہ یہ گھوڑے، لشکر، یہ مشہور سر، یہ عورتیں اور بچے، اونٹوں پر سوار رسیوں سے بندھے بچے اور ان کا ذلت آمیز حال، وہ سر جو بغیر جسد کے بولتا ہے اور وہ جسم جو بغیر سر چلتا ہے اور وہ

جاریہ جس نے سر کو جسد پر رکھا یہ سب کیا ہے؟ اس نے کہا: تجھ پر افسوس! یہ گھوڑے اور لشکر عبیداللہ بن زیاد کے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا لعین ہے اور وہ مشہور سر جو نیزوں پر ہیں مولا حسینؑ کی اولاد اور ان کے بھائیوں اور چچا کے بیٹوں کے ہیں اور عورتیں اور بچے بھی انہی کے ہیں اور وہ سر جو بغیر جسد بولتا ہے وہ حسین بن علی بن ابی طالبؑ کا ہے اور وہ جسد جو بغیر سر چلتا ہے انہی کا ہے اور وہ خاتون جو انتہائی غمگین و اداس ہے وہ ان کی والدہ سیدہ فاطمہ الزہراؑ ہیں اور وہ اشرف الانبیاء کی بیٹی ہیں۔

میں نے اس سے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میری طرف سے ان سے معذرت کر اور میری طرف سے ان سے درخوست کر کہ وہ مجھے اس ربانی شخص کے پاس آنے دیں تا کہ میں ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں اور ان کے نور سے ہدایت پا جاوں۔ پس اس نے مجھے اجازت دے دی تو میں ان کے قریب آیا اور ان کے قدموں پر گر گیا اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ان کے نور سے روشنی حاصل کی اور میں آپ کی طرف آیا ہوں کہ اپنے اسلام کی تجدید آپ کے ہاتھوں پر کروں اور آپ کی اور آپ کے طاہر آباء و اجدادؑ کی ولایت سے تمسک کروں اور آپ لوگوں کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھوں اور آپ لوگوں کی خوشی سے خوش ہوں اور آپ لوگوں کے غم سے غم کروں ـــ والسلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

......✱......

باب ۳۹

کوفہ اور دربار ابن زیاد کے حالات کا بیان

جناب فاطمہ بنت الحسین علیہا السلام کا کوفہ میں خطاب

(189) وروى زيد بن موسى قال: حدثني أبي، عن جدي عليهم السلام قال: خطبت فاطمة بنت الحسين بعد أن ردت من كربلا فقالت: الحمد لله عدد الرمل والحصى، وزنة العرش إلى الثرى، أحمده وأؤمن به وأتوكل عليه، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وآله وأن ولده ذبحوا بشط الفرات بغير ذحل ولا ترات اللهم إني أعوذ بك أن أفترى عليك الكذب، وأن أقول عليك خلاف ما أنزلت من أخذ العهود لوصيه علي بن أبي طالب: المسلوب حقه، المقتول من غير ذنب كما قتل ولده بالأمس في بيت من بيوت الله تعالى فيه معشر مسلمة بألسنتهم، تعسا لرؤوسهم ما دفعت عنه ضيما في حياته، ولا عند مماته، حتى قبضته إليك ،محمود النقيبة طيب العريكة، معروف المناقب، مشهور المذاهب، لم يأخذه اللهم فيك لومة لائم ولا عذل عاذل، هديته يا رب للاسلام صغيرا، وحمدت

مناقبه كبيرا، ولم يزل ناصحا لك ولرسولك صلواتك عليه وآله حتى قبضته إليك زاهدا في الدنيا غير حريص عليها راغبا في الآخرة: مجاهدا لك في سبيلك، رضيته فاخترته وهديته إلى صراط مستقيم أما بعد يا أهل الكوفة، يا أهل المكر والغدر والخيلاء، فانا أهل بيت ابتلانا الله بكم، وابتلاكم بنا، فجعل بلاءنا حسنا وجعل علمه عندنا وفهمه لدينا، فنحن عيبة علمه، ووعاء فهمه وحكمته، وحجته في الأرض لبلاده ولعباده، أكرمنا الله بكرامته، وفضلنا بنبيه محمد صلى الله عليه وآله على كثير ممن خلق تفضيلا بينا فكذبتمونا و كفرتمونا، ورأيتم قتالنا حلالا وأموالنا نهبا، كأنا أولاد ترك أو كابل، كما قتلتم جدنا بالأمس، وسيوفكم تقطر من دمائنا أهل البيت، لحقد متقدم، قرت بذلك عيونكم وفرحت قلوبكم، افتراء منكم على الله، ومكرا مكرتم والله خير خير الماكرين، فلا تدعونكم أنفسكم إلى الجذل بما أصبتم من دمائنا، ونالت أيديكم من أموالنا فان ما أصابنا من المصائب الجليلة والرزايا العظيمة، في كتاب من قبل أن نبرأها إن ذلك على الله يسير لكيلا تأسوا على ما فاتكم، ولا تفرحوا بما آتاكم والله لا يحب كل مختال فخور تبا لكم فانتظروا اللعنة والعذاب، وكأن قد حل بكم، وتواترت من السماء نقمات فيسحتكم بما كسبتم، ويذيق بعضكم

بأس بعض، ثم تخلدون فى العذاب الأليم يوم القيامة بما ظلمتمونا ألا لعنة الله على الظالمين ويلكم أتدرون أية يد طاعنتنا منكم، وأية نفس نزعت إلى قتالنا؛ أم بأية رجل مشيتم إلينا تبغون محاربتنا؛ قست قلوبكم. وغلظت أكبادكم، وطبع على أفئدتكم. وختم على سمعكم وبصركم. وسول لكم الشيطان وأملا لكم. وجعل على بصركم غشاوة. فأنتم لا تهتدون تبالكم يا أهل الكوفة أى ترات لرسول الله قبلكم، وذحول له لديكم. بما عندتم بأخيه على بن أبي طالب عليه السلام جدى وبنيه عترة النبيالطاهرين الأخيار وافتخر بذلك مفتخر (كم فقال:) نحن قتلنا علياً وبنى على بسيوف هندية ورماح وسبينا نساءهم سبى ترك ونطحناهم فأى نطاح بفيك أيها القائل الكثكث و (لك) الأثلب افتخرت بقتل قوم زكاهم الله وطهرهم وأذهب عنهم الرجس؛ فاكظم وأقع كما أقعى أبوك. وإنما لكل امرء ما قدمت يداه. حسدتمونا ويلا لكم على ما فضلنا الله عليكم فما ذنبنا أن جاش دهرا بحورنا * وبحرك ساج لا يوارى الدعامصا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم. ومن لم يجعل الله له نورا فماله من نور قال: فارتفعت الأصوات بالبكاء. وقالوا: حسبك يا ابنة الطيبين فقد أحرقت قلوبنا. وأنضجت نحورنا. وأضرمت أجوافنا.

فسكتت، عليها وعلى أبيها وجدتها السلام.①

جناب زید بن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اپنے والدِ بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آبا واجدادؑ سے نقل کیا ہے کہ سیّدہ فاطمہ بنت الحسین سلام اللہ علیہا نے اس وقت خطبہ دیا جب انھیں کربلا سے (کوفہ کی طرف) پلٹایا گیا تو انھوں نے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ میں اُس کی اس قدر حمد وستائش بیان کرتی ہوں جس قدر ریت کے ذرّات اور سنگریزے ہیں اور وزن میں جتنی عرش سے فرش تک تمام اشیاء ہیں۔ مَیں اُس کی حمد بیان کرتی ہوں اور اُس کی ذات پر ایمان رکھتی ہوں اور اُسی پر توکل رکھتی ہوں اور مَیں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کو کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اور انؐ کی اولاد کو دریائے فرات پر بے جرم و بے خطا ذبح کر دیا گیا۔

اے پروردگارا! میں تیری پناہ مانگتی ہوں اس امر سے کہ تجھ پر جھوٹ اور بہتان باندھوں اور مَیں اس کے خلاف کوئی بات کہوں جو تُو نے اپنے نبیؐ پر وحی کی کہ لوگوں سے حضرت علی بن ابی طالبؑ کے لیے بیعت لیں اور انھیں اپنا وصی و جانشین قرار دیں۔ وہ علیؑ جن کا حق غصب کیا گیا اور ان کو اسی طرح اللہ کے گھر (مسجد) میں بے گناہ شہید کیا گیا جس طرح کل ان کی

① الاحتجاج للطبرسی: جلد دوم، صفحہ 23؛ مقتل الحسین عبدالرزاق المقرم: صفحہ 415؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 348؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 271؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 110

اولادِ اطہارؑ کو بے گناہ شہید کیا گیا ہے اور ان کا قاتل ایسا گروہ ہے جو زبانوں سے تو اسلام اور مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں لیکن ان کے دلوں میں کفر چھپا بیٹھا ہے اور بے شک تُو نے ظالموں کو ان کے خلاف اپنی من مانی کرنے کا موقع دیتے ہوئے ان ہستیوں کی زندگی میں اور نہ ہی موت کے وقت انھیں اس ظلم سے نجات دی یہاں تک کہ وہ اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوکر اللہ کی بارگاہ میں چلے گئے کہ ان کی ذات میں تمام محاسن موجود تھے اور ان کا مزاج پاک و پاکیزہ تھا، اور دنیا میں ہر طرف ان کے فضائل و مناقب کا طوطی بول رہا تھا اور ان کے افکار ونظریات کو شہرت حاصل ہوچکی تھی، اور انھیں اللہ کی اطاعت وعبودیت میں ہرگز کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ تھی اور نہ ہی کوئی انھیں ان کے مصمم ارادوں سے روک سکا۔

اے اللہ! تُو نے بچپن میں انھیں اسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور جب وہ بڑے ہوئے تو ان کے فضائل ومناقب کے ذریعے ان کی توصیف وستائش کی۔ وہ ہمیشہ تیری اور تیرے رسولؐ کی خوشنودی کی خاطر انسانوں کو مخلصانہ وعظ ونصیحت کرتے رہے۔ وہ دنیا سے بالکل کنارہ کش تھے، اس کے حریص نہ تھے، وہ آخرت کے مشتاق تھے، وہ تیری راہ میں جہاد کرنے والے اور دشمنوں سے برسرِ پیکار رہنے والے تھے۔ بے شک! تو اُن سے راضی ہوگیا اور ان کو منتخب کیا اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھا۔

امابعد! اے کوفہ والو! اے مکر وفریب اور تکبر کرنے والو! بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم اہلِ بیتؑ کو تمھارے ذریعے اور تمھیں ہم اہلِ بیتؑ کے

ذریعے آزمایا، اور اللہ نے ہمیں اس آزمائش میں کامیاب فرمایا اور اس نے ہمیں اپنے علم وفیض سے نوازا۔ پس! ہم اس کے علم کے امین، اُس کی فہم حکمت کے خزانے اور زمین میں اُس کے بندوں پر حجت ہیں۔ اللہ نے ہم اہلِ بیتؑ کو اپنی عزت وکرامت سے نوازا اور ہمیں حضرت محمد ﷺ کے ذریعے اپنی مخلوق پر فضیلت وشرف عطا کیا لیکن تم لوگوں نے ہمیں جھٹلایا اور ہماری تکفیر کی اور ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے اموال کو مالِ غنیمت میں لوٹنے کو حلال اور جائز سمجھا۔ گویا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اولاد نہیں بلکہ ترک یا کابل کے کفار کی اولاد ہیں۔

جیسا کہ تم نے کل ہمارے جدِ بزرگوار (حضرت علیؑ) کو بھی اسی طرح شہید کیا تھا اور ابھی تک پرانے کینہ وبُغض کی وجہ سے ہم اہلِ بیتؑ کا خون تمھاری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ تم نے ہمارا خون بہا کر اور مال واسباب لوٹ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو سُرور پہنچایا۔ بے شک تم نے خدا پر بہتان باندھا اور ہم سے نہیں بلکہ خدا سے مکر وفریب کیا ہے اور بے شک خدا بہترین خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔ لہٰذا ہمارا ناحق خون بہا کر اور مال واسباب لوٹ کر خوش نہ ہونا کیونکہ ہم پر ظلم وستم کے جو پہاڑ ٹوٹے ہیں، وہ خدا کی کتاب (لوحِ محفوظ) میں پہلے سے تحریر تھے۔ خدا کے لیے یہ امر آسان ہے تاکہ تم سے جو چیز چھن جائے اس پر کفِ افسوس نہ ملو اور جو تمھارے ہاتھ لگ جائے اس پر خوش نہ ہو۔ بے شک! اللہ تعالیٰ متکبر اور فخر ومباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اے کوفہ والو! تمھارے لیے ہلاکت وافسوس کا مقام ہے، لہٰذا اب خدا کی

لعنت اور عذاب کا انتظار کرو کیونکہ بہت جلد تم پر عذابِ خداوندی نازل ہوگا جو تمھیں تمھاری بداعمالیوں پر عذاب سے دوچار کرے گا اور تم آپس میں ایک دوسرے کو مارو گے۔ اس کے بعد تمھیں قیامت کے دن اس ظلم و جور کی پاداش میں ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا کرے گا جو ظلم کے پہاڑ تم نے ہم پر توڑے ہیں۔ آگاہ رہو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

تم پر وائے ہو! کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کن ہاتھوں سے ہم پر ظلم و ستم کیا؟ اور تم کس حوصلہ کے ساتھ ہم سے جنگ کرنے کے لیے آئے؟ یا تم کن قدموں سے چل کر ہمارے مقابلے پر آئے؟ تمھارے دل سخت ہو چکے ہیں اور تمھارے جگر پتھر بن چکے ہیں۔ خدا نے تمھارے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مُہریں لگا کر تمھیں سوجھ بوجھ سے بے بہرہ اور آنکھوں سے نابینا اور کانوں سے بہرہ کر دیا ہے اور شیطان تم پر ہر طرف سے مسلط ہو کر تمھیں جھوٹی اُمیدوں کا فریب دے چکا ہے اور اُس نے تمھاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے تم راہِ راست پر نہیں آسکتے ہو۔

اے کوفہ والو! تم برباد ہو جاؤ۔ رسولؐ اللہ نے تمھارا کیا قصور کیا تھا جس کی پاداش میں تم نے میرے داداؑ اور رسولؐ اللہ کے بھائی حضرت علی بن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد اور رسولؐ اللہ کی طیب و طاہر اور نیکوکار اولاد سے دشمنی کرتے ہوئے انتقام لیا اور تم میں سے بعض نے ان بداعمالیوں اور مظالم پر فخر کرتے ہوئے کہا:

نحن قتلنا عليًّا وبنی عليًّا
بِسيوف هندية ورماح

وسبينا نساءهم سبي ترك
ونطحناهم فأي نطاح

”ہم نے علیؑ اور اولادِ علیؑ کو ہندی تلواروں اور نیزوں سے قتل کیا ہے اور ہم نے ان کی عورتوں کو ترکی کے قیدیوں کی طرح اسیر بنایا اور ہم نے ان سے خوب مقابلہ کیا“۔

ان اشعار کے کہنے والے کے منہ میں خاک ہو! تم نے اُن لوگوں کے قتل پر فخر و مباہات کیا جن کو اللہ نے پاک رکھا اور ان سے ہر قسم کی نجاست کو دُور رکھا۔ پس! خاموش ہو جاؤ اور اپنے باپ کی طرح ذلّت و رُسوائی سے بیٹھے رہو اور ہر شخص کو اس کا بدلہ ملے گا جو عمل وہ سرانجام دے کر اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجتا ہے۔

تم پر وائے ہو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو فضائل عطا فرمائے ہیں تم نے ان کی وجہ سے ہم پر حسد کیا حالانکہ یہ تو فضل خداوندی ہے اور وہ جسے چاہتا ہے فضیلت سے مالا مال کرتا ہے اور وہ بڑے فضل و کرم کا مالک ہے اور جسے اللہ اپنے نُور سے محروم کر دے اس کو کہیں سے کوئی روشنی نہیں مل سکتی۔

جب سیّدہ فاطمہ بنت حسین سلام اللہ علیہا کا کلام یہاں تک پہنچا تو چاروں طرف سے گریہ اور آہ و فغاں کی آوازیں بلند ہوئیں اور لوگوں نے کہا: اے پاک و طاہر افراد کی بیٹی! بس کیجیے۔ آپؑ کی گفتگو نے ہمارے دلوں کو جلا کر رکھ دیا ہے اور ان باتوں نے ہمارے اندر آگ کے شعلے بھڑکا دیئے ہیں۔ پھر آپؑ خاموش ہو گئیں۔ سلام ہو آپؑ پر اور آپؑ کے باپؑ پر اور آپؑ کے جدؐ پر۔

آقا و مولا امام حسینؑ کا سرِ اقدس ابن زیادؒ کے دربار میں

(190) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه قال: أقبل سنان حتى أدخل رأس الحسين بن علي عليهما السلام على عبيد الله بن زياد وهو يقول:

إملأ رِكَابِي فِضَّةً وَذَهَبًا إِنِّي قتلتُ الملك المحجّبًا

قتلتُ خير النَّاس أُمًّا وَابًا وَخَيرُهُ إِذْ ينسُبونَ نسبًا

فقال له عبيد الله بن زياد: ويحك، فإن علمت أنه خير الناس أبا واما لم قتلته إذا؛ فأمر به فضربت عنقه وعجل الله بروحه إلى النار.①

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 125؛ مجلس 30، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 322، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 171، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 344؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 206؛ مقتل لہوف سیّد علی ابن طاؤس: صفحہ 115

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: جب سنان لعین امام حسین علیہ السلام کا سرِ اقدس لے کر عبیداللہ بن زیادؒ کے پاس گیا تو اُس نے یہ اشعار کہے:

إملأ رِكَابِي فِضَّةً وَذَهَبًا

إِنِّي قتلتُ الملك المحجّبًا

قتلتُ خير النَّاس أُمًّا وَابًا

وَخَيرُهُ إِذْ ينسُبونَ نسبًا

"میری رکاب سونے اور چاندی سے بھر دو۔ میں نے ایک بلند مرتبہ بادشاہ کو قتل کیا ہے۔ میں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے اور جب بھی حسب ونسب کی بات ہوگی تو وہ سب سے بہتر حسب ونسب کا مالک ہے"۔

یہ سن کر ابن زیادؒ نے اس سے کہا: تم برباد ہو جاؤ! اگر تم جانتے تھے کہ وہ ماں اور باپ کے اعتبار سے لوگوں سے بہتر ہے تو تم نے اسے قتل کیوں کیا؟ پھر حکم دیا کہ اس کی گردن اس کے جسم سے الگ کردی جائے۔ پس! اسی وقت اس ملعون کو جہنم پہنچا دیا گیا۔

اہلِ بیت علیہم السلام دربارِ ابن زیادؒ میں

(191) محمد بن عمر البغدادي، الحافظ، عن الحسن بن عثمان بن زياد التستري من كتابه، عن إبراهيم بن عبيد الله بن موسى بن يونس ابن أبي إسحاق السبيعي قاضي بلخ قال: حدثتني مريسة بنت موسى بن يونس ابن أبي إسحاق وكانت عمتي

قالت: حدثتني صفية بنت يونس بن أبي إسحاق الهمدانية وكانت عمتي قالت: حدثتني بهجة بنت الحارث بن عبد الله التغلبي، عن خالها عبد الله بن منصور، وكان رضيعا لبعض ولد زيد بن علي قال: سألت جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين فقلت: حدثني عن مقتل ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام قال: أرسل ابن زياد قاصدا إلى أم كلثوم بنت الحسين عليه السلام فقال لها: الحمد لله الذي قتل رجالكم فكيف ترون ما فعل بكم؟ فقالت: يا ابن زياد لئن قرت عينك بقتل الحسين فطال ما قرت عين جده صلى الله عليه وآله به، وكان يقبله ويلثم شفتيه، ويضعه على عاتقه. يا ابن زياد أعد لجده جوابا فإنه خصمك غدا.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: (جب اسیران اہلِ بیتؑ کو دربار ابن زیاد میں پیش کیا گیا تو) ابن زیادؒ نے سیدہ اُمِ کلثوم بنت الحسینؑ[2] کی طرف قاصد بھیجا اور کہا: خداوند کی ذات حمد وثناء کے لائق ہے کہ جس نے تمھارے مردوں کو قتل کیا، جو کچھ اللہ نے تمھارے ساتھ کیا ہے تم نے اسے

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 125، مجلس 30، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 322، حدیث 1؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 172، حدیث 1؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اول، صفحہ 345؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 206

[2] ممکن ہے یہاں پر کتابت کی غلطی ہو لہٰذا ظاہراً یہاں پر ''اُخت الحسینؑ'' ہونا چاہیے تھا۔

کیسے پایا اور تم اللہ کی تقدیر کو اپنے معاملے میں کس طرح دیکھتے ہو؟

جنابِ اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا نے ابن زیادؒ کی گستاخانہ گفتگو سنی تو ابن زیادؒ سے فرمایا: اے ابن زیادؒ! اگر قتلِ حسینؑ سے تیری آنکھیں ٹھنڈی اور روشن ہوئی ہیں تو تُو ہمارے نانا بزرگوارؐ کی اتباع کے دائرے سے خارج ہو گیا ہے اور تُو نے ہمارے جدِ امجدؐ کی مخالفت کی ہے کیونکہ ہمارے نانا بزرگوارؐ جب اپنے اس شہزادے کو دیکھتے تھے تو ان کی آنکھیں روشن ہو جاتی تھیں اور چہرۂ مبارک روشن ہو جاتا تھا اور آپؐ اپنے حسینؑ کو مسلسل چومتے رہتے تھے اور آنحضرتؐ اپنے اس شہزادے کے لب ہائے مبارک کو چومتے تھے اور انھیں اپنے مبارک کندھوں پر سوار کرتے تھے۔

اے ابن زیادؒ! تُو نے رسولؐ اللہ کے فرزندؑ کو قتل کیا ہے، کل قیامت کے دن ان کے دربار میں تیری پیشی ہو گی تو یہ بتا کہ تُو کل کیا جواب دے گا؟

قتل امام حسینؑ کی خوشی میں کوفہ کی چار مساجد کی تجدید

(192) محمد بن يحيى، عن الحسن بن علي بن عبد الله، عن عبيس بن هشام، عن سالم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: جددت أربعة مساجد بالكوفة فرحا لقتل الحسين عليه السلام: مسجد الأشعث، ومسجد جرير، ومسجد سماك، ومسجد شبث ابن ربعي.[1]

[1] تہذیب الاحکام: جلد سوم، صفحہ 250، حدیث 3826؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 189، حدیث 35؛ الکافی کلینی (عربی): جلد سوم، صفحہ 490، حدیث 5680؛ وسائل الشیعہ (عربی): جلد پنجم، صفحہ 250، حدیث 6463؛ الوافی فیض کاشانی: جلد 14، صفحہ 1449، حدیث 14505

سالم آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: کوفہ میں چار مسجدوں کی امام حسین علیہ السلام کے قتل کی خوشی میں تجدید کی گئی: مسجد اشعث، مسجد جریر، مسجد سماک اور مسجد شبث ابن ربعی۔

.... ✸ ....

باب ۳۰

دمشق کے حالات کا بیان

دمشق میں اہلِ بیت علیہم السلام کا وُرود

(193) إقبال الأعمال: رأيت في كتاب المصابيح بإسناده إلى جعفر بن محمد عليهما السلام قال: قال لي أبي محمد بن علي: سألت أبي علي بن الحسين عن حمل يزيد له. فقال: حملني على بعير يطلع بغير وطاء ورأس الحسين عليه السلام على علم. ونسوتنا خلفي على بغال فأكف. والفارطة خلفنا وحولنا بالرماح. إن دمعت من أحدنا عين قرع رأسه بالرمح. حتى إذا دخلنا دمشق صاح صائح: يا أهل الشام هؤلاء سبايا أهل البيت الملعون.[1]

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: میں سفرِ شام میں شترِ بے کجاوہ پر سوار تھا اور امام حسین علیہ السلام کا سرِ مبارک ایک نیزہ پر بلند تھا اور ہماری عورتیں ہمارے پیچھے

---

[1] اقبال الاعمال سید علی بن طاؤس: جلد سوم، صفحہ 89، باب 1؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 154، حدیث 2؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 284؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 413، حدیث 10

ایسے برہنہ اُونٹوں پر سوار تھیں جن پر کجاوہ محمل نہ تھا اور ستم گر نیزے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہمارے گرداگرد تھے۔ جب ہم میں سے کوئی روتا تھا تو وہ ظالم نیزے مارتے تھے۔

پس! دمشق تک ہمارا یہی حال رہا اور جب دمشق میں داخل ہوئے تو ایک شامی نے پکار کر کہا: اے اہلِ شام! یہ اہلِ بیت ملعون ہیں۔ (معاذ اللہ)

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام کا بازارِ شام میں پسرِ طلحہ کو جواب

(194) أحمد بن عبدون، عن علي بن محمد بن الزبير، عن علي بن فضال، عن العباس بن عامر، عن أبي عمارة، عن عبد الله بن طلحة، عن عبد الله بن سيابة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لما قدم علي بن الحسين وقد قتل الحسين بن علي صلوات الله عليهم استقبله إبراهيم بن طلحة بن عبيد الله هو قال: يا علي بن الحسين من غلب؟ وهو يغطي رأسه وهو في المحمل، قال: فقال له علي بن الحسين: إذا أردت أن تعلم من غلب ودخل وقت الصلاة فأذن ثم أقم.①

عبداللہ بن سیابہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام علی بن حسین علیہما السلام بازارِ شام آئے جبکہ امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے تو ابراہیم بن طلحہ بن عبیداللہ آپؑ کے سامنے آیا

① امالی شیخ طوسی: صفحہ 677، مجلس 37، حدیث 11؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 177، حدیث 27؛ نفس المہموم شیخ عباس قمی: صفحہ 380؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 286؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 414، حدیث 13

اور کہا: اے علی بن حسینؑ! فتح کس کی ہوئی؟

امام سجاد علیہ السلام نے سر ڈھانپا ہوا تھا اور آپؑ محمل میں تھے پس آپؑ نے فرمایا: اگر تُو جاننا چاہتا ہے کہ فتح کس کی ہوئی ہے تو جب نماز کا وقت ہو تم اذان واقامت کہنا (تو تمھیں معلوم ہوجائے گا کہ فتح کس کی ہوئی ہے؟)

دربارِ یزید میں اہلِ بیت علیہم السلام کی پیشی

(195) قال ابن نما: قال علي بن الحسين عليه السلام: أدخلنا على يزيد ونحن اثنا عشر رجلا مغللون، فلما وقفنا بين يديه قلت: أنشدك الله يا يزيد ما ظنك برسول الله لو رآنا على هذه الحال؟ وقالت فاطمة بنت الحسين: يا يزيد بنات رسول الله سبايا؟ فبكى الناس وبكى أهل داره حتى علت الأصوات. فقال علي بن الحسين: فقلت وأنا مغلول: أتأذن لي في الكلام؟ فقال: قل ولا تقل هجرا؟ فقال: لقد وقفت موقفا لا ينبغي لمثلي أن يقول الهجر. ما ظنك برسول الله لو رآني في الغل؟ فقال لمن حوله: حلوه.①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: ہم بارہ آدمی طوق و زنجیر میں قید کر کے یزید کے پاس لائے گئے۔ جب ہم اس ملعون کے آگے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا: اے یزید! تجھے خدا کی قسم! کیا تُو نے خیال کیا کہ اگر رسولِ خدا ہم کو اس حالت میں دیکھیں (تو ان پر کیا گزرے گی) اور جنابِ

① مثیر الاحزان ابن نما حلی، صفحہ 99؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 132؛ جلاء العیون، جلد دوم، صفحہ 287؛ مقتل ابن نما (مترجم) صفحہ 145 (بفرق الفاظ)

فاطمہ بنت الحسینؑ نے فرمایا: اے یزید! رسولؐ خدا کی بیٹیاں قیدی بن چکی ہیں۔

یہ سن کر لوگ رونے لگے اور اس ملعون کے اہلِ خانہ بھی رونے لگے یہاں تک کہ قصرِ یزید سے نالہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔

پس! اس قید وطوق کی حالت میں امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تُو مجھے اجازتِ کلام دیتا ہے کہ مَیں کچھ بولوں؟

یزید نے کہا: کلام کرو لیکن ہذیان نہ کہنا (معاذ اللہ)۔

میں (امام سجاد علیہ السلام) نے کہا: مَیں جس مقام پر ہوں میرے لیے ہذیان کہنا سزاوار نہیں ہے۔ اے یزید! یہ بتا کہ تیرا کیا گمان ہے کہ اگر رسولؐ خدا مجھے اس حال میں دیکھیں؟

پس! یزید نے مصاحبوں کی طرف اشارہ کیا تو انھوں نے آپؑ کی زنجیر کھول دی۔

(196) اليقطيني، عن القداح، عن جعفر بن محمد، عن أبيه عليهما السلام قال: لما قدم على يزيد بذراري الحسين عليه السلام ادخل بهن نهارا مكشفات وجوههن، فقال أهل الشام الجفاة: ما رأينا سبيا أحسن من هؤلاء فمن أنتم؟ فقالت سكينة بنت الحسين: نحن سبايا آل محمد.[1]

آقا ومولا امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والدِ بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب خاندانِ امام حسینؑ کو دربارِ یزید میں لے جایا گیا تو حال یہ تھا کہ ان کے چہرے نظر آرہے تھے (پردہ نہ تھا) تو

[1] قرب الاسناد حمیری، صفحہ 26، حدیث 88؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 169، حدیث 15؛ جلاء العیون: علامہ مجلسی، جلد دوم، صفحہ 286؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 413، حدیث 11

اس وقت ایک شامی ملعون نے کہا: میں نے ایسے خوبصورت (بہتر) قیدی کبھی نہیں دیکھے، کون ہو تم لوگ؟

سیّدہ جنابِ سکینہ بنت الحسین سلام اللہ علیہا نے فرمایا: ہم قیدی آلِ محمدؐ ہیں۔

دربار میں آقا ومولا امام زین العابدین علیہ السلام اور یزید کا مکالمہ

(197) تفسير علي بن إبراهيم: قال الصادق عليه السلام: لما ادخل رأس الحسين بن علي عليهما السلام على يزيد لعنه الله وادخل عليه علي بن الحسين عليهما السلام وبنات أمير المؤمنين عليه وعليهن السلام، كان علي بن الحسين عليه السلام مقيدا مغلولا فقال يزيد لعنه الله: يا علي بن الحسين الحمد لله الذي قتل أباك. فقال علي بن الحسين: لعنة الله على من قتل أبي قال: فغضب يزيد وأمر بضرب عنقه فقال علي بن الحسين: فإذا قتلتني فبنات رسول الله من يردهم إلى منازلهم وليس لهم محرم غيري؟ فقال: أنت تردهم إلى منازلهم. ثم دعا بمبرد فأقبل يبرد الجامعة من عنقه بيده ثم قال له: يا علي بن الحسين: أتدري ما الذي أريد بذلك؟ قال: بلى تريد أن لا يكون لاحد علي منة غيرك. فقال يزيد: هذا والله ما أردت. ثم قال يزيد: يا علي بن الحسين مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ فقال علي بن الحسين: كلا ما هذه فينا نزلت، إنما نزلت فينا مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۲۳﴾ فنحن الذين لا نأسى على ما فاتنا. ولا نفرح بما آتانا منها. ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دربارِ یزیدؒ میں لایا گیا تو امام زین العابدین علیہ السلام اور امیر المومنینؑ کی بیٹیوں کو بھی دربار میں لایا گیا اور امام زین العابدین علیہ السلام شدید پابندرساں تھے۔

یزیدؒ نے کہا: اے علیؑ بن حسینؑ! شکر ہے اللہ کا کہ جس نے تمھارے باپ کو قتل کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ لعنت کرے اس پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔

یزیدؒ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ آپؑ کی گردن اُڑا دی جائے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

اگر تو مجھے قتل کردے گا تو رسولؐ اللہ کی بیٹیوں کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا کیونکہ میرے علاوہ ان کا کوئی محرم نہیں ہے۔

یزیدؒ نے کہا: ان کو تم ہی اپنی منازل تک پہنچاؤ گے۔

پھر آپؑ کو پاس بلایا۔ رسوہن لے کر طوق کو گلے سے قطع کر دیا اور کہنے لگا: اے علی بن حسینؑ! تم نے دیکھا کہ یہ کام میں نے کس لیے کیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اس لیے کہ تیرے علاوہ میرے اُوپر کسی کا احسان

---

① تفسیر علی بن ابراہیم قمی: جلد دوم، صفحہ 352؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 168، حدیث 14؛ تفسیر نورالثقلین: جلد ہفتم، صفحہ 9 و 5 (بفرق الفاظ)؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 287؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 385؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 415، حدیث 15

نہ ہو۔

یزید ملعون نے کہا: آپؑ نے سچ کہا ہے۔ پھر یزیدؒ نے یہ آیت پڑھی: "تم پر جو بھی مصیبت اُترتی ہے تو وہ تمھارے اپنے ہی ہاتھوں کی پیدا کردہ ہوتی ہے (الشوریٰ: 30)"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت ہمارے متعلق نازل نہیں ہوئی ہے بلکہ ہمارے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: "زمین میں کوئی بھی مصیبت وارد ہوتی ہے یا خود تمھارے نفس پر وارد ہوتی ہے تو نفس کے پیدا ہونے کے پہلے سے وہ کتابِ الٰہی میں مقدر ہو چکی ہے۔ بے شک! یہ اللہ کے لیے بہت ہی آسان ہے کہ جب کوئی چیز تمھارے ہاتھ سے نکل جائے تو تم اس کا افسوس نہ کرو اور جب کوئی چیز تم کو مل جائے تو اس پر غرور نہ کرو کہ اللہ اکڑنے والے مغرور افراد کو پسند نہیں کرتا" (الحدید: 22-23)"۔

پس! وہ ہم ہیں کہ جو چیز ہمارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا ہم افسوس نہیں کرتے اور جو چیز مل جائے اس پر ہم اِتراتے نہیں ہیں۔

دربارِ یزیدؒ کی حالت اور سرِ امام حسینؑ

(198) ابن عبدوس، عن ابن قتيبة، عن الفضل قال: سمعت الرضا عليه السلام يقول: لما حمل رأس الحسين إلى الشام أمر يزيد لعنه الله فوضع ونصب عليه مائدة فأقبل هو وأصحابه يأكلون ويشربون الفقاع. فلما فرغوا أمر بالرأس فوضع في طست تحت سريره. وبسط عليه رقعة الشطرنج وجلس يزيد

لعنه الله يلعب بالشطرنج ويذكر الحسين وأباه وجده صلوات الله عليهم. ويستهزئ بذكرهم فمتى قمر صاحبه تناول الفقاع فشربه ثلاث مرات ثم صب فضلته مما يلي الطست من الأرض فمن كان من شيعتنا فليتورع عن شرب الفقاع واللعب بالشطرنج ومن نظر إلى الفقاع أو إلى الشطرنج فليذكر الحسين عليه السلام. وليلعن يزيد وآل زياد يمحو الله عز وجل بذلك ذنوبه. ولو كانت كعدد النجوم.[1]

فضل کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام علی رضاؑ سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جس وقت امام حسینؑ کا سرِ مبارک شام کی طرف لے جایا گیا تو یزیدؒ نے حکم دیا کہ سر اس کے سامنے رکھا جائے جبکہ اس ملعون کے لیے دسترخوان سجایا گیا تھا۔ چنانچہ! یزیدؒ اور اس کے ساتھیوں نے کھانا کھایا اور جَو کی شراب پی۔

جب یزید ملعون کھانا کھانے سے فارغ ہو گیا تو اس کے حکم سے سرِ مبارک کو طشت میں لاکر اس کے تخت کے نیچے رکھ دیا گیا۔ اس نے اس تخت کے اُوپر شطرنج کی بساط پھیلائی، وہ ملعون اس پر بیٹھا اور شطرنج کھیلتا رہا اور حسین بن علیؑ، اور آپؑ کے پدرِ بزرگوارؑ (امیر المومنینؑ) اور جدِ امجدؐ (رسولِ خدا)

[1] من لا یحضرہ الفقیہ: جلد چہارم، صفحہ 325، حدیث 5915؛ عیون اخبار الرضا: جلد دوم، صفحہ 66، باب 30، حدیث 5؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 176، حدیث 23؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 247؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 286؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 384؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 415، حدیث 16

کے بارے میں باتیں کر کے مسخرے کرتا رہا۔ جب وہ (ملعون) اپنے حریف سے بازی جیت جاتا تو جَو سے تیار شدہ شراب ہاتھ میں لیتا اور تین بار پیتا اور باقی بچی ہوئی شراب کو طشت کے اردگرد زمین پر گرا دیتا۔

لہٰذا جو کوئی بھی ہمارا شیعہ ہے وہ شراب نوشی اور شطرنج بازی سے پرہیز کرے اور جس کسی کی بھی نگاہ جَو کی شراب اور شطرنج پر پڑے تو امام حسینؑ کو یاد کرے اور یزیدؒ و آلِ زیادؒ پر لعنت بھیجے کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ اس کے تمام گناہ معاف کردے گا، خواہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(199) حدثنا تميم بن عبد الله بن تميم القرشي رضي الله عنه قال حدثنا أبي عن أحمد بن الأنصاري عن عبد السلم بن صالح الهروي قال سمعت أبا الحسن علي بن موسى الرضا عليه السلام يقول أول اتخذ له الفقاع في الاسلام بالشام يزيد بن معاوية لعنه الله فاحضر وهو على المائدة وقد نصبها رأس الحسين عليه السلام فجعل يشربه ويسقي أصحابه ولعنه الله اشربوا فهذا شراب مبارك ولو لم يكن بركته إلا انا أول ما تناولناه ورأس عدونا أيدينا ومائدتنا منصوبه عليه ونحن نأكله ونفوسنا ساكنه وقلوبنا مطمئنة فمن كان من شيعتنا فليتورع شرب الفقاع فإنه من شراب أعدائنا فإن لم يفعل فليس منا ولقد حدثني أبي عن أبيه عن آبائه عن علي أبي طالب عليه السلام قال قال رسول الله (ص) تلبسوا الباس أعدائي

ولا تطعموا مطاعم أعدائی وتسلکوا مسالك أعدائی فتکونوا أعدائی کما هم أعدائی.[1]

عبدالسلام بن صالح ہروی کہتے ہیں کہ میں نے آقا ومولا امام علی رضاؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: دورِ اسلام میں یزیدؒ بن معاویہ وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے فقاع (خاص شراب) تیار کی گئی۔ یزیدؒ اور اس کے ساتھی دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے اور اِن کے پاس فقاع رکھی ہوئی تھی اور اس لعین نے امام حسین علیہ السلام کے سر پر دسترخوان بچھایا ہوا تھا۔ وہ ملعون خود بھی شراب پیتا اور اپنے ساتھیوں کو بھی پلا کر کہتا: اس شراب کو پیو کہ یہ بابرکت شراب ہے۔ اگر اس میں برکت نہ ہوتی تو بھی اس کی برکت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ سب سے پہلے میں نے یہ شراب استعمال کی اور میرے دشمن کا سر میرے پاس ہے اور ہم نے اس پر دسترخوان بچھا رکھا ہے اور ہم پُرسکون اور مطمئن ہوکر پی رہے ہیں۔

پس! جو بھی ہمارا شیعہ ہے اُسے فقاع سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے دشمنوں کا مشروب ہے اور جس نے ایسا نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

میرے والدؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسولِ خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو اور میرے دشمنوں کے کھانے نہ کھاؤ اور میرے دشمنوں کے راستوں پر نہ چلو ورنہ تم بھی ان کی طرح میرے دشمن قرار پاؤ گے۔

[1] عیون اخبار الرضا: جلد دوم، صفحہ 67، باب 30، حدیث 50؛ بحارالانوار، جلد 45، صفحہ 177، حدیث 24 (مختصراً)؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 416، حدیث 16

دربار میں سرِ امام حسینؑ اور بادشاہِ روم کے سفیر کی داستان

(200) روی عن زین العابدین علیه السلام أنه لما اتی برأس الحسین إلی یزید کان یتخذ مجالس الشراب ویأتي برأس الحسین ویضعه بین یدیه، ویشرب علیه، فحضر في مجلسه ذات یوم رسول ملك الروم، وکان من أشراف الروم وعظمائهم. فقال: یا ملك العرب هذا رأس من؟ فقال له یزید: ما لك ولهذا الرأس؟ فقال: إني إذا رجعت إلی ملکنا یسألني عن کل شئ رأیته فأحببت أن أخبره بقصة هذا الرأس وصاحبه حتی یشارکك في الفرح والسرور. فقال له یزید: هذا رأس الحسین بن علي بن أبي طالب فقال الرومي: ومن أمه؟ فقال: فاطمة بنت رسول الله فقال النصراني: أف لك ولدینك! لي دین أحسن من دینك إن أبي من حوافد داود علیه السلام وبیني وبینه آباء کثیرة والنصاری یعظموني ویأخذون من تراب قدمي تبرکا بأبي من حوافد داود، وأنتم تقتلون ابن بنت رسول الله وما بینه وبین نبیکم إلا أم واحدة، فأي دین دینکم.

ثم قال لیزید: هل سمعت حدیث کنیسة الحافر؟ فقال له: قل حتی أسمع فقال: بین عمان والصین بحر مسیرة سنة لیس فیها عمران إلا بلدة واحدة في وسط الماء طولها ثمانون فرسخا في ثمانین ما علی وجه الأرض بلدة أکبر منها ومنها یحمل الکافور والیاقوت. أشجارهم العود والعنبر. وهي في أیدي

النصاری لا ملك لاحد من الملوك فيها سواهم. وفي تلك البلدة كنائس كثيرة أعظمها كنيسة الحافر في محرابها حقة ذهب معلقة. فيها حافر يقولون إن هذا حافر حمار كان يركبه عيسى. وقد زينوا حول الحقة بالذهب والديباج. يقصدها في كل عام عالم من النصارى. ويطوفون حولها ويقبلونها ويرفعون حوائجهم إلى الله تعالى هذا شأنهم ودأبهم بحافر حمار يزعمون أنه حافر حمار كان يركبه عيسى نبيهم وأنتم تقتلون ابن بنت نبيكم؛ فلا بارك الله تعالى فيكم ولا في دينكم.

فقال يزيد: اقتلوا هذا النصراني لئلا يفضحني في بلاده فلما أحس النصراني بذلك قال له: تريد أن تقتلني؛ قال: نعم. قال: اعلم أني رأيت البارحة نبيكم في المنام يقول لي: يا نصراني أنت من أهل الجنة فتعجبت من كلامه وأنا أشهد أن لا إله إلا الله. وأن محمدا رسول الله صلى الله عليه وآله ثم وثب إلى رأس الحسين فضمه إلى صدره. وجعل يقبله ويبكي حتى قتل.[1]

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: جب بھی امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس کو یزیدؔ کے پاس لایا جاتا تو وہ جشن کی محفل منعقد کیا کرتا اور سرِ اقدس امام حسین علیہ السلام کو اپنے سامنے رکھتا تھا۔ ایک دن روم کے بادشاہ کا سفیر جو کہ اشرافِ روم میں سے تھا، مجلسِ یزیدؔ میں آیا اور یزیدؔ سے پوچھنے

---

[1] مقتل لہوف سید علی ابن طاؤوس: صفحہ 143؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 142؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 294؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 402 (مختصراً)

لگا: اے عرب کے بادشاہ! یہ کس کا سر ہے؟

یزیدؔ نے جواب دیا: تجھے اس سر سے کیا کام؟

سفیر روم نے کہا: جب میں یہاں سے اپنے بادشاہ کے پاس واپس جاؤں گا تو جو کچھ میں نے یہاں دیکھا ہے اس کے بارے میں وہ پوچھے گا اور یہ کتنا اچھا ہوگا کہ میں اس سر اور اس کے وارث کے بارے میں بیان کروں تاکہ وہ تمھاری خوشیوں میں شریک ہو۔

یزیدؔ نے جواب دیا: یہ سرِ حسین بن علیؑ بن ابی طالبؑ کا ہے۔

سفیر روم نے پوچھا: ان کی ماں کا نام کیا ہے؟

یزیدؔ نے جواب دیا: فاطمہ بنت محمدؐ۔

نصرانی (سفیر روم) نے کہا: وائے ہو تم پر اور تمھارے دین پر! میرا دین تمھارے دین سے بہتر ہے کیونکہ میرا باپ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہے اور میرے اور ان کے درمیان بہت فاصلہ ہے پھر بھی تمام نصرانی میری تعظیم کرتے ہیں اور میرے پاؤں کی خاک کو تبرک کے طور پر اُٹھاتے ہیں جبکہ حسینؑ اور تمھارے پیغمبرؐ کے درمیان صرف ایک ماں کا فاصلہ ہے۔ تم کیسا دین رکھتے ہو؟

اس کے بعد اُس نے یزیدؔ سے کہا: کیا تُو نے گرجا حافر کی داستان سنی ہے؟

یزیدؔ نے کہا: بیان کرو تاکہ مَیں سنوں۔

اس عیسائی نے کہا: عمان اور چین کے درمیان ایک دریا ہے کہ جس کو عبور کرتے ہوئے ایک سال لگتا ہے اور اس دریا کے درمیان کوئی آبادی نہیں سوائے ایک شہر کے جو دریا کے درمیان ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی اسی

فرسخ ہے اور کرۂ ارض پر اس سے بڑا کوئی شہر نہیں۔ اس شہر سے یاقوت اور کافور دوسرے ممالک کو بھیجے جاتے ہیں اور اس شہر کے درخت عود و عنبر کے ہیں۔ یہ شہر عیسائیوں کے قبضہ میں ہے اور اس کا ہر بادشاہ عیسائی ہوتا ہے اور اس شہر میں بہت سارے گرجا گھر ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا گرجا گھر حافر ہے اور اس کے محراب میں سونے کا ایک برتن ہے کہ جس میں ایک سُم ہے۔ مشہور ہے کہ یہ اُس گدھے کا سُم ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سوار ہوتے تھے جبکہ اُس برتن کو ریشمی کپڑوں کے ساتھ لپیٹا گیا ہے۔

ہر سال عیسائی کثیر تعداد میں دُور دراز سے اس گرجا گھر کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور اس برتن کے گرد طواف کرتے ہیں، اس کا بوسہ لیتے ہیں اور اس جگہ پر وہ خدا سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ یہی ان کا عقیدہ اور یہی ان کا عمل ہے۔ اس سُم کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ اُس گدھے کا سُم ہے کہ جس پر ان کے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ سوار ہوا کرتے تھے لیکن تم نے اپنے پیغمبرؐ کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اللہ تم لوگوں میں اور تمھارے دین میں برکت نہ ڈالے۔

یزید نے حکم دیا کہ اس عیسائی (سفیرِ روم) کو قتل کر دو کیونکہ اس نے مجھے میری اپنی ہی مملکت میں رُسوا کیا ہے۔

عیسائی جب اپنے قتل ہونے سے باخبر ہوا تو اُس نے یزید سے کہا: کیا تُو مجھے قتل کر دے گا؟

یزید نے کہا: ہاں۔

عیسائی نے کہا: تو پھر جان لے کہ کل رات میں نے تیرے پیغمبرؐ کو خواب

میں دیکھا ہے اور وہ مجھے فرما رہے تھے: اے عیسائی! تُو اہلِ بہشت سے ہے۔ میں نے اس بشارت پر تعجب کیا۔ اب کلمۂ شہادت پڑھتا ہوں:
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ۔

اس کے بعد اس نے امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس کو اُٹھایا، اپنے سینے سے لگایا اور اس کے بوسے لیتا ہوا روتا رہا، یہاں تک کہ اس کو شہید کر دیا گیا۔

اہلِ بیت علیہم السلام کی شام میں قید اور زندان کی حالت

(201) أحمد بن محمد، عن الأهوازي والبرقي، عن النضر، عن يحيى الحلبي عن عمران الحلبي، عن محمد الحلبي قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لما أتي بعلي بن الحسين عليهما السلام يزيد بن معاوية - عليهما لعائن الله - ومن معه، جعلوه في بيت فقال بعضهم: إنما جعلنا في هذا البيت ليقع علينا فيقتلنا، فراطن الحرس فقالوا: انظروا إلى هؤلاء يخافون أن تقع عليهم البيت وإنما يخرجون غدا فيقتلون قال علي بن الحسين: لم يكن فينا أحد يحسن الرطانة غيري والرطانة عند أهل المدينة الرومية.[1]

---

[1] بصائر الدرجات، جلد دوم، جز ہفتم، صفحہ 188، باب 12، حدیث 1؛ دلائل الامامۃ علامہ ابوجعفر طبری: صفحہ 204، حدیث 125؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 177، حدیث 25؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 299؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 313؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 413، حدیث 12

محمد بن حلبی کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام زین العابدین علیہ السلام مخدراتِ عصمتؑ سمیت دربارِ یزیدؒ میں پہنچے تو یزیدؒ نے ان کو ایک زندان میں قید کر دیا اور زندان پر کچھ غیر عربی لوگ نگہبان لگائے۔ مخدراتِ عصمتؑ نے جب زندان کی مخدوش حالت دیکھی تو انھوں نے آپس میں کہا: لعین شاید یہ چاہتا ہے کہ وہ اس گھر کو گرا کر ہمیں قتل کر دے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے محافظوں سے رومی زبان[1] میں فرمایا: تم لوگوں نے سنا کہ ہماری مخدراتِ عصمتؑ یہ کچھ کہہ رہی ہیں۔

محافظوں نے آپس میں اپنی رومی زبان میں کہا: یہ لوگ خائف ہیں کہ یہ مکان ہم پر گر پڑے گا لیکن یہ نہیں جانتے کہ کل صبح ان لوگوں کو زندان سے باہر نکال کر قتل کر دیا جائے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کو یہ بات گوارا نہیں ہے۔ پھر آپؑ ان سے رومی زبان میں گفتگو کرنے لگے۔

.......✹.......

[1] ایک روایت میں ہے کہ وہ غلام فارسی تھے اور امام علیہ السلام نے فارسی میں ان سے گفتگو کی۔

باب [41]

اہلِ بیت علیہم السلام کی مدینہ واپسی اور ان کی عزاداری کا بیان

(202) محمد الحميري، عن أبيه، عن علي بن محمد بن سالم، عن محمد بن خالد، عن عبد الله بن حماد البصري، عن عبد الله بن عبد الرحمن الأصم، عن أبي يعقوب، عن أبان بن عثمان، عن زرارة قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: ما اختضب منا امرأة ولا ادهنت ولا اكتحلت ولا رجلت حتى أتانا رأس عبيد الله بن زياد لعنه الله، وما زلنا في عبرة بعده.

وكان جدي إذا ذكره بكى حتى تملأ عيناه لحيته، وحتى يبكي لبكائه رحمة له من رآه.[1]

زرارہ کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم اہلِ بیتؑ میں سے کسی مستور نے مہندی، تیل اور سُرمہ نہیں استعمال کیا اور نہ ہی کنگھی کی حتیٰ کہ ہمارے پاس عبیداللہ بن زیادؒ کا سر آیا لیکن ہمارا رونا بعد میں بھی جاری رہا اور میرے دادا بزرگوار (امام زین العابدین علیہ السلام) جب بھی کربلا کو یاد کرتے تو رو پڑتے تھے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں اور داڑھی آنسوؤں سے بھیگ

[1] کامل الزیارات: صفحہ 198، باب 26، حدیث 6؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 313، حدیث 12077؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 207، حدیث 13؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 250؛ منتخب الطریحی فخر الدین، صفحہ 420؛ مقتل الحسینؑ سید عبدالرزاق المقرم: صفحہ 493

جاتیں حتیٰ کہ ان کے رونے کو جو بھی دیکھتا وہ رقّتِ قلبی سے رونے لگتا۔ (الخبر)

(203) دعائم الاسلام: عن جعفر بن محمد علیهما السلام قال: انه نیح علی الحسین بن علی سنة کل یوم ولیلة و ثلاثة سنین من الیوم الذی اصیب فیه۔ ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام پر ایک سال شب و روز نوحہ و زاری کی گئی اور تین سال تک آپؑ کی شہادت کے دن سے یہ سلسلہ جاری رہا۔

(204) علی بن محمد عن سهل بن زیاد، عن محمد بن أحمد، عن الحسین ابن علی، عن یونس، عن مصقلة الطحان قال: سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: لما قتل الحسین علیه السلام أقامت امرأته الکلبیة علیه مأتما وبکت وبکین النساء والخدم حتی جفت دموعهن وذهبت، فبینا هی کذلك إذا رأت جاریة من جواریها تبکی ودموعها تسیل، فدعتها فقالت لها: مالك أنت من بیننا تسیل دموعك؟ قالت: إنی لما أصابنی الجهد شربت شربة سویق قال: فأمرت بالطعام والأسوقة فأکلت وشربت وأطعمت وسقت وقالت: إنما نرید بذلك أن نتقوی علی البکاء علی الحسین علیه السلام. ②

---

① دعائم الاسلام جلد اوّل، صفحہ 227؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 415

② اصولِ کافی: جلد سوم، صفحہ 57، باب 114، حدیث 8؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 170، حدیث 18؛ الوافی فیض کاشانی: جلد سوم، صفحہ 760: حدیث 1382؛ نفس المہموم شیخ عباس قمی: صفحہ 665؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 490، حدیث 3

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوگئی تو آپؑ کی زوجہ جو بنی کلب کے قبیلہ سے تھیں، نے آپؑ کی مجلس و ماتم بپا کیا، خود بھی روئیں اور دوسری عورتیں بھی اور خدام و حشم بھی گریہ و بکا کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے آنسو خشک ہو کر ختم ہوگئے۔

پس! وہ اسی حالت میں تھیں کہ انھوں نے اپنی کنیزوں میں سے ایک کنیز کو دیکھا کہ اس کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ پس اسے بلایا اور اس سے کہا: کیا بات ہے کہ ہم میں سے صرف تمھارے آنسو بہہ رہے ہیں؟

اس نے کہا: جب میں تھک گئی تو میں نے ستو کا شربت پیا۔

راوی کہتا ہے کہ اس بی بیؑ نے کھانے اور ستو کا حکم دیا۔ پس خود بھی کھایا اور ستو پیا اور دوسری خواتین کو بھی کھلایا پلایا اور کہا: ہم اس سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام پر رونے میں تقویت حاصل کریں۔

(205) فی حدیث الصادق علیه السلام: ما اختضبت هاشمیة ولا ادهنت ولا اجیل مرود فی عین هاشمیة خمس حجج حتی بعث المختار برأس عبید الله بن زیاد۔ ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خاندانِ بنی ہاشم کی کسی مستور نے پانچ سال تک نہ اپنے سروں کو خضاب کیا، نہ بالوں میں تیل لگایا اور نہ ہی کسی نے اپنی آنکھوں میں سُرمہ لگایا یہاں تک کہ مختار نے عبید اللہ بن زیادؒ کا سر (امام سجادؑ) کی خدمت میں بھیجا۔

---

① مقتل الحسین عبد الرزاق المقرم: صفحہ 510؛ مستدرک الوسائل، جلد اوّل، ص 391، حدیث 952؛ رجال ابن داؤد: جلد اوّل، ص 514

(206) إبراهيم بن محمد الختلي، قال: حدثني أحمد بن إدريس القمي، قال: حدثني محمد بن أحمد، قال، حدثني الحسن بن علي الكوفي، عن العباس ابن عامر، عن سيف بن عميرة، عن جارود بن المنذر، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ما امتشطت فينا هاشمية ولا اختضبت حتى بعث إلينا المختار برؤس الذين قتلوا الحسين عليه السلام.[1]

جارود بن منذر، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب تک مختار نے سرہائے قاتلانِ امام حسین علیہ السلام نہ بھیجے کسی عورت نے عوراتِ ہاشمی سے اپنے بالوں میں کنگھی نہ کی اور خضاب نہ کیا اور بالوں میں تیل نہ لگایا۔

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام کی عزاداری

(207) الخصال و أمالي الصدوق: ابن إدريس، عن أبيه، عن ابن عيسى، عن ابن معروف عن محمد بن سهيل البحراني رفعه إلى أبي عبد الله عليه السلام قال: علي بن الحسين عليهما السلام: فبكى على الحسين عشرين سنة أو أربعين سنة وما وضع بين يديه طعاما إلا بكى، حتى قال له مولى له: جعلت فداك يا ابن رسول الله إني أخاف عليك أن تكون من الهالكين قال:

[1] اختیار معرفۃ الرجال (رجال کشی) جز دوم، صفحہ 209، حدیث 202؛ جلاء العیون علامہ مجلسی، جلد دوم، صفحہ 340

إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ إني لم أذكر مصرع بني فاطمة إلا خنقتني لذلك عبرة.[1]

محمد بن سہیل بحرانی مرفوعاً آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدرِ گرامی حسینؑ بن علیؑ پر چالیس یا بیس سال[2] تک روتے رہے تھے۔ جب بھی آپؑ کے سامنے کھانا لایا جاتا تو آپؑ امام حسین علیہ السلام کو یاد کر کے رونے لگتے۔

ایک دن آپؑ کے غلام نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپؑ پر قربان، مجھے ڈر ہے کہ یہ رونا آپؑ کی جان لے لے گا؟

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: مَیں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ کے حضور کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (سورۂ یوسف: 86)۔

(اے غلام!) میں نے جب بھی بنی فاطمہؑ کو یاد کیا تو میرا گلا گھٹنے لگتا ہے اور آنسو میرے گلے کو گھوٹنے لگتے ہیں۔

(208) قال السيد: روى عن الصادق عليه السلام أنه قال: إن زين العابدين عليه السلام بكى على أبيه أربعين سنة صائما نهاره

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 109، مجلس 29، حدیث 5؛ کامل الزیارات: صفحہ 254، باب 35، حدیث 1؛ الخصال شیخ صدوق: صفحہ 128، باب 5، حدیث 13؛ وسائل الشیعہ: جلد دوم، صفحہ 312، باب 87، حدیث 6؛ منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 181؛ بحار الانوار: جلد 46، صفحہ 109، حدیث 2؛ مناقب ابن شہر آشوب، جلد چہارم، صفحہ 165

[2] یہاں پر راوی کو اشتباہ ہوا ہے کہ امام علیہ السلام نے چالیس سال کہے یا بیس سال۔

قائما ليله. فإذا حضر الافطار جاءه غلامه بطعامه وشرابه.
فيضعه بين يديه فيقول: كل يا مولاى فيقول: قتل ابن
رسول الله جائعا قتل ابن رسول الله عطشانا فلا يزال يكرر
ذلك ويبكى حتى يبل طعامه من دموعه ثم يمزج شرابه
بدموعه. فلم يزل كذلك حتى لحق بالله عز وجل. ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
اپنے پدرِ بزرگوارؑ پر چالیس سال اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور
رات عبادتِ خدا میں بسر کرتے۔ جب افطاری کا وقت ہوتا اور غلام آپؑ
کے سامنے کھانا رکھتا اور عرض کرتا کہ مولاؑ! تناول فرمائیں تو امام علیہ السلام فرماتے:
(میں کس طرح کھاؤں؟) فرزندِ رسولؐ کو بھوکا شہید کیا گیا، اور فرزندِ رسولؐ کو
پیاسا شہید کر دیا گیا۔ آپؑ یہی جملہ بار بار کہتے یہاں تک کہ کھانا آنسوؤں
سے تر ہوجاتا اور پانی میں آنسو مل جاتے۔ آپؑ کی برابر یہی کیفیت رہی
یہاں تک کہ خدا کی بارگاہ میں چلے گئے۔

(209) قال السيد: حدث مولى له عليه السلام أنه برز يوما إلى
الصحراء قال: فتبعته فوجدته قد سجد على حجارة خشنة
فوقفت وأنا أسمع شهيقه وبكاءه وأحصيت عليه ألف مرة لا
إله إلا الله حقا حقا لا إله إلا الله تعبدا ورقا لا إله إلا الله إيمانا

① مقتل لہوف، سیدؒ علی بن طاؤس: صفحہ 156؛ وسائل الشیعہ: جلد دوم، صفحہ 313، باب 87، حدیث 9؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 663؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 149؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 304؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 449

وصدقا. ثم رفع رأسه من السجود وإن لحيته ووجهه قد غمر
بالماء من دموع عينيه فقلت: يا سيدى أما آن لحزنك أن
ينقضي، ولبكائك أن تقل؟ فقال لي: ويحك إن يعقوب بن
إسحاق ابن إبراهيم عليهم السلام كان نبيا ابن نبي كان له
اثنا عشر ابنا فغيب الله سبحانه واحدا منهم فشاب رأسه من
الحزن، واحدودب ظهره من الغم، وذهب بصره من البكاء
وابنه حي في دار الدنيا. وأنا فقدت أبي وأخي وسبعة عشر من
أهل بيتي صرعى مقتولين، فكيف ينقضي حزني ويقل بكائي؟ ①

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام کے بعض غلاموں سے منقول ہے کہ ایک
دن آپؑ صحرا کی طرف نکل گئے اور ایک سخت پتھر پر پیشانی رکھ کر سجدہ ریز
ہوگئے اور یہ تسبیح پڑھنا شروع کی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَبُّدًا وَرِقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اِيْمَانًا وَتَصْدِيْقًا وَصِدْقًا

(غلام کہتا ہے:) میں الگ کھڑا ہوکر امام علیہ السلام کے گریہ و بکا اور چیخ و پکار کی
آواز بھی سنتا رہا اور آپؑ کی تسبیح بھی گنتا رہا یہاں تک کہ میں نے ایک ہزار
مرتبہ شمار کی۔ پھر آپؑ نے سجدہ سے اس حال میں سر اُٹھایا کہ آپؑ کا چہرہ اور
داڑھی آنسوؤں کے پانی سے تربتر تھے۔

① وسائل الشیعہ: جلد دوم، صفحہ 313، باب 87، حدیث 10؛ کامل الزیارات: صفحہ 254، باب 35، حدیث 2؛ مقتل لہوف سیدؒ علی بن طاؤس: صفحہ 156؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 149؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 304

میں نے یہ حالت دیکھ کر عرض کیا: اے میرے سیّد و سردار! کیا ابھی آپؑ کے حزن و ملال کے ختم ہونے اور گریہ و بکا کے کم ہونے کا وقت نہیں آیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! یعقوب بن اسحاق بن ابراہیمؑ نبی ابن نبی تھے اور ان کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے صرف ایک (یوسفؑ) کو اللہ تعالیٰ (کچھ عرصہ کے لیے) ان کی آنکھوں سے اوجھل کر دیا تھا جس کے فراق میں ان کا سر سفید ہو گیا، ہم و غم کی وجہ سے کمر جھک گئی اور (رو رو کر) بینائی جاتی رہی حالانکہ ان کا بیٹا دنیا میں زندہ تھا اور میں نے تو اپنے باپ، بھائی اور اپنے خاندان کے سترہ اشخاص کو خاک و خون میں غلطاں شہید دیکھا ہے۔ پھر میرا حزن و ملال کس طرح ختم اور گریہ و بکا کس طرح کم ہو سکتا ہے؟

(210) ابن إدريس، عن أبيه، عن ابن عيسى، عن ابن معروف عن محمد بن سهيل البحراني رفعه إلى أبي عبد الله عليه السلام قال: البكاؤن خمسة: آدم ويعقوب، ويوسف، وفاطمة بنت محمد، وعلي بن الحسين عليه السلام فأما آدم: فبكى على الجنة حتى صار في خديه أمثال الأودية، وأما يعقوب: فبكى على يوسف حتى ذهب بصره، وحتى قيل له: " تالله تفتؤ تذكر يوسف حتى تكون حرضا أو تكون من الهالكين " وأما يوسف: فبكى على يعقوب حتى تأذى به أهل السجن فقالوا: إما أن تبكي بالنهار وتسكت بالليل، وإما أن تبكي بالليل وتسكت بالنهار، فصالحهم على واحد منهما، وأما فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وآله: فبكت على رسول الله صلى الله عليه وآله حتى

تأذى بها أهل المدينة، وقالوا لها: قد آذيتنا بكثرة بكائك، فكانت تخرج إلى المقابر مقابر الشهداء فتبكي حتى تقضي حاجتها ثم تنصرف، وأما علي بن الحسين عليهما السلام: فبكى على الحسين عشرين سنة أو أربعين سنة وما وضع بين يديه طعاما إلا بكى، حتى قال له مولى له: جعلت فداك يا ابن رسول الله إني أخاف عليك أن تكون من الهالكين قال: إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ إني لم أذكر مصرع بني فاطمة إلا خنقتني لذلك عبرة. ①

محمد بن سہیل بحرانی مرفوعاً آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: بہت زیادہ رونے والے پانچ گزرے ہیں:

① جنابِ آدمؑ ② جنابِ یعقوبؑ ③ جنابِ یوسفؑ ④ جنابِ فاطمہ زہراؑ اور ⑤ جنابِ علیؑ بن حسینؑ۔

(پھر وضاحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:) جنابِ آدمؑ جنت کی جدائی میں اس قدر روئے کہ رخساروں پر وادی کی طرح گڑھے پڑ گئے۔

اور جنابِ یعقوب علیہ السلام فراقِ یوسفؑ میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی یہاں تک کہ ان سے کہا گیا کہ کیا آپؑ اُس وقت تک برابر روتے رہیں گے

---

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 109، مجلس 29، حدیث 5؛ الخصال، شیخ صدوق: صفحہ 128، باب 5، حدیث 13؛ وسائل الشیعہ: جلد دوم، صفحہ 312، باب 87، حدیث 6؛ بحار الانوار: جلد 46، صفحہ 109، حدیث 2؛ منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 181؛ تفسیر نور الثقلین: جلد چہارم، صفحہ 465؛ الدمعۃ الساکبہ، آقائے باقر قرشی، جلد اوّل، صفحہ 133

کہ جب تک ختم ہوجائیں یا موت کے گھاٹ اُتر جائیں گے؟

اور جنابِ یوسفؑ اپنے باپ جنابِ یعقوبؑ کی جدائی پر اس قدر روئے کہ تمام قیدی تنگ آگئے اور ان سے کہا کہ آپؑ یا تو رات میں روئیں اور دن میں خاموش رہیں یا دن میں روئیں اور رات میں خاموش رہیں اور بالآخر آنجنابؑ نے ایک بات پر ان سے مصلحت کر لی۔

اور سیدہ جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا اپنے والد بزرگوار رسول خدا ﷺ کی جدائی پر اس قدر روئیں کہ اہلِ مدینہ تنگ آگئے اور صاف صاف کہہ دیا کہ آپؑ نے رو رو کر ہمیں اذیت پہنچائی ہے اس لیے کہ آپؑ شہداء کے قبرستان تشریف لے جاتیں اور وہاں دل کھول کر روتیں اور پھر واپس آجاتیں۔

حضرت امام زین العابدینؑ اپنے والدِ بزرگوار امام حسینؑ کے مصائب پر بیس یا چالیس سال تک روتے رہے اور جب آپؑ کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو آپؑ رونے لگتے یہاں تک کہ ایک دن آپؑ کے غلام نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! مجھے اندیشہ ہے کہ آپؑ اس غم میں پلک پلک کر جان نہ دے دیں۔

آپؑ نے فرمایا: ''میں اپنے حزن و ملال کی شکایت صرف اپنے اللہ سے کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے اس سے آگاہ ہوں جس کا تمھیں علم نہیں'' (یوسف:86)۔ (کیا کروں) میں جب بھی بنی فاطمہؑ کی شہادت کو یاد کرتا ہوں تو آنسو گلوگیر ہوجاتے ہیں۔

......✱......

باب ۴۲

قاتلانِ امام حسینؑ پر عذاب وغیرہ کا بیان

(211) عيون أخبار الرضا: بالأسانيد الثلاثة، عن الرضا، عن آبائه عليهم السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إن قاتل الحسين بن علي عليهما السلام في تابوت من نار، عليه نصف عذاب أهل الدنيا، وقد شد يداه ورجلاه بسلاسل من نار، منكس في النار، حتى يقع في قعر جهنم، وله ريح يتعوذ أهل النار إلى ربهم من شدة نتنه، وهو فيها خالد ذائق العذاب الأليم، مع جميع من شايع على قتله، كلما نضجت جلودهم بدل الله عز وجل عليهم الجلود [غيرها] حتى يذوقوا العذاب الأليم لا يفتر عنهم ساعة. ويسقون من حميم جهنم. فالويل لهم من عذاب النار.①

آقا و مولا امام علی رضاؑ اپنے آبائے طاہرینؑ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: حسین بن علیؑ کا قاتل آگ کے صندوق میں بند ہوگا اور اہلِ دنیا کے عذاب کا نصف حصہ اس پر نازل ہوگا

① عیون اخبار الرضا: جلد دوم، صفحہ 70، باب 31، حدیث 178؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 300، حدیث 3؛ صحیفۃ الرضا: صفحہ 123، حدیث 81؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 605، حدیث 5

اور اس کے ہاتھ پاؤں دوزخ کی زنجیروں سے بندھے ہوئے ہوں گے اور اُسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ دوزخ کی تہہ میں جا گرے گا اور اس سے ایسی بدبو خارج ہوگی جس کی وجہ سے اہلِ دوزخ خدا سے پناہ مانگیں گے اور وہ دوسرے ایسے دشمنانِ حسینؑ کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذابِ الیم میں مبتلا رہے گا جنھوں نے قتلِ حسینؑ کے لیے اس کی پیروی کی ہوگی اور جب ان کی کھالیں بوسیدہ ہوجائیں گی تو اللہ انھیں دوسری کھالیں دے گا تاکہ وہ عذابِ الیم کا مزہ چکھتے رہیں اور ان سے ایک لمحے کے لیے بھی عذاب کم نہ کیا جائے گا اور انھیں دوزخ کا گرم پانی پلایا جائے گا۔ عذابِ دوزخ کی وجہ سے ان پر ہلاکت ہو۔

(212) عيون أخبار الرضا : بهذا الاسناد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إن موسى بن عمران عليه السلام سأل ربه عز وجل فقال: يا رب إن أخي هارون مات فاغفر له. فأوحى الله عز وجل إليه: يا موسى لو سألتني في الأولين والآخرين لأجبتك ما خلا قاتل الحسين بن علي فاني أنتقم له من قاتله. ①

آقا و مولا امام علی رضاؑ اپنے آبائے طاہرینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: حضرت ہارونؑ کی وفات کے بعد حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے درخواست کرتے ہوئے عرض کیا: اے پروردگار!

① عیون اخبار الرضا: جلد دوم، صفحہ 71، باب 31، حدیث 179؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 300، حدیث 4؛ صحیفۃ الرضا: صفحہ 263، حدیث 20؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 606، حدیث 6؛ مقتل لہوف، سید علی بن طاؤس: صفحہ 108

میرا بھائی ہارونؑ انتقال کر گیا ہے تُو ان کی مغفرت فرما۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں وحی کی: اے موسیٰؑ! اگر آپؑ حسین بن علیؑ کے قاتل کے علاوہ مجھ سے اوّلین و آخرین کے متعلق مغفرت طلب کریں تو میں آپؑ کی درخواست کو قبول کرلوں گا لیکن میں حسینؑ کے قاتل سے ضرور انتقام لوں گا۔

(213) عيون أخبار الرضا : بإسناد التميمي، عن الرضا، عن آبائه عليهم السلام قال: قال النبي صلى الله عليه وآله يقتل الحسين شر الأمة ويتبرأ من ولده من يكفر بي. ①

آقا و مولا امام علی رضاؑ اپنے آبائے طاہرینؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: اِس اُمت کا بدترین شخص حسینؑ کو قتل کرے گا اور حسینؑ کی نسل سے بیزاری وہی کرے گا جو میرا منکر ہوگا۔

(214) ثواب الأعمال: ابن الوليد، عن الصفار، عن ابن هاشم، عن عثمان بن عيسى عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إن في النار منزلة لم يكن يستحقها أحد من الناس إلا بقتل الحسين بن علي ويحيى ابن زكريا عليهما السلام. ②

آقا و مولا امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا:

① عیون اخبار الرضا: جلد دوم، صفحہ 107، باب 31، حدیث 277؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 300، حدیث 5؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 597، حدیث 4

② ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 341، باب 13، حدیث 2؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 301، حدیث 9؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 604، حدیث 2

بے شک (جہنم کی) آگ میں ایک منزل ایسی ہے جہاں لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں پہنچے گا سوائے حسینؑ بن علیؑ اور یحییٰ بن زکریاؑ کے قاتلوں کے۔

(215) ثواب الأعمال: ابن الولید، عن الصفار، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن سنان، عن إسماعیل بن جابر، عن أبي عبد الله علیه السلام قال: سمعته یقول: القائم والله یقتل ذراری قتلة الحسین بفعال آبائها. ①

اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے آقا و امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: امام قائمؑ اللہ کی قسم! امام حسینؑ کے قاتلوں کی ذُریت کو ان کے اجداد کے کرتوتوں کی وجہ سے قتل کریں گے۔

(216) کامل الزیارة: أبي، عن سعد، عن ابن هاشم، عن ابن أبي عمیر، عن بعض أصحابه، عن ابن مسکان، عن أبي عبد الله علیه السلام قال: قاتل الحسین بن علي علیهما السلام ولد زنا. ②

ابن مسکان، آقا و مولا امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حسین بن علیؑ کو جس شخص نے قتل کیا وہ ولد الزنا تھا اور جس شخص نے یحییٰ بن زکریاؑ کو قتل کیا وہ بھی ولد الزنا تھا۔

① ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 342، باب 13، حدیث 4؛ کامل الزیارات: صفحہ 190، باب 25، حدیث 3؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 609، حدیث 8؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 296، حدیث 4

② کامل الزیارات: صفحہ 191؛ باب 25، حدیث 4 اور 6؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 303، حدیث 15 اور 16؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 600، حدیث 2

(217) عیون اخبار الرضا: قال قال رسول الله الویل لظالمی أهل بیتي کأني بهم غداً مع المنافقین في الدرك الأسفل من النار. ①

آقا و مولا امام علی رضاؑ اپنے آبائے طاہرینؑ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: ہلاکت ہے میرے اہلِ بیتؑ پر ظلم کرنے والوں کے لیے گویا میں کل انھیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ منافقین کے ساتھ دوزخ کے پست ترین طبقے میں ہوں گے۔

(218) عیون أخبار الرضا: بالأسانید الثلاثة، عن الرضا، عن آبائه (علیهم السلام) قال: قال رسول الله (صلی الله علیه وآله): تحشر ابنتي فاطمة یوم القیامة ومعها ثیاب مصبوغة بالدم فتتعلق بقائمة من قوائم العرش فتقول: یا عدل أحکم بیني وبین قاتل ولدي. ②

آقا و مولا امام علی رضاؑ اپنے آبائے طاہرینؑ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: جب میری بیٹی فاطمہؑ میدانِ محشر میں قدم رکھے گی تو خون سے رنگین قمیص ان کے ہمراہ ہوگی۔ وہ عرشِ الٰہی کے ستونوں میں سے ایک ستون کو پکڑ کر کہیں گی: اے عدل کرنے والے! میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان خود فیصلہ فرما۔ (الخبر)

① عیون اخبار الرضاؑ: جلد دوم، صفحہ 70، باب 31، حدیث 177

② عیون اخبار الرضاؑ: جلد دوم، صفحہ 24، باب 31، حدیث 6؛ بحار الانوار: جلد 43، صفحہ 220، حدیث 3؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 371

باب ۳۳

مظلومِ کربلاؑ پر اُلوؤں کا گریہ اور ان کی کیفیت کا بیان

(219) كامل الزيارات: محمد بن جعفر الرزاز، عن ابن أبي الخطاب، عن ابن فضال عن رجل، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إن البومة لتصوم النهار فإذا أفطرت تدلهت على الحسين عليه السلام حتى تصبح. ①

ابن فضال ایک شخص سے اور وہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بوم (اُلو) دن میں روزہ رکھتا ہے اور جب افطار کرتا ہے تو غمناک ہو جاتا ہے اور صبح تک غمِ امام حسین علیہ السلام میں غمزدہ رہتا ہے۔

(220) كامل الزيارات: ابن الوليد وجماعة مشايخي، عن سعد، عن اليقطيني، عن صفوان، عن الحسين بن أبي غندر، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول في البومة فقال: هل أحد منكم رآها بالنهار؟ قيل له: لا تكاد تظهر بالنهار ولا تظهر إلا ليلا قال: أما إنها لم تزل تأوي العمران أبدا فلما أن قتل الحسين عليه السلام آلت على نفسها أن لا تأوي العمران

① كامل الزيارات: صفحہ 235، باب 31، حدیث 3؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 214، حدیث 36 اور جلد 64، صفحہ 330، حدیث 3؛ مدینۃ المعاجز: ہاشم بحرانی، جلد دوم، صفحہ 263

أبدا، ولا تأوي إلا الخراب، فلا تزال نهارها صائمة حزينة، حتى يجنها الليل فإذا جنها الليل فلا تزال ترن على الحسين صلوات الله عليه حتى تصبح. ①

حسین بن ابی غندر آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کو بومہ (اُلو) کے متعلق کہتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی نے اس کو دن میں دیکھا ہے؟

عرض کیا گیا: نہیں! وہ دن میں کبھی کبھی ظاہر ہوتا ہے اور اکثر رات کو ہی ظاہر ہوتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ ہمیشہ آبادیوں میں رہتا تھا۔ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو اس نے قسم کھائی کہ وہ آبادیوں میں کبھی نہیں رہے گا۔ پس وہ غیر آباد جگہوں میں رہتا ہے اور دن میں ہمیشہ غمگین اور روزے سے رہتا ہے اور جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو وہ امام حسینؑ پر صبح تک نوحہ و مرثیہ پڑھتا ہے۔

(221) كامل الزيارات: حكيم بن داود بن حكيم، عن سلمة، عن الحسين بن علي بن صاعد البربري قيم القبر الرضا عليه السلام قال: حدثني أبي قال: دخلت على الرضا عليه السلام فقال لي: ما يقول الناس؟ قال: قلت: جعلت فداك جئنا نسألك قال: فقال لي: ترى هذه البومة كانت على عهد جدي رسول الله صلى الله عليه وآله تأوي المنازل والقصور والدور، وكانت إذا

① كامل الزيارات، صفحہ 234، باب 31، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 4، صفحہ 214، حدیث 34 اور جلد 64، صفحہ 329، حدیث 1؛ مدینۃ المعاجز، ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 262

أكل الناس الطعام تطير فتقع أمامهم. فيرمى إليها بالطعام وتسقى ثم ترجع إلى مكانها. ولما قتل الحسين بن علي خرجت من العمران إلى الخراب والجبال والبراري. وقالت: بئس الأمة أنتم قتلتم ابن نبيكم ولا آمنكم على نفسي. [1]

حسی بن علی صاعد بربری جو آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام کی قبر مبارک کے نگران ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام کے پاس گیا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم دیکھتے ہو کہ لوگ اس اُلو کو کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: آپؑ پر میں قربان جاؤں! ہم تو آپؑ سے پوچھنے آئے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ بوم (اُلو) ہے۔ یہ میرے داداؑ کے وقت میں ہوتا تھا جو رسولؐ اللہ کا وقت تھا اور اس وقت یہ گھروں، محلوں اور مکانات میں رہا کرتا تھا۔ جب لوگ کھانا کھاتے تو یہ اُڑ کر ان کے آگے جا کر بیٹھ جاتا اور وہ لوگ اس کے سامنے کھانا پھینک دیتے اور یہ کھا پی کر اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ جب امام حسین علیہ السلام قتل کر دیئے گئے تو یہ آبادیوں سے نکل کر غیر آباد علاقوں، پہاڑوں اور صحراؤں میں چلا گیا اور کہا: تم بہت بری اُمت ہو کہ تم نے اپنے ہی نبیؐ کے نواسے کو شہید کر ڈالا، پس! میں تم کو اپنی جان پر بھی امین نہیں سمجھتا۔

.... ✸ ....

[1] کامل الزیارات: صفحہ 234، باب 31، حدیث 2؛ بحار الانوار: جلد 45، صفحہ 214، حدیث 35 اور جلد 64، صفحہ 330، حدیث 2؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 262؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 307

باب

پانی پیتے وقت قاتلانِ امام حسینؑ پر لعنت کرنے کا بیان

(222) کامل الزیارات: محمد بن جعفر، عن محمد بن الحسين، عن الخشاب، عن علي بن حسان، عن عبد الرحمن بن كثير، عن داود الرقي قال: كنت عند أبي عبد الله عليه السلام إذا استسقى الماء، فلما شربه رأيته قد استعبر، واغرورقت عيناه بدموعه ثم قال لي: يا داود لعن الله قاتل الحسين عليه السلام فما من عبد شرب الماء فذكر الحسين ولعن قاتله، إلا كتب الله له مائة ألف حسنة، وحط عنه مائة ألف سيئة، ورفع له مائة ألف درجة، وكأنما أعتق مائة ألف نسمة، وحشره الله يوم القيامة ثلج الفؤاد. [1]

[1] الکافی کلینی (عربی) جلد ششم، صفحہ 291، حدیث 12163؛ کامل الزیارات: صفحہ 252، باب 34، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد 17، صفحہ 150، باب 27، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 303، حدیث 16؛ منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلد اول، صفحہ 363؛ مناقب ابن شہر آشوب، جلد چہارم، صفحہ 94؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 167؛ روضۃ الواعظین، فتال نیشاپوری، جلد اول، صفحہ 170؛ شیخ صدوق (عربی): صفحہ 122، حدیث 7؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 603، حدیث

داؤد رقی کا بیان ہے کہ میں آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ نے پانی مانگا۔ پھر جب آپؑ نے پی لیا تو میں نے دیکھا کہ آپؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور آنسو بہنے لگے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے داؤد! اللہ، امام حسین علیہ السلام کے قاتل پر لعنت کرے، جو آدمی بھی پانی پیئے پھر امام حسین علیہ السلام کو یاد کرکے ان کے قاتل پر لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے ایک لاکھ گناہ جھاڑ دیتا ہے اور اس کے لیے ایک لاکھ درجات بلند کرتا ہے۔ گویا کہ اس نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن نُورانی دل والا اُٹھائے گا۔

...... ✱ ......

باب ۳۵

جَو کی شراب اور شطرنج دیکھ کر قاتلانِ امام حسینؑ پر لعنت کرنے کا بیان

(223) من لا یحضرہ الفقیہ: عن ابن عبدوس، عن ابن قتیبة عن الفضل، عن الرضا علیه السلام قال: من نظر إلی الفقاع أو إلی الشطرنج فلیذکر الحسین علیه السلام ولیلعن یزید وآل زیاد، یمحو اللہ عز وجل بذلك ذنوبه، ولو کانت کعدد النجوم.[1]

آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: جس کسی کی بھی نگاہ جَو کی شراب اور شطرنج پر پڑے تو وہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزیدؒ اور آلِ زیادؒ پر لعنت بھیجے۔ پس ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا، خواہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

...... ✱ ......

[1] من لا یحضرہ الفقیہ، جلد چہارم، صفحہ 325، حدیث 5915؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلد دوم، صفحہ 66، باب 30، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 299، حدیث 2 اور جلد 45، صفحہ 176، حدیث 23؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 384؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 286؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 247

باب 31

قاتلانِ امام حسینؑ پر لعنت کرنے والے کبوتر گھروں میں رکھنے کا بیان

(224) الکافی: علی، عن أبیه، عن النوفلی، عن السکونی، عن أبی عبد الله علیه السلام قال: اتخذوا الحمام الراعبیة فی بیوتکم فإنها تلعن قتلة الحسین بن علی بن أبی طالب علیهم السلام ولعن الله قاتله.

سکونی، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: راعبی (غٹرغوں کرنے والے) کبوتر اپنے گھروں میں رکھو کیونکہ وہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کرتے ہیں۔

(225) الکافی: العدة، عن أحمد بن محمد، عن الجاموراني، عن ابن أبي حمزة، عن صندل عن داود بن فرقد قال: کنت جالسا فی بیت

الکافی کلینی (عربی) جلد ششم، صفحہ 547، حدیث 12992؛ کامل الزیارات: صفحہ 232، باب 30، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد ہشتم، صفحہ 321، باب 33، حدیث 3؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 21، صفحہ 607، حدیث 31119؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 305، حدیث 19 اور جلد 45، صفحہ 213، حدیث 32؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 261؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 451، حدیث 4

أبی عبد الله علیه السلام فنظرت إلی حمام راعبی یقرقر، فنظر إلی أبو عبد الله علیه السلام، فقال: یا داود أتدری ما یقول هذا الطیر؟ قلت: لا والله جعلت فداك. قال: یدعو علی قتلة الحسین علیه السلام فاتخذوا فی منازلکم. (1)

داؤد بن فرقد کہتا ہے کہ میں آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں آپؑ کے ساتھ موجود تھا تو میں نے دیکھا کہ راعبی (غٹرغوں کرنے والا) کبوتر اپنی آواز کو بار بار دُوہرا رہا تھا اور دیر تک اسے دُہراتا رہتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے داؤد! کیا تم جانتے ہو کہ یہ پرندہ کیا کہتا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! میں نہیں جانتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت بھیج رہا ہے اور بددُعا کر رہا ہے۔ پس! اسے تم بھی اپنے گھروں میں رکھا کرو۔

.......✱.......

(1) الکافی کلینی (عربی) جلد ششم، صفحہ 547، حدیث 12989؛ کامل الزیارات: صفحہ 232، باب 30، حدیث 2؛ وسائل الشیعہ: جلد ہشتم، صفحہ 320، باب 33، حدیث 1؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 21، صفحہ 607، حدیث 31121؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 205، حدیث 3 اور جلد 45، صفحہ 213، حدیث 33؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 167؛ مدینۃ المعاجز، سید ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 261؛ عوالم العلوم، جلد 17، صفحہ 491، حدیث 5

باب ۴۷

مولا امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے کا متعلق بیان

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے کا ثواب

(226) کامل الزیارات: محمد الحمیری، عن أبیه، عن علی بن محمد بن سالم، عن محمد بن خالد، عن عبد الله بن حماد، عن عبد الله الأصم عن مسمع بن عبد الملك كردين قال: قال لى أبو عبد الله: يا مسمع أنت من أهل العراق أما تأتى قبر الحسين؟ قلت: لا. أنا رجل مشهور من أهل البصرة. وعندنا من يتبع هوى هذا الخليفة، وأعداؤنا كثيرة من أهل القبائل من النصاب وغيرهم. ولست آمنهم أن يرفعوا على حالى عند ولد سليمان فيمثلون على.

قال لى: أفما تذكر ما صنع به؟ قلت: بلى. قال: فتجزع؟ قلت: إى والله وأستعبر لذلك. حتى يرى أهلى أثر ذلك على. فأمتنع من الطعام حتى يـ ـبين ذلك فى وجهى.

قال: رحم الله دمعتك أما إنك من الذين يعدون فى أهل الجزع لنا والذين يفرحون لفرحنا. ويحزنون لحزننا. ويخافون لخوفنا. ويأمنون إذا أمنا أما إنك سترى عند موتك وحضور آبائى لك ووصيتهم ملك الموت بك. وما يلقونك به من البشارة:

ما تقر به عينك قبل الموت. فملك الموت أرق عليك وأشد رحمة لك من الأم الشفيقة على ولدها.

قال: ثم استعبر واستعبرت معه. فقال: الحمد لله الذى فضلنا على خلقه بالرحمة وخصنا أهل البيت بالرحمة. يا مسمع إن الأرض والسماء لتبكى منذ قتل أمير المؤمنين رحمة لنا وما بكى لنا من الملائكة أكثر. وما رقأت دموع الملائكة منذ قتلنا. وما بكى أحد رحمة لنا ولما لقينا إلا رحمه الله قبل أن تخرج الدمعة من عينه. فإذا سال دموعه على خده فلو أن قطرة من دموعه سقطت فى جهنم لأطفأت حرها حتى لا يوجد لها حر. وإن الموجع قلبه لنا ليفرح يوم يرانا عند موته فرحة لا تزال تلك الفرحة فى قلبه حتى يرد علينا الحوض. وإن الكوثر ليفرح بمحبنا إذا ورد عليه. حتى أنه ليذيقه من ضروب الطعام ما لا يشتهى أن يصدر عنه.

يا مسمع من شرب منه شربة لم يظمأ بعدها أبدا. ولم يشق بعدها أبدا وهو فى برد الكافور وريح المسك وطعم الزنجبيل. أحلى من العسل، وألين من الزبد وأصفى من الدمع. وأذكى من العنبر، يخرج من تسنيم ويمر بأنهار الجنان تجرى على رضراض الدر والياقوت. فيه من القدحان أكثر من عدد نجوم السماء. يوجد ريحه من مسيرة ألف عام. قدحانه من الذهب والفضة وألوان الجوهر. يفوح فى وجه الشارب منه

كل فائحة. يقول الشارب منه: ليتني تركت ههنا لا أبغي بهذا
بدلا. ولا عنه تحويلا.

أما إنك يا كردين ممن تروى منه. وما من عين بكت لنا إلا
نعمت بالنظر إلى الكوثر. وسقيت منه. من أحبنا فان
الشارب منه ليعطى من اللذة و الطعم والشهوة له أكثر مما
يعطاه من هو دونه في حبنا.

وإن على الكوثر أمير المؤمنين عليه السلام وفي يده عصا من
عوسج. يحطم بها أعداءنا. فيقول الرجل منهم: إني أشهد
الشهادتين! فيقول: انطلق إلى إمامك فلان فاسأله أن يشفع
لك. فيقول: يتبرأ مني إمامي الذي تذكره. فيقول: ارجع
وراءك فقل للذي كنت تتولاه وتقدمه على الخلق فاسأله إذ
كان عندك خير الخلق أن يشفع لك. فأن خير الخلق حقيق أن لا
يرد إذا شفع. فيقول: إني أهلك عطشا؛ فيقول: زادك الله ظمأ.
وزادك الله عطشا.

قلت: جعلت فداك و كيف يقدر على الدنو من الحوض ولم
يقدر عليه غيره؛

قال: ورع عن أشياء قبيحة. و كف عن شتمنا إذا ذكرنا.
وترك أشياء اجترء عليها غيره. وليس ذلك لحبنا. ولا لهوى
منه. ولكن ذلك لشدة اجتهاده في عبادته وتدينه. ولما قد
شغل به نفسه عن ذكر الناس. فأما قلبه فمنافق. ودينه

النصب بأتباع أهل النصب وولاية الماضين. وتقدمه لهما
على كل أحد. ①

مسمع بن عبدالملک کردین کا بیان ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے
مجھ سے فرمایا: اے مسمع! تم اہلِ عراق میں سے ہو، کیا تم امام حسین علیہ السلام کی
قبر کے پاس نہیں جاتے؟

میں نے عرض کیا: نہیں! میں اہلِ بصرہ میں مشہور آدمی ہوں اور ہمارے پاس
جو لوگ ہیں وہ اس خلیفہ کی خواہش کی پیروی کرتے ہیں اور ناصبیوں وغیرہ
میں سے بہت سے قبائل ہمارے دشمن ہیں اور میں ان سے با امن نہیں ہوں
کہ وہ میرے کوائف سلیمان کی اولاد تک پہنچا دیں اور وہ میرے ساتھ ایسا
سلوک کرے جو دوسروں کے لیے باعثِ عبرت بن جائے۔ اسی وجہ سے
احتیاط کرتا ہوں اور زیارت کے لیے نہیں جاتا۔

امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا تمھیں یاد نہیں ہے کہ جو مصائب میرے جدّ پر
گزرے ہیں؟

میں نے عرض کیا: بے شک! میں جانتا ہوں اور جب بھی مجھے امام حسین علیہ السلام
یاد آجاتے ہیں تو مجھ پر رنج و الم کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، حتیٰ کہ جب

① کامل الزیارات: صفحہ 239، باب 32، حدیث 6؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 289، حدیث 31؛ جلاء العیون، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 129؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 438، حدیث 21121؛ منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 362؛ دمعۃ الساکبہ: باقر دہشتی، جلد دوم، صفحہ 114؛ منتخب الطریحی فخر الدین: صفحہ 252؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 529، حدیث 13

ئیں کھانا کھانے لگتا ہوں اور امام حسینؑ مجھے یاد آجاتے ہیں تو میں کھانے سے رُک جاتا ہوں اور مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوجاتی ہے جسے دیکھ کر میرے گھر والے بھی پریشان ہوجاتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تیرے آنسوؤں پر رحم کرے! تم اُن لوگوں میں سے ہو جو ہماری مصیبت میں مصیبت زدہ ہوتے ہیں اور ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں، ہمارے لیے ہی مغموم ہوتے ہیں اور ہمارے خوف سے ہی خوفزدہ ہوتے ہیں اور جب ہم امن میں ہوتے ہیں تو وہ بھی بے خوف ہوجاتے ہیں۔تم مرتے وقت دیکھو گے کہ میرے آبائے کرام علیہم السلام تمھارے لیے کس طرح حاضر ہوں گے اور ملک الموت کو تمھارے لیے وہ وصیت کریں گے اور تجھے جو بشارت دیں گے، وہ بہت افضل ہوگی اور ملک الموت تم پر تمھاری شفقت کرنے والی ماں سے بھی زیادہ رحمدل اور نرم ہوگا۔

(مسمع کا بیان ہے کہ) پھر امامؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آپؑ نے فرمایا: الحمدللہ! اُس اللہ نے ہم اہلِ بیتؑ کو تمام مخلوق سے زیادہ رحمت اور نرم دلی کے ساتھ خاص کیا۔

اے مسمع! جب سے امیرالمومنینؑ شہید ہوئے تو زمین و آسمان ہم پر رو رہے ہیں، اور جو فرشتے رو رہے ہیں ان کا کوئی شمار کرنے والا شمار نہیں کرسکتا اور جب سے ہمارے پدرانِ بزرگوار شہید ہوئے تب سے فرشتوں کے آنسو نہیں تھمے اور جو آدمی بھی ہمارے مصائب پر روتا ہے تو اللہ اس پر رحم فرماتا ہے۔قبل اس کے کہ اس کی آنکھ سے کوئی آنسو گرے، اللہ اس کے سارے گناہ معاف کردیتا ہے اور اگر غمِ حسینؑ میں بہنے والا ایک آنسو جہنم میں

گرجائے تو اس کی آگ بجھ جائے حتیٰ کہ ایک ذرہ بھی گرمی نہ رہے اور ہماری وجہ سے تکلیف اُٹھانے والا دل جب ہمیں موت کے وقت دیکھے گا تو خوش ہوجائے گا اور یہ خوشی اس کے دل میں اُس وقت تک برقرار رہے گی جب تک وہ حوضِ کوثر پر ہمارے ساتھ نہ آجائے اور کوثر بھی ہمیں دوست رکھنے والے پر بہت خوش ہوتا ہے۔ جب وہ وہاں پہنچے گا تو وہاں پر اَنواع و اَقسام کے کھانے کھائے گا، جنھیں وہ اپنے سے دُور کرنا پسند نہیں کرے گا۔

اے مسمع! جس نے اس سے ایک گھونٹ پی لیا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور نہ ہی پانی مانگے گا اور وہ کافور جیسی ٹھنڈک، کستوری کی خوشبو، زنجبیل کا ذائقہ شہد سے بھی میٹھا ہوگا۔مکھن سے نرم، آنسوؤں سے صاف، عنبر سے زیادہ خوشبودار جو تسنیم سے نکلے گی اور وہ جنت کی نہروں پر کنکریوں پر چلے گا جو موتیوں اور یاقوت کی ہوں گی اور ان نہروں پر آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ پیالے ہوں گے۔ اس کوثر کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے محسوس ہوگی اور اس کے پیالے سونے، چاندی اور رنگارنگ موتیوں کے ہوں گے۔ پینے والے کے چہرے پر اس طرح خوشبو مہکے گی کہ پینے والا کہے گا: کاش! مجھے یہاں چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس کا متبادل اور کچھ بھی نہیں ہوسکتا اور میں یہاں سے نہیں جانا چاہتا۔

اے ابن کردین! (مسمع کی کنیت) تو اُن لوگوں میں سے ہے جو اس سے سیراب ہوں گے اور جو آنکھ ہم پر روئی ہے وہ کوثر کو دیکھ کر خوش ہوگی اور اس سے پلائی جائے گی اور ہم سے محبت رکھنے والا شخص اس سے وہ مزہ اور لذت اور خواہش پائے گا جو دوسرے لوگ نہیں پاسکیں گے۔ کوثر پر

امیر المومنینؑ ہوں گے، اور ان کے ہاتھ میں عوسج کا عصا ہوگا جس سے آپؑ ہمارے دشمنوں کو وہاں سے دُور کریں گے۔

ان میں سے ایک شخص کہے گا: میں تو شہادتین (توحید و رسالت کی گواہی) دیتا ہوں۔

آپؑ اُس سے فرمائیں گے: تم اپنے امامؑ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو وہ تمھاری شفاعت کرے۔

وہ کہے گا: میرا امام جس کا آپؑ ذکر کر رہے ہیں، وہ مجھ سے بیزار ہو گیا ہے۔

تو آپؑ اسے حکم دیں گے: دُور ہو جا اور جس کو تم نے دنیا میں اپنا پیشوا بنا رکھا تھا اور جس سے تم دوستی کرتے رہے، اسی سے مانگو۔ اگر وہ تمھارے نزدیک تمام مخلوق سے بہتر تھا تو اب بھی اسی سے کہو کہ وہ یہاں تمھاری شفاعت کرے کیونکہ سب سے بہتر وہ ہے جس کے پاس شفاعت ہے۔

وہ کہے گا: میں پیاس سے ہلاک ہو رہا ہوں۔

آپؑ اس سے فرمائیں گے: اللہ تیری پیاس کو اور زیادہ کرے۔

(مسمع کا بیان ہے کہ) میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! وہ حوضِ کوثر کے قریب کیسے چلا جائے گا حالانکہ کوئی بھی اس پر قادر نہیں ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ دنیا میں بُری چیزوں سے پرہیز کرتا تھا اور جب ہم اہلِ بیتؑ کا ذکر کرتا تو ہمیں بُرا کہنے سے بھی باز رہتا اور کئی ایسی چیزوں کو بھی اس نے ترک کیے رکھا جن پر دوسرے لوگ جرأت کر لیتے تھے مگر یہ ہماری محبت کی وجہ سے اور ہمیں چاہنے کی وجہ سے اس طرح نہیں کرتا تھا بلکہ اپنی عبادت میں زیادتی اور تدین کی وجہ سے اس طرح کرتا تھا تو جب وہ اس

طرح اپنے آپ کو مصروف رکھتا تو لوگوں کو اچھائی یا بُرائی سے یاد کرنے کی اسے فرصت ہی نہ ہوتی مگر اس کا دل منافق تھا اور اس کا دین ناصبی تھا، وہ ماضی کے خلفاء کا دوست اور ان دونوں کو سب پر مقدم رکھتا تھا۔

(227) عيون أخبار الرضا ، أمالي الصدوق: ماجيلويه، عن علي، عن أبيه، عن الريان بن شبيب قال: دخلت على الرضا عليه السلام في أول يوم من المحرم فقال لي: يا ابن شبيب! يا ابن شبيب إن كنت باكيا لشيء فابك للحسين بن علي بن أبي طالب عليهما السلام فإنه ذبح كما يذبح الكبش، وقتل معه من أهل بيته ثمانية عشر رجلا، ما لهم في الأرض شبيهون، ولقد بكت السماوات السبع والأرضون لقتله..... يا ابن شبيب إن بكيت على الحسين حتى تصير دموعك على خديك غفر الله لك كل ذنب أذنبته صغيرا كان أو كبيرا، قليلا كان أو كثيرا.

يا ابن شبيب إن سرك أن تلقى الله عز وجل ولا ذنب عليك، فزر الحسين، يا ابن شبيب إن سرك أن تسكن الغرف المبنية في الجنة مع النبي صلى الله عليه وآله فالعن قتلة الحسين.

يا ابن شبيب إن سرك أن يكون لك من الثواب مثل ما لمن استشهد مع الحسين فقل متى ما ذكرته "يا ليتني كنت معهم فأفوز فوزا عظيما" يا ابن شبيب إن سرك أن تكون معنا في الدرجات العلى من الجنان، فاحزن لحزننا، وافرح لفرحنا،

وعليك بولايتنا، فلو أن رجلا تولى حجرا لحشره الله معه يوم القيامة.[1]

ریان بن شبیب کہتے ہیں کہ میں محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے فرزندِ شبیب! اگر کسی چیز پر رونا چاہتے ہو تو امام حسین علیہ السلام پر روؤ کیونکہ وہ اس طرح ذبح کیے گئے تھے جس طرح مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے اور آپؑ کے ہمراہ آپؑ کے اہلِ بیتؑ میں سے ایسے اٹھارہ افراد شہید کیے گئے جو تمام روئے زمین پر بے مثل تھے اور ان کی شہادت پر سات آسمان اور سات زمینیں روئیں۔

اے فرزندِ شبیب! اگر تم امام حسین علیہ السلام پر اتنا روؤ کہ آنسو تمہارے رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدا تمہارے صغیرہ، کبیرہ، تھوڑے اور زیادہ تمام گناہ معاف کر دے گا اور اگر تمہیں یہ بات پسند ہو کہ تمہیں وہی اجر و ثواب ملے جو امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ شہید ہونے والوں کو ملے گا تو جب بھی امام علیہ السلام کی یاد آئے تو کہو: يا ليتني كنت معكم فافوز فوزا عظيما "یعنی کاش! میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوتا اور مارا جاتا تو فوزِ عظیم پاتا"۔

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ: جلد اوّل، صفحہ 520، باب 28، حدیث 58؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 280، باب 66، حدیث 5؛ امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 192، مجلس 27، حدیث 5؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 285؛ حدیث 23؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 430، حدیث 21110؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 127؛ منتہی الآمال شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 361؛ مقتل علامہ مجلسی جلد اوّل، صفحہ 258؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 216؛ الدمعۃ الساکبہ، باقر دشتی، جلد دوم، صفحہ 111؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 538، حدیث 2

اے فرزندِ شبیب! اگر یہ بات تمہارے لیے خوش آیند ہے کہ جنت کے بلند و بالا درجات میں ہمارے ہمراہ ہو تو ہمارے حزن و ملال میں غمناک اور ہماری خوشی میں خوش رہو اور ہماری ولایت کو مضبوطی سے پکڑو کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرتا ہو گا تو خداوند عالم قیامت کے دن اُسے اُسی کے ساتھ محشور کرے گا۔ (الخبر)

(228) کامل الزیارات: حكيم بن داود بن حكيم، عن سلمة، عن بكار بن أحمد القسام والحسن بن عبد الواحد، عن مخول بن إبراهيم، عن الربيع بن المنذر، عن أبيه قال: سمعت علي بن الحسين عليه السلام يقول: من قطرت عيناه فينا قطرة، ودمعت عيناه فينا دمعة بوأه الله بها في الجنة حقبا.[1]

ربیع بن منذر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: جس کی آنکھیں ایک قطرہ آنسو بھی امام حسین علیہ السلام کے لیے بہائیں اللہ اس کو جنت میں ایک کمرہ عطا فرمائے گا جس میں وہ کئی زمانوں تک رہے گا۔

(229) کامل الزیارات: محمد بن جعفر الرزاز، عن خاله محمد بن الحسين الزيات، عن محمد بن إسماعيل، عن صالح بن عقبة، عن أبي هارون المكفوف قال: قال أبو عبد الله عليه السلام في حديث طويل: ومن ذكر الحسين عنده فخرج من عينيه من

---

[1] کامل الزیارات: صفحہ 239، باب 32، حدیث 4؛ بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 292، حدیث 34؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 434، حدیث 21116؛ مدینۃ المعاجز، ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 243؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 526، حدیث 3

الدموع مقدار جناح ذباب كان ثوابه على الله عز وجل، ولم يرض له بدون الجنة۔ ①

ابوہارون المکفوف کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی ایک طویل حدیث میں فرمایا: جس شخص کے پاس امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھ سے مچھر کے پَر کے برابر بھی آنسو نکل آئے تو اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ اس کے لیے جنت سے کم ثواب پر راضی نہیں ہوگا۔

(230) تفسير علي بن إبراهيم: أبي، عن ابن محبوب، عن العلا، عن محمد، عن أبي جعفر عليه السلام قال: كان علي بن الحسين عليهما السلام يقول: أيما مؤمن دمعت عيناه لقتل الحسين بن علي دمعة حتى تسيل على خده بوأه الله بها في الجنة غرفا يسكنها أحقابا، وأيما مؤمن دمعت عيناه دمعا حتى يسيل على خده لأذى مسنا من عدونا في الدنيا بوأه الله مبوأ صدق في الجنة، وأيما مؤمن مسه أذى فينا فدمعت عيناه حتى يسيل دمعه على خديه من مضاضة ما أوذي فينا صرف الله عن وجهه الأذى وآمنه يوم القيامة من سخطه والنار. ②

---

① کامل الزیارات: صفحہ 238، باب 32، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 291، حدیث 33

② تفسیر علی بن ابراہیم القمی: جلد دوم، صفحہ 291؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 168، باب 145، حدیث 1؛ کامل الزیارات: صفحہ 238، باب 32، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 281، حدیث 13؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 279، باب 66، حدیث 3؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 432، حدیث 21111؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 254؛ الدمعۃ الساکبہ باقر دشتی، جلد دوم، صفحہ 114؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 526، حدیث 4

آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: جس مومن کی آنکھیں غمِ حسینؑ میں ایک آنسو بھی بہائیں حتیٰ کہ اس کے رخسار پر آگرے تو اللہ اس کو جنت میں ایک کمرہ عطا فرمائے گا جس میں وہ کئی زمانوں تک رہے گا اور جس بھی مومن کی آنکھیں آنسو بہائیں اور اس کے رخسار پر گرنے لگے اور یہ آنسو ہمارے مصائب کو یاد کرکے بہے ہوں جو ہمیں اس دنیا میں اپنے دشمنوں کی طرف سے پہنچے تو جب یہ آنسو اس کے رخسار پر گرتا ہے تو اللہ اس کے چہرے سے تکلیف کو ہٹا دیتا ہے اور اللہ اس کو قیامت کے دن اپنے غضب اور آگ سے بچائے گا۔

امام حسینؑ کے غم میں شعر کہنے، رونے اور دوسروں کو رُلانے کا ثواب

(231) رجال الكشي: نصر بن الصباح، عن ابن عيسى، عن يحيى بن عمران، عن محمد بن سنان، عن زيد الشحام، قال: كنا عند أبي عبد الله ونحن جماعة من الكوفيين فدخل جعفر بن عفان على أبي عبد الله عليه السلام فقربه وأدناه ثم قال: يا جعفر قال: لبيك! جعلني الله فداك قال: بلغني أنك تقول الشعر في الحسين وتجيد، فقال له: نعم جعلني الله فداك. قال: قل! فأنشده صلى الله عليه فبكى ومن حوله، حتى صارت الدموع على وجهه ولحيته.

ثم قال: يا جعفر والله لقد شهدت ملائكة الله المقربون ههنا يسمعون قولك في الحسين عليه السلام ولقد بكوا كما بكينا

وأكثر. ولقد أوجب الله تعالى لك يا جعفر في ساعته الجنة بأسرها، وغفر الله لك. فقال: يا جعفر ألا أزيدك؛ قال: نعم يا سيدي قال: ما من أحد قال في الحسين شعرا فبكى وأبكى به إلا أوجب الله له الجنة وغفر له.[1]

زید شحام کا بیان ہے کہ مَیں ایک جماعت اہلِ کوفہ کے ساتھ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اسی اثناء میں جعفر بن عفان طائی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے ان کو باعزاز و اکرام اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا: اے جعفر! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ میں شعر کہتے ہو اور وہ بھی بہت عمدہ۔

اس نے عرض کیا: جی ہاں، اے فرزندِ رسولؐ! میں آپؐ پر قربان ہوں۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: کوئی شعر امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ میں پڑھو۔ چنانچہ اس نے مرثیہ پڑھا تو آپؑ اس قدر روئے کہ آپؑ کی ریش پر آنسو جاری ہو گئے اور جو لوگ وہاں پر موجود تھے وہ سب رونے لگے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے جعفر! خدا کی قسم! یہاں پر فرشتے موجود ہیں جنھوں نے امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ میں تیرا کلام سنا اور جس طرح ہم روئے ہیں اسی طرح وہ بھی روئے ہیں بلکہ ہم سے زیادہ روئے ہیں اور اے جعفر!

[1] اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) جلد دوم، صفحہ 574، حدیث 508؛ امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 121، حدیث 6؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 282، حدیث ؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 450، حدیث 21136؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 236؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 540، حدیث 2

اسی وقت اللہ نے تمھارے لیے جنّت واجب قرار دے دی ہے اور تجھے بخش دیا ہے۔

پھر فرمایا: آیا تجھے کچھ اور بتاؤں؟

اس نے عرض کیا: جی ہاں! اے میرے آقا۔

آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر کہے پس خود روئے اور اس سے دوسروں کو رُلائے تو خدا اس کے لیے جنّت واجب قرار دے دیتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے۔

(232) ثواب الأعمال: أبي، عن سعد، عن ابن أبي الخطاب، عن محمد بن إسماعيل، عن صالح بن عقبة، عن أبي هارون المكفوف قال: قال لي أبو عبد الله عليه السلام: يا با هارون أنشدني في الحسين عليه السلام قال: فأنشدته قال: فقال لي: أنشدني كما تنشدون يعني بالرقة. قال: فأنشدته:

أمرر على جدث الحسين   فقل لأعظمه الزكية.

قال: فبكى ثم قال: زدني، فأنشدته القصيدة الأخرى، قال: فبكى وسمعت البكاء من خلف الستر.

قال: فلما فرغت قال: يا با هارون من أنشد في الحسين شعرا فبكى وأبكى عشرة كتبت له الجنة، ومن أنشد في الحسين شعرا فبكى وأبكى خمسة كتبت لهم الجنة، ومن أنشد في الحسين شعرا فبكى وأبكى واحدا كتبت لهما الجنة ومن ذكر الحسين عنده فخرج من عينيه من الدمع مقدار جناح ذباب كان

ثوابه علی الله عز وجل، ولم یرض له بدون الجنة. [1]

ابوہارون مکفوف کہتا ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابوہارون! امام حسین علیہ السلام کے متعلق کوئی شعر سناؤ۔

ابوہارون کہتا ہے کہ میں نے آپ کو شعر سنایا تو آپؑ رونے لگے۔ پھر فرمایا: اس طرح سناؤ جیسے تم روتے ہوئے اپنے لیے شعر پڑھتے ہو۔

پس! میں نے اس طرح یہ شعر پڑھا:

امرر علی جدث الحسین فقل لأعظمه الزکیّة

''قبرِ حسینؑ سے گزر اور ان پاک ہڈیوں سے کہہ''۔

پس آپؑ رونے لگے اور پھر فرمایا: اور سناؤ۔ میں نے دوسرا شعر سنایا تو آپؑ رونے لگے اور میں نے رونے کی آوازیں پردے کے پیچھے سے بھی سنیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوہارون! امام حسین علیہ السلام کے متعلق جو شخص شعر کہے اور خود روئے اور دس آدمیوں کو رُلائے تو ان سب کے لیے جنّت لکھ دی جاتی ہے اور جو شخص امام حسین علیہ السلام کے متعلق شعر کہے اور خود روئے اور پانچ آدمیوں کو رُلائے تو ان سب کے لیے جنت لکھ دی جاتی ہے اور اگر کوئی امام حسین علیہ السلام کے متعلق شعر کہے اور خود بھی روئے اور دوسرے شخص کو بھی

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 165، باب 146، حدیث 1؛ کامل الزیارات: صفحہ 246، باب 33، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 324، باب 104، حدیث 3؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 451، حدیث 21137؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 262؛ منتہی الآمال، شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 359؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 288، حدیث 28؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 542، حدیث 5

رُلائے تو ان دونوں کے لیے جنّت لکھ دی جاتی ہے۔ جس شخص کے پاس امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھ سے مکھی کے پَر کے برابر آنسو نکل آئے تو اس کا ثواب خدا کے ذمے ہے اور وہ اس کے لیے جنت سے کم تر کسی چیز پر راضی نہیں ہوگا۔

(233) أمالی الصدوق: العطار، عن أبیه، عن الأشعری، عن اللؤلؤی، عن ابن أبی عثمان عن علی بن المغیرة، عن أبی عمارة المنشد، عن أبی عبد الله علیه السلام قال: قال لی: یا أبا عمارة أنشدنی فی الحسین بن علی قال: فأنشدته فبکی ثم أنشدته فبکی قال: فوالله ما زلت أنشده ویبکی حتی سمعت البکاء من الدار.

قال: فقال: یا أبا عمارة من أنشد فی الحسین بن علی شعرا فأبکی خمسین فله الجنة، ومن أنشد فی الحسین شعرا فأبکی ثلاثین فله الجنة، ومن أنشد فی الحسین شعرا فأبکی عشرین فله الجنة، ومن أنشد فی الحسین شعرا فأبکی عشرة فله الجنة ومن أنشد فی الحسین شعرا فأبکی واحدا فله الجنة، ومن أنشد فی الحسین شعرا فبکی فله الجنة، ومن أنشد فی الحسین شعرا فتباکی فله الجنة. [1]

---

[1] کامل الزیارات: صفحہ 246، باب 33، حدیث 2؛ ثواب الاعمال، وعقاب الاعمال، صفحہ 166، باب 146، حدیث 2؛ امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 110، مجلس 29، حدیث 9؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 325، باب 104، حدیث 4؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 453، حدیث 21140؛ منتہی الآمال شیخ عباس قمی: جلد اوّل، صفحہ 359؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 255؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 282، حدیث 15؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 270؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 540، حدیث 1

ابوعمارہ منشد (شعرخواں) کا بیان ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے
مجھ سے فرمایا: اے ابوعمارہ! مجھے امام حسین علیہ السلام کے متعلق شعر سناؤ۔
میں نے آپؑ کو شعر سنایا تو آپؑ رونے لگے۔ پھر میں نے اور شعر سنائے
اور آپؑ روتے رہے۔ پھر سنائے تو آپؑ اور زیادہ روئے۔
ابوعمارہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں آپؑ کو شعر سناتا رہا اور آپؑ مسلسل روتے
رہے یہاں تک کہ میں نے آپؑ کے گھر سے بھی رونے کی آوازیں سنیں۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوعمارہ! جس نے امام حسین علیہ السلام کے متعلق شعر کہہ
کر پچاس آدمیوں کو رُلایا تو اس کے لیے جنت ہے اور جس نے ان کے
متعلق شعر کہہ کر چالیس آدمیوں کو رُلایا تو اس کے لیے جنت ہے اور جس
نے ان کے متعلق شعر کہہ کر تیس آدمیوں کو رُلایا تو اس کے لیے جنت ہے اور
جس نے ان کے متعلق شعر کہہ کر بیس آدمیوں کو رُلایا تو اس کے لیے جنت
ہے اور جس نے ان کے متعلق شعر کہہ کر دس آدمیوں کو رُلایا تو اس کے لیے
جنت ہے اور جس نے ان کے متعلق شعر کہہ کر ایک آدمی کو رُلایا تو اس کے
لیے جنت ہے اور جو ان کے متعلق شعر کہہ کر خود رویا تو اس کے لیے جنت
ہے اور جو شخص امام حسین علیہ السلام کے قتل پر شعر پڑھ کر تکلیف سے رویا تو اس
کے لیے بھی جنت ہے اور جو شخص مصیبتِ حسینؑ میں شعر کہے اور رونے جیسی
شکل بنائے تو اس کے لیے بھی جنت واجب ہے۔

(234) قال المجلسی فی بحار الانوار: رأيت فی بعض مؤلفات
المتأخرين أنه قال: حكى دعبل الخزاعی قال: دخلت على
سيدی ومولای علی بن موسى الرضا عليه السلام فی مثل هذه

الأيام فرأيته جالسا جلسة الحزين الكئيب، وأصحابه من
حوله. فلما رآنی مقبلا قال لی: مرحبا بك يا دعبل مرحبا
بناصرنا بيده ولسانه. ثم إنه وسع لی فی مجلسه وأجلسنی إلى
جانبه. ثم قال لی: يا دعبل أحب أن تنشدنی شعرا فان هذه
الأيام أيام حزن كانت علينا أهل البيت، وأيام سرور كانت
على أعدائنا خصوصا بنی أمية. يا دعبل من بكى وأبكى على
مصابنا ولو واحدا كان أجره على الله يا دعبل من ذرفت عيناه
على مصابنا وبكى لما أصابنا من أعدائنا حشره الله معنا فی
زمرتنا. يا دعبل من بكى على مصاب جدی الحسين غفر الله له
ذنوبه البتة ثم إنه عليه السلام نهض، وضرب سترا بيننا
وبين حرمه، وأجلس أهل بيته من وراء الستر ليبكوا على
مصاب جدهم الحسين عليه السلام ثم التفت إلی وقال لی: يا
دعبل ارث الحسين فأنت ناصرنا ومادحنا ما دمت حيا. فلا
تقصر عن نصرنا ما استطعت قال دعبل: فاستعبرت وسالت
عبرتی وأنشأت أقول:

أفاطم لو خلت الحسين مجدلا * وقد مات عطشانا بشط فرات
إذا للطمت الخد فاطم عنده * وأجريت دمع العين فی
الوجنات أفاطم قومی يا ابنة الخير واندبی * نجوم سماوات
بأرض فلاة قبور بكوفان وأخرى بطيبة * وأخرى بفخ نالها
صلواتی قبور ببطن النهر من جنب كربلا * معرسهم فيها
بشط فرات توافوا عطاشا بالعراء فليتنی * توفيت فيهم قبل

حين وفاتي إلى الله أشكو لوعة عند ذكرهم * سقتني بكأس الثكل والفضعات إذا فخروا يوما أتوا بمحمد * وجبريل والقرآن والسورات وعدوا عليا ذا المناقب والعلا * وفاطمة الزهراء خير بنات وحمزة والعباس ذا الدين والتقى * وجعفرها الطيار في الحجبات أولئك مشؤومون هندا وحربها * سمية من نوكي ومن قذرات هم منعوا الآباء من أخذ حقهم * وهم تركوا الأبناء رهن شتات سأبكيهم ما حج لله راكب * وما ناح قمري على الشجرات فيا عين بكيهم وجودي بعبرة * فقد آن للتسكاب والهملات بنات زياد في القصور مصونة * وآل رسول الله منهتكات وآل زياد في الحصون منيعة * وآل رسول الله في الفلوات ديار رسول الله أصبحن بلقعا * وآل زياد تسكن الحجرات وآل رسول الله نحف جسومهم * وآل زياد غلظ القصرات وآل رسول الله تدمى نحورهم * وآل زياد ربة الحجلات وآل رسول الله تسبى حريمهم * وآل زياد آمنوا السربات إذا وتروا مدوا إلى واتريهم * أكفا من الأوتار منقبضات سأبكيهم ما ذر في الأرض شارق * ونادى منادي الخير للصلوات وما طلعت شمس وحان غروبها * وبالليل أبكيهم وبالغدوات.①

① بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 257، حدیث 15؛ مستدرک الوسائل: جلد دہم، صفحہ 386، حدیث 12236؛ الدمعۃ الساکبہ، باقر دشتی: جلد دوم، صفحہ 118؛ منتخب الطریحی فخرالدین: صفحہ 26

دعبل خزاعی کا بیان ہے کہ میں اپنے آقا و مولا امام علی رضاؑ کی خدمت میں محرم الحرام جیسے دنوں میں حاضر ہوا تو آپؑ ملول و غمگین بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب آپؑ کے گرد جمع تھے۔

جب آپؑ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے دعبل! مرحبا، ہماری دست و زبان سے مدد کرنے والے مرحبا! پھر مجھ کو اپنی محفل میں کشادہ جگہ دی اور اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا: اے دعبل! میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ شعر پڑھو کیونکہ یہ دن ہم اہلِ بیتؑ کے لیے غم کے دانے ہیں اور ہمارے دشمنوں کے لیے ایامِ مسرت ہیں خصوصاً بنواُمیہ کے لیے۔

اے دعبل! جو شخص ہماری مصیبت پر روئے اور رُلائے اس کا اجر اللہ پر ہے۔ اے دعبل! جس کی آنکھ سے ہماری مصیبت پر آنسو گرے اللہ اس کو ہمارے گروہ میں محشور کرے گا۔

اے دعبل! جو شخص میرے جدِّ بزرگوار امام حسینؑ پر روئے، خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دے گا۔ پھر آپؑ نے ایک پردہ ہمارے اور حرمِ محترم کے درمیان باندھا اور مخدراتِ عصمت کو پسِ پردہ بٹھایا تاکہ وہ بھی امام حسینؑ کی مصیبت پر گریہ کریں۔

اس کے بعد مجھ سے فرمایا: اے دعبل! امامؑ کا مرثیہ پڑھو کہ تم ہمارے مدح و مددگار ہو۔ جب تک تم زندہ رہو حتی المقدور ہماری نصرت میں کمی نہ کرنا۔

دعبل کہتا ہے کہ یہ سن کر میرے آنسو بھر آئے۔ پھر میں نے اشعار پڑھے:

"اے فاطمہؑ اگر آپؑ دیکھتیں حسینؑ کو خاک پر پڑا ہوا جس وقت کہ کنارِ فرات پیاسا قتل ہوا تھا۔ اس وقت آپؑ اپنا منہ پیٹتیں اور اشک چشمہائے

مبارک سے رخسار پر بہاتیں۔

اے فاطمہؑ! اٹھیے اور اے خیر البشرؐ کی بیٹی! نوحہ کیجیے کہ ستارہائے آسمان جنگل کی خاک پر پڑے ہیں۔ اہل بیتؑ کی تمام قبریں متفرق ہیں ایک کوفہ میں، دوسری مدینہ میں، بعض ان میں سے مقامِ فخ میں ہیں۔ درود ان پر ہو۔ ان میں سے کئی قبریں دریا کے کنارے کربلا میں ہیں ان کے مزار فرات کے کنارے بنے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ تشنہ کام لبِ فرات جاں بحق تسلیم ہوئے۔ کاش کہ میں ان کے ساتھ اپنی موت سے پہلے مر جاتا۔ ان کے ذکر پر لوگ جو جامِ ذلت مجھ کو پلاتے ہیں میں اس کی تلخی کو صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔

جس وقت کہ اہل بیتؑ فخر کرتے ہیں تو وہ جناب رسالت مآبؐ اور جبرئیل امینؑ اور سورہائے قرآن اور صاحبِ مناقب علیؑ اور فاطمہ زہراؑ سیدہ زنانِ عالم اور حمزہؑ و عباسؑ جو صاحبانِ دین و تقویٰ ہیں اور جعفر طیار جو بہشت میں پرواز کرتے ہیں کا ذکر کرتے ہیں۔

میں ان پر اس وقت تک روتا رہوں گا جب تک کہ حجاج زیارتِ کعبہ سے مشرف ہوتے رہیں گے اور جب تک قمری درختوں پر نوحہ کرتی رہے گی۔ پس! اے آنکھ! ان پر گریہ کر اور آنسو بہا کہ یہ وقت آنسوؤں کے بہانے کا ہے۔

زیاد (ملعون) کی بیٹیاں اپنے محلوں میں محفوظ ہیں اور اولادِ امجاد رسول اللہؐ کی بے پردہ ہیں۔ اولادِ زیاد قلعہ ہائے بلند میں ہیں اور آلِ رسولؐ خدا جنگلوں میں سرگرداں ہیں۔

خانہ ہائے پیغمبرؐ خدا ویران و برباد ہوئے اور آلِ زیاد اپنے گھروں میں آباد

ہیں۔ آپ رسولِؐ خدا نحیف و ضعیف ہے اور آلِ زیاد توانا اور قوی ہے۔ آلِ رسولؐ کے گلوں سے خون جاری ہے اور آلِ زیاد فارغ البال اور بے خوف و خطر ہیں۔ حرمِ محترم رسولِؐ خدا کے اسیر ہوئے اور آلِ زیاد حجرہ نشین ہیں۔

میں ان حضرات کے واسطے رویا کروں گا جب تک کہ آفتاب زمین پر تاباں رہے اور منادی خیر و صلاح نماز کے واسطے ندا دے۔ اور جب تک طلوعِ آفتاب و غروب کرتا ہے میں ان پر ہر صبح و شام روتا رہوں گا''۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہم نے عزاداری اور اس کے احکام کے متعلق بہت ساری احادیث اپنی کتاب ''عزاداریٔ عاشقین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ'' میں جمع کر دی ہیں۔ لہٰذا اس کتاب کی طرف رجوع فرمایا جائے۔

...... ✱ ......

باب ۳۸

شبِ عاشور کے احکامات کا بیان

(235) کامل الزیارات: حدثني أبي وأخي وجماعة مشايخي. عن محمد بن يحيى. عن محمد بن علي المدائني. قال: اخبرني محمد بن سعيد البلخي. عن قبيصة. عن جابر الجعفي. قال: دخلت على جعفر بن محمد (عليهما السلام) في يوم عاشوراء. فقال لي: من بات عند قبر الحسين (عليه السلام) ليلة عاشوراء لقي الله يوم القيامة ملطخا بدمه كأنما قتل معه في عرصته.①

جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں عاشور کے دن آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: جو شخص شبِ عاشور امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس گزارے وہ بروزِ قیامت اس طرح اپنے خون میں لتھڑا ہوا محشور ہوگا کہ گویا وہ میدانِ کربلا میں آپؑ کے ہمراہ شہید ہوا ہو۔

(236) مصباح الشيخ: عن الحارث بن عبد الله. عن علي (عليه

① حوالہ: کامل الزیارات: صفحہ 418، باب 71، حدیث 1؛ مصباح المتہجد، شیخ طوسی: صفحہ 535؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 266، باب 55، حدیث 3؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 291، حدیث 12037؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 103، حدیث 4؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 255، حدیث 20893؛ مسار الشیعہ، شیخ مفید: صفحہ 20

السلام) قال: إن استطعت أن تحافظ على ليلة الفطر وليلة النحر وأول ليلة من المحرم وليلة عاشورا وأول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان فافعل. وأكثر فيهن من الدعاء والصلاة وتلاوة القرآن.①

حارث بن عبداللہ نے امیرالمومنین آقا و مولا حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر ہو سکے تو چند راتوں پر محافظت کرو (شب بیداری کر کے عبادت کرو)، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، پہلی محرم کی رات، عاشور کی رات، یکم رجب کی رات، اور نیمہ شعبان کی رات اور ان راتوں میں دعاء، نماز اور تلاوت قرآن کثرت سے کرو۔

(237) الاقبال بالاعمال: عن محمد بن أبي بكر المديني الحافظ من كتاب دستور المذكرين بإسناده المتصل عن وهب بن منبه. عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من صلى ليلة عاشوراء أربع ركعات من آخر الليل. يقرأ في كل ركعة بفاتحة الكتاب وآية الكرسي -عشر مرات. و (قل هو الله أحد) - عشر مرات. و (قل أعوذ برب الفلق) - عشر مرات. و (قل أعوذ برب الناس) - عشر مرات. فإذا سلم قرأ (قل هو الله أحد) مائة مرة بني الله تعالى له في الجنة مائة ألف ألف مدينة من نور. في كل مدينة ألف ألف قصر. في كل قصر ألف ألف بيت. في كل بيت ألف ألف سرير في كل سرير ألف ألف

① مصباح المتہجد شیخ طوسی صفحہ 783؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 307 باب 8 حدیث 10

فراش، فی کل فراش زوجة من الحور العین، فی کل بیت ألف ألف مائدة، فی کل مائدة ألف ألف قصعة، فی کل قصعة مائة ألف ألف لون ومن الخدم. علی کل مائدة ألف ألف وصیف، ومائة ألف ألف وصیفة، علی عاتق کل وصیف ووصیفة مندیل ①

محمد بن ابوبکر المدنی الحافظ نے آقا ومولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص شبِ عاشور آخر شب میں چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد (ایک بار)، آیت الکرسی، قل ھو اللہ احد اور معوذتین دس دس بار اور سلام پھیرنے کے بعد قل ھو اللہ احد سو بار پڑھے تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں نور کے دس لاکھ شہر بنائے گا ہر شہر میں دس لاکھ محل ہوں گے، ہر محل میں دس لاکھ گھر ہوں گے، ہر گھر میں دس لاکھ بستر ہوں گے، ہر بستر پر دس لاکھ فرش ہوں گے، ہر ہر فرش میں ایک حور عین ہوں گی، ہر ہر گھر میں دس لاکھ کھانے ہوں گے، ہر کھانے میں دس لاکھ پیالے ہوں گے، ہر ہر پیالے میں دس کروڑ رنگ اور خدام ہوں گے، ہر ہر کھانے پر دس لاکھ وصیف ہوں گے اور ایک کروڑ ذائقوں کے کھانے ہوں گے، ہر وصیف اور ریشمی رومال پر سجی ہوئی ہوگی۔

(238) الاقبال بالاعمال: رویناہ أیضا فی کتاب دستور المذکرین بأسنادہ المتصل عن أبی أمامة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ

① الاقبال بالاعمال الحسنۃ ابن طاووس جلد سوم صفحہ 46؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 253 باب 50 حدیث 6؛ بحار الانوار جلد 98 صفحہ 337 حدیث 1

علیه وآله:

من صلی لیلة عاشوراء مائة رکعة بالحمد مرة وقل هو الله أحد ثلاث مرات، ویسلم بین کل رکعتین، فإذا فرغ من جمیع صلاته قال: "سبحان الله والحمد لله ولا إله الا الله والله أکبر ولا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظیم" سبعین مرة.

قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله: من صلی هذه الصلاة من الرجال والنساء ملأ الله قبره إذا مات مسکا وعنبرا، ویدخل إلی قبره فی کل یوم نور إلی أن ینفخ فی الصور، وتوضع له مائدة منها نعیم یتناعم به أهل الدنیا منذ یوم خلق إلی أن ینفخ فی الصور، ولیس من الرجال والنساء إذا وضع فی قبره الا یتساقط شعورهم الا من صلی هذه الصلاة، ولیس أحد یخرج من قبره إلا أبیض الشعر إلا من صلی هذه الصلاة. والذی بعثنی بالحق إنه من صلی هذه الصلاة، فإن الله عز وجل ینظر إلیه فی قبره بمنزلة العروس فی حجلته إلی أن ینفخ فی الصور، فإذا نفخ فی الصور یخرج من قبره کهیئته إلا الجنان کما یزف العروس إلی زوجها..... ①

ابو امامہ نے آقا ومولا رسول اللہؐ سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص شبِ عاشور سو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد

① الاقبال بالاعمال الحسنۃ ابن طاووس جلد سوم صفحہ 46؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 253 باب 50 حدیث 6؛ بحار الانوار جلد 98 صفحہ 337 حدیث 1

تین بار اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور جب سب نماز پڑھ چکے تو ستر مرتبہ یہ ذکر کرے:

سبحان الله والحمد لله ولا إله الا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ نماز پڑھے گا خواہ مرد پڑھے یا عورت، جب مرے گا تو اللہ اس کی قبر کو عنبر و کستوری سے بھر دے گا اور اس قبر میں صور پھونکے جانے تک ہر روز نور داخل کرے گا اور ان کھانوں کی نعمت سے تواضع کرے گا جن سے اہل دنیا خلقت سے صور پھونکے جانے تک متنعم ہوتے رہے ہوں گے اور کوئی بھی مرد اور عورت جو قبر میں جاتے ہیں تو ان کا شعور ساقط ہو جاتا ہے مگر جو یہ نماز ادا کرے (اس کا شعور ساقط نہیں ہوتا) اور جو کوئی بھی قبر سے اٹھے گا تو اس کے بال سفید ہوں گے مگر جو یہ نماز پڑھے (اس کے سفید نہیں ہوں گے) اور اس اللہ کی قسم جس نے مجھے مبعوث کیا جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کی قبر میں صور پھونکے جانے تک ایسے نظر کرتا رہتا ہے جیسے دلہن اپنے حجلے میں کرتی ہے اور جب صور پھونکا جائے گا تو اس کی قبر سے نکلنے کی کیفیت ایسی جنان ہوگی جیسے دولہا دلہن سے شادی کرتا ہے۔

(239) الاقبال بالاعمال: رأيناه في بعض كتب العبادات عن النبي صلى الله عليه وآله أنه قال: من صلى مائة ركعة ليلة عاشوراء يقرأ في كل ركعة الحمد مرة (قل هو الله أحد) ثلاث مرات ويسلم بين كل ركعتين، فإذا فرغ من جميع صلاته قال:

سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. وأستغفر الله سبعين مرة - وذكر من الثواب والاقبال ما يبلغه كثير من الآمال والأعمال، ويطول به شرح المقال. [1]

آقا و مولا رسول اللہؐ سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص شبِ عاشور سو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور جب سب نماز پڑھ چکے تو ستر مرتبہ یہ ذکر کرے: سبحان الله والحمد لله ولا إله الا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم۔ اور پھر ستر بار استغفار کرے تو اس کے لیے بہت زیادہ ثواب بیان کیا گیا ہے۔

(240) الاقبال بالاعمال: رأينا في كتاب دستور المذكرين بإسناده عن النبيؐ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من أحيا ليلة عاشوراء فكأنما عبد الله عبادة جميع الملائكة، وأجر العامل فيها كأجر سبعين سنة. [2]

آقا و مولا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص شبِ عاشور جاگتا رہا تو اس نے اللہ کی عبادت جملہ ملائکہ جتنی کی اور اس میں عمل کرنے والے کا اجر ستر سال کی عبادت جیسا ہے۔

[1] الاقبال بالاعمال الحسنۃ ابن طاوس جلد سوم صفحہ 47؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 253 باب 50 حدیث 6؛ بحار الانوار جلد 98 صفحہ 337 حدیث 1

[2] الاقبال بالاعمال الحسنۃ ابن طاوس جلد سوم صفحہ 45؛ بحار الانوار جلد 98 صفحہ 336 حدیث 1

(241) الاقبال بالاعمال: قال: عن النبیؐ تصلی لیلة عاشورا أربع رکعات فی کل رکعة الحمد مرة، و (قل هو الله أحد) خمسین مرة، فإذا سلمت من الرابعة فأکثر ذکر الله تعالی والصلاة علی رسوله واللعن علی أعدائهم ما استطعت.[1]

آقا و مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شبِ عاشور چار رکعت نماز بایں طور پڑھی جائے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ پچاس بار اور جب چوتھی رکعت کا سلام پھیر چکو تو کثرت سے ذکر خدا کرو اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود و سلام بھیجو اور جتنی استطاعت ہو ان کے دشمنوں پر لعنت کرو۔

مولف عرض کرتا ہے: کتاب الاقبال بالاعمال میں سید علی بن طاووس نے مذکورہ روایات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم نے ان روایات پر اعتماد امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کے تحت کیا ہے جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ جب کسی اچھے عمل کی خبر تم کو ہم سے پہنچے تو تم عمل کرو تمہیں اس کا اجر ملے گا چاہے (درحقیقت) وہ خبر ہماری نہ بھی ہو (دیکھیے الاقبال بالاعمال، ج ۳، ص ۷ ۴)

میں کہتا ہوں کہ سید نے بالکل درست فرمایا ہے کیونکہ "احادیث من بلغ" الکافی سمیت بہت ساری کتب میں موجود ہیں، علاوہ ازیں معصومین علیہم السلام کے دیگر فرامین بھی سید کی بات کو مضبوط کرتے ہیں منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہماری اس حدیث کا بھی انکار نہ کرو جو تمہیں کوئی مرجئی، قدری یا خارجی ہم سے منسوب کر کے بیان کرے ہو سکتا ہے اس میں حق ہو

---

[1] الاقبال بالاعمال الحسنۃ ابن طاووس جلد سوم صفحہ 45؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد ہشتم صفحہ 182 حدیث 10370؛ بحار الانوار جلد 98 صفحہ 338 حدیث 1

اور تم انکار کر کے اللہ کو عرش پر جھٹلا دو (المحاسن و علل الشرائع و بحار و وسائل)۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا: ہماری جو حدیث تم تک پہنچے اس کا انکار نہ کرو چاہے اس کے خلاف بھی تمہیں معلوم ہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ہم نے وہ حدیث کس صفت اور کس وجہ سے بیان کی (بصائر الدرجات و بحار)۔ نیز اس طرح کی بہت ساری حدیثیں میں نے اپنی کتب "احکامِ دین بزبان چہاردہ معصومینؑ، عقائدِ مومنین بزبان چہاردہ معصومینؑ اور عزاداری عاشقین بزبان چہاردہ معصومینؑ" میں تفصیل سے روایت کی ہیں رجوع فرمالیا جائے۔

...... ✸ ......

باب ۳۹

یومِ عاشُور کے احکامات کا بیان

(242) علل الشرائع: محمد بن علي بن بشار القزويني، عن المظفر بن أحمد، عن الأسدي عن سهل، عن سليمان بن عبد الله، عن عبد الله بن الفضل قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: يا ابن رسول الله كيف صار يوم عاشُورا يوم مصيبة وغم وجزع وبكاء دون اليوم الذي قبض فيه رسول الله صلى الله عليه وآله؟ واليوم الذي ماتت فيه فاطمة عليها السلام؟ واليوم الذي قتل فيه أمير المؤمنين عليه السلام؟ واليوم الذي قتل فيه الحسن عليه السلام بالسم؟.

فقال: إن يوم قتل الحسين عليه السلام أعظم مصيبة من جميع سائر الأيام. وذلك أن أصحاب الكساء الذين كانوا أكرم الخلق على الله كانوا خمسة فلما مضى عنهم النبي، بقي أمير المؤمنين وفاطمة والحسن والحسين عليهم السلام فكان فيهم للناس عزاء وسلوة. فلما مضت فاطمة عليها السلام كان في أمير المؤمنين والحسن والحسين عليهم السلام للناس عزاء وسلوة. فلما مضى منهم أمير المؤمنين كان

للناس في الحسن والحسين عليهما السلام عزاء وسلوة فلما مضى الحسن عليه السلام كان للناس في الحسين عزاء وسلوة. فلما قتل الحسين صلى الله عليه لم يكن بقي من أصحاب الكساء أحد للناس فيه بعده عزاء وسلوة. فكان ذهابه كذهاب جميعهم. كما كان بقاؤه كبقاء جميعهم فلذلك صار يومه أعظم الأيام مصيبة.

قال عبد الله بن الفضل الهاشمي: فقلت له: يا ابن رسول الله فلم لم يكن للناس في علي بن الحسين عليهما السلام عزاء وسلوة، مثل ما كان لهم في آبائه عليهم السلام؟ فقال: بلى إن علي بن الحسين كان سيد العابدين، وإماما وحجة على الخلق بعد آبائه الماضين، ولكنه لم يلق رسول الله صلى الله عليه وآله، ولم يسمع منه، وكان علمه وراثة عن أبيه عن جده عن النبي صلى الله عليه وآله. وكان أمير المؤمنين وفاطمة والحسن والحسين عليهم السلام قد شاهدهم الناس مع رسول الله صلى الله عليه وآله في أحوال تتوالى، فكانوا متى نظروا إلى أحد منهم تذكروا حاله من رسول الله صلى الله عليه وآله وقول رسول الله صلى الله عليه وآله له وفيه. فلما مضوا فقد الناس مشاهدة الأكرمين على الله عز وجل، ولم يكن في أحد منهم فقد جميعهم إلا في فقد الحسين عليه السلام لأنه مضى في

آخرهم. فلذلك صار يومه أعظم الأيام مصيبة.[1]

عبداللہ بن فضل کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! یومِ وفاتِ رسولؐ و یومِ وفاتِ سیّدہ فاطمہؑ و یومِ وفاتِ امیرالمومنینؑ اور وہ یوم جس میں امام حسنؑ زہر سے شہید کیے گئے یہ سب ہی غم و مصیبت کے دن ہیں مگر ان سب سے زیادہ غم و مصیبت و گریہ و زاری کا دن یومِ عاشورہ کیوں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: شہادتِ امام حسین علیہ السلام کا دن ان تمام دنوں میں سب سے بڑے غم اور مصیبت کا دن ہے اس لیے کہ اصحابِ کساء جو پنجتن پاکؑ ہیں وہ اللہ کے نزدیک مخلوقات میں سب سے زیادہ مکرم ہیں۔ جب ان میں سے رسولِ خدا کی وفات ہوئی تو لوگوں کو بڑا غم ہوا مگر ایک طرح کی تسلی بھی تھی کہ ابھی ان میں سے چار ہستیاں یعنی امیرالمومنینؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسین علیہم السلام موجود ہیں۔

پھر جب سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شہادت ہوئی تو لوگوں کو بڑا غم اور دُکھ ہوا مگر لوگوں کو یہ خیال کر کے تسلی ہوتی تھی کہ ابھی ان میں سے تین ہستیاں یعنی حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ موجود ہیں۔

---

[1] علل الشرائع شیخ صدوق: جلد اوّل، صفحہ 262، باب 162، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 280، باب 66، حدیث 6 (مختصراً)؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 269، حدیث 1؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 447، حدیث 21133؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 230؛ الدمعۃ الساکبہ باقر دہشتی، جلد چہارم، (عربی): صفحہ 126؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 221؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 515، حدیث 1

پھر جب امیرالمومنینؑ کی شہادت ہوئی تو لوگوں کو بڑا رنج و غم ہوا مگر یہ سوچ کر تسلی کر لیتے کہ ابھی اللہ رکھے حضرت حسن و حسین علیہما السلام موجود ہیں۔ پھر جب امام حسنؑ شہید کر دیے گئے تو لوگوں کو بڑا دُکھ اور رنج ہوا مگر یہ خیال کر کے تسلی کر لیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نواسہ امام حسین علیہ السلام زندہ ہے اور جب امام حسین علیہ السلام بھی شہید کر دیے گئے تو اب اہلِ کساء میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ اب لوگوں کے دلوں کو کس سے تسلی ہوتی؟ امام حسین علیہ السلام کے چلے جانے سے گویا سارے اہلِ کساء چلے گئے اس لیے کہ ان کی بقاء سے گویا سارے اہلِ کساء کی بقاء تھی۔ اس لیے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن سب سے بڑی مصیبت اور سب سے بڑے غم کا دن ہے۔

عبداللہ بن فضل ہاشمی (راوی) کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ابھی ان کے فرزند علیؑ بن حسینؑ موجود تھے تو لوگوں کو جس طرح آپؑ کے آبائے کرامؑ سے تسلی ہوتی رہی ان سے کیوں نہ رہی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! یہ سیّدالعابدین تھے، امام تھے اور اپنے آبائے کرام کے بعد خلق پر اللہ کی طرف سے حجت تھے لیکن ان کو رسولؐ اللہ سے شرفِ ملاقات حاصل نہ تھی اور نہ انھوں نے رسولؐ اللہ سے حدیث سنی تھی۔ ان کو رسولؐ اللہ کا جو علم ملا تھا وہ اپنے پدر بزرگوار اور اپنے جدِ نامدارؑ کے ذریعے وراثت میں ملا تھا جب کہ امیرالمومنینؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسین علیہم السلام کو لوگوں نے مختلف مواقع پر (رسولِ خدا کے) ساتھ دیکھا تھا اور وہ جب بھی ان میں سے کسی ایک کو دیکھ لیتے تو انھیں فوراً یاد آ جاتا کہ میں نے ان کو رسولؐ اللہ کے ساتھ فلاں موقع اور فلاں حال میں دیکھا تھا اور رسولؐ اللہ نے ان کے متعلق

یہ فرمایا تھا۔ پس! جب یہ سب کے سب دنیا سے رخصت ہو گئے تو لوگ ان مقرب بندوں کی زیارت سے محروم ہو گئے اور جب امام حسین علیہ السلام بھی دنیا سے اُٹھ گئے تو یہ ان مکرم بندوں میں سے آخری فرد تھے۔ اس لیے ان کی شہادت کا دن تمام مصیبت کے دنوں میں سب سے زیادہ مصیبت کا دن ہے۔ (ملخصاً)

عاشُور جیسا کوئی دن نہیں ہے

(243) أمالي الصدوق: الفامي، عن محمد الحميري، عن أبيه، عن أحمد بن محمد بن يحيى، عن محمد بن سنان، عن المفضل بن عمر، عن الصادق جعفر بن محمد، عن أبيه عن جده أن الحسن بن علي عليهما السلام قال: لا يوم كيومك يا أبا عبد الله. [1]

آقا و مولا امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اے ابا عبداللہؑ! آپؑ کی شہادت کے دن کے مانند اور کوئی دن نہیں ہے۔ (الخبر)

(244) الخصال، أمالي الصدوق: الهمداني، عن علي بن إبراهيم، عن اليقطيني، عن يونس [ابن عبد الرحمان]، عن ابن أسباط، عن علي بن سالم، عن أبيه، عن [ثابت ابن أبي صفية] الثمالي قال: علي بن الحسين سيد العابدين قال: لا يوم كيوم الحسين ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل يزعمون أنهم من هذه الأمة. [2]

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 92، مجلس 24، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 218، حدیث 44؛ مقتل لہوف، سیدعلی ابن طاؤس: صفحہ 25؛ مناقب ابن شہرآشوب، جلد چہارم، صفحہ 93؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 138

[2] امالی شیخ صدوق: حصہ دوم، صفحہ 280، مجلس 70، حدیث 10؛ بحارالانوار، جلد 44، صفحہ 298، حدیث 4، مقتل شیخ صدوق: صفحہ 192

آقا و مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: یومِ حسینؑ جیسا کوئی دن نہیں ہے کہ اس دن تیس ہزار مردوں نے آپؑ پر حملہ کیا۔ اس کے باوجود وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ رسولؐ خدا کے اُمتی ہیں۔ (الخبر)

مؤلف عرض کرتا ہے: یہ حدیث واضح ہے کہ یومِ عاشُور جیسا کوئی دن نہیں ہے لیکن ایک روایت عوام الناس میں مشہور کی گئی ہے کہ کُلُّ یومٍ عاشُورا و کُلُّ ارضٍ کربلا اور اس کی نسبت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے حالانکہ یہ روایت کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزری ہے لہٰذا ہمیں تحقیق سے بات کرنی چاہیے۔

عاشُور گریہ و بکا کا دن ہے

(245) أمالي الصدوق: ابن مسرور، عن ابن عامر، عن عمه، عن إبراهيم بن أبي محمود قال: قال الرضا عليه السلام: كان أبي إذا دخل شهر المحرم لا يرى ضاحكا وكانت الكآبة تغلب عليه حتى يمضي منه عشرة أيام، فإذا كان يوم العاشر كان ذلك اليوم يوم مصيبته وحزنه وبكائه ويقول: هو اليوم الذي قتل فيه الحسين صلى الله عليه. [1]

ابراہیم بن ابی محمود کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب محرم کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو میرے والد بزرگوار (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) ہنستے

[1] امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 101، مجلس 27، حدیث 2؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 281، باب 66، حدیث 8؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 283، حدیث 17؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 257؛ روضۃ الواعظین ابن فتال نیشاپوری، جلد اوّل، صفحہ 169؛ مناقب ابن شہرآشوب، جلد اوّل، صفحہ 186؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 214

ہوئے نہیں دیکھے جاتے تھے اور روز بروز آپؑ پر حزن و ملال کا غلبہ ہوتا جاتا تھا حتیٰ کہ جب عاشور کا دن ہوتا تو یہ دن تو آپؑ کے لیے حزن و ملال اور گریہ و بکا کا دن ہوتا تھا۔ وہ روتے بھی تھے اور فرماتے تھے: یہ وہ دن ہے جس میں امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے۔ (الخبر)

(246) أمالي الصدوق: ابن مسرور، عن ابن عامر، عن عمه، عن إبراهيم بن أبي محمود قال: قال الرضا عليه السلام: إن المحرم شهر كان أهل الجاهلية يحرمون فيه القتال فاستحلت فيه دماؤنا، وهتكت فيه حرمتنا، وسبي فيه ذرارينا ونساؤنا، وأضرمت النيران في مضاربنا، وانتهب ما فيها من ثقلنا، ولم ترع لرسول الله حرمة في أمرنا. إن يوم الحسين أقرح جفوننا، وأسبل دموعنا، وأذل عزيزنا بأرض كرب وبلاء، أورثتنا الكرب والبلاء إلى يوم الانقضاء، فعلى مثل الحسين فليبك الباكون فإن البكاء عليه يحط الذنوب العظام.①

ابراہیم بن ابی محمود کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: زمانہ جاہلیت میں ماہِ محرم وہ مہینہ تھا کہ اس ماہ میں جنگ و جدل کو حرام جانا جاتا تھا اور اس ماہ میں وہ اپنی لڑائیاں ترک کر دیتے تھے جبکہ ایامِ جاہلیت میں اس ماہ کو محترم ماہ خیال کیا جاتا تھا لیکن اِس اُمت نے اسی مہینے میں ہمارا خون گرانا

① امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 101، مجلس 27، حدیث 2؛ بحارالانوار: جلد 44، صفحہ 283، حدیث 17؛ مقتل علامہ مجلسی: جلد اوّل، صفحہ 257؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 214؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 538، حدیث 1

حلال جانا جبکہ ہم رسول اللہؐ کے اہلِ بیتؑ ہیں۔

ہماری حرمت کی ہتک کی گئی، ہماری مستورات اور بچوں کو قیدی بنایا گیا اور ہمارے خیام کو آگ لگا دی گئی۔ ان خیام کے اندر جو کچھ بھی تھا وہ لوٹ لیا گیا اور ان لوگوں نے ہمارا بھی حیا نہ کیا اور رسول اللہؐ کا بھی کہ ہم آپؐ کی آلؑ ہیں۔

روزِ شہادت امام حسین علیہ السلام نے ہماری آنکھوں کو زخمی کر دیا ہے اور ہمارے آنسو جاری و ساری رہتے ہیں۔ جب امام حسین علیہ السلام کی یاد آتی ہے تو ہماری آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہوجاتے ہیں۔ پس! اس دن سے کرب و بلا ہماری یادگار و میراث بن گئی۔

پس! رونے والوں کو چاہیے کہ وہ امام حسین علیہ السلام پر گریہ کریں کہ اس سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

عاشور کے دن روزہ رکھنا

(247) الكافي: عن محمد بن عيسى قال: حدثنا محمد بن أبي عمير، عن زيد النرسي قال: سمعت عبيد بن زرارة يسأل أبا عبد الله (عليه السلام) عن صوم يوم عاشور فقال: من صامه كان حظه من صيام ذلك اليوم حظ ابن مرجانة وآل زياد. قال: قلت: وما كان حظهم من ذلك اليوم؟ قال: النار أعاذنا الله من النار ومن عمل يقرب من النار.①

① فروعِ کافی: جلد سوم، صفحہ 349، باب 61، حدیث 6؛ تہذیب الاحکام: جلد چہارم، صفحہ 302، حدیث 5096؛ الاستبصار، جلد دوم، صفحہ 136، حدیث 2329؛ وسائل الشیعہ: جلد ہفتم، صفحہ 262، باب 21، حدیث 4؛ المقنعہ شیخ مفید: صفحہ 60

عبید بن زرارہ نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزِ عاشور کے روزہ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جو شخص روزِ عاشورہ روزہ رکھے گا اُس کو اس سے وہی حصہ ملے گا جو ابن مرجانہ لعین اور آلِ زیاد کو ملا تھا۔

میں نے عرض کیا: اُن کو کیا ملا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: آتشِ دوزخ۔ خدا ہمیں اس آگ سے پناہ دے اور جو شخص (اس دن اس) پر عمل کرے گا وہ آتشِ دوزخ کے قریب ہو گیا۔

(248) الكافي: الحسن بن علي الهاشمي، عن محمد بن موسى، عن يعقوب بن يزيد، عن الحسن بن علي الوشاء قال: حدثني نجبة بن الحارث العطار قال: سألت أبا جعفر (عليه السلام) عن صوم يوم عاشورا. فقال: صوم متروك بنزول شهر رمضان والمتروك بدعة. قال نجبة فسألت أبا عبد الله (عليه السلام) من بعد أبيه (عليه السلام) عن ذلك فأجابني بمثل جواب أبيه، ثم قال: أما إنه صوم يوم ما نزل به كتاب ولا جرت به سنة إلا سنة آل زياد بقتل الحسين بن علي صلوات الله عليهما.①

نجبہ بن حارث عطار کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے یومِ عاشورا کے روزہ کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: عاشورہ کا روزہ وہ ہے جو ماہِ رمضان کے روزوں کے واجب ہونے کے بعد متروک ہو گیا ہے اور

① فروعِ کافی: جلد سوم، صفحہ 348، باب 61، حدیث 4؛ تہذیب الاحکام: جلد چہارم، صفحہ 301، حدیث 5094؛ الاستبصار، جلد دوم، صفحہ 134، حدیث 2327؛ وسائل الشیعہ: جلد ہفتم، صفحہ 262، باب 21، حدیث 5

جو چیز متروک ہو جائے وہ (بجالانا) بدعت ہوتی ہے۔

نجبہ کہتا ہے: میں نے آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے بعد یہی سوال آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ والا جواب دیا اور مزید فرمایا: یہ ایک ایسے دن کا روزہ ہے جس کے بارے میں نہ قرآن میں (کچھ) نازل ہوا ہے اور نہ ہی سنت جاری ہوئی ہے۔ ہاں! البتہ یہ آلِ زیادؑ کی سنت ضرور ہے جنھوں نے شہادتِ امام حسین علیہ السلام کی خوشی میں اس دن روزہ رکھا تھا۔

(249) الكافي: عن محمد بن الحسين، عن محمد بن سنان، عن أبان، عن عبد الملك قال: سألت أبا عبد الله (عليه السلام) عن صوم تاسوعا وعاشورا من شهر المحرم فقال: تاسوعا يوم حوصر فيه الحسين (عليه السلام) وأصحابه رضي الله عنهم بكربلا واجتمع عليه خيل أهل الشام وأناخوا عليه وفرح ابن مرجانة وعمر بن سعد بتوافر الخيل وكثرتها واستضعفوا فيه الحسين صلوات الله عليه وأصحابه رضي الله عنهم وأيقنوا أن لا يأتي الحسين (عليه السلام) ناصر ولا يمده أهل العراق - بأبي المستضعف الغريب - ثم قال:

وأما يوم عاشورا فيوم أصيب فيه الحسين (عليه السلام) صريعا بين أصحابه وأصحابه صرعى حوله [عراة] أفصوم يكون في ذلك اليوم؟! كلا ورب البيت الحرام ما هو يوم صوم وما هو إلا يوم حزن ومصيبة دخلت على أهل السماء وأهل الأرض

وجميع المؤمنين ويوم فرح وسرور لابن مرجانة وآل زياد
وأهل الشام غضب الله عليهم وعلى ذرياتهم وذلك يوم
بكت عليه جميع بقاع الأرض خلا بقعة الشام، فمن صامه أو
تبرك به حشره الله مع آل زياد ممسوخ القلب مسخوط عليه
ومن ادخر إلى منزله ذخيرة أعقبه الله تعالى نفاقا في قلبه إلى
يوم يلقاه وانتزع البركة عنه وعن أهل بيته وولده وشاركه
الشيطان في جميع ذلك۔ ①

عبدالملک کہتا ہے کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نویں اور دسویں محرم کے روزے کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: نویں کا وہ دن ہے جس میں امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب میدانِ کربلا میں چار طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھر گئے تھے اور اہلِ شام کے سپاہ ان کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ ابن مرجانہ اور ابن سعد اپنی سپاہ کی کثرت سے خوش وخرم تھے اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو کمزور سمجھا تھا اور ان کو یقین ہو گیا تھا کہ اب ان کے پاس کہیں سے کوئی ناصر و مددگار نہیں آئے گا اور نہ ہی اہلِ عراق اب ان کی کوئی مدد کریں گے۔ میرا باپ اس کمزور مسافر پر قربان ہو جائے۔

پھر فرمایا: روزِ عاشورہ وہ دن ہے جس میں امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا اور

① فروعِ کافی: جلد سوم، صفحہ 350، باب 61، حدیث 7؛ وسائل الشیعہ: جلد ہفتم، صفحہ 261، باب 21، حدیث 2؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 95، حدیث 40؛ الوافی فیض کاشانی، جلد 11، صفحہ 73، حدیث 10437

آپؑ اپنے اصحاب میں (خاک وخون میں غلطاں) پڑے ہوئے تھے اور آپؑ کے اصحاب ان کے اردگرد (بے گور وکفن) پڑے ہوئے تھے۔

کیا ایسے دن میں روزہ ہوتا ہے؟ بیت اللہ الحرام کے رب کی قسم! ہرگز نہیں۔ یہ روزے کا دن نہیں ہے بلکہ یہ تو حزن وملال اور مصیبت کا دن ہے جو تمام اہلِ آسمان و اہلِ زمین اور تمام مومنین پر داخل ہوئی اور ابن مرجانہ، آلِ زیاد اور اہلِ شام کے لیے فرحت و انبساط اور مسرت وشادمانی کا دن تھا۔ اس دن خدائے قہار ان پر اور ان کی اولاد پر غضب ناک ہوا اور اس دن ان (مظلوموں) پر سوائے شام کے باقی تمام زمین کے قطعے روئے۔ ①

پس! جو اس دن روزہ رکھے یا اسے باعثِ برکت سمجھے تو خدا اسے آلِ زیاد کے ہمراہ محشور کرے گا کہ اس کا دل مسخ شدہ ہوگا اور اس پر خدا کا قہر وغضب ہوگا اور جو شخص اس دن گھر میں کچھ ذخیرہ کرے گا تو خدائے جبار اس کے دل پر قیامت تک منافقت کی مُہر لگا دے گا اور اس سے، اس کے خانوادہ سے اور اولاد سے برکت سلب کر لے گا اور اس کے مال (و منال) میں شیطان کو اس کا شریک قرار دے گا۔

(250) محمد بن الحسن في (المجالس والاخبار) عن الحسين بن إبراهيم القزويني، عن محمد بن وهبان، عن علي بن حبشي، عن العباس بن محمد بن الحسين، عن أبيه، عن صفوان بن يحيى، عن الحسين بن أبي غندر، عن أبيه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال:

① ایک حدیث میں ہے کہ بصرہ، دمشق اور آلِ زیاد کے سوا تمام مخلوقات روئی۔ یہ حدیث پہلے بھی نقل کی جا چکی ہے۔

سألته عن صوم يوم عرفة؛ فقال: عيد من أعياد المسلمين ويوم دعاء ومسألة. قلت: فصوم يوم عاشُوراء؛ قال: ذاك يوم قتل فيه الحسين عليه السلام. فان كنت شامتا فصم. ثم قال: إن آل امية نذروا نذرا إن قتل الحسين عليه السلام أن يتخذوا ذلك اليوم عيدا لهم يصومون فيه شكرا، ويفرحون أولادهم. فصارت في آل أبي سفيان سنة إلى اليوم. فلذلك يصومونه ويدخلون على أهاليهم وعيالاتهم الفرح ذلك اليوم. ثم قال: إن الصوم لا يكون للمصيبة. ولا يكون إلا شكرا للسلامة. وإن الحسين عليه السلام اصيب يوم عاشُوراء إن كنت فيمن اصيب به فلا تصم. وإن كنت شامتا ممن سره سلامة بني امية فصم شكرا الله تعالى. ①

حسین بن ابی غندر اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے عاشورہ کے روزہ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے ہیں، اس لیے اگر تو ان کی شہادت پر خوش ہے تو اس دن روزہ رکھ لے۔

پھر فرمایا: بنی اُمیہ نے منّت مانی تھی کہ اگر امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ ان کی شہادت کے دن کو عید قرار دیں گے اور شکرانے کے طور پر روزہ رکھیں گے اور اپنی اولاد کو بھی خوش کریں گے۔ لہٰذا اس دن

① امالی شیخ طوسیؒ (عربی) جلد دوم، صفحہ 279؛ وسائل الشیعہ: جلد ہفتم، صفحہ 262، باب 21، حدیث 7

روزہ رکھنا آج تک برابر سفیانیوں کی سنت چلی آرہی ہے اس لیے وہ اس دن روزہ رکھتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو خوش کرتے ہیں۔

پھر فرمایا: روزہ مصیبت کے لیے نہیں ہوتا البتہ سلامتی کی خوشی اور اس کے شکرانے کے لیے ہوتا ہے۔ چونکہ امام حسین علیہ السلام روزِ عاشُور شہید ہوئے ہیں اس لیے اگر تو ان لوگوں میں سے ہے جو اس دن کو مصیبت کا دن سمجھتے ہیں تو پھر روزہ نہ رکھ اور اگر تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو بنی اُمیہ کی سلامتی پر خوشی ہوئی ہے تو پھر شکرانے کا روزہ رکھ۔

(251) عن محمد بن عيسى بن عبيد قال: حدثني جعفر بن عيسى أخوه قال: سألت الرضا (عليه السلام) عن صوم عاشُورا وما يقول الناس فيه. فقال: عن صوم ابن مرجانة تسألني، ذلك يوم صامه الأدعياء من آل زياد لقتل الحسين (عليه السلام) وهو يوم يتشأم به آل محمد (صلى الله عليه وآله) ويتشأم به أهل الاسلام واليوم الذي يتشأم به أهل الاسلام لا يصام ولا يتبرك به ويوم الاثنين يوم نحس قبض الله عز وجل فيه نبيه وما أصيب آل محمد إلا في يوم الاثنين فتشأمنا به وتبرك به عدونا ويوم عاشُورا قتل الحسين صلوات الله عليه وتبرك به ابن مرجانة وتشأم به آل محمد صلى الله عليهم. فمن صامهما أو تبرك بهما لقى الله تبارك وتعالى ممسوخ القلب وكان حشره مع الذين سنوا صومهما

والتبرك بهما.[1]

راوی کہتا ہے کہ میں نے آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام سے عاشورہ کے روزہ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: کیا تو ابن مرجانہؑ کے روزہ کے بارے میں سوال کر رہا ہے؟ یہ وہ دن ہے کہ جس میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خوشی میں آلِ زیادؑ کے حرام زادوں نے روزہ رکھا تھا اور یہ وہ دن ہے جسے آلِ محمدؐ اور تمام اہلِ اسلام منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں اور وہ دن جسے اہلِ اسلام منحوس اور نامبارک سمجھیں اس دن نہ روزہ رکھا جاتا ہے اور نہ ہی اسے بابرکت سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح سوموار کا دن بھی منحوس ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں رسولؐ اللہ کی روح کو قبض کیا تھا اور آلِ محمدؐ کو جب بھی کوئی تکلیف پہنچی ہے تو سوموار کے دن پہنچی ہے۔ اس لیے ہم اسے منحوس جانتے ہیں اور ہمارے دشمن اسے بابرکت جانتے ہیں۔ چونکہ روزِ عاشور امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اس لیے ابن مرجانہؑ اسے متبرک جانتے ہیں اور آلِ محمدؐ اسے منحوس جانتے ہیں۔

پس! جو شخص ان دو دنوں میں روزہ رکھے گا یا ان کو بابرکت سمجھے گا تو وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس کا دل مسخ شدہ ہوگا اور اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنھوں نے ان دونوں دنوں کے روزے کو سنت قرار دیا اور ان سے تبرک حاصل کیا۔

[1] فروعِ کافی: جلد سوم، صفحہ 349، باب 61، حدیث 5؛ تہذیب الاحکام: جلد چہارم، صفحہ 301، حدیث 5095؛ الاستبصار، جلد دوم، صفحہ 135: حدیث 2328؛ وسائل الشیعہ: جلد ہفتم، صفحہ 261، باب 21، حدیث 3؛ الوافی فیض کاشانی: جلد 11، صفحہ 72، حدیث 10435

مؤلف عرض کرتا ہے: عاشور کے روزہ رکھنے کے متعلق بھی کچھ احادیث وارد ہوئی ہیں اس لیے ان میں تطبیق ضروری ہے اور شیخ حر عاملی کے مطابق خوشی و شکرانے کی صورت میں عاشور کا روزہ حرام ہے لیکن حزن و ملال کے لیے رکھے تو جائز ہے۔ واللہ اعلم!

عاشور کے دن فاقہ کشی کرنا

(252) محمد بن محمد المفيد في (مسار الشيعة) قال: وفي العاشر من المحرم قتل الحسين عليه السلام وجاءت الرواية عن الصادق عليه السلام بأجتناب الملاذ فيه وإقامة سنن المصائب، والامساك عن الطعام والشراب إلى أن تزول الشمس، والتغذى بعد ذلك بما يتغذى به أصحاب المصائب كالألبان وما أشبهها دون اللذيذ من الطعام والشراب.[1]

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: عاشور کے دن لذائذ سے اجتناب کیا جائے اور حزن و ملال منایا جائے اور زوال تک کھانے پینے سے اجتناب کیا جائے اور اس کے بعد سادہ غذا پر فاقہ شکنی کی جائے جس طرح مصیبت زدہ لوگ کرتے ہیں، نہ کہ لذائذ طعام اور مشروبات سے۔

(253) محمد بن الحسن في (المصباح) عن عبدالله بن سنان قال: دخلت على أبي عبدالله عليه السلام يوم عاشُوراء ودموعه تنحدر على عينيه كاللؤلؤ المتساقط. فقلت: مم بكائك فقال: أفي غفلة أنت ؟! أما علمت أن الحسين عليه السلام

[1] مسار الشیعہ، شیخ مفید: صفحہ 43؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 281، باب 66، حدیث 9؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 450، حدیث 21135

اصیب فی مثل هذا الیوم؟ فقلت: ما قولك فی صومه؟ فقال لی: صمه من غیر تبییت، وأفطره من غیر تشمیت، ولا تجعله یوم صوم کملا، ولیکن إفطارك بعد صلاة العصر بساعة علی شربة من ماء، فإنه فی مثل ذلك الوقت من ذلك الیوم تجلت الهیجاء عن آل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم. ①

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں عاشور کے دن آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ موتیوں کی لڑیوں کی طرح آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ کس لیے گریہ فرما رہے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم غافل ہو؟ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اس دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے ہیں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ اس دن کے روزہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: روزہ رکھ مگر رات سے نیت کے بغیر اور کھول شماتت اعداء کی پرواہ کیے بغیر اور مکمل دن کا روزہ نہ رکھ بلکہ عصر کے ایک گھنٹہ بعد پانی کے گھونٹ سے افطار کر کیونکہ اسی وقت آلِ رسولؐ سے جنگ موقوف ہوئی تھی۔ (الخبر)

---

① مصباح المتہجد، شیخ طوسی، صفحہ 724؛ اقبال الاعمال، سید علی ابن طاؤس: صفحہ 261؛ وسائل الشیعہ: جلد ہفتم، صفحہ 259، باب 20، حدیث 5؛ مستدرک الوسائل، جلد ہفتم، صفحہ 525، حدیث 8814 اور 8815؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 304، حدیث 4 اور صفحہ 309، حدیث 5؛ المزار الکبیر ابن المشہدی: صفحہ 473

عاشور کے دن نمازِ عاشور پڑھنا

(254) محمد بن الحسن فی (المصباح): عن عبدالله بن سنان قال:

قال ابو عبدالله علیه السلام: إن أفضل ما تأتی به فی هذا الیوم أن تعمد إلی ثیاب طاهرة فتلبسها وتتسلب. قلت: وما التسلب؟ قال: تحلل أزرارك وتکشف عن ذراعیك کهیئة أصحاب المصائب، ثم تخرج إلی أرض مقفرة أو مکان لا یراك به أحد أو تعمد إلی منزل لك خال، أو فی خلوة منذ حین یرتفع النهار فتصلی أربع رکعات تحسن رکوعها وسجودها وخشوعها وتسلم بین کل رکعتین تقرأ فی الأولی: سورة الحمد وقل یا أیها الکافرون، وفی الثانیة: الحمد، وقل هو الله أحد ثم تصلی رکعتین أخریین تقرأ فی الأولی: الحمد، وسورة الأحزاب، وفی الثانیة: الحمد وإذا جاءك المنافقون، أو ما تیسر من القرآن، ثم تسلم وتحول وجهك نحو قبر الحسین علیه السلام ومضجعه، فتمثل لنفسك مصرعه ومن کان معه من ولده وأهله وتسلم وتصلی علیه وتلعن قاتلیه وتبرأ من أفعالهم، یرفع الله عز وجل لك بذلك فی الجنة من الدرجات ویحط عنك من السیئات، ثم تسعی من الموضع الذی أنت فیه إن کان صحراء أو فضاء أو أی شئ کان خطوات، تقول فی ذلك: إنا لله وإنا إلیه راجعون، رضا بقضاء الله وتسلیما لأمره، ولیکن علیك فی ذلك الکآبة والحزن وأکثر من ذکر الله

سبحانه والاسترجاع فی ذلك الیوم.

فإذا فرغت من سعیك وفعلك هذا، فقف فی موضعك الذی صلیت فیه،ثم قل:

دُعائے عاشور

اللهم! عذب الفجرة الذین شاقوا رسولك وحاربوا أولیاءك وعبدوا غیرك واستحلوا محارمك، والعن القادة والأتباع ومن كان منهم فخب وأوضع معهم أو رضی بفعلهم لعنا كثیرا.

اللهم! وعجل فرج آل محمد واجعل صلواتك علیه وعلیهم واستنقذهم من أیدی المنافقین المضلین والكفرة الجاحدین وافتح لهم فتحا یسیرا وأتح لهم روحا وفرجا قریبا واجعل لهم من لدنك علی عدوك وعدوهم سلطانا نصیرا.

ثم ارفع یدیك واقنت بهذا الدعاء وقل وأنت تؤمی إلی أعداء آل محمد صلی الله علیه وعلیهم:

اللهم! إن كثیرا من الأمة ناصبت المستحفظین من الأئمة وكفرت بالكلمة و عكفت علی القادة الظلمة وهجرت الكتاب والسنة وعدلت عن الحبلین الذین أمرت بطاعتهما والتمسك بهما فأماتت الحق وجارت عن القصد ومالأت الأحزاب وحرفت الكتاب وكفرت بالحق لما جاءها

وتمسكت بالباطل لما اعترضها وضیعت حقك وأضلت خلقك وقتلت أولاد نبیك وخیرة عبادك و حملة علمك وورثة حكمتك ووحیك. اللهم! فزلزل أقدام أعدائك وأعداء رسولك وأهل بیت رسولك. اللهم! وأخرب دیارهم وافلل سلاحهم، و خالف بین كلمتهم وفت فی أعضادهم وأوهن كیدهم واضربهم بسیفك القاطع وارمهم بحجرك الدامغ وطمهم بالبلاء طما وقمهم بالعذاب قما وعذبهم عذابا نكرا وخذهم بالسنین والمثلات التیأهلكت بها أعداءك إنك ذو نقمة من المجرمین. اللهم! إن سنتك ضائعة وأحكامك معطلة وعترة نبیك فی الأرض هائمة. اللهم! فأعن الحق وأهله واقمع الباطلوأهله ومن علینا بالنجاة واهدنا إلی الایمان وعجل فرجنا وانظمه بفرج أولیائك واجعلهم لنا ودا واجعلنا لهم وفدا. اللهم! وأهلك من جعل یوم قتل ابن نبیك وخیرتك عیدا واستهل به فرحا ومرحا وخذ آخرهم كما أخذت أولهم وأضعف اللهم العذاب والتنكیل علی ظالمی أهل بیت نبیك. وأهلك أشیاعهم وقادتهم. وأبر حماتهم و جماعتهم. اللهم! وضاعف صلواتك ورحمتك وبركاتك علی عترة نبیك العترة الضائعة الخائفة المستذلة بقیة الشجرة الطیبة الزاكیة المباركة. وأعل اللهم كلمتهم وأفلج حجتهم واكشف البلاء واللأواء وحنادس الأباطیل

والعمى عنهم، وثبت قلوب شيعتهم وحزبك على طاعتهم
وولايتهم و نصرتهم وموالاتهم وأعنهم وامنحهم الصبر
على الأذى فيك واجعل لهم أياما مشهودة وأوقاتا محمودة
مسعودة تها، أوراقيها فرجهم وتوجب فيها تمكينهم و
نصرهم كما ضمنت لأوليائك فى كتابك المنزل فإنك قلت
وقولك الحق: وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات
ليستخلفنهم فى الأرض كما استخلف الذين من قبلهم
وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد
خوفهم أمنا يعبدوننى لا يشركون بى شيئًا.
اللهم! فاكشف غمتهم يامن لا يملك كشف الضر إلا هو يا
أحد! ياحى! ياقيوم! و أنا يا إلهى عبدك الخائف منك والراجع
إليك السائل لك المقبل عليك اللاجئ إلى فنائك العالم بأنه
لا ملجأ منك إلا إليك. اللهم! فتقبل دعائى واسمع يا إلهى
علانيتى ونجواى واجعلنى ممن رضيت عمله وقبلت نسكه
ونجيته برحمتك إنك أنت العزيز الكريم.
اللهم! وصل أولا وآخرا على محمد وآل محمد وبارك على محمد
وآل محمد و ارحم محمدا وآل محمد بأكمل وأفضل ما صليت
وباركت وترحمت على أنبيائك ورسلك وملائكتك وحملة
عرشك بلا إله إلا أنت. اللهم! ولا تفرق بينى وبين محمد وآل
محمد صلواتك عليه وعليهم، واجعلنى يا مولاى من شيعة

محمد و على وفاطمة والحسن والحسين وذريتهم الطاهرة
المنتجبة، وهب لى التمسك بحبلهم والرضا بسبيلهم
والأخذ بطريقتهم إنك جواد كريم.
ثم عفر وجهك فى الأرض، وقل: يامن يحكم ما يشاء ويفعل ما
يريد، أنت حكمت فلك الحمد محمودا مشكورا فعجل يامولاى
فرجهم وفرجنا بهم، فإنك ضمنت إعزازهم بعد الذلة و
تكثيرهم بعد القلة وإظهارهم بعد الخمول يا أصدق
الصادقين ويا أرحم الراحمين!
فأسألك يا إلهى وسيدى متضرعا إليك بجودك و كرمك بسط
أملى والتجاوز عنى وقبول قليل عملى و كثيره والزيادة فى
أيامى وتبليغى ذلك المشهد، وأن تجعلنى ممن يدعى فيجيب إلى
طاعتهم وموالاتهم ونصرهم وترينى ذلك قريبا سريعا فى
عافية إنك على كل شئ قدير.
ثم ارفع رأسك إلى السماء وقل: أعوذ بك أن أكون من الذين
لا يرجون أيامك فأعذنى يا إلهى برحمتك من ذلك.
فإن هذا أفضل يا ابن سنان! من كذا و كذا حجة، و كذا و كذا
عمرة تتطوعها وتنفق فيها مالك وتنصب فيها بدنك
وتفارق فيها أهلك وولدك. واعلم أن الله تعالى يعطى من
صلى هذه الصلاة فى هذا اليوم ودعا بهذا الدعاء مخلصا، و
عمل هذا العمل موقنا مصدقا عشر خصال منها: أن يقيه الله

ميتة السوء، ويؤمنه من المكاره والفقر، ولا يظهر عليه عدوا إلى أن يموت، ويوقيه الله من الجنون والجذام والبرص فى نفسه وولده إلى أربعة أعقاب له، ولا يجعل للشيطان ولأوليائه عليه ولا على نسله إلى أربعة أعقاب سبيلا. ①

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عاشورا کے دن وہ بہترین عمل جو آدمی بجا لاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ پاک کپڑے پہنے اور قمیص کے بٹن کھول دے اور آستین اُلٹ دے جس طرح مصیبت زدہ آدمی کرتا ہے۔ پھر جب سورج کچھ بلند ہو جائے تو کسی خالی جگہ پر یا کسی ایسے مکان میں چلے جاؤ جہاں تمھیں کوئی نہ دیکھے یا خلوت میں چار رکعت نماز خشوع وخضوع کے ساتھ اور رکوع وسجود کی عمدگی کے ساتھ ادا کرو اور ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پڑھو۔ پہلی رکعت میں الحمد اور قُل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد ایک ایک بار پڑھو۔ پھر دوسری دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ اَحزاب اور دوسری میں الحمد اور سورۂ منافقون یا (اگر یہ سورے یاد نہ ہوں تو) قرآن میں سے جو پڑھ سکتے ہو پڑھو اور سلام پھیر کر سیّد الشہداءؑ کی قبرِ مقدس کی طرف منہ پھیرو اور پھر آپؑ کی اور آپؑ کے عزیز و اقارب

---

① مصباح المتہجد، شیخ طوسی: صفحہ 543؛ مصباح الزائر، سیّد علی بن طاؤس: صفحہ 261؛ اقبال الاعمال، سیّد علی بن طاؤس: صفحہ 42؛ المزار الکبیر ابن المشہدی: صفحہ 473؛ وسائل الشیعہ: جلد پنجم، صفحہ 192، باب 4، حدیث 1؛ مستدرک الوسائل، جلد ششم، صفحہ 279، حدیث 6844؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 304، حدیث 4 اور صفحہ 309، حدیث 5

(اور اصحاب) کی شہادت کا تصور کر کے ان پر درود وسلام پڑھو اور ان کے قاتلوں پر لعنت کرو اور ان کے ناشائستہ افعال سے برأت ظاہر کرو۔ اللہ عزوجل ایسا کرنے سے جنّت میں تمھارے درجات کو بلند کرے گا اور تمھارے گناہ معاف کرے گا۔

(پھر امام علیہ السلام نے یہاں پر ایک دُعا تعلیم فرمائی جو عربی متن میں موجود ہے)

پھر فرمایا: اے ابن سنان! یہ عمل کئی حجوں اور کئی عمروں سے افضل ہے کہ جن میں تم مال خرچ کرتے ہو اور جسمانی زحمت اُٹھاتے ہو اور اپنے اہل وعیال کی جدائی کا صدمہ برداشت کرتے ہو اور جان لو کہ جو شخص روزِ عاشور خلوصِ نیت اور کامل یقین کے ساتھ یہ نماز اور دُعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُسے دس چیزیں عطا فرمائے گا منجملہ ان کے یہ بھی ہیں:

① بُری موت سے بچائے گا
② اُسے مصائب وفقر وفاقہ سے محفوظ رکھے گا۔
③ اس کی وفات تک اس کے دشمن کو اس پر غلبہ نہیں دے گا۔
④ اُسے اس کی چار نسلوں تک سب کو جنون، جذام اور برص سے محفوظ رکھے گا۔
⑤ اس پر اور اس کی چار نسلوں تک کسی پر شیطان یا اس کے کارندوں کو مسلط نہیں کرے گا۔

عاشور کی ایک اور نماز اور اس کا ثواب

(255) کامل الزیارات: حدثنی حکیم بن داود بن حکیم وغیرہ، عن

محمد بن موسى الهمداني، عن محمد بن خالد الطيالسي، عن سيف بن عميرة وصالح بن عقبة جميعا، عن علقمة بن محمد الحضرمي ومحمد بن إسماعيل، عن صالح بن عقبة، عن مالك الجهني، عن أبي جعفر الباقر (عليه السلام). قال: من زار الحسين (عليه السلام) يوم عاشُوراء حتى يظل عنده باكيا لقي الله عز وجل يوم القيامة بثواب الفي الف حجة والفي الف عمرة والفي الف غزوة. وثواب كل حجة وعمرة وغزوة كثواب من حج واعتمر وغزا مع رسول الله (صلى الله عليه وآله) ومع الأئمة الراشدين (عليهم السلام).

قال: قلت: جعلت فداك فما لمن كان في بعد البلاد وأقاصيها ولم يمكنه المصير إليه في ذلك اليوم. قال: إذا كان ذلك اليوم برز إلى الصحراء أو صعد سطحا مرتفعا في داره، وأومأ إليه بالسلام واجتهد على قاتله بالدعاء، وصلى بعده ركعتين يفعل ذلك في صدر النهار قبل الزوال، ثم ليندب الحسين (عليه السلام) ويبكيه ويأمر من في داره بالبكاء عليه، ويقيم في داره مصيبته بإظهار الجزع عليه، ويتلاقون بالبكاء بعضهم بعضا بمصاب الحسين (عليه السلام). فانا ضامن لهم إذا فعلوا ذلك على الله عز وجل جميع هذا الثواب.

فقلت: جعلت فداك وأنت الضامن لهم إذا فعلوا ذلك

والزعيم به. قال: انا الضامن لهم ذلك والزعيم لمن فعل ذلك، قال: قلت: فكيف يعزى بعضهم بعضا، قال: يقولون: عظم الله أجورنا بمصابنا بالحسين عليه السلام، وجعلنا وإياكم من الطالبين بثاره مع وليه الإمام المهدي من آل محمد (صلى الله عليه وآله).

فأن استطعت ان لا تنتشر يومك في حاجة فافعل، فإنه يوم نحس لا تقضى فيه حاجة وان قضيت لم يبارك له فيها ولم ير رشدا، ولا تدخرن لمنزلك شيئا، فإنه من ادخر لمنزله شيئا في ذلك اليوم لم يبارك له فيما يدخره ولا يبارك له في أهله، فمن فعل ذلك كتب له ثواب الف الف حجة والف الف عمرة والف الف غزوة كلها مع رسول الله (صلى الله عليه وآله)، وكان له ثواب مصيبة كل نبي ورسول وصديق وشهيد مات أو قتل منذ خلق الله الدنيا إلى أن تقوم الساعة.①

مالک جہنی آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص محرم الحرام میں عاشور کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت

① کامل الزیارات: صفحہ 420، باب 71، حدیث 7؛ مصباح المتہجد، شیخ طوسی: صفحہ 536؛ مصباح الزائر، سید علی بن طاؤوس: صفحہ 267؛ مصباح الکفعمی شیخ تقی الدین کفعمی: صفحہ 483؛ البلد الامین شیخ تقی الدین کفعمی، صفحہ 296؛ مستدرک الوسائل: جلد دہم، صفحہ 315، حدیث 12079 اور 12080، جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 255، حدیث 20898؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 290، حدیث 1

کرے گا اور آپؑ کے پاس روتا رہے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے نامۂ اعمال میں بیس لاکھ حج، بیس لکھ عمرہ اور بیس لاکھ غزوات کا ثواب لکھ دیا جائے گا جب کہ ہر حج وعمرہ اور غزوے کا ثواب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج وعمرہ کرنے اور غزوہ میں شامل ہونے کی طرح ہے اور اسی طرح ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ساتھ بھی۔

میں نے عرض کیا: میری جان آپؑ پر قربان ہو وہ شخص کیا کرے؟ اور اُس کے لیے اِس دن کربلا آنا ممکن نہ ہو؟

آپؑ نے فرمایا: جو شخص کربلا سے دُور بلکہ بہت دُور رہتا ہو وہ شخص صحرا کی طرف نکل جائے یا اپنے گھر میں کسی اُونچی جگہ پر چلا جائے اور کربلا کی طرف رُخ کر کے سلام پیش کرے اور امام حسین علیہ السلام کے قاتل پر شدید بددُعا کی سعی کرے اور اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے لیکن یہ اعمال زوال سے پہلے دن کے شروع میں بجا لائے۔ پھر امام حسین علیہ السلام پر بلند آواز سے ندبہ و گریہ کرے اور اپنے گھر والوں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دے اور اس طرح گھر میں مصیبت قائم کریں اور ایک دوسرے کو امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر پُرسہ دیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو میں ان کے لیے مذکورہ تمام ثواب کا ضامن ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: کیا آپؑ اس کے ضامن ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! میں اس کا ضامن ہوں۔

میں نے عرض کیا: وہ ایک دوسرے کو کس طرح پُرسہ دیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک دوسرے کو یہ کہہ کر ملیں کہ:

أَعْظَمَ اللهُ أُجُورَنَا بِمُصَابِنَا بِالْحُسَيْنِ وَجَعَلَنَا وَإِيَّاكُمْ مِنَ الطَّالِبِيْنَ بِثَارِهِ مَعَ وَلِيِّهِ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ علیہم السلام

"اللہ زیادہ کرے ہمارے اجروثواب کو اس پر جو کچھ ہم امام حسینؑ کی سوگواری میں کرتے ہیں اور ہمیں اور تمھیں امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے والوں میں قرار دے، اپنے ولی حضرت امام مہدی صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کے ہم رکاب ہو کر جو آلِ محمدؐ میں سے ہیں"۔

اس دن تمام دنیاوی کام ترک کر دو اور اپنی کسی ضرورت کو طلب نہ کرو کیونکہ یہ منحوس ترین دن ہے اس میں حاجت پوری نہیں کی جاتی اور اگر پوری ہو بھی جائے تو اس میں اس کے لیے برکت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس میں کوئی بھلائی نظر آتی ہے اور نہ ہی تم اپنے گھروں کے لیے کوئی چیز ذخیرہ کرو۔ اس لیے کہ اگر تم نے اس دن اپنے گھر والوں کے لیے کوئی چیز ذخیرہ کی تو اس میں تمھارے گھر والوں کے لیے برکت نہیں کی جائے گی۔

پس! جو شخص اس طرح کرے گا اس کے لیے دس لاکھ حج اور دس لاکھ عمرہ اور دس لاکھ رسولِ خدا کے ساتھ مل کر کیے گئے غزوات کا ثواب لکھا جائے گا اور اس کے لیے ہر نبی، رسول، صدیق اور شہید کو جو فوت ہوئے یا قتل کیے گئے تخلیق دنیا سے لے کر قیامِ قیامت تک پہنچنے والی ہر مصیبت کا ثواب بھی لکھا جائے گا۔

عاشور کے دن دُنیاوی کاروبار نہ کرنا

(256) عیون اخبار الرضا علیہ السلام: حدثنا محمد بن بکران النقاش فی مسجد الکوفة ومحمد بن إبراهيم بن إسحاق

المکتب رضی الله عنه بالری قالا: حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد الهمداني مولى بني هاشم قال: حدثنا علي بن الحسن بن علي بن فضال عن أبيه عن أبي الحسن علي بن موسى الرضا عليه السلام قال: من ترك السعي في حوائجه يوم عاشورا قضى الله له حوائج الدنيا والآخرة ومن كان يوم عاشورا يوم مصيبته وحزنه وبكائه جعل الله عز وجل القيامة يوم فرحه وسروره وقرت بنا في الجنان عينه ومن سمى يوم عاشورا يوم بركه وادخر فيه لمنزله شيئا لم يبارك له فيما ادخر وحشر يوم القيامة مع يزيد وعبيد الله بن زياد وعمر بن سعد لعنهم الله تعالى إلى أسفل درك من النار. ①

علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے والد سے اور وہ آقا و مولا ابوالحسن امام علی رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص عاشور کے دن اپنے دُنیاوی کاروبار کی کوشش نہ کرے تو خدا اس کی دنیا و آخرت کی حاجتیں

---

① علل الشرائع، جلداوّل، صفحہ 264، باب 162، حدیث 2؛ امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 191، مجلس 27، حدیث 4؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلداوّل، صفحہ 519، باب 28، حدیث 7؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 281، باب 66، حدیث 7؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 102، حدیث 1؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 449، حدیث 21134؛ مقتل علامہ مجلسی: جلداوّل، صفحہ 258؛ اقبال الاعمال، سید علی بن طاؤس: صفحہ 54؛ روضۃ الواعظین، ابن فتال نیشاپوری، جلداوّل، صفحہ 169؛ مناقب آلِ ابی طالب ابن شہرآشوب، جلد ششم، صفحہ 88؛ مفاتیح الجنان، شیخ عباس قمی: صفحہ 570؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 214؛ عوالم العلوم: جلد 17، صفحہ 539، حدیث 3

بر لائے گا اور روزِ عاشور جس شخص کے لیے حزن و ملال اور گریہ و بکا کا دن ہوگا تو خدا قیامت کے دن کو اس کی فرحت و انبساط کا دن قرار دے گا اور جنت میں ہماری وجہ سے خدا اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا اور جو شخص عاشورہ کے دن کو خیروبرکت کا دن قرار دے گا اور اس دن اپنے لیے مال کا ذخیرہ کرے گا تو اسے اس میں برکت نہیں دے گا اور روزِ قیامت خدا اسے یزیدؒ، عبیداللہ بن زیادؒ اور عمر بن سعدؒ کے ساتھ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں محشور کرے گا۔

عاشُور کے دن ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھنا

(257) علی بن موسٰی بن طاوس فی کتاب (الاقبال) عن الصادق عليه السلام أنه قال: من قرأ يوم عاشوراء ألف مرة سورة الاخلاص نظر الرحمن إليه ومن نظر الرحمن إليه لم يعذبه أبدا. ①

آقا و مولا امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: جو شخص روزِ عاشورہ ایک ہزار بار سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ) پڑھے تو اللہ اس پر نظر (کرم) کرتا ہے اور جس پر اللہ نظر (کرم) کرتا ہے تو پھر وہ اسے کبھی عذاب نہیں کرتا۔

عاشُور کے دن امام حسینؑ کی زیارت کرنا

(258) کامل الزیارات: حدثنی محمد بن عبد الله بن جعفر الحمیری،

---

① اقبال الاعمال سید علی بن طاؤس، صفحہ 56؛ وسائل الشیعہ: جلد ہفتم، صفحہ 260، باب 20، حدیث 6

عن أبيه، عن يعقوب بن يزيد الأنباري، عن محمد بن أبي عمير، عن زيد الشحام، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: من زار قبر الحسين بن علي (عليهما السلام) عارفا بحقه كان كمن زار الله في عرشه. (۱)

زید شحام آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے روزِ عاشور آپؑ کی زیارت کرے گا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے عرشِ الٰہی پر اللہ کی زیارت کی۔

(259) كامل الزيارات: حدثني أبو علي محمد بن همام، قال: حدثني جعفر بن محمد بن مالك الفزاري، قال: حدثني أحمد بن علي بن عبيد الجعفي، قال: حدثني الحسين بن سليمان، عن الحسن بن راشد، عن حماد بن عيسى، عن حريز، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: من زار الحسين يوم عاشوراء وجبت له الجنة. (۲)

تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 51، حدیث 7125؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 266، باب 55، حدیث 1؛ کامل الزیارات: صفحہ 418، باب 71، حدیث 3؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 292، حدیث 12039؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 253، حدیث 20888؛ مصباح المتہجد شیخ طوسی: صفحہ 535؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 105، حدیث 11؛ اقبال الاعمال، سیدعلی بن طاؤوس: صفحہ 42

تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 51، حدیث 7126؛ کامل الزیارات: صفحہ 418، باب 71، حدیث 2؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 266. باب 55، حدیث 2؛ مستدرک الوسائل: جلد دہم، صفحہ 291، حدیث 12038؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 254، حدیث 20889؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 104، حدیث 8؛ مصباح المتہجد، شیخ طوسی: صفحہ 535؛ اقبال الاعمال: سیدعلی بن طاؤوس: صفحہ 42

امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص نے عاشورہ کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

عاشور کے دن دُور سے زیارتِ امام حسین علیہ السلام کرنا

(260) حدثني حكيم بن داود بن حكيم وغيره، عن محمد بن موسى الهمداني، عن محمد بن خالد الطيالسي، عن سيف بن عميرة وصالح بن عقبة جميعا، عن علقمة بن محمد الحضرمي ومحمد بن إسماعيل، عن صالح بن عقبة، عن مالك الجهني، عن أبي جعفر الباقر (عليه السلام)، قال: من زار الحسين (عليه السلام) يوم عاشوراء حتى يظل عنده باكيا لقي الله عز وجل يوم القيامة بثواب الفي الف حجة والفي الف عمرة والفي الف غزوة، وثواب كل حجة وعمرة وغزوة كثواب من حج واعتمر وغزا مع رسول الله (صلى الله عليه وآله) ومع الأئمة الراشدين (عليهم السلام).

قال: قلت: جعلت فداك فما لمن كان في بعد البلاد وأقاصيها ولم يمكنه المصير إليه في ذلك اليوم، قال: إذا كان ذلك اليوم برز إلى الصحراء أو صعد سطحا مرتفعا في داره، وأومأ إليه بالسلام واجتهد على قاتله بالدعاء، وصلى بعده ركعتين، يفعل ذلك في صدر النهار قبل الزوال، ثم ليندب الحسين (عليه السلام) ويبكيه ويأمر من في داره بالبكاء عليه، ويقيم في داره مصيبته بإظهار الجزع عليه، ويتلاقون بالبكاء

بعضهم بعضاً بمصاب الحسين (عليه السلام)، فانا ضامن لهم إذا فعلوا ذلك على الله عز وجل جميع هذا الثواب.

فقلت: جعلت فداك وأنت الضامن لهم إذا فعلوا ذلك والزعيم به. قال: انا الضامن لهم ذلك والزعيم لمن فعل ذلك. قال: قلت: فكيف يعزى بعضهم بعضاً. قال: يقولون: عظم الله أجورنا بمصابنا بالحسين عليه السلام. وجعلنا وإياكم من الطالبين بثاره مع وليه الإمام المهدي من آل محمد (صلى الله عليه وآله).

فان استطعت ان لا تنتشر يومك في حاجة فافعل، فإنه يوم نحس لا تقضى فيه حاجة وان قضيت لم يبارك له فيها ولم ير رشدا، ولا تدخرن لمنزلك شيئا. فإنه من ادخر لمنزله شيئا في ذلك اليوم لم يبارك له فيما يدخره ولا يبارك له في أهله. فمن فعل ذلك كتب له ثواب الف الف حجة والف الف عمرة والف الف غزوة كلها مع رسول الله (صلى الله عليه وآله)، وكان له ثواب مصيبة كل نبي ورسول وصديق وشهيد مات أو قتل منذ خلق الله الدنيا إلى أن تقوم الساعة. ①

---

① کامل الزیارات: صفحہ 420، باب 71، حدیث 7؛ مصباح المتہجد، شیخ طوسی: صفحہ 536؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 290، حدیث 1؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 315، حدیث 12079 اور 12080؛ مصباح الزائر، سید علی بن طاؤوس: صفحہ 147؛ مصباح الکفعمی، شیخ تقی الدین کفعمی، صفحہ 483؛ البلد الامین، شیخ تقی الدین کفعمی، صفحہ 296؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 283، باب 66، حدیث 18 (مختصراً)

مالک جہنی، آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص محرم میں عاشورہ کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے گا اور آپؑ کے پاس روتا رہے گا تو وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ بیس لاکھ حجوں اور بیس لاکھ ہزار عمروں اور بیس لاکھ غزوات کا ثواب اس کے لیے لکھ دیا جائے گا اور ہر حج و عمرہ اور ہر غزوہ کا ثواب رسولؐ خدا کے ساتھ حج کرنے، عمرہ کرنے اور غزوہ کرنے کے ثواب کی طرح ہے اور اسی طرح آئمہ طاہرینؑ کے ساتھ۔

(راوی کہتا ہے کہ) میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! وہ شخص کیا کرے جو دُور بلکہ بہت دُور رہتا ہے اور اس کے لیے کربلا آنا ممکن نہ ہو؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص صحرا کی طرف نکل جائے یا اپنے گھر میں کسی اُونچی جگہ پر چلا جائے اور کربلا کی طرف منہ کر کے سلام پیش کرے اور امام حسین علیہ السلام کے قاتل پر شدید قسم کی بدُعا کرنے کی سعی کرے اور اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے لیکن یہ اعمال زوال سے پہلے دن کے شروع میں بجا لائے۔ پھر امام حسین علیہ السلام پر بلند آواز سے ندبہ و گریہ کرے اور جو گھر میں موجود ہوں ان کو بھی ایسا کرنے کا حکم دے اور اس طرح گھر میں مصیبت قائم کریں اور ایک دوسرے کو امام حسین علیہ السلام کی مصیبتوں پر پُرسہ دیں۔

جب وہ ایسا کریں گے تو میں مذکورہ تمام ثواب کا ضامن ہوں۔

(راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! کیا آپؑ ان کے لیے ضمانت دیتے ہیں کہ جو ایسا عمل کرے گا اسے مذکورہ سب ثواب ملے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، میں ایسا کرنے والوں کے لیے ضامن ہوں کہ مذکورہ سب ثواب ملے گا۔ (الخبر)

(261) کامل الزیارات: حدثني علي بن الحسين وعلي بن محمد بن قولويه رحمهما الله ،ميعا، عن محمد بن يحيى العطار، عن حمدان بن سليمان النيسابوري، عن عبد الله بن محمد اليماني، عن منيع بن الحجاج، عن يونس بن عبد الرحمان، عن حنان بن سدير، عن أبيه في حديث طويل، قال: قال أبو عبد الله (عليه السلام): ياسدير وما عليك ان تزور قبر الحسين (عليه السلام) في كل جمعة خمس مرات وفي كل يوم مرة. قلت: جعلت فداك ان بيننا وبينه فراسخ كثيرة. فقال: تصعد فوق سطحك ثم تلتفت يمنة ويسرة ثم ترفع رأسك إلى السماء، ثم تتحرى نحو قبر الحسين (عليه السلام)، ثم تقول: لسلام عليك يا أبا عبد الله. السلام عليك ورحمة الله وبركاته. يكتب لك زورة، والزورة حجة وعمرة.[①]

① الکافی کلینی، جلد چہارم، صفحہ 589، حدیث 8140؛ من لا یحضرہ الفقیہ: جلد دوم، صفحہ 373، حدیث 3203؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 116، حدیث 7210؛ کامل الزیارات: صفحہ 642، باب 96، حدیث 2؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 274، باب 63، حدیث 2؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 365، حدیث 2، 3 اور 4؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 306، حدیث 12063؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 303، حدیث 20951؛ المزار الکبیر ابن المشہدی: صفحہ 145

حنان بن سدیر اپنے والد سے ایک طویل حدیث میں آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

اے سدیر! اگر تم امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت ہر جمعہ میں پانچ مرتبہ اور ہر روز ایک مرتبہ کرلو تو یہ تمھارے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں ہمارے اور آپؑ کے درمیان کئی فرسخ کا فاصلہ ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جایا کرو، پھر دائیں بائیں دیکھ کر اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرو اور قبر (مقدس) کی طرف رُخ کر کے کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پس! ایسا کرنے سے تمھارے لیے ایک زیارت کا ثواب لکھا جائے گا اور یہ ایک زیارت حج و عمرہ کے برابر ہے۔

...... ✸ ......

باب ۵۰

زمینِ کربلا اور تُربتِ حسینیؑ کا بیان

کربلا میں حرمِ مقدس کی حدود کا تعین

(262) کامل الزیارات: حدثني أبي وجماعة مشايخي، عن سعد بن عبد الله، عن محمد بن عيسى بن عبيد اليقطيني، عن محمد بن إسماعيل البصري، عمن رواه، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: حرمة قبر الحسين فرسخ في فرسخ من أربعة جوانبه۔ ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام کا حرم چاروں طرف سے ایک ایک فرسخ تک ہے۔

(263) تہذیب الاحکام: عن محمد بن أحمد بن داود، عن الحسن بن محمد، عن حميد بن زياد، عن بنان بن محمد، عن أبي الطاهر يعني الوراق، عن الحجال، عن غير واحد من أصحابنا، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: التربة من قبر الحسين بن علي عليه السلام

① من لا یحضرہ الفقیہ: جلد دوم، صفحہ 351، حدیث 3167؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 71؛ حدیث 7137؛ کامل الزیارات (عربی): صفحہ 456؛ باب 89، حدیث 3؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 284؛ باب 67، حدیث 1؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 320؛ حدیث 12088؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 429، حدیث 21105؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 111، حدیث 27

على عشرة أميال۔ ①

آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: تُربت (مقدس)، امام حسین علیہ السلام کی قبر سے دس میل تک ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے: اس حدبندی میں اختلاف اور بھی کئی احادیث میں موجود ہے۔ شیخ طوسیؒ نے اس اختلاف کو فضیلت کے اختلاف پر محمول کیا ہے۔ پس جس قدر قبر کے قریب ہوگی فضیلت اتنی ہی زیادہ ہوگی اور ہم بھی اس تاویل سے متفق ہیں۔

زمینِ کربلا کی فضیلت

(264) کامل الزیارات: حدثني أبو العباس الكوفي، عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب، عن أبي سعيد العصفري، عن عمرو بن ثابت، عن أبيه، عن أبي جعفر (عليه السلام)، قال: خلق الله تبارك وتعالى ارض كربلاء قبل ان يخلق الكعبة بأربعة وعشرين الف عام وقدسها وبارك عليها، فما زالت قبل خلق الله الخلق مقدسة مباركة ولا تزال كذلك حتى يجعلها الله أفضل ارض في الجنة وأفضل منزل ومسكن يسكن الله فيه أوليائه في الجنة۔ ②

عمر بن ثابت اپنے والد سے اور وہ آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت

① تہذیب الاحکام، جلد ششم، صفحہ 72، حدیث 7141؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 285، باب 67، حدیث 7؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 429، حدیث 21104

② کامل الزیارات: صفحہ 595، باب 88، حدیث 4؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 322، حدیث 12094؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 467؛ حدیث 21166؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 107، حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد ششم، صفحہ 72، حدیث 7142 (بفرق الفاظ)

کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ نے زمینِ کربلا کو کعبہ کے پیدا کرنے سے چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا اور اس کو پاک کیا اور اس میں برکت ڈالی تو مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے مقدس اور مبارک ہوئی اور ہمیشہ اسی طرح رہے گی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی زمین سے افضل کر دے گا اور یہ افضل منزل اور مسکن ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے اولیاءؑ کے لیے جنت قرار دے گا اور ان کو اس میں بسائے گا۔

(265) کامل الزیارات: حدثني محمد بن جعفر القرشي الرزاز، عن محمد بن الحسين، عن محمد بن سنان، عن أبي سعيد القماط، عن عمر بن يزيد بياع السابري، عن أبي عبد الله، قال: ان ارض الكعبة قالت: من مثلي وقد بني بيت الله على ظهري، ويأتيني الناس من كل فج عميق، وجعلت حرم الله وامنه، فأوحى الله إليها ان كفي وقري فوعزتي وجلالي ما فضل ما فضلت به فيما أعطيت به ارض كربلاء الا بمنزلة الإبرة غمست في البحر فحملت من ماء البحر، ولولا تربة كربلاء ما فضلتك، ولولا ما تضمنته ارض كربلاء ما خلقتك ولا خلقت البيت الذي افتخرت به، فقري واستقري وكوني دنيا متواضعا ذليلا مهينا، غير مستنكف ولا مستكبر لأرض كربلاء، والا سخت بك وهويت بك في نار جهنم.[1]

[1] کامل الزیارات: صفحہ 594، باب 88، حدیث 3؛ اصول الستۃ عشر، صفحہ 140، حدیث 41؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 286؛ باب 68، حدیث 2؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 321، حدیث 12093؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 106، حدیث 3؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 469، حدیث 21169

عمر بن یزید بیاع سابرہ، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: (ایک بار) زمین کعبہ نے فخر کرتے ہوئے کہا کہ میری مانند کون ہے کہ جس کی پشت پر اللہ نے اپنا گھر بنایا ہے، اور ہر طرف سے لوگ میری طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور مجھے اللہ کا حرم اور جائے امن قرار دیا گیا ہے؟

اس پر اللہ نے اسے وحی کی: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! رُک جا اور قرار پکڑ، تجھے جو فضیلت حاصل ہے اُس فضیلت کے بالمقابل جو فضیلت میں نے زمین کربلا کو دی ہے وہ فضیلت مَیں نے کسی اور زمین کو نہیں دی ہے اور جو فضیلت مَیں نے کسی اور زمین کو دی ہے، اس کی نسبت کربلا کی زمین سے ایسی ہے جو سوئی پر موجود پانی کے اس قطرہ کو سمندر کے پانی سے ہے جو اس میں ڈبونے سے اس پر رہ جائے۔ اگر خاکِ کربلا نہ ہوتی تو میں تجھے یہ فضیلت نہ دیتا اور اگر وہ ہستی نہ ہوتی جو کربلا میں دفن ہے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اور نہ اس (کعبہ) کو پیدا کرتا جس پر تُو فخر کر رہی ہے۔ پس اپنی جگہ قرار پکڑ اور زمینِ کربلا کے سامنے تکبر نہ کر بلکہ اپنے عجز و نیاز اور اپنی تواضع و انکساری کا اظہار کر اور ذلیل و مہین بن اور کربلا پر تکبر والی نہ بن، ورنہ میں تجھے زمین میں دھنسا دوں گا اور تجھے جہنم کی آگ میں پھینک دوں گا۔

قبر امام حسین علیہ السلام کی فضیلت

(266) کامل الزیارات: حدثني الحسن بن عبد الله بن محمد بن عيسى، عن أبيه عبد الله بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن محبوب. عن

إسحاق بن عمار، قال: سمعت أبا عبد الله (عليه السلام) يقول: موضع قبر الحسين بن علي (عليهما السلام) منذ يوم دفن فيه روضة من رياض الجنة و، قال: موضع قبر الحسين (عليه السلام) ترعة من ترع الجنة.①

اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام جب سے اپنے مزار میں دفن ہوئے ہیں وہ جگہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

تُربتِ حسینؑ سے شفا و برکت طلب کرنا اور اسے بوسہ دینا

(267) أحمد بن محمد، عن الحسين بن علي، عن يونس بن الربيع، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: إن عند رأس الحسين (عليه السلام) لتربة حمراء فيها شفاء من كل داء إلا السام.②

یونس بن ربیع، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ

① من لا یحضرہ الفقیہ: جلد دوم، صفحہ 351، حدیث 3165؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 180، باب 147، حدیث 43؛ کامل الزیارات: صفحہ 604؛ باب 89، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 240؛ باب 37، حدیث 10؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 324؛ حدیث 12100؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 111، حدیث 23

② الکافی کلینی (عربی): جلد چہارم، صفحہ 588، حدیث 8154؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 289، باب 70، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 131؛ حدیث 57 اور 58؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 402، حدیث 21056؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 334، حدیث 12126 (بفرق الفاظ)

نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس کے نزدیک سرخ رنگ کی خاک ہے جس میں موت کے سوا باقی ہر مرض کی شفا ہے۔ (الخبر)

(268) الحسن بن محمد الطوسي في (الأمالي) عن أبيه، عن ابن خنيس، عن محمد بن عبد الله، عن محمد بن محمد بن مفضل، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمري، عن عبد الله بن حماد عن زيد الشحام، عن الصادق عليه السلام قال: إن الله جعل تربة الحسين شفاء من كل داء، وأمانا من كل خوف، فإذا أخذها أحدكم فليقبلها وليضعها على عينه، وليمرها على سائر جسده، وليقل: (اللهم بحق هذه التربة، وبحق من حل بها وثوى فيها وبحق جَدِّهِ وَأبيه وأمه وأخيه والأئمة من ولده، وبحق الملائكة الحافين به إلا جعلتها شفاء من كل داء، وبرء من كل مرض، ونجاة من كل آفة، وحرزا مما أخاف وأحذر) ثم يستعملها. قال: أبو أسامة: فإني استعملها من دهري الأطول كما قال ووصف أبو عبد الله عليه السلام، فما رأيت بحمد الله مكروها.①

زید شحام، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تُربتِ حسینؑ کو ہر مرض کی شفا اور ہر خوف سے باعثِ امن بنا دیا ہے۔ پس! جب بھی تم میں سے کوئی شخص اسے حاصل کرے تو

① امالی شیخ طوسی (عربی): صفحہ 326؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 289، باب 70، حدیث 5

اسے بوسہ دے اور آنکھوں پر لگائے اور پھر اسے اپنے تمام جسم پر پھیرے اور یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذِهِ التُّرْبَةِ وَبِحَقِّ مَنْ حَلَّ بِهَا وَثَوٰى فِيْهَا وَبِحَقِّ جَدِّهٖ وَاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَخِيْهِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ وُّلْدِهٖ وَبِحَقِّ الْمَلَائِكَةِ الْحَافِّيْنَ بِهٖ اِلَّا جَعَلْتَهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَّبُرْءًا مِّنْ كُلِّ مَرَضٍ وَّنَجَاةً مِّنْ كُلِّ آفَةٍ وَّحِرْزًا مِّمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ [1] پھر اس کو استعمال کرے۔

ابواسامہ کہتے ہیں: جس طرح آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے استعمال کا طریقہ بتایا، میں مدتِ دراز سے اسی طرح خاکِ شفا استعمال کر رہا ہوں اور بحمد للہ مَیں نے کبھی کوئی ناخوشگوار امر نہیں دیکھا۔

(269) الكافي: أحمد بن محمد، عن ابن فضال، عن كرام، عن ابن أبي يعفور قال: قلت لأبي عبد الله (عليه السلام): يأخذ الانسان من طين قبر الحسين (عليه السلام) فينتفع به ويأخذ غيره ولا ينتفع به؛ فقال: لا والله الذي لا إله إلا هو ما يأخذه أحد وهو يرى أن الله ينفعه به إلا نفعه به. [2]

ابن ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت

[1] اور حدیثوں میں کئی دیگر دُعائیں بھی ذکر ہوئی ہیں، جو مرضی پڑھ لیں مستحب ہے۔

[2] الکافی کلینی، جلد چہارم، صفحہ 588، حدیث 8155؛ کامل الزیارات: صفحہ 612، باب 91، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 289، باب 70، حدیث 2؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 329، حدیث 12114؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 123، حدیث 12؛ مکارم الاخلاق طبرسی، جلد اوّل، صفحہ 361، حدیث 1187

میں عرض کیا: ایک انسان امام حسین علیہ السلام کی قبرِ اقدس کی خاک لیتا ہے اور وہ اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے جبکہ دوسرا لیتا ہے تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہیں ہے کہ صرف مٹی اُٹھانے سے اس کو فائدہ پہنچے، اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو کوئی بھی یہ سمجھ کر وہ خاک حاصل کرے کہ خدا اس کے ذریعے اسے فائدہ دے گا تو پھر یقیناً اسے فائدہ حاصل ہوگا۔

تُربتِ حسینؑ کو پاس رکھنا اور باعثِ امان سمجھنا

(270) كامل الزيارات: حدثني أبي رحمه الله، عن سعد بن عبد الله، عن أيوب بن نوح، عن عبد الله بن المغيرة، قال: حدثنا أبو اليسع، قال: سأل رجل أبا عبد الله (عليه السلام) وانا اسمع، قال: اخذ من طين قبر الحسين يكون عندي اطلب بركته، قال: لا بأس بذلك. [1]

ابوالیسع کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور مَیں سن رہا تھا کہ اُس نے عرض کیا: کیا مَیں قبر امام حسینؑ کی مٹی لے کر برکت کے طور پر اپنے پاس رکھ سکتا ہوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

[1] کامل الزیارات: صفحہ 620، باب 92، حدیث 3، مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 331، حدیث 12118؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 125، حدیث 26؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 404، حدیث 21060؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 293، باب 72، حدیث 5

(271) كامل الزيارات: حدثني أبي وجماعة مشايخي رحمهم الله، عن سعد بن عبد الله، عن محمد بن عيسى، عن رجل قال: بعث إلى أبو الحسن الرضا (عليه السلام) من خراسان بثياب رزم وكان بين ذلك طين، فقلت للرسول: ما هذا، فقال: طين قبر الحسين (عليه السلام) ما يكاد يوجه شيئاً من الثياب ولا غيره الا ويجعل فيه الطين، وكان يقول: هو أمان بإذن الله.[1]

محمد بن عیسیٰ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ حضرت امام علی رضاؑ نے میرے پاس خراسان سے کپڑوں کی گٹھڑیاں بھیجیں تو ان کے درمیان کچھ مٹی بھی تھی۔

میں نے ایلچی سے کہا: یہ کیا ہے؟

اس نے کہا: یہ حضرت امام حسینؑ کی قبر مبارک کی مٹی ہے۔ امامؑ جس مال ومتاع کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور آپؑ جہاں بھی کپڑے بھیجتے ہیں تو اُن اس میں کچھ تُربتِ حسینؑ رکھ دیتے ہیں۔

پھر اس نے کہا کہ امام علی رضاؑ نے فرمایا: یہ باذن اللہ امان ہے۔ (الخبر)

تُربتِ حسینؑ کی اولاد کو گھٹی دینا

(272) كامل الزيارات: حدثني محمد بن جعفر الرزاز، عن محمد بن

[1] تہذیب الاحکام، جلد ہشتم، صفحہ 40، حدیث 10122؛ الاستبصار، جلد سوم، صفحہ 279، حدیث 4074؛ کامل الزیارات: صفحہ 620، باب 92؛ حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 290؛ باب 70، حدیث 6؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 413؛ حدیث 21076؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 124، حدیث 23

الحسين بن أبي الخطاب، عن موسى بن سعدان، عن عبد الله بن القاسم، عن الحسين ابن أبي العلاء، قال: سمعت أبا عبد الله (عليه السلام) يقول: حنكوا أولادكم بتربة الحسين (عليه السلام)، فإنها أمان.[1]

حسین بن ابوالعلاء کہتے ہیں کہ میں نے آقا ومولا امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: اپنی اولاد کو تُربتِ حسینؑ سے گھٹی دیا کرو کیونکہ یہ باعث امن وامان ہے۔

تُربتِ حسینؑ کی تسبیح بنانا اور پڑھنا

(273) تهذيب الاحكام: عنه عن أبيه عن محمد بن عبد الله بن جعفر الحميري قال: كتبت إلى الفقيه (عليه السلام) أسأله هل يجوز ان يسبح الرجل بطين قبر الحسين (عليه السلام) وهل فيه فضل؟ فأجاب وقرأت التوقيع ومنه نسخت يسبح به فما في شئ من التسبيح أفضل منه ومن فضله ان المسبح ينسى التسبيح ويدير السبحة فيكتب له ذلك التسبيح.[2]

[1] الکافی کلینی، جلد ششم، صفحہ 24، حدیث 10447؛ کامل الزیارات: صفحہ 620، باب 92، حدیث 2؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 74، حدیث 7148؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 290، باب 70، حدیث 8؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 124، حدیث 24؛ مصباح المتہجد، شیخ طوسی: صفحہ 732

[2] تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 76، حدیث 7153؛ احتجاج طبرسی، جلد سوم و چہارم، صفحہ 346؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 296، باب 75، حدیث 1؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 421، حدیث 21089؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 133، حدیث 62

عبداللہ بن جعفر حمیری کا بیان ہے کہ میں نے فقیہ (آقا ومولا امامِ زمانہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ) کی خدمت میں لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا کہ آیا یہ جائز ہے کہ آدمی قبر حسینؑ کی تسبیح پر تسبیح پڑھے اور اس میں کون سی فضیلت ہے؟

امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جسے میں (راوی) نے خود پڑھا: ہاں! اس سے تسبیح پڑھو کہ تمام تسبیحوں میں اس سے افضل کوئی تسبیح نہیں ہے اور اس کی فضیلت یہ ہے کہ جب تسبیح پڑھنے والا تسبیح بھول جائے اور صرف خالی ہاتھ میں (بغیر کچھ پڑھے) پھیرتا رہے تو اس کے لیے اس تسبیح کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(274) تہذیب الاحکام: محمد بن أحمد بن داود عن أبيه عن محمد بن جعفر المؤدب قال: حدثنا الحسن بن علي بن شعيب الصايغ المعروف بأبي صالح يرفعه إلى بعض أصحاب أبي الحسن موسى بن جعفر (عليه السلام) قال: دخلت إليه فقال: لا تستغني شيعتنا عن أربع: خمرة يصلي عليها. وخاتم يتختم به. وسواك يستاك به. وسبحة من طين قبر أبي عبد الله (عليه السلام) فيها ثلاث وثلاثون حبة. متى قلبها ذاكرا الله كتب له بكل حبة أربعون حسنة. وإذا قلبها ساهيا يعبث بها كتب له عشرون حسنة.[1]

حسین بن علی بن شعیب صائغ المعروف ابی صالح مرفوعاً آقا ومولا امام موسیٰ

تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 75، حدیث 7152؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 297، باب 75، حدیث 2؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 421، حدیث 21088 بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 132، حدیث 6؛ مصباح المتہجد شیخ طوسی: صفحہ 678

بن جعفر علیہما السلام کے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ آقا ومولا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ہمارے شیعہ چار چیزوں[1] سے بے نیاز نہیں ہیں: (1) سجدہ گاہ (2) پہننے کی انگوٹھی (3) کرنے کا مسواک (4) امام حسینؑ کی قبر کی تسبیح جس کے تینتیس[2] دانے ہوں کہ جب اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اسے پھیرے گا تو ہر ایک دانہ کے عوض اسے چالیس نیکیاں ملیں گی اور اگر ذکر خدا کے بغیر پھیرے گا تو ہر دانہ کے عوض اُسے بیس نیکیاں ملیں گی۔

تُربتِ حسینؑ کا کاروبار کرنا

(275) کامل الزیارات: وجدت في حديث الحسين بن مهران الفارسي، عن محمد بن أبي سيار، عن يعقوب بن يزيد، يرفع الحديث إلى الصادق (عليه السلام). قال: من باع طين قبر الحسين فإنه يبيع لحم الحسين (عليه السلام) ويشتريه.[3]

یعقوب بن یزید اس حدیث کو مرفوعاً امام جعفر صادق علیہ السلام تک بیان کرتے ہیں کہ آقا ومولا امام جعفر صادق علیہ السلام: جو کوئی قبر حسینؑ کی مٹی فروخت کرے گا تو گویا کہ وہ امام حسین علیہ السلام کا گوشت بیچتا اور خریدتا ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ اس خرید وفروخت سے مراد کاروبار کرنا مراد لیا جاسکتا ہے اور ممکن ہے کہ جو کاروبار کرنے کے علاوہ اس کے لیے اپنی محنت وصول کرے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہو۔ واللہ اعلم!

---

(1) ایک روایت میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے اور وہ پانچویں کنگھی ہے۔

(2) ایک روایت میں چونتیس دانوں کا ذکر ہے۔

(3) کامل الزیارات: صفحہ 639، باب 95، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 130، حدیث 49

ب ۵۱

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا بیان

قبر امامِ مظلومؑ کی زیارت کرنے کی فضیلت

(276) الحسين بن محمد، عن معلى بن محمد، عن أبي داود المسترق، عن بعض أصحابنا عن مثنى الحناط، عن أبي الحسن الأول (عليه السلام) قال: سمعته يقول: من أتى الحسين عارفا بحقه غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر. ①

مثنی الحناط کہتا ہے کہ میں نے آقا ومولا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آپؑ کی قبر مبارک پر آئے گا تو اللہ اس کے تمام گذشتہ اور آئندہ گناہ معاف فرما دے گا۔

(277) كامل الزيارات: حدثني أبي رحمه الله وجماعة أصحابنا، عن سعد

کافی کلینی، جلد چہارم، صفحہ 582، حدیث 8135؛ کامل الزیارات: صفحہ 334، باب 54، حدیث 9؛ امالی شیخ صدوق: حصہ اول، صفحہ 475، مجلس 38، حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ: جلد دوم، صفحہ 352، حدیث 3176؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 168، باب 147، حدیث 4؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 22، حدیث 7؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 234؛ حدیث 11916

بن عبد الله، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن علي الوشاء، عن أحمد بن عائذ، عن أبي خديجة، عن أبي عبد الله (عليه السلام)، قال: سألته عن زيارة قبر الحسين (عليه السلام)، قال: انه أفضل ما يكون من الأعمال. ①

احمد بن عائذ، ابوخدیجہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آقا ومولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: قبرِ امام حسینؑ کی زیارت تمام اعمال سے افضل ہے۔

(278) كامل الزيارات: حدثني محمد بن الحسن بن أحمد بن الوليد، عن محمد بن الحسن الصفار، عن احمد بن محمد بن عيسى، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن إسماعيل بن زيد، عن عبد الله الطحان، عن أبي عبد الله (عليه السلام)، قال: سمعته وهو يقول: ما من أحد يوم القيامة الا وهو يتمنى انه من زوار الحسين، لما يرى مما يصنع بزوار الحسين (عليه السلام) من كرامتهم على الله تعالى. ②

عبداللہ بن طحان کہتے ہیں کہ میں نے آقا ومولا امام جعفر صادق علیہ السلام کو

---

① کامل الزیارات: صفحہ 352، باب 58، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 277، باب 65، حدیث 1؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 49، حدیث 1

② کامل الزیارات: صفحہ 322، باب 50، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 243، باب 37، حدیث 24؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 72، حدیث 18

فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن ہر شخص امام حسین علیہ السلام کے زائروں کے ساتھ خدا کے حُسنِ سلوک کو دیکھ کر تمنا کرے گا کہ کاش! اس نے بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہوتی۔

(279) محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن موسى بن سعدان، عن عبد الله بن القاسم، عن عمر بن أبان الكلبي، عن أبان بن تغلب قال: قال أبو عبد الله (عليه السلام): إن أربعة آلاف ملك عند قبر الحسين (عليه السلام) شعث غبر يبكونه إلى يوم القيامة، رئيسهم ملك يقال له: منصور فلا يزوره زائر إلا استقبلوه ولا يودعه مودع إلا شيعوه ولا مرض إلا عادوه ولا يموت إلا صلوا على جنازته واستغفروا له بعد موته.[1]

ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے چار ہزار گرد آلود فرشتوں کو مؤکل کیا ہے امام حسین علیہ السلام (کی قبر) پر، جو قیامت تک آپؑ پر روتے رہیں گے اور ان کے سردار کا نام ''منصور'' ہے۔ پس! یہ فرشتے آپؑ کی زیارت کرنے والوں کا استقبال کرتے ہیں اور ان کے گھر تک ان کی مشایعت کرتے ہیں اور جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اس

الکافی کلینی، جلد چہارم، صفحہ 581، حدیث 8133؛ امالی شیخ صدوق: حصہ اوّل، صفحہ 63؛ مجلس 4، حدیث 4؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 172، باب 147، حدیث 17؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 237، باب 37، حدیث 1؛ کامل الزیارات: صفحہ 282، باب 41، حدیث 1؛ الخرائج والجرائح راوندی، جلد اوّل، صفحہ 325؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 63، حدیث 42؛ الغیبۃ ابن زینب نعمانی، صفحہ 168

کی مزاج پرسی کرتے ہیں اور اگر مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں اور قیامت تک اس کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

زیارتِ امام حسین علیہ السلام کا واجب ہونا

(280) تهذيب الاحكام: محمد بن أحمد بن داود عن محمد بن الحسن بن أحمد بن الوليد قال: حدثنا الحسن بن متيل الدقاق وغيره من الشيوخ عن أحمد بن أبي عبد الله البرقي قال: حدثنا الحسن بن علي بن فضال عن أبي أيوب الخزاز عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر (عليه السلام) قال: مروا شيعتنا بزيارة قبر الحسين (عليه السلام)، فان اتيانه يزيد الرزق ويمد في العمر ويدفع مدافع السوء واتيانه مفترض على كل مؤمن يقر له بالإمامة من الله.[1]

محمد بن مسلم، آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں کو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا حکم دو کیونکہ آپؑ کی زیارت کرنا رزق اور زندگی کو بڑھاتا ہے اور شدائد کو دُور کرتا ہے اور آپؑ کی زیارت کرنا ہر اُس شخص پر فرض ہے جو آپؑ کی امامت اللہ تعالیٰ کی طرف

[1] من لایحضرہ الفقیہ: جلد دوم، صفحہ 352، حدیث 3177؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 42، حدیث 7091؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 239، باب 37، حدیث 5؛ امالی شیخ صدوق (عربی): صفحہ 123، حدیث 10؛ کامل الزیارات: صفحہ 366، باب 61، حدیث 1؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 320، حدیث 20971؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 48، حدیث 17؛ المقنعہ شیخ مفید: صفحہ 72

سے ہونے کا اقرار کرتا ہے۔

281) کامل الزیارات: حدثنی محمد بن جعفر الرزاز، قال: حدثنی محمد بن الحسین بن أبي الخطاب، عن أبي داود المسترق، عن أم سعید الأحمسية، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قالت: قال لي: يا أم سعيد تزورين قبر الحسين، قالت: قلت: نعم، فقال لي: زوريه فان زيارة قبر الحسين واجبة على الرجال والنساء. ①

اُم سعید اُحمسیہ کہتی ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے اُم سعید! کیا تم امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرو کیونکہ قبر حسینؑ کی زیارت تمام مرد و زن پر واجب ہے۔

زیارتِ امام حسینؑ ایک عہد واجب الادا ہے

(282) أبو علي الأشعري، عن عبد الله بن موسى، عن الحسن بن علي الوشاء قال: سمعت الرضا (عليه السلام) يقول: إن لكل إمام عهدا في عنق أوليائه وشيعته وإن من تمام الوفاء بالعهد وحسن الأداء زيارة قبورهم فمن زارهم رغبة في

① کامل الزیارات: صفحہ 289، باب 43، حدیث 4؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 248، باب 39، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 3، حدیث 9؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 321، حدیث 20974

زيارتهم وتصديقا بما رغبوا فيه كان أئمتهم شفعاءهم يوم القيامة. ①

حسین بن علی وشاء کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: ہر ایک امام کے لیے اس کے دوستوں اور شیعوں کی گردن پر ایک عہد ہے اور اس کا پورا کرنا اور اچھے طریقے سے ادا کرنا ان پر واجب ہے اور وہ عہد آئمہؑ کی قبور کی زیارت کرنا ہے، لہٰذا جو ان کی زیارت کرے گا اور ان کی زیارت کرنے میں رغبت بھی رکھتا ہوگا اور ان میں رغبت رکھنے والوں کی تصدیق بھی کرتا ہوگا تو آئمہ کرامؑ قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے۔

زیارت امام حسینؑ کو بلاوجہ ترک کرنا

(283) حدثني أبي وجماعة مشايخي، عن أحمد بن إدريس، عن العمركي بن علي البوفكي، عمن حدثه، عن صندل، عن هارون بن خارجة، عن أبي عبد الله (عليه السلام)، قال: سألته عمن ترك الزيارة زيارة قبر الحسين بن علي من غير علة، قال: هذا رجل من أهل

① الکافی کلینی: جلد چہارم، صفحہ 567، حدیث 8113؛ من لایحضرہ الفقیہ: جلد دوم، صفحہ 350، حدیث 3160؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 78، حدیث 7161 اور صفحہ 94، حدیث 7180؛ کامل الزیارات: صفحہ 288، باب 43، حدیث 2؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلد دوم، صفحہ 560، باب 66، حدیث 24؛ علل الشرائع، جلد دوم، صفحہ 483، باب 221، حدیث 3؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 197، باب 2، حدیث 4؛ بحارالانوار: جلد 100، صفحہ 116، حدیث 1؛ المقنعہ شیخ مفید: صفحہ 75

النار.①

ہارون بن خارجہ کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جو شخص بلاوجہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دوزخی ہے۔

(284) محمد بن الحسن باسنادہ عن محمد بن أحمد بن داود، عن الحسین بن محمد بن علان، عن حمید بن زیاد، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن یزید، عن علی بن الحسن عن عبد الرحمن بن کثیر قال: قال أبو عبد الله علیه السلام: لو أن أحدکم حج دهره ثم لم یزر الحسین بن علی علیهما السلام لکان تارکا حقا من حقوق رسول الله صلی الله علیه وآله، لان حق الحسین فریضة من الله تعالی واجبة علی کل مسلم.②

عبدالرحمن بن کثیر کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص زندگی بھر حج بیت اللہ کرتا رہے مگر امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ

① کامل الزیارات: صفحہ 459، باب 78، حدیث 5؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 246، باب 38، حدیث 11؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 5، حدیث 17؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 328، حدیث 20990

② تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 43، حدیث 7092؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 244، باب 38، حدیث 1؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 322، حدیث 20975؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 05، حدیث 18؛ کامل الزیارات: صفحہ 459، باب 78، حدیث 6 (بفرق الفاظ)

کرے تو وہ رسول اللہؐ ① کے حقوق میں سے ایک حق کا تارک متصور ہوگا کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا حق منجانب اللہ فریضہ ہے اور ہر مسلمان پر واجب ہے۔

(285) تہذیب الاحکام: وعنه، عن محمد بن الحسن، عن الصفار، عن أحمد بن محمد، عن علی بن الحکم، عن أبی المغرا، عن عنبسة بن مصعب، عن أبی عبد الله علیه السلام قال: من لم یأت قبر الحسین علیه السلام حتی یموت کان منتقص الایمان، منتقص الدین إن أدخل الجنة کان دون المؤمنین فیها.②

عنبسہ بن مصعب، آقا مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص مرجائے لیکن (ایک بار بھی) امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرے وہ ناقص الایمان اور ناقص الدین ہے اور اگر وہ جنّت میں داخل ہو بھی گیا تو اس کا درجہ دوسرے اہلِ ایمان سے کم ہوگا۔

(286) تہذیب الاحکام: عن أبیه، وعلی بن الحسین، عن سعد بن عبد الله، عن أحمد بن محمد بن عیسی، عن أبیه، عن سیف بن عمیرة، عن رجل، عن أبی عبد الله علیه السلام قال: من لم یأت قبر الحسین علیه السلام وهو یزعم أنه لنا شیعة حتی یموت فلیس هو لنا بشیعة وإن کان من أهل الجنة فهو ضیفان أهل

① ایک روایت میں رسول اللہؐ کے بجائے اللہ کے حقوق کا تذکرہ ہے۔

② کامل الزیارات: صفحہ 458، باب 78، حدیث 2؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 245، باب 38، حدیث 5؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 42، حدیث 7100؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 4، حدیث 14؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 324، حدیث 20981 (بفرق الفاظ)

الجنة.①

سیف بن عمیرہ، ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی موت تک امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرے اور پھر وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہمارا شیعہ ہے تو وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے اور اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی گیا تو اہلِ جنت کا مہمان ہوگا (یعنی اس کا اپنا کوئی مکان نہیں ہوگا)۔

رت امام حسینؑ کا کئی حجوں اور عمروں سے افضل ہونا

(287) حدثني الحسن بن عبد الله، عن أبيه، عن الحسن بن محبوب، عن العلاء بن رزين، عن محمد بن مسلم، عن أبي جعفر (عليه السلام)، قال: لو يعلم الناس ما في زيارة الحسين (عليه السلام) من الفضل لماتوا شوقا وتقطعت أنفسهم عليه حسرات، قلت: وما فيه. قال: من أتاه تشوقا كتب الله له الف حجة متقبلة والف عمرة مبرورة واجر الف شهيد من شهداء بدر واجر الف صائم. وثواب الف صدقة مقبولة وثواب الف نسمة أريد بها وجه الله.②

① کامل الزیارات: صفحہ 458، باب 78، حدیث 3؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 246، باب 38، حدیث 9؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 4، حدیث 15؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 326، حدیث 20987

② کامل الزیارات: صفحہ 344، باب 56، حدیث 3؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 255، باب 45، حدیث 14؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 18، حدیث 1؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 236، حدیث 20854

محمد بن مسلم، آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ زیارتِ امام حسین علیہ السلام کی کیا فضیلت ہے تو وہ اس کے شوق میں مرجاتے اور اس مسرت میں ان کے ٹکڑے ہوجاتے۔

میں (راوی) نے عرض کیا: آپؑ کی زیارت کا کیا اجر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو شخص شوق و ذوق سے آپؑ کی زیارت کرے تو خدا اس کے لیے ایک ہزار مقبول حج اور ایک ہزار مقبول عمرہ مبرورہ اور شہدائے بدر میں سے ایک ہزار شہید اور ہزار روزہ داروں کے ہزار صدقہ مقبول اور ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا۔

(288) الحسن بن محمد الطوسي في (الأمالي) عن أبيه، عن المفيد، عن جعفر بن محمد بن قولويه، عن أبيه، عن سعد، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب عن علي بن رئاب، عن محمد بن مسلم، عن أبي عبد الله عليه السلام (في حديث) قال: ومن زار قبر الحسين عليه السلام عارفا بحقه كتب الله له ثواب ألف حجة مقبولة وغفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر.①

محمد بن مسلم، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آپؑ کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے (نامۂ اعمال میں) ایک ہزار حج مقبول کا ثواب لکھے گا اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔

① امالی شیخ طوسی (عربی) جلد اوّل، صفحہ 218؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 252، باب 45، حدیث 1

(289) وعن أبيه، عن سعد، عن محمد بن الحسين، عن محمد ابن سنان، عن محمد بن صدقة، عن صالح النيلي قال: قال أبو عبد الله عليه السلام من أتى قبر الحسين عليه السلام عارفا بحقه كان كمن حج مائة حجة مع رسول الله صلى الله عليه وآله. ①

صالح نیلی کہتے ہیں کہ آقا مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آپؑ کی زیارت کرے تو وہ اس شخص کے مانند سمجھا جائے گا جس نے رسول اللہؐ کے ہمراہ سو حج کیے ہوں۔

(290) محمد بن الحسن بإسناده عن أبي القاسم جعفر بن محمد، عن أبيه، عن محمد بن يحيى، عن حمدان بن سليمان، عن عبد الله بن محمد اليماني، عن منيع بن الحجاج عن يونس بن عبد الرحمن، عن قدامة ابن مالك، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من أراد زيارة قبر الحسين عليه السلام لا أشرا ولا بطرا ولا رياء ولا سمعة محصت ذنوبه كما يمحص الثوب في الماء، فلا يبقى عليه دنس، ويكتب الله له بكل خطوة حجة، وكلما رفع قدما عمرة. ②

① کامل الزیارات: صفحہ 337، باب 54، حدیث 16؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 178، باب 147، حدیث 38؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 253، باب 45، حدیث 8؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 34، حدیث 34؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 234، حدیث 20852

② تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 44، حدیث 7098، وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 252، باب 45، حدیث 2؛ المقنعہ شیخ مفید: صفحہ 72

قدامہ ابن مالک، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا ارادہ کرے مگر نہ ازروئے تکبر و بڑائی اور نہ ازروئے ریاکاری و جگ دکھائی تو اس کے گناہ اس طرح دھودیے جاتے ہیں جس طرح کپڑا پانی میں ڈبویا جائے تو اس پر کوئی میل یا کچیل باقی نہیں رہ جاتا اور اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر قدم پر ایک حج کا ثواب لکھتا ہے اور اس کے ہر قدم اُٹھانے پر عمرہ کا ثواب درج کرتا ہے۔

عالمِ خوف میں زیارتِ امام حسینؑ کرنا

(291) كامل الزيارات: حدثني محمد بن عبد الله بن جعفر الحميري، عن أبيه، عن علي بن محمد بن سالم، عن محمد بن خالد، عن عبد الله بن حماد البصري، عن عبد الله بن عبد الرحمان الأصم، قال: حدثنا مدلج، عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله في حديث طويل - قال: قال لي هل تأتي قبر الحسين عليه السلام؟ قلت: نعم على خوف ووجل. فقال: ما كان من هذا أشد فالثواب فيه على قدر الخوف ومن خاف في إتيانه آمن الله روعته يوم يقوم الناس لرب العالمين، وانصرف بالمغفرة، وسلمت عليه الملائكة، وزاره النبي صلى الله عليه وآله وانقلب بنعمة من الله وفضل لم يمسسهم سوء واتبع رضوان الله. ①

① کامل الزیارات: صفحہ 300، باب 45، حدیث 5؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 257، باب 46، حدیث 4؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 405، حدیث 21067؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 11، حدیث 40

محمد بن مسلم ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا تم امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کے پاس جاتے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! لیکن بڑے خوف و ہراس کے عالم میں جاتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جس قدر خوف سخت ہوگا اسی قدر اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا اور جو شخص آپؑ کی زیارت پر عالمِ خوف میں جائے تو خدا قیامت والے دن جب لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے، اُس کی گھبراہٹ کو دُور فرمائے گا اور وہ (زیارت کی وجہ سے) گناہوں کی مغفرت کے ساتھ واپس لوٹے گا اور فرشتے اس پر سلام کریں گے اور رسولِؐ خدا اُس کی زیارت کریں گے اور وہ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ آئے گا کہ اسے کوئی برائی مَس نہیں کرے گی اور وہ خدا کی خوشنودی کا پیروکار ہوگا۔

دُور اور نزدیک سے ہر روز امام حسینؑ کی زیارت کرنا

(292) محمد بن يحيى، عن سلمة بن الخطاب، عن عبد الله بن الخطاب، عن عبد الله بن محمد بن سنان، عن مسمع، عن يونس بن عبد الرحمن، عن حنان، عن أبيه قال: قال أبو عبد الله (عليه السلام): ياسدير تزور قبر الحسين عليه السلام في كل يوم؟ قلت: جعلت فداك لا. قال: فما أجفاكم. قال: فتزورونه في كل جمعة؟ قلت لا. قال: فتزورونه في كل شهر؟ قلت: لا. قال: فتزورونه في كل سنة؟ قلت: قد يكون ذلك. قال: ياسدير ما

أجفاكم للحسين عليه السلام أما علمت أن لله عز وجل ألفي ألف ملك شعث غبر يبكون ويزورون لا يفترون وما عليك يا سدير أن تزور قبر الحسين (عليه السلام) في كل جمعة خمس مرات وفي كل يوم مرة؟ قلت: جعلت فداك إن بيننا وبينه فراسخ كثيرة فقال لي: اصعد فوق سطحك ثم تلتفت يمنة ويسرة ثم ترفع رأسك إلى السماء ثم انحو نحو القبر وتقول: السلام عليك يا أبا عبد الله السلام عليك ورحمة الله وبركاته تكتب لك زورة والزورة حجة وعمرة.[1]

حنان بن سدیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے سدیر! کیا تم ہر روز امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کس قدر جفا کار ہو؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تم ہر جمعہ میں زیارت کرتے ہو؟

---

[1] الکافی کلینی: جلد چہارم، صفحہ 589، حدیث 8140؛ من لا یحضرہ الفقیہ: جلد دوم، صفحہ 373، حدیث 3203؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 116، حدیث 7210؛ کامل الزیارات: صفحہ 642، باب 96، حدیث 3؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 274، باب 63، حدیث 2؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 365؛ حدیث 2، 3 اور 4؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 303، حدیث 20951؛ مستدرک الوسائل: جلد دہم، صفحہ 306، حدیث 12063؛ المزار الکبیر ابن المشہدی: صفحہ 145

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم ہر ماہ میں زیارت کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم سال میں ایک مرتبہ زیارت کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپؑ نے فرمایا: اے سدیر! تم امام حسینؑ کے بارے میں کتنے ظالم ہو۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ خدا کے دس لاکھ گرد آلود فرشتے امام حسین علیہ السلام پر رو رہے ہیں اور ان کی زیارت کر رہے ہیں جو تھکتے نہیں ہیں۔

اے سدیر! تمھارا کیا بگڑ جائے گا کہ تم ہر جمعہ میں (یعنی ہفتہ میں) پانچ مرتبہ یا ہر دن میں ایک بار ان کی زیارت کرلیا کرو۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! ہمارے اور ان کے درمیان کئی فرسخ کی مسافت ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جایا کرو۔ پھر دائیں بائیں دیکھ کر اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرو اور قبر (مقدس) کی طرف رُخ کر کے کہو: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَاعَبْدِاللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پس! ایسا کرنے سے تمھارے لیے ایک زیارت کا ثواب لکھا جائے گا اور ایک زیارت، حج وعمرہ کے برابر ہے۔

(293) محمد بن الحسن فی (المصباح) عن محمد بن إسماعیل بن بزیع، عن صالح بن عقبة، عن علقمة، عن أبي جعفر علیه السلام نه ذكر له ثواب زیارة الحسین علیه السلام فی یوم عاشورا،

فقال له: فما لمن كان فی بعید البلاد وأقاصیه ولم یمكنه المصیر إلیه فی ذلك الیوم؟

فقال: إذا كان كذلك برز إلى الصحراء أو صعد سطحا مرتفعا وأومأ إلیه بالسلام واجتهد فی الدعاء على قاتله، وصلى من بعد ركعتین، ولیكن ذلك فی صدر النهار من قبل أن تزول الشمس، ثم ذكر زیارة طویلة، ثم قال: وإن استطعت أن تزوره كل یوم من دارك بهذه الزیارة فافعل، وكتب الله لك بها ألف ألف حسنة ومحى عنك ألف ألف سیئة ورفع لك مائة ألف ألف درجة، وكنت كمن استشهد مع الحسین بن علی حتى تشاركهم فی درجاتهم، ولا تعرف الا فی الشهداء الذین استشهدوا معه، وكتب لك ثواب كل نبی ورسول.[1]

علقمہ کا بیان ہے کہ آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کے سامنے عاشور کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ثواب بیان فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ جو شخص دُور دراز کے شہروں میں ہو اور اس کے لیے اس دن کربلا پہنچنا ممکن نہ ہو تو وہ کیا کرے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے علقمہ! اس صورت میں وہ کسی صحرا میں چلا جائے یا

[1] مصباح المتہجد، شیخ طوسی: صفحہ 536؛ کامل الزیارات: صفحہ 420، باب 71؛ حدیث 7 اور 8؛ مصباح الزائر، سید علی بن طاؤس: صفحہ 268؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 275؛ باب 63، حدیث 3، صفحہ 283 اور باب 66، حدیث 18؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 285، حدیث 1؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 308، حدیث 12066

کسی بلند چھت پر چڑھ جائے اور آپؑ کی طرف متوجہ ہو کر سلام کرے اور آپؑ کے قاتلوں پر نفرین کرنے کی سعی کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور یہ سب زوال سے پہلے دن کے اوائل میں کرے۔ بعدازاں آپؑ نے ایک طویل زیارت بیان کی۔ ①

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اس کے عوض دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور دس لاکھ گناہ مٹا دے گا اور دس لاکھ درجے بلند کرے گا اور تم اُن لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے جو امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ شہید ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ تم اُن کے درجات میں اُن کے ساتھ شریک ہو جاؤ گے اور تمھاری پہچان آپؑ کے ساتھ شہید ہونے والوں میں ہوگی اور تمھارے لیے ہر نبیؑ اور رسولؐ کا ثواب لکھا جائے گا۔

دُور اور نزدیک سے امام حسینؑ کو سلام کرنا

(294) كامل الزيارات: حدثني أبي رحمه الله، عن سعد ومحمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن محمد بن أبي عمير، عمن رواه، قال: قال أبو عبد الله (عليه السلام): إذا بعدت بأحدكم الشقة ونأت به الدار فليعل اعلا منزل له، فيصلي ركعتين، وليؤم بالسلام إلى قبورنا، فان ذلك يصل إلينا. ②

① یہ زیارت عاشور کے نام سے مشہور ہے جسے ہم نے حالات کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔

② تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 103، حدیث 7184؛ کامل الزیارات: صفحہ 642، باب 96، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 365، حدیث 1؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 369، حدیث 12199

محمد بن عمیر نے اُس راوی سے جس نے اس روایت کو بیان کیا، روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ہماری طرف آنے کے لیے بہت زیادہ مشقت اُٹھانی پڑے اور تم چاہو کہ ہم تمھارے گھر آئیں تو تم اپنے گھر میں سب سے بلند مقام پر دو رکعت نماز ادا کرو، سلام کا قصد کرو اور ہماری قبروں کی طرف رُخ کر کے سلام کہو تو وہ سلام ہم تک پہنچ جائے گا۔ ①

(295) محمد بن يعقوب، عن عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن القاسم بن يحيى، عن جده الحسن بن راشد، عن الحسين بن ثوير قال: كنت أنا ويونس بن ظبيان عند أبي عبد الله عليه السلام وكان أكبرنا سنا، فقال له: إني كثيرا ما أذكر الحسين عليه السلام فأي شيء أقول؟ قال: قل: صلى الله عليك يا أبا عبد الله تعيد ذلك ثلاثا، فإن السلام يصل إليه من قريب ومن بعيد. ②

حسین بن ثویر کہتے ہیں کہ مَیں اور یونس بن ظبیان، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں بسا اوقات امام حسین علیہ السلام کو یاد کرتا ہوں تو کیا کہوں؟

① ایک روایت میں ہے کہ غسل کر کے چھت پر جا کر ہمیں سلام کرو تو ایک زیارت کا ثواب لکھا جائے گا۔

② الکافی: کلینی، جلد چہارم، صفحہ 575، حدیث 8120؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 103؛ حدیث 7185؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 274، باب 63، حدیث 1

امام علیہ السلام نے فرمایا: صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ۔ کیونکہ نزدیک سے سلام کیا جائے یا دُور سے، بہرحال وہ آپ تک پہنچ جاتا ہے۔

زیارتِ امام حسینؑ بار بار کرنا

(296) تہذیب الاحکام: عنه، عن الحسين بن محمد بن غيلان، عن حميد بن زياد، عن احمد بن محمد بن رباح، عن محمد بن يزيد المتوكل، عن أحمد ابن الفضل، عن علي بن يحيى، عن محمد بن إسحاق بن عمار، عن محمد ابن حكيم، عن أبي الحسن عليه السلام قال: من أتى قبر الحسين عليه السلام في السنة ثلاث مرات أمن من الفقر. ①

محمد ابن حکیم، آقا و مولا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: سال میں تین بار امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا فقر وفاقہ سے باعث امن وامان ہے۔

(297) كامل الزيارات: عنه، عن أحمد بن إدريس، عن العمركي، عن صندل، عن داود بن فرقد، قال: قلت لأبي عبد الله (عليه السلام): ما لمن زار الحسين (عليه السلام) في كل شهر من الثواب. قال: له من الثواب ثواب مائة الف شهيد مثل

---

① تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 46، حدیث 7111؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 248، باب 40، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 17، حدیث 23؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 302، حدیث 20948

شهداء بدر. ①

داؤد بن فرقد کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ہر ماہ میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کس قدر ثواب کے مستحق ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: جو شخص ہر ماہ میں ایک بار امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لیے ایک لاکھ شہداء مثلِ شہدائے بدر کے برابر ثواب ہے۔

(298) محمد بن الحسن بإسناده عن محمد بن أحمد بن داود، عن محمد بن الحسين، عن محمد بن يحيى، عن محمد بن أحمد، عن يعقوب ابن يزيد، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابنا، عن ابن رئاب، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: حق على الغني أن يأتي قبر الحسين بن علي عليهما السلام في السنة مرتين، وحق على الفقير أن يأتيه في السنة مرة. ②

ابن رئاب، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ

---

① تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 52، حدیث 7126؛ کامل الزیارات: صفحہ 439، باب 74، حدیث 4؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 17، حدیث 24 اور صفحہ 37، حدیث 51؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 344، حدیث 12143؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 275، حدیث 20920؛ المزار الکبیر ابن المشھدی، صفحہ 594

② تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 43، حدیث 7093؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 248، باب 40، حدیث 1؛ کامل الزیارات: صفحہ 656، باب 98، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 12، حدیث 2 اور 3؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 297، حدیث 20939

نے فرمایا: مالدار شخص پر لازم ہے کہ وہ سال میں دو بار امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جائے اور غریب پر لازم ہے کہ وہ سال میں ایک بار جائے۔

(299) وعن جماعة من أصحابنا، عن أحمد بن إدريس ومحمد بن يحيى، عن العمركي، عمن حدثه، عن محمد بن الفضل، عن أبي ناب قال: قال أبا عبد الله عليه السلام في زيارة قبر الحسين عليه السلام لا ينبغي التخلف عنه أكثر من أربع سنين. ①

ابی ناب کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: زیارتِ امام حسین علیہ السلام سے چار سال سے زیادہ دُور رہنا جائز نہیں ہے۔

زیارتِ امام حسینؑ کے فوائد و برکات

(300) حدثني محمد بن عبد الله بن جعفر الحميري، قال: حدثني أبو سعيد الحسن بن علي بن زكريا العدوي البصري، عن الهيثم ابن عبد الله الرماني، عن أبي الحسن الرضا (عليه السلام)، عن أبيه (عليه السلام)، قال: قال أبو عبد الله جعفر بن محمد الصادق (عليهما السلام): ان أيام زائري الحسين (عليه السلام) لا تحسب من أعمارهم ولا تعد من آجالهم. ②

① کامل الزیارات: صفحہ 661، باب 98، حدیث 15 اور 16؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 246، باب 40، حدیث 8؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 16، حدیث 17 اور 18

② کامل الزیارات: صفحہ 326، باب 51، حدیث 1؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 215، حدیث 20808؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 47، حدیث 10؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 36، حدیث 7095 (مختصراً)؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 239، باب 37، حدیث 5 (مختصراً)

آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام اپنے والدِ بزرگوارؑ سے اور آپؑ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے زائروں کے (سفرِ زیارت والے) دن ان کی زندگی میں شمار نہیں کیے جاتے اور نہ ہی ان کے آخری وقتوں میں شمار ہوں گے۔

(301) تهذيب الاحكام: وبإسناده عن أبي القاسم جعفر بن محمد، عن محمد بن عبد الله بن جعفر، عن أبيه، عن محمد بن عبد الحميد، عن سيف بن عميرة، عن منصور بن حازم قال: سمعته يقول: من أتى عليه حول لم يأت قبر الحسين عليه السلام نقص الله من عمره حولا، ولو قلت: إن أحدكم يموت قبل أجله بثلاثين سنة لكنت صادقا، وذلك أنكم تتركون زيارته فلا تدعوها يمد الله في أعماركم، ويزيد في أرزاقكم وإذا تركتم زيارته نقص الله من أعماركم وأرزاقكم، فتنافسوا في زيارته ولا تدعوا ذلك، فإن الحسين بن علي عليهما السلام شاهد لكم عند الله تعالى وعند رسوله صلى الله عليه وآله وعند علي وعند فاطمة صلوات الله عليهم أجمعين. ①

منصور بن حازم کہتے ہیں کہ مَیں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: جس پر ایک سال گزر جائے اور وہ امام

① تہذیب الاحکام جلد ششم، صفحہ 44، حدیث 7096، وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 245، باب 38، حدیث 4، بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 47، حدیث 11

حسین علیہ السلام کی قبر پر نہ آئے تو اللہ اس کی عمر سے ایک سال کم کردے گا اور اگر میں یہ کہوں کہ تم میں سے ایک اپنے مقررہ وقت سے پچیس سال پہلے فوت ہوجائے گا تو میں سچا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تم امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک کرتے ہو، اسے ترک مت کرو۔ اس سے خدا تمھاری عمر طولانی کرے گا، تمھارے رزق کشادہ کرے گا اور جب ان کی زیارت ترک کرو گے تو خدا تمھاری عمر میں اور تمھارے رزق میں کمی کردے گا۔

پس آنحضرتؑ کی زیارت میں رغبت کرو اور اسے ترک نہ کرو کیونکہ امام حسین علیہ السلام تمھارے لیے خدا، مصطفیٰؐ، مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کی بارگاہ میں گواہی دیں گے۔

(302) كامل الزيارات: بالاسناد عن أحمد بن محمد، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن أبان، عن عبد الملك الخثعمي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تدع زيارة الحسين بن علي عليهما السلام ومر أصحابك بذلك يمد الله في عمرك، ويزيد في رزقك، ويحييك الله سعيدا، ولا تموت إلا شهيدا، ويكتبك سعيدا.①

عبدالملک خثعمی، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک نہ کرو اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم دو۔ اس کی بدولت خدا تمھاری عمر دراز کرے گا، تمھارا رزق زیادہ

① کامل الزیارات: صفحہ 367، باب 61، حدیث 5؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 246، باب 38، حدیث 7؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 47، حدیث 12

کرے گا اور خدا تمھیں زندہ رکھے گا تو سعید اور نہیں مارے گا مگر شہید اور تمھیں لکھے گا تو سعید۔

(363) كامل الزيارات: حدثني محمد بن جعفر الرزاز، عن محمد بن الحسين، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن صالح بن عقبة، عن عبد الله بن هلال، عن أبي عبد الله (عليه السلام)، قال: قلت له: جعلت فداك ما أدنى ما لزائر قبر الحسين (عليه السلام) فقال لي: يا عبد الله ان أدنى ما يكون له ان الله يحفظه في نفسه وأهله حتى يرده إلى أهله، فإذا كان يوم القيامة كان الله الحافظ له.①

عبداللہ بن ہلال کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میری جان آپؑ پر فدا ہو! امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنے والے کے لیے کم سے کم کتنا ثواب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کمترین چیز جو امام حسین علیہ السلام کے زوار کے لیے ہے وہ یہ ہے کہ جب تک وہ اس سفر سے واپس نہ آئے گا، اُس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی جان اور اس کے مال کی حفاظت فرمائے گا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا اس کا سب سے زیادہ محافظ و نگہبان ہوگا۔

① ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 175، باب 147، حدیث 29؛ کامل الزیارات: صفحہ 318، باب 49، حدیث 5؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 241، باب 37، حدیث 17؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 46، حدیث 8؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 214، حدیث 20807

(304) ثواب الاعمال: عن محمد بن موسى بن المتوكل، عن السعد آبادي، عن أحمد بن أبي عبد الله، عن أبيه، عن ابن مسكان، عن هارون بن خارجة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال الحسين بن علي عليهما السلام: أنا قتيل العبرة، قتلت مكروبا، وحقيق على الله أن لا يأتيني مكروب إلا رده الله وقلبه إلى أهله مسرورا۔①

ہارون بن خارجہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آقا و مولا امام حسین بن علی علیہما السلام نے فرمایا: مَیں قتیلِ عبرت ہوں اور مَیں رنج و اَلم کے ساتھ شہید کیا گیا ہوں۔ پس خدا پر لازم ہے کہ جو غمزدہ شخص میری بارگاہ میں حاضر ہوگا تو خدا اُسے مسرور الحال کر کے واپس لوٹائے گا۔

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام کے زائر کی فضیلت

(305) كامل الزيارات: حدثني الحسن بن عبد الله بن محمد بن عيسى، عن أبيه عبد الله بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن محبوب، عن عبد الله بن وضاح، عن عبد الله بن شعيب التميمي، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: ينادي مناد يوم القيامة: أين شيعة آل محمد فيقوم عنق من الناس لا يحصيهم الا الله تعالى، فيقومون ناحية من الناس، ثم ينادي مناد: أين زوار

① ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 184، باب 147، حدیث 52؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 242، باب 37، حدیث 21؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 211، حدیث 20801؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 48، حدیث 16

قبر الحسين (عليه السلام)، فيقوم أناس كثير، فيقال لهم: خذوا بيد من أحببتم انطلقوا بهم إلى الجنة، فيأخذ الرجل من أحب، حتى أن الرجل من الناس يقول لرجل: يا فلان أما تعرفني أنا الذي قمت لك يوم كذا و كذا، فيدخله الجنة لا يدفع ولا يمنع۔①

عبداللہ بن شعیب تمیمی، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے روز ایک منادی کرنے والا ندا دے گا کہ آلِ رسولؐ کے شیعہ کہاں ہیں؟ تو لوگوں میں سے بہت سی گردنیں اُونچی ہوں گی اور وہ لوگوں کی ایک جانب سے کھڑے ہوں گے۔

اس کے بعد ایک منادی پکارے گا: قبرِ حسینؑ کے زائرین کہاں ہیں؟ تو کثیر تعداد میں لوگ کھڑے ہوں گے۔

پس! ان سے کہا جائے گا کہ جن کو تم پسند کرتے ہو ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلے جاؤ تو جو شخص جس کو پسند کرے گا اس کو پکڑے گا یہاں تک کہ لوگوں میں سے ایک آدمی اس شخص سے کہے گا: اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا نہیں ہے؟ میں تو وہی شخص ہوں جو فلاں فلاں دن تمھارے لیے (تمھاری حمایت میں) کھڑا ہوا تھا۔ تو وہ خود اس کو جنّت میں داخل کرے گا اور کوئی بھی اس کو روک ٹوک نہ کرے گا۔

(306) كامل الزيارات: حدثني أبي رحمه الله و محمد بن الحسن و علي بن

① کامل الزیارات: صفحہ 402، باب 68، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 27، حدیث 34؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 237، حدیث 11922

الحسین جمیعاً. عن سعد بن عبد الله. عن محمد بن عیسی بن عبید. عن صفوان بن یحیی. عن رجل. عن سیف التمار. عن أبي عبد الله (علیه السلام). قال: سمعته یقول: زائر الحسین (علیه السلام) مشفع یوم القیامة لمائة رجل کلهم قد وجبت لهم النار ممن کان في الدنیا من المسرفین.①

سیف تمار، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کا زائر ایسے سو آدمیوں کی سفارش کرے گا جن پر آگ واجب ہو چکی ہوگی کیونکہ وہ دنیا میں حد سے بڑھنے والے تھے۔

307) کامل الزیارات: حدثني أبي وأخي وعلي بن الحسین ومحمد بن الحسن رحمهم الله جمیعا. عن محمد بن یحیی العطار. عن العمرکی بن علي لبوفکی. عن صندل. عن عبد الله بن بکیر. عن عبد الله بن زرارة قال: سمعت أبا عبد الله (علیه السلام) یقول: ان لزوار الحسین بن علي (علیهما السلام) یوم القیامة فضلا علی الناس. قلت: وما فضلهم. قال: یدخلون الجنة قبل الناس بأربعین عاما وسائر الناس في الحساب والموقف.②

عبداللہ بن زُرارہ کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام

① کامل الزیارات: صفحہ 400، باب 68، حدیث 2؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 77، حدیث 36؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 253، حدیث 11955؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 211، حدیث 20799

② کامل الزیارات: صفحہ 330، باب 53، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 243، باب 37، حدیث 27؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15، صفحہ 193، حدیث 20773

سے سنا، آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن امام حسین علیہ السلام کے زواروں کو عام لوگوں پر ایک فضیلت حاصل ہوگی۔

میں نے آپؑ سے عرض کیا: ان کو کون سی فضیلت حاصل ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: وہ یہ کہ دوسرے لوگ ہنوز حساب کتاب میں مشغول ہوں گے جبکہ یہ ان سے چالیس سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔

(308) الحسن بن محمد الطوسي في (أمالیه) عن أبیه. عن المفید. عن أبي الطیب الحسین بن محمد. عن أحمد بن مازن. عن القاسم ابن سلیمان. عن بکر بن هشام. عن إسماعیل بن مهران. عن عبد الله بن عبد الرحمن الأصم. عن محمد بن مسلم. قال: سمعت أبا عبد الله جعفر ابن محمد علیهما السلام یقول: إن الحسین بن علي علیه السلام عند ربه عز وجل ینظر إلی موضع معسکره ومن حله من الشهداء معه. وینظر إلی زواره وهو أعرف بهم وبأسمائهم وأسماء آبائهم ودرجاتهم ومنزلتهم عند الله عز وجل من أحدکم بولده. وإنه لیری من سکنه فیستغفر له ویسأل آباءه علیهم السلام أن یستغفروا له. ویقول: لو یعلم زائري ما أعد الله له لکان فرحه أکثر من غمه وإن زائره لینقلب وما علیه من ذنب.①

① امالی شیخ طوسی، حصہ اوّل، صفحہ 96، باب دوم، حدیث 74؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 243، باب 37، حدیث 22؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 64، حدیث 49؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 191، حدیث 20770

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام اپنے ربِّ عزوجل کی بارگاہ میں موجود ہیں اور آپؑ اپنی لشکرگاہ والی جگہ اور اپنے ہمراہ شہید ہونے والوں کی جگہ پر نگاہ ڈالتے ہیں اور اپنے زائرین پر بھی نگاہ کرتے ہیں اور آپؑ ان کو، ان کے ناموں کو، ان کے آباء کے ناموں کو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو درجہ و منزلت حاصل ہے، اس سے زیادہ واقف ہیں جس قدر تم اپنی اولاد کے نام ونسب سے واقف ہو۔

آپؑ وہاں کے سکونت پذیروں کو بھی دیکھتے ہیں اور ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے آباؤاجداد علیہم السلام سے بھی خواہش کرتے ہیں کہ وہ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کریں اور وہ فرماتے ہیں: اگر میرے زائر کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کیا کچھ مہیا کر رکھا ہے تو اس کی خوشی اس کے غم سے زیادہ ہوتی۔ آپؑ کا زائر اس حالت میں واپس لوٹ کر جاتا ہے کہ اس کے ذمے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

(309) کامل الزیارات: حدثني حكيم بن داود، عن سلمة بن الخطاب، عن الحسن ابن علي الوشاء، عمن ذكره، عن داود بن كثير، عن أبي عبد الله، قال: ان فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله) تحضر لزوار قبر ابنها الحسين فتستغفر لهم ذنوبهم۔①

① کامل الزیارات: صفحہ 280، باب 40، حدیث 4؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 55، حدیث 14؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 241، حدیث 11931؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 199، حدیث 20779

داؤد بن کثیر، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: سیّدہ فاطمہ بنت محمد صلوات اللہ علیہما اپنے بیٹے کی قبر کے زائرین کے لیے حاضر ہوتی ہیں اور ان کے گناہوں کے لیے استغفار کرتی ہیں۔

(310) کامل الزیارات: روى صالح الصيرفي، عن عمران الميثمي، عن صالح بن ميثم، عن أبي عبد الله (عليه السلام)، قال: من سره أن يكون على موائد النور يوم القيامةفليكن من زوار الحسين بن علي (عليهما السلام).①

صالح بن میثم، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہے کہ وہ قیامت کے دن نُور کے دسترخوان پر ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے زائروں میں سے ہو جائے۔

(311) تہذیب الاحکام: بإسناده عن الحسن بن محبوب، عن إسحاق بن عمار قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: ليس شئ في السماوات إلا وهم يسألون الله أن يؤذن لهم في زيارة الحسين عليه السلام، ففوج ينزل وفوج يعرج.②

① کامل الزیارات: صفحہ 322، باب 50، حدیث 2؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 243، باب 37، حدیث 25؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 73، حدیث 19؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 195، حدیث 20777

② تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 46، حدیث 7105؛ ثواب الاعمال، وعقاب الاعمال، صفحہ 182، باب 147، حدیث 45؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 239، باب 37، حدیث 6؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 244؛ حدیث 11938

اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: آسمان میں کوئی مخلوق نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اللہ سے سوال کرتی ہے کہ اسے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی اجازت دی جائے۔ پس! ایک فوج آتی ہے اور ایک چلی جاتی ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے: ہم نے احادیث کو انتہائی اختصار سے بیان کیا ہے بالخصوص وہ احادیث بیان نہیں کی ہیں جو مختلف دنوں میں زیارت کرنے کے بارے میں جیسے عرفہ کے دن، نیمۂ شعبان اور اربعین وغیرہ وارد ہوئی ہیں۔

...... ✸ ......

باب ۵۲

مولا امام حسین علیہ السلام کے چہلم کا بیان

(312) تهذيب الاحكام: محمد بن الحسن قال: روى عن أبي محمد الحسن بن علی العسكری علیه السلام أنه قال: علامات المؤمن خمس: صلاة الخمسين، وزيارة الأربعين والتختم فی اليمين، وتعفير الجبين، والجهر ببسم الله الرحمن الرحيم. [1]

آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی پانچ علامتیں ہیں:
① شب و روز میں پچاس رکعت [2] نماز پڑھنا ② اربعین (یعنی بیس صفر) کی زیارت پڑھنا ③ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ④ (سجدہ میں) پیشانی خاک پر رکھنا ⑤ بسم اللہ الرحمٰن کو بآواز بلند پڑھنا۔

(313) تهذيب الاحكام: عن جماعة عن التلعكبری، عن محمد بن علی

---

① تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 52، حدیث 7172؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 267، باب 56، حدیث 1؛ مصباح المتہجد شیخ طوسی: صفحہ 548؛ اقبال الاعمال، سید علی بن طاؤس: صفحہ 66؛ مفاتیح الجنان، شیخ عباس قمی: صفحہ 578؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 329، حدیث 1؛ المزار الکبیر، ابن المشہدی: صفحہ 352؛ المزار شیخ مفید: صفحہ 60، حدیث 1؛ مصباح الزائر ابن طاؤس: صفحہ 286

② کچھ کتب جیسے مفاتیح، اقبال الاعمال اور المزار الکبیر وغیرہ میں اکیاون رکعات نماز کا ذکر ہے۔

بن معمر. عن علي بن محمد بن مسعدة. والحسن بن علي بن فضال.
عن سعدان بن مسلم. عن صفوان الجمال قال: قال لي مولاي
الصادق عليه السلام في زيارة الأربعين تزور ارتفاع النهار
وتقول: السلام على ولي الله وحبيبه...وذكر الزيارة" إلى أن
قال:-وتصلي ركعتين. وتدعو بما أحببت وتنصرف.[1]

صفوان جمال کا بیان ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے زیارت اربعین کے بارے میں مجھ سے فرمایا: جب سورج بلند ہو جائے تو یہ زیارت پڑھو: اَلسَّلَامُ عَلٰی وَلِیِّ اللّٰهِ وَحَبِيْبِهٖ... الخ "یہاں امامؑ نے اربعین کی زیارت تعلیم فرمائی جسے اصل مصادر میں دیکھا جائے"۔

پھر فرمایا: بعد ازاں دو رکعت نماز پڑھو اور جو چاہو دعا کر کے واپس لوٹ جاؤ۔

......✸......

[1] تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 113، حدیث 7206؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 267، باب 56، حدیث 2؛ اقبال الاعمال، سیّد علی بن طاؤس: صفحہ 67؛ مصباح المتہجد شیخ طوسی: صفحہ 548؛ بحار الانوار: جلد 101، صفحہ 332، حدیث 2؛ المزار الکبیر ابن المشہدی: صفحہ 514؛ مصباح الزائر علی بن طاؤس: صفحہ 288؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 277، حدیث 20924

باب ۵۳

شہادتِ امام حسینؑ کا سالانہ منائے جانے کا بیان

(314) قال المجلسي في بحار الانوار: رأيت في بعض تأليفات بعض الثقات من المعاصرين: روي أنه لما أخبر النبي صلى الله عليه وآله ابنته فاطمة بقتل ولدها الحسين وما يجري عليه من المحن بكت فاطمة بكاء شديدا. وقالت: يا أبت متى يكون ذلك؟ قال: في زمان خال مني ومنك ومن علي. فاشتد بكاؤها وقالت: يا أبت فمن يبكي عليه؟ ومن يلتزم بإقامة العزاء له؟.

فقال النبي: يا فاطمة إن نساء أمتي يبكون على نساء أهل بيتي، ورجالهم يبكون على رجال أهل بيتي، ويجددون العزاء جيلا بعد جيل في كل سنة فإذا كان القيامة تشفعين أنت للنساء وأنا أشفع للرجال وكل من بكى منهم على مصاب الحسين أخذنا بيده وأدخلناه الجنة.

يا فاطمة! كل عين باكية يوم القيامة. إلا عين بكت على مصاب الحسين فإنها ضاحكة مستبشرة بنعيم الجنة.[1]

[1] بحار الانوار: جلد 44، صفحہ 293، حدیث 37؛ الدمعۃ الساکبۃ، باقر دہشتی، جلد دوم، صفحہ 116؛ منتخب الطریحی فخر الدین، صفحہ 28

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں رقمطراز ہیں کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ سیّدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے آگاہ کیا اور جو رنج و مصائب آپؑ پر گزریں گے، ان سے مطلع کیا تو جنابِ سیّدہؑ یہ واقعہ سن کر بہت روئیں اور عرض کیا: اے پدرِ بزرگوار! یہ واقعہ کس زمانے میں ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! یہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوگا کہ وہ زمانہ مجھ سے اور تم سے اور علیؑ سے خالی ہوگا۔

یہ سن کر جنابِ سیّدہؑ اور زیادہ روئیں اور عرض کیا: اے پدرِ بزرگوار! تو پھر میرے فرزند پر کون روئے گا اور کون ان کی عزا کو برپا کرے گا؟

رسولِ خداؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! میری اُمت کی عورتیں میرے اہلِ بیتؑ کی عورتوں پر روئیں گی اور میری اُمت کے مرد میرے اہلِ بیتؑ کے مردوں پر روئیں گے اور ایک گروہ بعد ایک گروہ میرے شیعوں میں سے ہر سال تیرے فرزند کی مصیبت کو تازہ کرے گا۔

اے فاطمہؑ! جب قیامت کا دن ہوگا تو آپؑ زنانِ شیعہ کی شفاعت کریں گی اور مَیں ان کے مردوں کی شفاعت کروں گا۔ پس جو شخص دنیا میں مصیبتِ حسینؑ پر رویا ہوگا، مَیں اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے داخلِ بہشت کروں گا۔

اے فاطمہؑ! روزِ قیامت سب آنکھیں روئیں گی مگر وہ آنکھ جو دنیا میں مصیبتِ حسینؑ پر روئی ہوگی، وہ نعمت ہائے بہشت دیکھ کر خنداں و شاداں ہوگی۔

31) عبيد الله بن الفضل بن محمد بن هلال، عن سعيد بن محمد، عن محمد ابن سلا الكوفي، عن أحمد بن الواسطي، عن عيسى

بن أبي شيبة القاضي، عن نوح بن دراج، عن قدامة بن زائدة، عن أبيه قال: قال علي بن الحسين عليه السلام: قالت لي عمتي زينب بنت علي الكبرى: لا يجزعنك ما ترى فوالله إن ذلك لعهد من رسول الله إلى جدك وأبيك وعمك، ولقد أخذ الله ميثاق أناس من هذه الأمة لا تعرفهم فراعنة هذه الأرض وهم معروفون في أهل السماوات أنهم يجمعون هذه الأعضاء المتفرقة فيوارونها، وهذه الجسوم المضرجة وينصبون لهذا الطف علماً لقبر أبيك سيد الشهداء لا يدرس أثره، ولا يعفو رسمه، على كرور الليالي والأيام، وليجتهدن أئمة الكفر وأشياع الضلالة في محوه وتطميسه فلا يزداد أثره إلا ظهورا وأمره إلا علوا.[1]

قدامہ بن زائدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ آقا مولا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! جو کچھ آپؑ دیکھ رہے ہیں (کہ شہداء کے لاشے بے گور و کفن پڑے ہیں) تو یہ آپؑ کو جزع و فزع اور گھبراہٹ میں نہ ڈالے۔ خدا کی قسم! یہ تو ایک عہد و پیمان ہے رسولِ خدا کی طرف سے آپؑ کے باباؑ، داداؑ اور چچاؑ کی طرف اور خدا نے اس اُمت کے کچھ لوگوں

[1] کامل الزیارات: صفحہ 586، باب 88، حدیث 1؛ بحارالانوار: جلد 45، صفحہ 179، حدیث 30 اور جلد 28، صفحہ 56، حدیث 23؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 339؛ جلاء العیون علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 266

سے عہد و پیمان لیا ہے جنھیں اس زمین کے فرعون نہیں جانتے لیکن وہ اہلِ آسمان میں مشہور ہیں اور وہ ان بکھرے ہوئے اعضاء کو اور خون میں لت پت جسموں کو جمع کریں گے اور دفن کریں گے اور اس طف میں آپؑ کے باپ سیّدالشہداؑ کی قبر مقدس پر ایک علَم نصب کریں گے کہ جس کا اثر نہیں مٹے گا اور نہ ہی راتوں اور دنوں کے گزرنے سے اس کا نشان محو ہوگا۔ البتہ کفر کے امام پوری کوشش کریں گے اور ضلالت و گمراہی کے پیروکار پوری جدوجہد کریں گے اس کے محو کرنے میں اور مٹانے میں لیکن اس کے آثار میں ظہور کا اضافہ ہی ہوتا جائے گا اور آپؑ کا معاملہ بلند سے بلند تر ہوتا جائے گا۔ (الخبر)

...... ✱ ......

باب ۵۴

مولا حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس کی زیارت کرنے کا بیان

(316) علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن يحيى بن زكريا، عن يزيد بن عمر بن طلحة قال: قال لي أبو عبد الله (عليه السلام) وهو بالحيرة أما تريد ما وعدتك؟ قلت: بلى - يعني الذهاب إلى قبر أمير المؤمنين صلوات الله عليه - قال: فركب وركب إسماعيل وركبت معهما حتى إذا جاز الثوية وكان بين الحيرة والنجف عند ذكوات بيض نزل ونزل إسماعيل ونزلت معهما فصلى وصلى إسماعيل وصليت فقال لإسماعيل: قم فسلم على جدك الحسين عليه السلام. فقلت: جعلت فداك أليس الحسين بكربلاء؟ فقال: نعم ولكن لما حمل رأسه إلى الشام سرقه مولى لنا فدفنه بجنب أمير المؤمنين (عليه السلام).[1]

[1] الکافی کلینی (عربی): جلد چہارم، صفحہ 571، حدیث 8117؛ کامل الزیارات: صفحہ 87، باب 9، حدیث 4؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 35، حدیث 7077؛ الوافی فیض کاشانی: جلد 14، صفحہ 1413، حدیث 14461؛ وسائل الشیعہ (عربی): جلد 14، صفحہ 400، حدیث 19456؛ مستدرک الوسائل: جلد دہم، صفحہ 225، حدیث 11904؛ بحارالانوار: جلد 100، صفحہ 249، حدیث 40

یزید بن عمر بن طلحہ کا بیان ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے حیرہ میں مجھ سے فرمایا: کیا جس کام کا تم نے وعدہ کیا تھا اس کو انجام نہیں دو گے؟ یعنی امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی قبر مبارک کی زیارت کا۔

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

راوی کہتا ہے: آپؑ سوار ہوئے اور آپؑ کا فرزند اسماعیل بھی آپؑ کے ہمراہ تھا اور میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گیا اور وادیٔ ثویہ سے گزرتے ہوئے حیرہ اور نجف کے درمیان چمکتے ہوئے ریگزاروں پر امامؑ سواری سے اُترے اور مَیں اور اسماعیل بھی اُتر گئے۔ امام علیہ السلام نے وہاں نماز پڑھی اور میں نے اور اسماعیل نے بھی وہاں پر نماز پڑھی۔

پھر آپؑ نے اسماعیل سے فرمایا: اُٹھو اور اپنے جد حسین بن علی علیہما السلام کو سلام کرو۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! کیا حسین بن علی علیہما السلام کربلا میں دفن نہیں ہوئے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! بے شک آپؑ کربلا میں دفن ہوئے ہیں مگر آپؑ کا سرِ مبارک جب شام کی طرف لے جایا گیا تو اس کو ہمارے ایک غلام نے چھپا کر امیر المومنین علیہ السلام کے پہلو میں دفن کر دیا تھا۔

31) عن محمد بن الحسن ومحمد بن أحمد بن الحسين جميعا، عن الحسن بن علي بن مهزيار، عن أبيه عن علي بن أحمد بن أشيم، عن يونس بن ظبيان، عن أبي عبد الله عليه السلام (في حديث) أنه ركب وركبت معه حتى نزل عند الذكوات الحمر وتوضأ ثم دنا إلى أكمة فصلى عندها وبكى ثم مال إلى أكمة

دونها ففعل مثل ذلك، ثم قال: الموضع الذي صليت عنده أولا موضع أمير المؤمنين والآخر موضع رأس الحسين عليهما السلام، وإن ابن زياد لما بعث برأس الحسين بن علي إلى الشام رد إلى الكوفة فقال: أخرجوه منها لا يفتن به أهلها، فصيره الله عند أمير المؤمنين عليه السلام فدفن، فالرأس مع الجسد، والجسد مع الرأس.[1]

یونس بن ظبیان آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سوار ہوئے اور میں بھی آپؑ کے ہمراہ سوار ہوا یہاں تک کہ آپؑ سرخ رنگ کے ٹیلوں کے پاس اُترے اور وضو کیا۔ پھر ایک بلند جگہ کے قریب گئے اور وہاں نماز پڑھی اور گریہ کیا۔ پھر آپؑ ایک بلند جگہ کے پاس گئے اور وہاں بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا: وہ پہلی جگہ جہاں مَیں نے نماز پڑھی ہے وہ امیر المومنینؑ کی قبر ہے اور دوسری جگہ امام حسین علیہ السلام کے سر کی جگہ ہے۔

جب ابن زیادؒ نے امام حسین علیہ السلام کا سرِ مبارک شام بھیجا تو اسے کوفہ واپس بھیجا گیا اور اس ملعون نے کہا: اسے یہاں سے لے جاؤ کہ کوفہ والے کسی آزمائش میں نہ پڑ جائیں۔

پس! اللہ نے اسے جنابِ امیر المومنینؑ کے پاس بھیج دیا اور اسے وہاں دفن

---

[1] کامل الزیارات: صفحہ 90، باب 9، حدیث 9؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 233، باب 32، حدیث 5؛ بحار الانوار: جلد 100، صفحہ 244، حدیث 26؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 139، حدیث 20708

کیا گیا۔ پس! سر، جسم کے ساتھ اور جسم سر کے ساتھ ہے۔ (الخبر)

(318) محمد بن الحسن بإسناده عن محمد بن أحمد بن داود، عن محمد بن تمام، عن محمد بن محمد بن رباح، عن عمه علي بن محمد، عن عبيد الله بن أحمد بن خالد، عن الحسن بن علي الخراز، عن خاله يعقوب بن إلياس، عن مبارك الخباز قال: قال لي أبو عبد الله عليه السلام: أسرجوا البغل والحمار في وقت ما قدم وهو في الحيرة، قال: فركب وركبت حتى دخل الجرف، ثم نزل فصلى ركعتين ثم تقدم قليلا آخر فصلى ركعتين ثم تقدم قليلا آخر فنزل فصلى ركعتين ثم ركب ورجع، فقلت له: جعلت فداك ما الأولتين والثانيتين والثالثتين؟ قال: الركعتين الأولتين موضع قبر أمير المؤمنين عليه السلام، والركعتين الثانيتين موضع رأس الحسين عليه السلام، والركعتين الثالثتين موضع منبر القائم عليه السلام.①

تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 34، حدیث 7076؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 232، باب 32، حدیث 1؛ الکافی، کلینی (عربی) جلد چہارم، صفحہ 571، حدیث 8118؛ کامل الزیارات: صفحہ 88، باب 9، حدیث 5؛ الوافی فیض کاشانی: جلد 14، صفحہ 1413، حدیث 14462؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 144، حدیث 20716؛ اثبات الھداۃ، حر عاملی، جلد سوم، صفحہ 560، حدیث 627؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 225؛ حدیث 11903؛ بحار الانوار: جلد 100، صفحہ 241، حدیث 34؛ فرحۃ الغری عبد الکریم بن طاؤس: صفحہ 167

مبارک خباز کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام: کوفہ کے کنارے اُترے اور وہاں پر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھے اور وہاں پر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھے اور اُتر کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر سوار ہو کر واپس پلٹ آئے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! یہ پہلی دو رکعت، دوسری دو رکعت اور تیسری دو رکعت نماز کیسی تھیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: پہلی دو رکعت نماز امیر المومنینؑ کی قبر کے مقام پر اور دوسری دو رکعت نماز امام حسینؑ کے سرِ اقدس کے مقام پر اور تیسری دو رکعت نماز قائم آلِ محمدؑ کے منبر کی جگہ ہے۔ (الخبر)

(319) جعفر بن محمد بن قولويه عن أبيه، عن سعد ابن عبد الله، عن الحسن بن موسى الخشاب، عن علي بن أسباط رفعه قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: إنك إذا أتيت الغري رأيت قبرين: قبرا كبيرا وقبرا صغيرا، فأما الكبير فقبر أمير المؤمنين عليه السلام وأما الصغير فرأس الحسين عليه السلام.①

علی بن اسباط نے مرفوعاً آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم غرّی کی طرف آؤ تو وہاں دو قبریں دیکھو گے:

---

① کامل الزیارات: صفحہ 88، باب 9، حدیث 6؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 233، باب 32، حدیث 4؛ بحار الانوار: جلد 100، صفحہ 242، حدیث 22؛ فرحۃ الغری عبد الکریم بن طاؤس: صفحہ 167؛ فضائل امیر المومنینؑ ابن عقدہ، صفحہ 138؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 144؛ حدیث 20715

ایک بڑی اور ایک چھوٹی۔ پس بڑی قبر حضرت امیرالمومنینؑ کی ہے اور چھوٹی قبر وہ ہے جہاں امام حسینؑ کا سرِ اقدس دفن ہے۔

(320) محمد بن الحسن في (المجالس والاخبار) عن علي بن محمد بن متويه عن حمزة بن القاسم، عن سعد بن عبد الله، عن محمد ابن الحسين، عن محمد بن أبي عمير، عن مفضل بن عمر قال: جاز الصادق عليه السلام بالقائم المائل في طريق الغري فصلى عنده ركعتين فقيل له: ما هذه الصلاة؟ فقال: هذا موضع رأس جدي الحسين بن علي عليه السلام وضعوه ههنا.①

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے غریٰ کے راستے ایک جگہ پر دو رکعت نماز پڑھی۔ جب آپؑ سے پوچھا گیا کہ یہ کیسی نماز ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: یہ میرے جد امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس کی جگہ ہے جہاں (ان لوگوں نے) سرِ اقدس رکھا تھا۔

...... ✱ ......

① امالی شیخ طوسی (عربی)، جلد دوم، صفحہ 294؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 233، باب 32، حدیث 3؛ نفس المہموم، شیخ عباس قمی: صفحہ 375؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 144، حدیث 20714

باب 55

عالمِ برزخ میں امام حسین علیہ السلام کے حالات کا بیان

(321) الحسن بن محمد الطوسي في (أماليه) عن أبيه، عن المفيد، عن أبي الطيب الحسين بن محمد، عن أحمد بن مازن، عن القاسم ابن سليمان، عن بكر بن هشام، عن إسماعيل بن مهران، عن عبد الله بن عبد الرحمن الأصم، عن محمد بن مسلم، قال: سمعت أبا عبد الله جعفر ابن محمد عليهما السلام يقول: إن الحسين بن علي عليه السلام عند ربه عز وجل ينظر إلى موضع معسكر ومن حله من الشهداء معه، وينظر إلى زواره وهو أعرف بهم وبأسمائهم وأسماء آبائهم ودرجاتهم ومنزلتهم عند الله عز وجل من أحدكم بولده، وإنه ليرى من سكنه فيستغفر له ويسأل آباءه عليهم السلام أن يستغفروا له، ويقول: لو يعلم زائري ما أعد الله له لكان فرحه أكثر من غمه.①

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام اپنے ربّ کی بارگاہ میں موجود ہیں، اپنی لشکرگاہ کو دیکھتے ہیں اور اپنے ہمراہ شہید ہونے والوں کی جگہ کو دیکھتے ہیں اور

① امالی شیخ طوسی، حصہ اوّل، صفحہ 96، باب دوم، حدیث 74؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 243، باب 37، حدیث 22؛ بحارالانوار: جلد 101، صفحہ 64؛ حدیث 49؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد 15، صفحہ 191، حدیث 20770

اپنے زائرین کو بھی دیکھتے ہیں اور آپؑ ان سے، ان کے ناموں سے، ان کے آباء کے ناموں سے اور ان کو خدا کی بارگاہ میں جو درجہ و منزلت حاصل ہے، اس سے بھی زیادہ واقف ہیں جس قدر تم اپنی اولاد کے نام و نسب سے واقف ہو۔ آپؑ وہاں کے سکونت پذیروں کو بھی دیکھتے ہیں اور ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے آباؑ و اجدادؑ سے بھی خواہش کرتے ہیں کہ وہ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کریں اور وہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے زائر کو معلوم ہوتا کہ خدا نے اس کے لیے کیا کچھ مہیا کر رکھا ہے تو اس کی خوشی اس کے غم سے زیادہ ہوتی۔

(322) الكافي: باسناده عن علي بن الحكم، عن زياد بن أبي الحلال قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: ما من نبي ولا وصي نبي يبقى في الأرض أكثر من ثلاثة أيام حتى يرفع روحه وعظمه ولحمه إلى السماء، وإنما تؤتى مواضع آثارهم ويبلغونهم من بعيد السلام ويسمعونهم في مواضع آثارهم من قريب.[1]

زیاد بن ابی حلال کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی

[1] فروعِ کافی: جلد چہارم، صفحہ 564، باب 225، حدیث 1؛ بصائر الدرجات، جلد دوم، جزء نہم، صفحہ 416، باب 9، حدیث 8؛ من لا یحضرہ الفقیہ، جلد دوم، صفحہ 350، حدیث 3161؛ تہذیب الاحکام: جلد ششم، صفحہ 106، حدیث 7191؛ کامل الزیارات: صفحہ 730، باب 108، حدیث 3؛ مستدرک الوسائل، جلد دہم، صفحہ 188، حدیث 11819؛ وسائل الشیعہ: جلد دہم، صفحہ 197، باب 2، حدیث 5؛ بحارالانوار: جلد 11، صفحہ 67، حدیث 22 اور جلد 22، صفحہ 550، حدیث 3 اور جلد 27، صفحہ 299، حدیث 3 اور جلد 100، صفحہ 130، حدیث 14؛ حیات القلوب، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 1030؛ کتاب المزار، شیخ مفید: صفحہ 189، حدیث 2

پیغمبرؐ اور وصی پیغمبرؐ زمین پر اپنی قبر میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ پھر اس کا گوشت، ہڈیاں اور روح اُٹھا لی جاتی ہے۔ وہ اپنی قبروں کی جگہ پر آتے ہیں اور دُور سے ان تک سلام پہنچتے رہتے ہیں اور وہ اپنی قبروں کے قریب سے لوگوں کی باتیں سنتے ہیں۔

(323) بصائر الدرجات: عنه: قال: أخبرني أبو الحسين محمد بن هارون بن موسى قال: حدثنا أبي قال: حدثنا أبو علي محمد بن همام الكاتب قال: حدثنا جعفر بن محمد بن مالك قال: أخبرنا أحمد بن مدين عن محمد بن عمار، عن أبيه، عن أبي بصير قال: كنت عند أبي عبد الله - عليه السلام - فركض الأرض برجله، فإذا بحر وفيه سفن من فضة، قال: فركب وركبت معه حتى انتهى إلى موضع فيه خيم من فضة فدخلها ثم خرج، فقال لي: رأيت الخيمة التي دخلتها أولا؟ قلت: نعم، قال: تلك خيمة رسول الله صلى الله عليه وآله - والأخرى خيمة أمير المؤمنين، والثالثة خيمة فاطمة، والرابعة خيمة خديجة، والخامسة خيمة الحسن، والسادسة خيمة الحسين، والسابعة خيمة جدي، والثامنة خيمة أبي وهي التي يكتب فيها، والتاسعة خيمتي، وليس أحد منا يموت إلا وله خيمة يسكن فيها.[1]

[1] بصائر الدرجات، جلد دوم، جزء ہشتم، صفحہ 349، باب 13، حدیث 5؛ دلائل الامامۃ، ابوجعفر طبری: صفحہ 284، حدیث 67؛ اثبات الھداۃ، شیخ حر عاملی، جلد پنجم، صفحہ 391، حدیث 108؛ بحارالانوار: جلد ششم، صفحہ 245، حدیث 75 اور جلد 47، صفحہ 91، حدیث 97 اور جلد 57، صفحہ 328، حدیث 8؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی: جلد پنجم، صفحہ 452، حدیث 215؛ نوادر المعجزات، ابوجعفر طبری، صفحہ 193، حدیث 20

ابو بصیر کا بیان ہے کہ مَیں آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ آپؑ نے اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر ماری تو مَیں نے دیکھا کہ ایک سمندر ہے جس میں چاندی کی کشتیاں ہیں۔ پس آپؑ سوار ہوئے اور مَیں بھی ساتھ سوار ہوگیا۔ پھر ہم ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں چاندی کے خیمے تھے۔

پس! آپؑ ان میں داخل ہوئے اور نکل آئے اور فرمایا: تم نے یہ خیمہ دیکھا ہے جس میں مَیں پہلے داخل ہوا؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ خیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ ہے اور دوسرا امیر المومنین علیہ السلام کا خیمہ ہے اور تیسرا سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا خیمہ ہے اور چوتھا سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کا خیمہ ہے اور پانچواں امام حسنؑ کا خیمہ ہے اور چھٹا امام حسینؑ کا خیمہ ہے اور ساتواں امام سجادؑ کا خیمہ ہے اور آٹھواں میرے والد بزرگوار (امام محمد باقر علیہ السلام) کا خیمہ ہے اور نواں میرا خیمہ ہے اور ہم میں سے جو کوئی بھی اس دنیا سے پردہ کرجاتا ہے تو اس کا ایک خیمہ ہوتا ہے جس میں وہ رہتا ہے۔

......❋......

باب ۵۶

میدانِ محشر میں مظلومِ کربلاؑ کے حالات کا بیان

(324) ثواب الأعمال: ابن المتوكل، عن محمد العطار، عن الأشعري، عن ابن يزيد عن محمد بن منصور، عن رجل، عن شريك يرفعه قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): إذا كان يوم القيامة جاءت فاطمة (صلوات الله عليها) في لمة من نسائها فيقال لها: أدخلي الجنة فتقول: لا أدخل حتى أعلم ما صنع بولدي من بعدي؛ فيقال لها: أنظري في قلب القيامة فتنظر إلى الحسين (صلوات الله عليه) قائما وليس عليه رأس، فتصرخ صرخة وأصرخ لصراخها وتصرخ الملائكة لصراخنا. فيغضب الله عز وجل لنا عند ذلك فيأمر نارا يقال لها: هبهب قد أوقد عليها ألف عام حتى اسودت لا يدخلها روح أبدا ولا يخرج منها غم أبدا فيقال لها: التقطي قتلة الحسين (صلوات الله عليه) وحملة القرآن فتلتقطهم.

فإذا صاروا في حوصلتها، صهلت وصهلوا بها، وشهقت وشهقوا بها، وزفرت وزفروا بها، فينطقون بألسنة ذلقة طلقة: يا ربنا

أوجبت لنا النار قبل عبدة الأوثان؟ فيأتيهم الجواب عن الله عز وجل أن: من علم ليس كمن لا يعلم. ①

شریک، مرفوعاً آقائے دوجہان رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جب قیامت کا دن آئے گا تو فاطمہؑ اپنی کنیزوں کے گروہ میں تشریف فرما ہوں گی اور ان سے کہا جائے گا: جنّت میں داخل ہوجائیں۔ سیدہؑ فرمائیں گی: میں اُس وقت تک جنّت میں داخل نہیں ہوں گی جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہوجائے کہ میرے بعد میرے بیٹے (امام حسینؑ) کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔

اس وقت سیدہ سلام اللہ علیہا سے کہا جائے گا: قیامت کے درمیان میں نگاہ کریں۔ پس! سیدہؑ دیکھیں گی کہ امام حسین علیہ السلام کھڑے ہیں اور ان کے جسم مبارک پر سر نہیں ہے۔ یہ دیکھ کر وہ زور سے چیخ ماریں گی۔ ان کی چیخ اور فریاد سن کر میں بھی چیخ ماروں گا اور ہماری چیخ وفریاد کو سن کر فرشتے بھی چیخ ماریں گے۔ اس موقع پر پروردگار ہماری خاطر غضب ناک ہوگا اور (جہنم کی) اس آگ کو حکم کرے گا جس کو ھبھب کہا جاتا ہے کہ جس کو ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی جس میں کسی بھی روح کو داخل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی گرمی کو اس میں سے کبھی نکالا جائے گا۔

پس! اُس سے کہا جائے گا: قاتلانِ حسینؑ اور حاملانِ قرآن (جو قتل پر راضی تھے) کو تلاش کر۔

ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: صفحہ 342، باب 13، حدیث 5؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 377؛ مقتل لہوف، سیدعلی بن طاؤس: صفحہ 107؛ بحارالانوار: جلد 43، صفحہ 222، حدیث 8

پس! وہ انھیں تلاش کر کے انھیں کھا لے گی۔ جب وہ لوگ ھبھب کا حصّہ ہوجائیں گے تو جب یہ (آگ) گھوڑے کی طرح ہنہنائے گی تو وہ لوگ بھی ہنہنائیں گے اور جب یہ کروٹ لیتے ہوئے گدھے کی طرح آواز نکلے گی تو یہ بھی ایسی آواز نکالیں گے اور جب وہ گدھے کی مخصوص آواز نکالے گی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی آواز نکالیں گے۔

اس موقعے پر ایک فصیح زبان بلند آواز سے کہے گا: اے پروردگار! کیوں تُو نے بت پرستوں سے پہلے ہم پر آگ کو واجب کیا؟

پروردگار کی جانب سے جواب دیا جائے گا: یقیناً جو جانتا ہے وہ اُس کے مانند نہیں ہوسکتا جو نہیں جانتا ہے۔

(325) ثواب الأعمال: ابن البرقي عن أبيه، عن جده، عن أبيه [عن] محمد بن خالد يرفعه إلى عنبسة الطائي، عن أبي خير، عن علي بن أبي طالب (عليه السلام) قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): يمثل لفاطمة (عليها السلام) رأس الحسين (عليه السلام) متشحطاً بدمه فتصيح وا ولداه! وا ثمرة فؤاداه! فتصعق الملائكة لصيحة فاطمة (عليها السلام) وينادي أهل القيامة: قتل الله قاتل ولدك يا فاطمة. قال: فيقول الله عز وجل: ذلك أفعل به وبشيعته وأحبائه وأتباعه. ①

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

① ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، صفحہ 345، باب 13، حدیث 10؛ بحارالانوار: جلد 43، صفحہ 223، حدیث 9؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 374

نے فرمایا: روزِ قیامت سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لیے سرِ حسینؑ ظاہر ہوگا جس سے خون ٹپک رہا ہوگا اور وہ فریاد کریں گی: ہائے میرے بیٹے! ہائے میرے دل کے میوے!

سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی فریاد پر فرشتے بے ہوش ہو جائیں گے اور اہلِ قیامت کی ندا بلند ہوگی: اے فاطمہؑ! اللہ آپؑ کے بیٹے کے قاتلوں کو قتل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: یہ کام وہ، ان کے شیعہ، ان کے محب اور ان کے پیروکار انجام دیں گے۔ (الخبر)

(325) عيون أخبار الرضا: بالأسانيد الثلاثة، عن الرضا، عن آبائه (عليهم السلام) قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): تحشر ابنتي فاطمة يوم القيامة ومعها ثياب مصبوغة بالدم فتتعلق بقائمة من قوائم العرش فتقول: يا عدل أحكم بيني وبين قاتل ولدي. ①

آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میری بیٹی فاطمہؑ میدانِ محشر میں قدم رکھیں گی تو خون سے رنگین قمیص سیّدہؑ کے ہمراہ ہوگی اور وہ عرشِ الٰہی کے ستونوں میں سے ایک ستون کو پکڑ کر بارگاہِ توحید میں عرض کریں گی: اے عدل کرنے والے! میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان خود فیصلہ فرما۔ (الخبر)

.......✵.......

عیون اخبار الرضاؑ: جلد دوم، صفحہ 24، باب 31، حدیث 6؛ بحارالانوار: جلد 43، صفحہ 220، حدیث 3؛ صحیفۃ الرضاؑ: صفحہ 89؛ مقتل شیخ صدوق: صفحہ 371

باب ۵۸

مولا امام حسین علیہ السلام کی رجعت اور حکومت کا بیان

(327) منتخب البصائر: سعد، عن أيوب بن نوح والحسن بن علي بن عبد الله معاً، عن العباس بن عامر، عن سعيد، عن داود بن راشد، عن حمران، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إن أول من يرجع لجاركم الحسين عليه السلام فيملك حتى تقع حاجباه على عينيه من الكبر. ①

حمران، آقا و مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام رجعت فرمائیں گے اور اتنے عرصہ تک حکومت کریں گے کہ پیری کے سبب سے آپؑ کے اَبرو کے بال آپؑ کی آنکھوں پر لٹک آئیں گے۔

(328) منتخب البصائر: عن عبد الله بن القاسم، عن الحسين بن أحمد المنقري، عن يونس بن ظبيان، عن أبي عبد الله عليه

① مختصر بصائر الدرجات، سعد قمی: صفحہ 146، حدیث 93؛ الایقاظ من الھجعہ: شیخ حر عاملی، صفحہ 331، باب 10، حدیث 108؛ بحارالانوار: جلد 53؛ صفحہ 43، حدیث 14؛ حلیۃ الابرار، ہاشم بحرانی: جلد دوم، صفحہ 651؛ حق الیقین، علامہ مجلسی: جلد دوم، صفحہ 11؛ تفسیر البرہان: جلد دوم، صفحہ 408، حدیث 13

السلام قال: إن الذی یلی حساب الناس قبل یوم القیامة الحسین بن علیؑ علیهما السلام، فأما یوم القیامة فإنما هو بعث إلی الجنة وبعث إلی النار. ①

یونس بن ظبیان، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: روزِ قیامت سے پہلے امام حسین علیہ السلام تمام لوگوں کا حساب کتاب کردیں گے۔ پس! قیامت کے دن تو صرف لوگوں کو جنت یا جہنم بھیجنا باقی رہ جائے گا۔

(329) تفسیر العیاشی: عن رفاعة بن موسی قال: قال أبو عبد الله علیه السلام إن أول من یکر إلی الدنیا الحسین بن علی علیهما السلام وأصحابه، ویزید بن معاویة وأصحابه فیقتلهم حذو القذة بالقذة. ②

رفاعہ بن موسیٰ کہتے ہیں کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بلاشبہ سب سے پہلے جو لوگ زندہ ہوکر دنیا میں واپس آئیں گے وہ امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب اور یزیدؔ اور اس کے ساتھی ہوں گے اور جس طرح ان لوگوں نے ان کو قتل کیا تھا، بالکل اُسی طرح یہ لوگ بھی ان کو قتل کریں گے۔ (الخبر)

...... ✽ ......

① مختصر بصائر الدرجات، سعدتی: صفحہ 146، حدیث 92؛ بحار الانوار: جلد 53، صفحہ 43، حدیث 13

② تفسیر العیاشی: جلد دوم، صفحہ 282، حدیث 23؛ بحار الانوار: جلد 53، صفحہ 76، حدیث 78

باب 58

آقا و مولا امام حسین علیہ السلام کی عمر مبارک کا تعین

(330) مقاتل الطالبیین: روی سفیان الثوری عن جعفر بن محمد ان الحسین بن علی علیہ السلام قتل وله ثمان وخمسون سنة. وان الحسن کذلك کانت سنوه یوم مات، وأمیر المؤمنین علی بن أبی طالب وعلی بن الحسین وأبو جعفر بن محمد بن علی. ①

سفیان ثوری، آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی بوقت شہادت عمر مبارک اٹھاون برس تھی اور اسی طرح حضرت امام حسنؑ، حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ، حضرت علی ابن الحسینؑ (امام زین العابدینؑ) اور حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی بھی شہادت کے وقت عمر مبارک اٹھاون برس تھی۔

مؤلف عرض کرتا ہے: اس حدیث کے مطابق امام حسن علیہ السلام کی عمر کے متعلق شاید راوی کو اشتباہ ہوا ہے کیونکہ آپؑ کی عمر چھیالیس یا اڑتالیس برس ہوئی ہے اور یہ دونوں تاریخیں امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث میں ہیں (اور ایک حدیث پہلے گزر چکی ہے جس میں آپؑ کی عمر مبارک ستاون برس ذکر ہوئی ہے)۔ نیز یہ کہ تاریخی اعتبار سے آئمہ اطہار علیہم السلام کی تواریخ میں شدید اختلاف واقع ہوا ہے اور اصل حقیقت کا علم تو اللہ ہی کو ہے کہ وہی اس کا سزاوار ہے۔

...... ✽ ......

① مقاتل الطالبیین، ابوالفرج اصفہانی: صفحہ 97

باب 59

امام حسینؑ کی رجعت میں دوبارہ شہادت

(331) عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: وَاللهِ لَيَمْلِكَنَّ رَجُلٌ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ بَعْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثَمِائَةِ سَنَةٍ وَيَزْدَادُ تِسْعاً قَالَ فَقُلْتُ فَمَتَى يَكُونُ ذَلِكَ قَالَ فَقَالَ بَعْدَ مَوْتِ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ لَهُ وَ كَمْ يَقُومُ الْقَائِمُ فِي عَالَمِهِ حَتَّى يَمُوتَ قَالَ فَقَالَ تِسْعَةَ عَشَرَ مِنْ يَوْمِ قِيَامِهِ إِلَى يَوْمِ مَوْتِهِ قَالَ قُلْتُ لَهُ فَيَكُونُ بَعْدَ مَوْتِهِ الْهَرْجُ قَالَ نَعَمْ خَمْسِينَ سَنَةً ثُمَّ يَخْرُجُ الْمُنْتَصِرُ إِلَى الدُّنْيَا فَيَطْلُبُ بِدَمِهِ وَ دِمَاءِ أَصْحَابِهِ فَيَقْتُلُ وَ يَسْبِي حَتَّى يُقَالَ لَوْ كَانَ هَذَا مِنْ ذُرِّيَّةِ الْأَنْبِيَاءِ مَا قَتَلَ النَّاسَ كُلَّ هَذَا الْقَتْلِ فَيَجْتَمِعُ عَلَيْهِ النَّاسُ أَبْيَضُهُمْ وَ أَسْوَدُهُمْ فَيَكْثُرُونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُلْجِئُوهُ إِلَى حَرَمِ اللهِ فَإِذَا اشْتَدَّ الْبَلَاءُ عَلَيْهِ وَ قُتِلَ الْمُنْتَصِرُ خَرَجَ السَّفَّاحُ مِنَ الدُّنْيَا غَضَباً لِلْمُنْتَصِرِ فَيَقْتُلُ كُلَّ عَدُوٍّ لَنَا وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الْمُنْتَصِرُ وَالسَّفَّاحُ يَا جَابِرُ الْمُنْتَصِرُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ السَّفَّاحُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [1]

[1] الاختصاص مفید جلد اول صفحہ 256، بحار الانوار جلد 53 صفحہ 100 ح 122، تفسیر العیاشی جلد دوم صفحہ 326 ح 247، تفسیر البرہان جلد سوم صفحہ 629 (درضمن تفسیر سورۃ الکہف)

جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم امام قائم علیہ السلام کی موت کے بعد ہم اہل بیتؑ میں سے ایک شخص تین سو نو سال تک حکومت کرے گا۔

میں نے عرض کیا: یہ کب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: امام قائمؑ کی موت کے بعد ہوگا۔

میں نے عرض کیا: امام قائمؑ ظہور کے بعد اس دنیا میں کتنے عرصے تک زندہ رہیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: اپنے ظہور سے لے کر موت تک انیس سال۔

میں نے عرض کیا: پھر انؑ کی موت کے بعد تو بڑا ہرج ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں پچاس سال تک (ہوگا) پھر منتصر دنیا میں رجعت فرمائیں گے اور اپنے اور اپنے اصحاب کے خون کا انتقام لیں گے، دشمنوں کو قتل کریں گے اور قید کریں گے یہاں تک کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ اگر یہ ذریت انبیاء میں سے ہوتے تو ہرگز اس قدر قتل نہ کرتے اور ان کے خلاف کالے اور گورے متحد ہو جائیں گے اور ان پر یلغار کر دیں گے اور وہ خانہ کعبہ میں پناہ لیں گے، ان کو سخت مصائب کا سامنا ہوگا پس اسی میں منتصر قتل ہو جائیں گے تو ان کے قتل کے بعد سفاح غضبناک ہو کر خروج فرمائیں گے اور ہمارے تمام دشمنوں کو قتل کر ڈالیں گے۔

اے جابرؓ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ منتصر اور سفاح کون ہیں؟ (جان لو کہ) وہ منتصر سے مراد امام حسینؑ بن علیؑ اور سفاح سے مراد امام علی بن ابی طالبؑ ہیں۔

.......✱.......

باب ۶۰

مقدس زیارتوں کا بیان

زیارتِ ناحیہ مقدسہ (معروفہ)

(332) المزار الکبیر: زیارة فی یوم عاشوراء لأبی عبد الله الحسین بن علی صلوات الله علیه، وَمِمَّا خَرَجَ مِنَ النَّاحِيَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَحَدِ الْأَبْوَابِ، قَالَ: تَقِفُ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَتَقُولُ:

السَّلَامُ عَلَى آدَمَ صِفْوَةِ اللهِ مِنْ خَلِيقَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى شَيْثٍ وَلِيِّ اللهِ وَ خِيَرَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى إِدْرِيسَ الْقَائِمِ لِلَّهِ بِحُجَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى نُوحٍ الْمُجَابِ فِي دَعْوَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى هُودٍ الْمَمْدُودِ مِنَ اللهِ بِمَعُونَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى صَالِحٍ الَّذِي تَوَّجَهُ اللهُ بِكَرَامَتِهِ.

السَّلَامُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ الَّذِي حَبَاهُ اللهُ بِخُلَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى إِسْمَاعِيلَ الَّذِي فَدَاهُ اللهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ مِنْ جَنَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى إِسْحَاقَ الَّذِي جَعَلَ اللهُ النُّبُوَّةَ فِي ذُرِّيَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى يَعْقُوبَ الَّذِي رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ بَصَرَهُ بِرَحْمَتِهِ.

السَّلَامُ عَلَى يُوسُفَ الَّذِي نَجَّاهُ اللهُ مِنَ الْجُبِّ بِعَظَمَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى مُوسَى الَّذِي فَلَقَ اللهُ الْبَحْرَ لَهُ بِقُدْرَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى هَارُونَ الَّذِي خَصَّهُ اللهُ بِنُبُوَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى شُعَيْبٍ الَّذِي نَصَرَهُ اللهُ عَلَى أُمَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى دَاوُدَ الَّذِي تَابَ اللهُ عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَتِهِ.

السَّلَامُ عَلَى سُلَيْمَانَ الَّذِي ذَلَّتْ لَهُ الْجِنُّ بِعِزَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى أَيُّوبَ الَّذِي شَفَاهُ اللهُ مِنْ عِلَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى يُونُسَ الَّذِي أَنْجَزَ اللهُ لَهُ مَضْمُونَ عِدَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى عُزَيْرٍ الَّذِي أَحْيَاهُ اللهُ بَعْدَ مَيْتَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى زَكَرِيَّا الصَّابِرِ فِي مِحْنَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى يَحْيَى الَّذِي أَزْلَفَهُ اللهُ بِشَهَادَتِهِ.

السَّلَامُ عَلَى عِيسَى رُوحِ اللهِ وَ كَلِمَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ حَبِيبِ اللهِ وَ صِفْوَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، الْمَخْصُوصِ بِأُخُوَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ابْنَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَصِيِّ أَبِيهِ وَ خَلِيفَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى الْحُسَيْنِ الَّذِي سَمَحَتْ نَفْسُهُ بِمُهْجَتِهِ.

السَّلَامُ عَلَى مَنْ أَطَاعَ اللهَ فِي سِرِّهِ وَ عَلَانِيَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى مَنْ جُعِلَ الشِّفَاءُ فِي تُرْبَتِهِ، السَّلَامُ عَلَى مَنِ الْإِجَابَةُ تَحْتَ قُبَّتِهِ، السَّلَامُ عَلَى مَنِ الْأَئِمَّةُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ.

السَّلَامُ عَلَى ابْنِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ، السَّلَامُ عَلَى ابْنِ سَيِّدِ الْأَوْصِيَاءِ، السَّلَامُ عَلَى ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ، السَّلَامُ عَلَى ابْنِ خَدِيجَةَ الْكُبْرَى، السَّلَامُ عَلَى ابْنِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، السَّلَامُ عَلَى ابْنِ جَنَّةِ الْمَأْوَى، السَّلَامُ عَلَى ابْنِ زَمْزَمَ وَ الصَّفَا.

السَّلَامُ عَلَى الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَاءِ، السَّلَامُ عَلَى مَهْتُوكِ الْخِبَاءِ، السَّلَامُ عَلَى خَامِسِ أَصْحَابِ أَهْلِ الْكِسَاءِ، السَّلَامُ عَلَى غَرِيبِ الْغُرَبَاءِ، السَّلَامُ عَلَى شَهِيدِ الشُّهَدَاءِ، السَّلَامُ عَلَى قَتِيلِ

الْأَدْعِيَاءِ. السَّلَامُ عَلَى سَاكِنِ كَرْبَلَاءَ.

السَّلَامُ عَلَى مَنْ بَكَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ. السَّلَامُ عَلَى مَنْ ذُرِّيَّتُهُ الْأَزْكِيَاءُ. السَّلَامُ عَلَى يَعْسُوبِ الدِّينِ. السَّلَامُ عَلَى مَنَازِلِ الْبَرَاهِينِ. السَّلَامُ عَلَى الْأَئِمَّةِ السَّادَاتِ. السَّلَامُ عَلَى الْجُيُوبِ الْمُضَرَّجَاتِ. السَّلَامُ عَلَى الشِّفَاهِ الذَّابِلَاتِ. السَّلَامُ عَلَى النُّفُوسِ الْمُصْطَلَمَاتِ. السَّلَامُ عَلَى الْأَرْوَاحِ الْمُخْتَلَسَاتِ. السَّلَامُ عَلَى الْأَجْسَادِ الْعَارِيَاتِ. السَّلَامُ عَلَى الْجُسُومِ الشَّاحِبَاتِ. السَّلَامُ عَلَى الدِّمَاءِ السَّائِلَاتِ. السَّلَامُ عَلَى الْأَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ. السَّلَامُ عَلَى الرُّؤُوسِ الْمُشَالَاتِ. السَّلَامُ عَلَى النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ.

السَّلَامُ عَلَى حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلَى آبَائِكَ الطَّاهِرِينَ. السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلَى أَبْنَائِكَ الْمُسْتَشْهَدِينَ. السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى ذُرِّيَّتِكَ النَّاصِرِينَ.

السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُضَاجِعِينَ. السَّلَامُ عَلَى الْقَتِيلِ الْمَظْلُومِ. السَّلَامُ عَلَى أَخِيهِ الْمَسْمُومِ. السَّلَامُ عَلَى عَلِيٍّ الْكَبِيرِ. السَّلَامُ عَلَى الرَّضِيعِ الصَّغِيرِ.

السَّلَامُ عَلَى الْأَبْدَانِ السَّلِيبَةِ. السَّلَامُ عَلَى الْعِتْرَةِ الْقَرِيبَةِ. السَّلَامُ عَلَى الْمُجَدَّلِينَ فِي الْفَلَوَاتِ. السَّلَامُ عَلَى النَّازِحِينَ عَنِ الْأَوْطَانِ. السَّلَامُ عَلَى الْمَدْفُونِينَ بِلَا أَكْفَانٍ. السَّلَامُ عَلَى الرُّؤُوسِ الْمُفَرَّقَةِ عَنِ الْأَبْدَانِ.

السَّلَامُ عَلَى الْمُحْتَسِبِ الصَّابِرِ. السَّلَامُ عَلَى الْمَظْلُومِ بِلَا نَاصِرٍ. السَّلَامُ عَلَى سَاكِنِ التُّرْبَةِ الزَّاكِيَةِ. السَّلَامُ عَلَى صَاحِبِ الْقُبَّةِ السَّامِيَةِ. السَّلَامُ عَلَى مَنْ طَهَّرَهُ الْجَلِيلُ. السَّلَامُ عَلَى مَنِ افْتَخَرَ بِهِ جَبْرَئِيلُ. السَّلَامُ عَلَى مَنْ نَاغَاهُ فِي الْمَهْدِ مِيكَائِيلُ.

السَّلَامُ عَلَى مَنْ نُكِثَتْ ذِمَّتُهُ. السَّلَامُ عَلَى مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهُ. السَّلَامُ عَلَى مَنْ أُرِيقَ بِالظُّلْمِ دَمُهُ. السَّلَامُ عَلَى الْمُغَسَّلِ بِدَمِ الْجِرَاحِ. السَّلَامُ عَلَى الْمُجَرَّعِ بِكَأْسَاتِ الرِّمَاحِ. السَّلَامُ عَلَى الْمُضَامِ الْمُسْتَبَاحِ. السَّلَامُ عَلَى الْمَهْجُورِ فِي الْوَرَى. السَّلَامُ عَلَى مَنْ تَوَلَّى دَفْنَهُ أَهْلُ الْقُرَى. السَّلَامُ عَلَى الْمَقْطُوعِ الْوَتِينِ. السَّلَامُ عَلَى الْمُحَامِي بِلَا مُعِينٍ.

السَّلَامُ عَلَى الشَّيْبِ الْخَضِيبِ. السَّلَامُ عَلَى الْخَدِّ التَّرِيبِ. السَّلَامُ عَلَى الْبَدَنِ السَّلِيبِ. السَّلَامُ عَلَى الثَّغْرِ الْمَقْرُوعِ بِالْقَضِيبِ. السَّلَامُ عَلَى الْوَدَجِ الْمَقْطُوعِ. السَّلَامُ عَلَى الرَّأْسِ الْمَرْفُوعِ. السَّلَامُ عَلَى الْأَجْسَامِ الْعَارِيَةِ فِي الْفَلَوَاتِ. تَنْهَشُهَا الذِّئَابُ الْعَادِيَاتُ. وَ تَخْتَلِفُ إِلَيْهَا السِّبَاعُ الضَّارِيَاتُ.

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ. وَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمَرْفُوفِينَ حَوْلَ قُبَّتِكَ. الْحَافِّينَ بِتُرْبَتِكَ. الطَّائِفِينَ بِعَرْصَتِكَ. الْوَارِدِينَ لِزِيَارَتِكَ. السَّلَامُ عَلَيْكَ فَإِنِّي قَصَدْتُ إِلَيْكَ وَ رَجَوْتُ الْفَوْزَ لَدَيْكَ.

السَّلَامُ عَلَيْكَ. سَلَامَ الْعَارِفِ بِحُرْمَتِكَ. الْمُخْلِصِ فِي وَلَايَتِكَ.

الْمُتَقَرِّبِ إِلَى اللهِ بِمَحَبَّتِكَ، الْبَرِيءِ مِنْ أَعْدَائِكَ، سَلَامُ مَنْ قَلْبُهُ بِمُصَابِكَ مَقْرُوحٌ، وَ دَمْعُهُ عِنْدَ ذِكْرِكَ مَسْفُوحٌ، سَلَامُ الْمَفْجُوعِ الْمَحْزُونِ، الْوَالِهِ الْمُسْتَكِينِ.

سَلَامُ مَنْ لَوْ كَانَ مَعَكَ بِالطُّفُوفِ لَوَقَاكَ بِنَفْسِهِ حَدَّ السُّيُوفِ، وَ بَذَلَ حُشَاشَتَهُ دُونَكَ لِلْحُتُوفِ، وَ جَاهَدَ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَ نَصَرَكَ عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيْكَ، وَ فَدَاكَ بِرُوحِهِ وَ جَسَدِهِ، وَ مَالِهِ وَ وُلْدِهِ، وَ رُوحُهُ لِرُوحِكَ فِدَاءٌ، وَ أَهْلُهُ لِأَهْلِكَ وِقَاءٌ.

فَلَئِنْ أَخَّرَتْنِي الدُّهُورُ، وَ عَاقَنِي عَنْ نَصْرِكَ الْمَقْدُورُ، وَ لَمْ أَكُنْ لِمَنْ حَارَبَكَ مُحَارِباً، وَ لِمَنْ نَصَبَ لَكَ الْعَدَاوَةَ مُنَاصِباً، فَلَأَنْدُبَنَّكَ صَبَاحاً وَ مَسَاءً، وَ لَأَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بَدَلَ الدُّمُوعِ دَماً، حَسْرَةً عَلَيْكَ وَ تَأَسُّفاً عَلَى مَا دَهَاكَ وَ تَلَهُّفاً، حَتَّى أَمُوتَ بِلَوْعَةِ الْمُصَابِ وَ غُصَّةِ الِاكْتِيَابِ أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ أَقَمْتَ الصَّلَاةَ، وَ آتَيْتَ الزَّكَاةَ، وَ أَمَرْتَ بِالْمَعْرُوفِ، وَ نَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْعُدْوَانِ، وَ أَطَعْتَ اللهَ وَ مَا عَصَيْتَهُ، وَ تَمَسَّكْتَ بِهِ وَ بِحَبْلِهِ فَأَرْضَيْتَهُ، وَ خَشِيْتَهُ وَ رَاقَبْتَهُ وَ اسْتَجَبْتَهُ، وَ سَنَنْتَ السُّنَنَ، وَ أَطْفَأْتَ الْفِتَنَ، وَ دَعَوْتَ إِلَى الرَّشَادِ، وَ أَوْضَحْتَ سُبُلَ السَّدَادِ، وَ جَاهَدْتَ فِي اللهِ حَقَّ الْجِهَادِ.

وَ كُنْتَ لِلَّهِ طَائِعاً، وَ لِجَدِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ تَابِعاً، وَ لِقَوْلِ أَبِيكَ سَامِعاً، وَ إِلَى وَصِيَّةِ أَخِيكَ مُسَارِعاً، وَ لِعِمَادِ الدِّينِ رَافِعاً، وَ لِلطُّغْيَانِ قَامِعاً، وَ لِلطُّغَاةِ مُقَارِعاً، وَ لِلْأُمَّةِ نَاصِحاً.

وَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ سَابِحاً، وَ لِلْفُسَّاقِ مُكَافِحاً، وَ بِحُجَجِ اللهِ قَائِماً، وَ لِلْإِسْلَامِ وَ الْمُسْلِمِينَ رَاحِماً، وَ لِلْحَقِّ نَاصِراً، وَ عِنْدَ الْبَلَاءِ صَابِراً، وَ لِلدِّينِ كَالِئاً، وَ عَنْ حَوْزَتِهِ مُرَامِياً، وَ عَنْ شَرِيعَتِهِ مُحَامِياً.

تَحُوطُ الْهُدَى وَ تَنْصُرُهُ، وَ تَبْسُطُ الْعَدْلَ وَ تَنْشُرُهُ، وَ تَنْصُرُ الدِّينَ وَ تُظْهِرُهُ، وَ تَكُفُّ الْعَابِثَ وَ تَزْجُرُهُ، وَ تَأْخُذُ لِلدَّنِيِّ مِنَ الشَّرِيفِ، وَ تُسَاوِي فِي الْحُكْمِ بَيْنَ الْقَوِيِّ وَ الضَّعِيفِ.

كُنْتَ رَبِيعَ الْأَيْتَامِ، وَ عِصْمَةَ الْأَنَامِ، وَ عِزَّ الْإِسْلَامِ، وَ مَعْدِنَ الْأَحْكَامِ، وَ حَلِيفَ الْإِنْعَامِ، سَالِكاً طَرَائِقَ جَدِّكَ وَ أَبِيكَ، مُشْبِهاً فِي الْوَصِيَّةِ لِأَخِيكَ، وَفِيَّ الذِّمَمِ، رَضِيَّ الشِّيَمِ، ظَاهِرَ الْكَرَمِ، مُتَهَجِّداً فِي الظُّلَمِ، قَوِيمَ الطَّرَائِقِ، كَرِيمَ الْخَلَائِقِ، عَظِيمَ السَّوَابِقِ، شَرِيفَ النَّسَبِ، مُنِيفَ الْحَسَبِ، رَفِيعَ الرُّتَبِ، كَثِيرَ الْمَنَاقِبِ، مَحْمُودَ الضَّرَائِبِ، جَزِيلَ الْمَوَاهِبِ، حَلِيمٌ رَشِيدٌ مُنِيبٌ، جَوَادٌ عَلِيمٌ شَدِيدٌ، إِمَامٌ شَهِيدٌ، أَوَّاهٌ مُنِيبٌ، حَبِيبٌ مَهِيبٌ.

كُنْتَ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَلَداً، وَ لِلْقُرْآنِ مُنْقِذاً، وَ لِلْأُمَّةِ عَضُداً، وَ فِي الطَّاعَةِ مُجْتَهِداً، حَافِظاً لِلْعَهْدِ وَ الْمِيثَاقِ، نَاكِباً عَنْ سُبُلِ الْفُسَّاقِ، بَاذِلًا لِلْمَجْهُودِ، طَوِيلَ الرُّكُوعِ وَ السُّجُودِ.

زَاهِداً فِي الدُّنْيَا زُهْدَ الرَّاحِلِ عَنْهَا، نَاظِراً إِلَيْهَا بِعَيْنِ

الْمُسْتَوْحِشِينَ مِنْهَا، آمَالُكَ عَنْهَا مَكْفُوفَةٌ، وَ هِمَّتُكَ عَنْ زِينَتِهَا مَصْرُوفَةٌ، وَ أَلْحَاظُكَ عَنْ بَهْجَتِهَا مَطْرُوفَةٌ، وَ رَغْبَتُكَ فِي الْآخِرَةِ مَعْرُوفَةٌ.

حَتَّى إِذَا الْجَوْرُ مَدَّ بَاعَهُ، وَ أَسْفَرَ الظُّلْمُ قِنَاعَهُ، وَ دَعَا الْغَيُّ أَتْبَاعَهُ، وَ أَنْتَ فِي حَرَمِ جَدِّكَ قَاطِنٌ، وَ لِلظَّالِمِينَ مُبَايِنٌ، جَلِيسُ الْبَيْتِ وَ الْمِحْرَابِ، مُعْتَزِلٌ عَنِ اللَّذَّاتِ وَ الشَّهَوَاتِ، تُنْكِرُ الْمُنْكَرَ بِقَلْبِكَ وَ لِسَانِكَ، عَلَى قَدْرِ طَاقَتِكَ وَ إِمْكَانِكَ.

ثُمَّ اقْتَضَاكَ الْعِلْمُ لِلْإِنْكَارِ، وَ لَزِمَكَ أَنْ تُجَاهِدَ الْفُجَّارَ، فَسِرْتَ فِي أَوْلَادِكَ وَ أَهَالِيكَ، وَ شِيعَتِكَ وَ مَوَالِيكَ، وَ صَدَعْتَ بِالْحَقِّ وَ الْبَيِّنَةِ، وَ دَعَوْتَ إِلَى اللهِ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ، وَ أَمَرْتَ بِإِقَامَةِ الْحُدُودِ، وَ الطَّاعَةِ لِلْمَعْبُودِ، وَ نَهَيْتَ عَنِ الْخَبَائِثِ وَ الطُّغْيَانِ، وَ وَاجَهُوكَ بِالظُّلْمِ وَ الْعُدْوَانِ.

فَجَاهَدْتَهُمْ بَعْدَ الْإِيعَاظِ (الْإِيعَادِ) لَهُمْ، وَ تَأْكِيدِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ، فَنَكَثُوا ذِمَامَكَ وَ بَيْعَتَكَ، وَ أَسْخَطُوا رَبَّكَ وَ جَدَّكَ، وَ بَدَءُوكَ بِالْحَرْبِ، فَثَبَتَّ لِلطَّعْنِ وَ الضَّرْبِ، وَ طَحَنْتَ جُنُودَ الْفُجَّارِ، وَ اقْتَحَمْتَ قَسْطَلَ الْغُبَارِ، مُجَالِداً بِذِي الْفَقَارِ، كَأَنَّكَ عَلِيٌّ الْمُخْتَارُ.

فَلَمَّا رَأَوْكَ ثَابِتَ الْجَأْشِ، غَيْرَ خَائِفٍ وَ لَا خَاشٍ، نَصَبُوا لَكَ غَوَائِلَ مَكْرِهِمْ، وَ قَاتَلُوكَ بِكَيْدِهِمْ وَ شَرِّهِمْ، وَ أَمَرَ اللَّعِينُ جُنُودَهُ، فَمَنَعُوكَ الْمَاءَ وَ وُرُودَهُ، وَ نَاجَزُوكَ الْقِتَالَ، وَ عَاجَلُوكَ

النِّزَالَ، وَ رَشَقُوكَ بِالسِّهَامِ وَ النِّبَالِ، وَ بَسَطُوا إِلَيْكَ أَكُفَّ الِاصْطِلَامِ.

وَ لَمْ يَرْعَوْا لَكَ ذِمَاماً، وَ لَا رَاقَبُوا فِيكَ أَثَاماً (الْأَنَامَ)، فِي قَتْلِهِمْ أَوْلِيَاءَكَ، وَ نَهْبِهِمْ رِحَالَكَ، أَنْتَ مُقَدَّمٌ فِي الْهَبَوَاتِ، وَ مُحْتَمِلٌ لِلْأَذِيَّاتِ، وَ قَدْ عَجِبَتْ مِنْ صَبْرِكَ مَلَائِكَةُ السَّمَاوَاتِ.

وَ أَحْدَقُوا بِكَ مِنْ كُلِّ الْجِهَاتِ، وَ أَثْخَنُوكَ بِالْجِرَاحِ، وَ حَالُوا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الرَّوَاحِ، وَ لَمْ يَبْقَ لَكَ نَاصِرٌ، وَ أَنْتَ مُحْتَسِبٌ صَابِرٌ، تَذُبُّ عَنْ نِسْوَتِكَ وَ أَوْلَادِكَ.

حَتَّى نَكَسُوكَ عَنْ جَوَادِكَ، فَهَوَيْتَ إِلَى الْأَرْضِ جَرِيحاً، تَطَؤُكَ الْخُيُولُ بِحَوَافِرِهَا، وَ تَعْلُوكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا، قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِينُكَ، وَ اخْتَلَفَتْ بِالِانْقِبَاضِ وَ الِانْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَ يَمِينُكَ، تُدِيرُ طَرْفاً خَفِيّاً إِلَى رَحْلِكَ وَ بَيْتِكَ، وَ قَدْ شُغِلْتَ بِنَفْسِكَ عَنْ وُلْدِكَ وَ أَهْلِكَ، وَ أَسْرَعَ فَرَسُكَ شَارِداً، وَ إِلَى خِيَامِكَ قَاصِداً، مُحَمْحِماً بَاكِياً.

فَلَمَّا رَأَيْنَ النِّسَاءُ جَوَادَكَ مَخْزِيّاً، وَ نَظَرْنَ سَرْجَكَ عَلَيْهِ مَلْوِيّاً، بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُورِ، نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ عَلَى الْخُدُودِ، لَاطِمَاتِ الْوُجُوهِ سَافِرَاتٍ، وَ بِالْعَوِيلِ دَاعِيَاتٍ، وَ بَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ، وَ إِلَى مَصْرَعِكَ مُبَادِرَاتٍ.

وَ الشِّمْرُ جَالِسٌ عَلَى صَدْرِكَ، مُولِغٌ سَيْفَهُ عَلَى نَحْرِكَ، قَابِضٌ عَلَى شَيْبَتِكَ بِيَدِهِ، ذَابِحٌ لَكَ بِمُهَنَّدِهِ، قَدْ سَكَنَتْ حَوَاسُّكَ، وَ خَفِيَتْ

أَنْفَاسُكَ، وَ رُفِعَ عَلَى الْقَنَا رَأْسُكَ، وَ سُبِيَ أَهْلُكَ كَالْعَبِيدِ، وَ
صُفِّدُوا فِي الْحَدِيدِ، فَوْقَ أَقْتَابِ الْمَطِيَّاتِ، تَلْفَحُ وُجُوهَهُمْ حَرُّ
الْهَاجِرَاتِ، يُسَاقُونَ فِي الْبَرَارِي وَ الْفَلَوَاتِ، أَيْدِيهِمْ مَغْلُولَةٌ
إِلَى الْأَعْنَاقِ، يُطَافُ بِهِمْ فِي الْأَسْوَاقِ.

فَالْوَيْلُ لِلْعُصَاةِ الْفُسَّاقِ، لَقَدْ قَتَلُوا بِقَتْلِكَ الْإِسْلَامَ، وَ عَطَّلُوا
الصَّلَاةَ وَ الصِّيَامَ، وَ نَقَضُوا السُّنَنَ وَ الْأَحْكَامَ، وَ هَدَمُوا قَوَاعِدَ
الْإِيمَانِ، وَ حَرَّفُوا آيَاتِ الْقُرْآنِ، وَ هَمْلَجُوا فِي الْبَغْيِ وَ الْعُدْوَانِ.

لَقَدْ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَوْتُوراً، وَ عَادَ كِتَابُ
اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَهْجُوراً، وَ غُودِرَ الْحَقُّ إِذْ قُهِرْتَ مَقْهُوراً، وَ فُقِدَ
بِفَقْدِكَ التَّكْبِيرُ وَ التَّهْلِيلُ، وَ التَّحْرِيمُ وَ التَّحْلِيلُ، وَ التَّنْزِيلُ
وَ التَّأْوِيلُ، وَ ظَهَرَ بَعْدَكَ التَّغْيِيرُ وَ التَّبْدِيلُ، وَ الْإِلْحَادُ وَ
التَّعْطِيلُ، وَ الْأَهْوَاءُ وَ الْأَضَالِيلُ، وَ الْفِتَنُ وَ الْأَبَاطِيلُ.

فَقَامَ نَاعِيكَ عِنْدَ قَبْرِ جَدِّكَ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ،
فَنَعَاكَ إِلَيْهِ بِالدَّمْعِ الْهَطُولِ، قَائِلًا: يَا رَسُولَ اللهِ قُتِلَ سِبْطُكَ
وَ فَتَاكَ، وَ اسْتُبِيحَ أَهْلُكَ وَ حِمَاكَ، وَ سُبِيَتْ بَعْدَكَ ذَرَارِيكَ، وَ
وَقَعَ الْمَحْذُورُ بِعِتْرَتِكَ وَ ذَوِيكَ.

فَانْزَعَجَ الرَّسُولُ وَ بَكَى قَلْبُهُ الْمَهُولُ، وَ عَزَّاهُ بِكَ الْمَلَائِكَةُ وَ
الْأَنْبِيَاءُ، وَ فُجِعَتْ بِكَ أُمُّكَ الزَّهْرَاءُ، وَ اخْتَلَفَتْ جُنُودُ الْمَلَائِكَةِ
الْمُقَرَّبِينَ، تُعَزِّي أَبَاكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَ أُقِيمَتْ لَكَ الْمَآتِمُ فِي
أَعْلَى عِلِّيِّينَ، وَ لَطَمَتْ عَلَيْكَ الْحُورُ الْعِينُ، وَ بَكَتِ السَّمَاءُ وَ

سُكَّانُهَا، وَ الْجِنَانُ وَ خُزَّانُهَا، وَ الْهِضَابُ وَ أَقْطَارُهَا، وَ الْأَرْضُ وَ
أَقْطَارُهَا، وَ الْبِحَارُ وَ حِيتَانُهَا، وَ مَكَّةُ وَ بُنْيَانُهَا، وَ الْجِنَانُ وَ
وِلْدَانُهَا، وَ الْبَيْتُ وَ الْمَقَامُ، وَ الْمَشْعَرُ الْحَرَامُ، وَ الْحِلُّ وَ
الْإِحْرَامُ.

اللّٰهُمَّ فَبِحُرْمَةِ هٰذَا الْمَكَانِ الْمُنِيفِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ
احْشُرْنِي فِي زُمْرَتِهِمْ، وَ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِمْ.

اللّٰهُمَّ فَإِنِّي أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ يَا أَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ، وَ يَا أَكْرَمَ
الْأَكْرَمِينَ، وَ يَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ، بِمُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ،
رَسُولِكَ إِلَى الْعَالَمِينَ أَجْمَعِينَ، وَ بِأَخِيهِ وَ ابْنِ عَمِّهِ الْأَنْزَعِ
الْبَطِينِ، الْعَالِمِ الْمَكِينِ، عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَ بِفَاطِمَةَ سَيِّدَةِ
نِسَاءِ الْعَالَمِينَ.

وَ بِالْحَسَنِ الزَّكِيِّ عِصْمَةِ الْمُتَّقِينَ، وَ بِأَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ أَكْرَمِ
الْمُسْتَشْهَدِينَ، وَ بِأَوْلَادِهِ الْمَقْتُولِينَ، وَ بِعِتْرَتِهِ الْمَظْلُومِينَ، وَ
بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ، وَ بِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قِبْلَةِ الْأَوَّابِينَ،
وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَصْدَقِ الصَّادِقِينَ، وَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ مُظْهِرِ
الْبَرَاهِينِ، وَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى نَاصِرِ الدِّينِ، وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قُدْوَةِ
الْمُهْتَدِينَ، وَ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ أَزْهَدِ الزَّاهِدِينَ، وَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
وَارِثِ الْمُسْتَخْلَفِينَ، وَ الْحُجَّةِ عَلَى الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ، أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، الصَّادِقِينَ الْأَبَرِّينَ، آلِ طٰهٰ وَ يٰس، وَ أَنْ تَجْعَلَنِي
فِي الْقِيَامَةِ مِنَ الْآمِنِينَ الْمُطْمَئِنِّينَ، الْفَائِزِينَ الْفَرِحِينَ

الْمُسْتَبْشِرِينَ.

اللّٰهُمَّ اكْتُبْنِي فِي الْمُسْلِمِينَ، وَ أَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ*، وَ اجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ، وَ انْصُرْنِي عَلَى الْبَاغِينَ، وَ اكْفِنِي كَيْدَ الْحَاسِدِينَ، وَ اصْرِفْ عَنِّي مَكْرَ الْمَاكِرِينَ، وَ اقْبِضْ عَنِّي أَيْدِيَ الظَّالِمِينَ، وَ اجْمَعْ بَيْنِي وَ بَيْنَ السَّادَةِ الْمَيَامِينِ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ، مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ، وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

اللّٰهُمَّ إِنِّي أُقْسِمُ عَلَيْكَ بِنَبِيِّكَ الْمَعْصُومِ، وَ بِحُكْمِكَ الْمَحْتُومِ، وَ نَهْيِكَ الْمَكْتُومِ. وَ بِهَذَا الْقَبْرِ الْمَلْمُومِ ، الْمُوَسَّدِ فِي كَنَفِهِ الْإِمَامِ الْمَعْصُومِ، الْمَقْتُولِ الْمَظْلُومِ، أَنْ تَكْشِفَ مَا بِي مِنَ الْغُمُومِ، وَ تَصْرِفَ عَنِّي شَرَّ الْقَدَرِ الْمَحْتُومِ، وَ تُجِيرَنِي مِنَ النَّارِ ذَاتِ السَّمُومِ.

اللّٰهُمَّ جَلِّلْنِي بِنِعْمَتِكَ، وَ رَضِّنِي بِقَسْمِكَ، وَ تَغَمَّدْنِي بِجُودِكَ وَ كَرَمِكَ، وَ بَاعِدْنِي مِنْ مَكْرِكَ وَ نَقِمَتِكَ، اللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الزَّلَلِ، وَ سَدِّدْنِي فِي الْقَوْلِ وَ الْعَمَلِ، وَ افْسَحْ لِي فِي مُدَّةِ الْأَجَلِ، وَ أَعْفِنِي مِنَ الْأَوْجَاعِ وَ الْعِلَلِ، وَ بَلِّغْنِي بِمَوَالِيَّ وَ بِفَضْلِكَ أَفْضَلَ الْأَمَلِ.

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اقْبَلْ تَوْبَتِي، وَ ارْحَمْ عَبْرَتِي وَ أَقِلْنِي عَثْرَتِي، وَ نَفِّسْ كُرْبَتِي، وَ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي، وَ أَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي.

اللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لِي فِي هَذَا الْمَشْهَدِ الْمُعَظَّمِ، وَ الْمَحَلِّ الْمُكَرَّمِ، ذَنْباً إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَ لَا عَيْباً إِلَّا سَتَرْتَهُ، وَ لَا غَمّاً إِلَّا كَشَفْتَهُ، وَ لَا رِزْقاً إِلَّا بَسَطْتَهُ، وَ لَا جَاهاً إِلَّا عَمَرْتَهُ، وَ لَا فَسَاداً إِلَّا أَصْلَحْتَهُ، وَ لَا أَمَلًا إِلَّا بَلَّغْتَهُ، وَ لَا دُعَاءً إِلَّا أَجَبْتَهُ، وَ لَا مُضَيَّقاً إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَ لَا شَمْلًا إِلَّا جَمَعْتَهُ، وَ لَا أَمْراً إِلَّا أَتْمَمْتَهُ، وَ لَا مَالًا إِلَّا كَثَّرْتَهُ، وَ لَا خُلُقاً إِلَّا حَسَّنْتَهُ، وَ لَا إِنْفَاقاً إِلَّا أَخْلَفْتَهُ، وَ لَا حَالًا إِلَّا عَمَّرْتَهُ، وَ لَا حَسُوداً إِلَّا قَمَعْتَهُ، وَ لَا عَدُوّاً إِلَّا أَرْدَيْتَهُ، وَ لَا شَرّاً إِلَّا كَفَيْتَهُ، وَ لَا مَرَضاً إِلَّا شَفَيْتَهُ، وَ لَا بَعِيداً إِلَّا أَدْنَيْتَهُ، وَ لَا شَعَثاً إِلَّا لَمَمْتَهُ، وَ لَا سُؤَالًا إِلَّا أَعْطَيْتَهُ.

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْعَاجِلَةِ وَ ثَوَابَ الْآجِلَةِ. اللّٰهُمَّ أَغْنِنِي بِحَلَالِكَ عَنِ الْحَرَامِ، وَ بِفَضْلِكَ عَنْ جَمِيعِ الْأَنَامِ. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْماً نَافِعاً، وَ قَلْباً خَاشِعاً، وَ يَقِيناً شَافِياً، وَ عَمَلًا زَاكِياً، وَ صَبْراً جَمِيلًا، وَ أَجْراً جَزِيلًا.

اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شُكْرَ نِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَ زِدْ فِي إِحْسَانِكَ وَ كَرَمِكَ إِلَيَّ، وَ اجْعَلْ قَوْلِي فِي النَّاسِ مَسْمُوعاً، وَ عَمَلِي عِنْدَكَ مَرْفُوعاً، وَ أَثَرِي فِي الْخَيْرَاتِ مَتْبُوعاً، وَ عَدُوِّي مَقْمُوعاً.

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ الْأَخْيَارِ، فِي آنَاءِ اللَّيْلِ وَ أَطْرَافِ النَّهَارِ، وَ اكْفِنِي شَرَّ الْأَشْرَارِ، وَ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَ الْأَوْزَارِ، وَ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ، وَ أَدْخِلْنِي دَارَ الْقَرَارِ، وَ اغْفِرْ لِي وَ لِجَمِيعِ إِخْوَانِي فِيكَ، وَ أَخَوَاتِيَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ

الرَّاحِمِينَ.

ثُمَّ تَوَجَّهْ إِلَى الْقِبْلَةِ، وَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَ تَقْرَأُ فِي الْأُولَى سُورَةَ الْأَنْبِيَاءِ، وَفِي الثَّانِيَةِ الْحَشْرَ، وَ تَقْنُتُ فَتَقُولُ:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ، وَ مَا فِيهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ، خِلَافاً لِأَعْدَائِهِ، وَ تَكْذِيباً لِمَنْ عَدَلَ بِهِ، وَ إِقْرَاراً لِرُبُوبِيَّتِهِ، وَ خُشُوعاً لِعِزَّتِهِ، الْأَوَّلُ بِغَيْرِ أَوَّلٍ، وَ الْآخِرُ بِغَيْرِ آخِرٍ، الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ بِقُدْرَتِهِ، الْبَاطِنُ دُونَ كُلِّ شَيْءٍ بِعِلْمِهِ وَ لُطْفِهِ، لَا تَقِفُ الْعُقُولُ عَلَى كُنْهِ عَظَمَتِهِ، وَ لَا تُدْرِكُ الْأَوْهَامُ حَقِيقَةَ مَاهِيَّتِهِ، وَ لَا تَتَصَوَّرُ الْأَنْفُسُ مَعَانِيَ كَيْفِيَّتِهِ، مُطَّلِعاً عَلَى الضَّمَائِرِ، عَارِفاً بِالسَّرَائِرِ، يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُورُ.

اللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ عَلَى تَصْدِيقِي رَسُولَكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ إِيمَانِي بِهِ، وَ عِلْمِي بِمَنْزِلَتِهِ، وَ إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّهُ النَّبِيُّ الَّذِي نَطَقَتِ الْحِكْمَةُ بِفَضْلِهِ، وَ بَشَّرَتِ الْأَنْبِيَاءُ بِهِ، وَ دَعَتْ إِلَى الْإِقْرَارِ بِمَا جَاءَ بِهِ، وَحَثَّتْ عَلَى تَصْدِيقِهِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى:

الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوباً عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَ الْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَ الْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِكَ إِلَى الثَّقَلَيْنِ، وَ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ

الْمُصْطَفَيْنَ، وَ عَلَى أَخِيهِ وَ ابْنِ عَمِّهِ، اللَّذَيْنِ لَمْ يُشْرِكَا بِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَداً، وَ عَلَى فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ، وَ عَلَى سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ، صَلَاةً خَالِدَةَ الدَّوَامِ، عَدَدَ قَطْرِ الرِّهَامِ، وَ زِنَةَ الْجِبَالِ وَ الْآكَامِ، مَا أَوْرَقَ السَّلَامُ، وَ اخْتَلَفَ الضِّيَاءُ وَ الظَّلَامُ، وَ عَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ، الْأَئِمَّةِ الْمُهْتَدِينَ، الذَّائِدِينَ عَنِ الدِّينِ، عَلِيٍّ وَ مُحَمَّدٍ، وَ جَعْفَرٍ وَ مُوسَى، وَ عَلِيٍّ وَ مُحَمَّدٍ، وَ عَلِيٍّ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُجَّةِ، الْقُوَّامِ بِالْقِسْطِ، وَ سُلَالَةِ السِّبْطِ.

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ هٰذَا الْإِمَامِ فَرَجاً قَرِيباً، وَ صَبْراً جَمِيلًا، وَ نَصْراً عَزِيزاً، وَ غِنًى عَنِ الْخَلْقِ، وَ ثَبَاتاً فِي الْهُدَى، وَ التَّوْفِيقَ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَى، وَ رِزْقاً وَاسِعاً حَلَالًا طَيِّباً، مَرِيئاً دَارّاً، سَائِغاً فَاضِلًا مُفْضِلًا، صَبّاً صَبّاً، مِنْ غَيْرِ كَدٍّ وَ لَا نَكَدٍ، وَ لَا مِنَّةٍ مِنْ أَحَدٍ، وَ عَافِيَةً مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ وَ سُقْمٍ وَ مَرَضٍ، وَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَ النَّعْمَاءِ، وَ إِذَا جَاءَ الْمَوْتُ، فَاقْبِضْنَا عَلَى أَحْسَنِ مَا يَكُونُ لَكَ طَاعَةً، عَلَى مَا أَمَرْتَنَا مُحَافِظِينَ، حَتَّى تُؤَدِّيَنَا إِلَى جَنَّاتِ النَّعِيمِ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَوْحِشْنِي مِنَ الدُّنْيَا، وَ آنِسْنِي بِالْآخِرَةِ، فَإِنَّهُ لَا يُوحِشُ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا خَوْفُكَ، وَ لَا يُؤْنِسُ بِالْآخِرَةِ إِلَّا رَجَاؤُكَ.

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحُجَّةُ لَا عَلَيْكَ، وَ إِلَيْكَ الْمُشْتَكَى لَا مِنْكَ، فَصَلِّ عَلَى

مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ وَ أَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِيَ الظَّالِمَةِ الْعَاصِيَةِ. وَ شَهْوَتِيَ الْغَالِبَةِ، وَ اخْتِمْ لِيْ بِالْعَفْوِ وَ الْعَافِيَةِ.

اَللّٰهُمَّ إِنَّ اسْتِغْفَارِيْ إِيَّاكَ. وَ أَنَا مُصِرٌّ عَلٰى مَا نَهَيْتَ قِلَّةُ حَيَاءٍ، وَ تَرْكِيَ الْاِسْتِغْفَارَ مَعَ عِلْمِيْ بِسَعَةِ حِلْمِكَ. تَضْيِيْعٌ لِحَقِّ الرَّجَاءِ،

اَللّٰهُمَّ إِنَّ ذُنُوْبِيْ تُؤْيِسُنِيْ أَنْ أَرْجُوَكَ. وَ إِنَّ عِلْمِيْ بِسَعَةِ رَحْمَتِكَ يَمْنَعُنِيْ أَنْ أَخْشَاكَ. فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ صَدِّقْ رَجَائِيْ لَكَ. وَ كَذِّبْ خَوْفِيْ مِنْكَ. وَ كُنْ لِيْ عِنْدَ أَحْسَنِ ظَنِّيْ بِكَ. يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَيِّدْنِيْ بِالْعِصْمَةِ. وَ أَنْطِقْ لِسَانِيْ بِالْحِكْمَةِ. وَ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يَنْدَمُ عَلٰى مَا ضَيَّعَهُ فِيْ أَمْسِهٖ، وَ لَا يُغْبَنُ حَظُّهُ فِيْ يَوْمِهٖ، وَ لَا يَهُمُّ لِرِزْقِ غَدِهٖ.

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْغَنِيَّ مَنِ اسْتَغْنٰى بِكَ وَ افْتَقَرَ إِلَيْكَ، وَ الْفَقِيْرَ مَنِ اسْتَغْنٰى بِخَلْقِكَ عَنْكَ. فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ أَغْنِنِيْ عَنْ خَلْقِكَ بِكَ، وَ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ لَا يَبْسُطُ كَفًّا إِلَّا إِلَيْكَ.

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ قَنَطَ. وَ أَمَامَهُ التَّوْبَةُ وَ وَرَاءَهُ الرَّحْمَةُ. وَ إِنْ كُنْتُ ضَعِيْفَ الْعَمَلِ فَإِنِّيْ فِيْ رَحْمَتِكَ قَوِيُّ الْأَمَلِ. فَهَبْ لِيْ ضَعْفَ عَمَلِيْ لِقُوَّةِ أَمَلِيْ.

اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ فِيْ عِبَادِكَ مَنْ هُوَ أَقْسٰى قَلْباً مِنِّيْ. وَ أَعْظَمُ مِنِّيْ ذَنْباً. فَإِنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّهُ لَا مَوْلٰى أَعْظَمُ مِنْكَ طَوْلًا. وَ أَوْسَعُ رَحْمَةً وَ عَفْواً. فَيَا مَنْ هُوَ أَوْحَدُ فِيْ رَحْمَتِهٖ. اغْفِرْ لِمَنْ لَيْسَ

بِأَوْحَدَ فِيْ خَطِيْئَتِهٖ.

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَمَرْتَنَا فَعَصَيْنَا، وَ نَهَيْتَ فَمَا انْتَهَيْنَا، وَ ذَكَّرْتَ فَتَنَاسَيْنَا، وَ بَصَّرْتَ فَتَعَامَيْنَا، وَ حَذَّرْتَ فَتَعَدَّيْنَا، وَ مَا كَانَ ذٰلِكَ جَزَاءَ إِحْسَانِكَ إِلَيْنَا، وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِمَا أَعْلَنَّا وَ أَخْفَيْنَا، وَ أَخْبَرُ بِمَا نَأْتِيْ وَ مَا أَتَيْنَا، فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ لَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا أَخْطَأْنَا وَ نَسِيْنَا، وَ هَبْ لَنَا حُقُوْقَكَ لَدَيْنَا، وَ أَتِمَّ إِحْسَانَكَ إِلَيْنَا، وَ أَسْبِلْ رَحْمَتَكَ عَلَيْنَا.

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِهٰذَا الصِّدِّيْقِ الْإِمَامِ، وَ نَسْأَلُكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لَهُ، وَ لِجَدِّهٖ رَسُوْلِكَ، وَ لِأَبَوَيْهِ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ، أَهْلِ بَيْتِ الرَّحْمَةِ، إِدْرَارَ الرِّزْقِ الَّذِيْ بِهٖ قِوَامُ حَيَاتِنَا، وَ صَلَاحُ أَحْوَالِ عِيَالِنَا، فَأَنْتَ الْكَرِيْمُ الَّذِيْ تُعْطِيْ مِنْ سَعَةٍ، وَ تَمْنَعُ مِنْ قُدْرَةٍ، وَ نَحْنُ نَسْأَلُكَ مِنَ الرِّزْقِ مَا يَكُوْنُ صَلَاحاً لِلدُّنْيَا وَ بَلَاغاً لِلْآخِرَةِ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ اغْفِرْ لَنَا وَ لِوَالِدَيْنَا، وَ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ، وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ، الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ، وَ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ.

ثُمَّ تَرْكَعُ وَ تَسْجُدُ وَ تَجْلِسُ فَتَتَشَهَّدُ وَ تُسَلِّمُ، فَإِذَا سَبَّحْتَ فَعَفِّرْ خَدَّيْكَ وَ قُلْ:

سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ أَكْبَرُ أَرْبَعِينَ مَرَّةً.
وَ اسْأَلِ اللهَ الْعِصْمَةَ وَ النَّجَاةَ. وَ الْمَغْفِرَةَ وَ التَّوْفِيقَ لِحُسْنِ الْعَمَلِ وَ الْقَبُولَ لِمَا تَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَيْهِ وَ تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَهُ. وَ قِفْ عِنْدَ الرَّأْسِ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ عَلَى مَا تَقَدَّمَ. ثُمَّ انْكَبَّ عَلَى الْقَبْرِ وَ قَبِّلْهُ وَ قُلْ:
زَادَ اللهُ فِي شَرَفِكُمْ. وَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ.
وَ ادْعُ لِنَفْسِكَ وَ لِوَالِدَيْكَ وَ لِمَنْ أَرَدْتَ. وَ انْصَرِفْ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى. [1]

اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا نہایت مہربان ہے

سلام آدمؑ پر جو برگزیدہ خدا اور خلیفہ خدا ہیں، سلام شیث پر جو ولی خدا اور پسندیدہ خدا ہیں، سلام ادریس پر جو اپنی دلیل کے ساتھ (جنت میں) مقیم ہیں، سلام نوح پر جن کی دعا قبول کی گئی، سلام ہود پر جن کی اللہ کی طرف سے مخصوص مدد کی گئی، سلام صالح پر جن کو اللہ نے اپنے کرم سے ذی شان قرار دیا، سلام ابراہیم پر جن کو اللہ نے اپنی خلت سے سرفراز کیا، سلام اسماعیل پر جن کو اللہ نے ذبح عظیم کی قرارداد کے ساتھ اپنی جنت سے فدیہ بھیجا، سلام اسحاقؑ پر جن کی ذریت میں اللہ نے نبوت کا سلسلہ رکھا، سلام یعقوبؑ پر جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دوبارہ بینائی دی، سلام یوسفؑ پر

① المزار الکبیر ابن المشهدی صفحہ 497؛ بحار الانوار جلد 98 صفحہ 317 حدیث 8 اور جلد 101 صفحہ 28؛ الصحیفۃ الهادیۃ والتحفۃ المهدیۃ للفیض کاشانی صفحہ 142؛ المزار الکبیر شیخ مفید صفحہ 271

جن کو خدا نے اپنا کرم عظیم فرما کر کنویں سے نجات دی، سلام موسیٰؑ پر جن کے لئے خدا نے اپنی قدرت سے دریا کو شگافتہ کر دیا، سلام ہارونؑ پر جن کو خدا نے اپنی نبوت سے مخصوص فرمایا، سلام شعیبؑ پر جن کو خدا نے ان کی امت پر غالب کیا، سلام داؤدؑ پر جن کے ترک اولی کو اللہ نے معاف کر دیا، سلام سلیمانؑ پر جن کے لئے خدا کی دی ہوئی عزت کی بدولت قوم جن تابع ہوگئی، سلام ہو ایوبؑ پر جن کو اللہ نے بیماری سے شفا دی، سلام یونسؑ پر خدا نے ان کے اس وعدے کو پورا کیا جس کی انہوں نے ضمانت کی تھی، سلام عزیر پر جن کو خدا نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا، سلام زکریا پر جو اپنی شدید آزمائش میں بھی صابر رہے، سلام یحیی پر جن کا مرتبہ اللہ نے ان کی شہادت سے اور بڑھا دیا، سلام عیسیٰؑ پر جو بزبانِ وحی اللہ کی روح اور اللہ کا کلمہ ہیں، سلام محمد مصطفیٰ پر جو محبوب خدا اور پسندیدۂ خدا ہیں، سلام امیر المومنین علی ابن ابی طالب پر جن کو پیغمبر کے بھائی ہونے کا مخصوص شرف دیا گیا، سلام فاطمہ زہرا دختر رسول پر، سلام ابو محمد حسن مجتبیٰ پر جو اپنے باپ کے وصی و جانشین ہیں، سلام حسین پر جنہوں نے راہِ خدا میں انتہائی زخمی ہونے کے بعد جو جان جسم میں باقی رہ گئی تھی وہ بھی دے دی، اس پر سلام جس نے مخفی اور آشکار خدا کی عبادت کی، اس پر سلام جس کی خاک میں اللہ نے اثر شفا قرار دیا، سلام اس پر کہ جس کی قبہ کے نیچے دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس پر سلام جس کی ذریت سے قیامت تک امام رہیں گے، آخری پیغمبر کے فرزند پر سلام، سردار اوصیاء علیؑ کے فرزند پر سلام، فاطمۃ الزہراءؑ کے فرزند پر سلام، خدیجہؑ بزرگ مرتبہ کے فرزند پر سلام، سدرۃ المنتہی کے وارث پر

سلام، جنت جیسی پناہ گاہ کے وارث پر سلام، زمزم وصفا کے وارث پر سلام، آلودہ خاک وخون پر سلام، سلام اس پر جس کا خیمہ پھاڑ ڈالا گیا، چادرِ تطہیر والوں کی پانچویں فرد پر سلام، مسافروں میں سب سے زیادہ بیکس مسافر پر سلام، شہیدوں میں سب سے زیادہ پر درد شہید پر سلام، اس پر سلام جس کو مجہول النسب لوگوں نے قتل کیا، ساکنِ ارضِ کربلا پر سلام، اس پر سلام جس کو آسمان کے فرشتے روئے، اس پر سلام جس کی نسل سے ائمہ اطہار ہیں، سلام دین کے سردار پر، سلام ان (ائمہ) پر جو حق کی منزلیں ہیں، سلام ان ائمہ پر جو پیشوائے ملت ہیں، ان گریبانوں پر سلام جو خون میں بھرے تھے، ان ہونٹوں پر سلام جو پیاس سے سوکھے ہوئے تھے، سلام ان پر جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے، سلام ان پر جن کو قتل کے فوراً بعد لوٹ لیا گیا، سلام ہو بے گور وکفن نعشوں پر، [سلام ہو ان جسموں پر دھوپ کی شدت سے جن کے رنگ بدل گئے]، (ارض کربلا پر) بہنے والے خون پر سلام، جسموں سے جدا کردیئے جانے والے اعضاء پر سلام، نیزوں پر اٹھائے جانے والے سروں پر سلام، بے ردا ہوجانے والی مستورات پر سلام، حجت پروردگار عالم پر سلام، آپ پر سلام اور آپ کے پاکیزہ آباء واجداد پر سلام، آپ پر سلام اور آپ کے شہید ہونے والے فرزندوں پر سلام، آپ پر سلام اور حمایت حق کرنے والی آپ کی ذریت پر سلام، آپ پر اور آپ کے پہلو میں رہنے والے فرشتوں پر سلام، سلام ظلم وستم سے قتل کیے جانے والے پر اور ان کے بھائی (حسنؑ) پر جن کو زہر دیا گیا، سلام جناب علی اکبرؑ پر، [سلام] کم سن شیر خوار پر، سلام ان جسموں پر جن کو (بعد شہادت) لوٹا گیا، سلام نبی کی

قریب ترین ذریت پر، سلام ان لاشوں پر جن کو بیابان میں پڑا چھوڑ دیا گیا، سلام ان مسافروں پر جو اپنے وطن سے دور تھے، سلام بے کفن دفن کئے جانے والوں پر، سلام ان سروں پر جن کو جسموں سے جدا کردیا گیا، راہِ خدا میں اذیّت اٹھانے والے صابر پر سلام، عالم بے کسی میں ظلم کئے جانے والے پر سلام، خاکِ پاک پر رہنے والے پر سلام، قبہٴ بلند رکھنے والے پر سلام، اس پر سلام جس کو خدائے بزرگ نے پاکیزہ و پاک قرار دیا، اس پر سلام جس پر جبریل نے فخر کیا، اس پر سلام جس کو گہوارہ میں میکائیل نے لوریاں دیں، اس پر سلام جس کے بارے میں عہد وپیماں کو توڑ دیا گیا، اس پر سلام جس کی حرمت کو ضائع کیا گیا، اس پر سلام جس کا خون ظلم سے بہایا گیا، اس پر سلام جس کو زخموں سے بہنے والے خون میں نہلا دیا گیا، اس پر سلام جس کو ہر طرف سے نیزے لگائے جاتے تھے، اس پر سلام جس پر ہر ظلم وستم روا رکھا گیا، [اس پر سلام جسے اتنی بڑی کائنات میں یکہ وتنہا چھوڑ دیا گیا]، اس پر سلام جس کو گرد ونواح کے گاؤں والوں نے دفن کیا، اس پر سلام جس کی شہ رگ کو (بے دردی سے) کاٹا گیا، اس پر سلام جو یکہ وتنہا دشمنوں کی یلغار کو ہٹا رہا تھا، اس ریش اقدس پر سلام جو خون سے سرخ تھی، اس رخسار پر سلام جو خاک آلود تھا، اس بدن پر سلام جو غبار آلود تھا (اس لٹے اور بچے ہوئے بدن پر سلام)، ان دانتوں پر سلام جن پر ظلم کی چھڑی چل رہی تھی، اس [سر اقدس] پر سلام جو نیزے پر اٹھایا گیا، ان جسموں پر سلام جو بیابان میں برہنہ پڑے تھے جن کو ستمگارانِ امت بھیڑیوں کی طرح دوڑ دوڑ کر جھنجھوڑ رہے تھے اور کٹ کھنے درندے بن کر

(پامالی اور لوٹ کھسوٹ کے لئے) منڈلا رہے تھے۔ میرے مولا آپ پر سلام اور آپ کے قبہ کے گرد جمع رہنے والے فرشتوں پر سلام جو آپ کی تربت کو گھیرے رہتے ہیں اور آپ کے صحنِ اقدس کا طواف کرتے ہیں اور آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ پر سلام، میں نے آپ کی جانب رخ کیا ہے اور آپ کی بارگاہ سے کامیابی کا امیدوار ہوں، آپ پر سلام آپ کی حرمت کو پہچاننے والے کا، سلام آپ سے خالص محبت رکھنے والے کا سلام، سلام آپ کی محبت کے ذریعہ سے قربِ خدا حاصل کرنے والے کا، اس کا سلام جو آپ کے دشمنوں سے بیزار ہے، اس کا سلام جس کا دل آپ کے غم سے زخمی ہے، اور آپ کے ذکر کے وقت اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں جو آپ کے مصائب سے نہایت دردمند ملول اور بے حال ہے۔ اس کا سلام جو میدانِ کربلا میں اگر آپ کے ساتھ ہوتا تو تلواروں کی باڑھ پر اپنی جان کو ڈال دیتا اور آمادہ موت ہوکر اپنے خون کا آخری قطرہ آپ پر نثار کردیتا، اور باغیوں کے مقابلہ میں آپ کے سامنے جہاد کرکے آپ کی نصرت کرتا اور اپنی روح، اپنا جسم، اپنا مال اور اپنی اولاد سب کچھ آپ پر فدا کردیتا، اس کی روح آپ کی روح پر نثار ہوتی اور اس کے اہل آپ کے اہل پر فدا ہوتے۔ اب جبکہ زمانہ نے مجھے مؤخر کردیا اور اس وقت موجود نہ ہونے کی وجہ سے میرے مقدر نے مجھے آپ کی نصرت سے روک دیا، آپ سے لڑنے والوں سے نہ لڑ سکا اور آپ کے دشمنوں کے لئے میدان میں آکر کھڑا نہ ہوسکا تو صبح و شام بیقراری سے آپ کے غم میں رویا کروں گا اور آنسو کے بدلہ آنکھوں سے خون بہاؤں گا، یہ آپ کا غم یہ

آپ کے مصائب پر رنج وملال اور آہِ پُردرد کبھی جانے والی نہیں، اسی سوزشِ غم اسی رنج وملال کو ساتھ لے کر دنیا سے اٹھ جاؤں گا۔ مولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز کو قائم کیا، بڑی زبردست زکوٰۃ دی، نیکیوں کا حکم دیا، برائیوں اور سرکشی سے روکا، آپ نے خدا کی اطاعت کی کبھی اس کی نافرمانی نہیں کی، آپ نے اپنا رابطہ خدا سے قائم رکھا اور اس کو انتہائی خوش رکھا، آپ ہمیشہ خدا کی نافرمانی سے ڈرے، آپ کی نظر ہمیشہ اس کی طرف رہی، آپ نے ہمیشہ اس کی رضا کو پسند کیا (اس کی آواز پر لبیک کہی)، آپ نے سنتِ خدا اور رسولؐ کو قائم کیا، اور فتنوں کی آگ کو بجھایا، دوسروں کو راہِ حق کی طرف بلایا، اور حق کے راستوں کو اجاگر کرکے دکھایا، اور خدا کی راہ میں جو جہاد کا حق تھا اسے پورا کردیا، آپ خدا کے مطیع رہے، اور اپنے جد محمد مصطفیؐ کے پیرو رہے، اور اپنے باپ کے تابع فرمان رہے، اور اپنے بھائی حسنؑ کی وصیت کو جلد پورا کیا، آپ ہیں ستونِ دین کو بلند کرنے والے، سرکشی کی بنیادوں کو کھو دینے والے، اور سرکشوں کے سروں کو ضرب نیزہ شمشیر سے کچل دینے والے، امت پیغمبر کو نصیحت کرنے والے، اور موت کے بھنور تیرنے والے، اور اہل فسق وفجور کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والے، خدا کی حجتوں کے ساتھ قائم رہنے والے، اسلام اور مسلمین کے لئے دل میں رحم رکھنے والے، حق کی نصرت کرنے والے، اور سخت آزمائش کے وقت صبر کرنے والے، دین کی حفاظت کرنے والے، اور دین پر حملہ کرنے والوں کا منہ پھیر دینے والے: آپ ہدایت کی حفاظت اور نصرت کرتے رہے، اور عدل وانصاف کی نشر واشاعت کرتے رہے، دین کی نصرت وحمایت کرتے

رہے، اور دین کی حقارت کرنے والوں کی روک ٹوک اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہے، آپ طاقتور سے کمزور کا حق دلاتے تھے اور حکم میں طاقتور اور کمزور کو برابر رکھتے تھے۔ آپ یتیموں کی بہار تھے، مخلوق کے لئے پناہ گاہ تھے، اسلام کی عزت تھے، آپ کے پاس احکام الٰہی کا سرمایہ تھا، آپ حاجتمندوں کو گرانقدر عطیہ دینے کا عزم کئے ہوئے تھے، اپنے جد امجد اور پدرِ نامدار کے طریقوں پر چلنے والے، اور اپنے بھائی کی طرح امر خیر کی ہدایت فرمانے والے، اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے، پسندیدہ خو بو رکھنے والے (صاحب اوصاف حمیدہ)، آپ کی سخاوت اظہر من الشمس، آپ پردہ شب میں تہجد گزار، آپ کا ہر طریقہ مضبوط و درست، آپ کی ہر عادت بزرگانہ شان کی حامل، آپ کی ہر سبقت عظیم الشان، آپ کا نسب انتہائی بلند، آپ کے کمالات انتہائی اونچائی پر، آپ کا ہر مرتبہ بلندتر، آپ کے فضائل بہت ہی زیادہ، آپ کے خصائل سب پسندیدہ، آپ کی بخششیں نہایت قیمتی، آپ صاحبِ علم، راہِ حق پر گامزن، خدا کی طرف مائل، سخی عزم کے طاقتور، صاحبِ علم، امامِ امت، گواہِ حقانیت، ملت کے لئے دردمند، خدا سے لو لگائے ہوئے، ہر صاحبِ دل کے محبوب، خدا کے غضب سے ڈرنے والے، آپؑ رسولؐ کے فرزند ہیں، قرآن کے لئے سند ہیں، امت کے لئے دست و بازو ہیں، طاعت خدا میں تعب اٹھانے والے، عہد و پیمان کی حفاظت کرنے والے، بدکاروں کے راستوں سے الگ تھلگ، مصیبت زدہ کو عطا کرنے والے، طولانی رکوع و سجدہ کرنے والے، دنیا کو اس طرح چھوڑ دینے والے جیسے دنیا سے رخصت ہونے والے دنیا سے سیر ہوتا ہے، دنیا کو

آپ نے ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا، آپ کی آرزوئیں دنیا سے ہٹی ہوئی تھیں، دنیا کی آرائش سے آپ کوسوں دور تھے، رونق دنیا سے آپ کی نگاہیں پھری ہوئی تھیں، اور دنیا جانتی ہے کہ آپ کا میلان خاطر بس آخرت کی طرف تھا، یہاں تک کہ جب ظلم وجور اپنے ہاتھ بہت بڑھانے لگا، اور ظلم کے چہرہ پر جو ہلکا سا پردہ تھا وہ بھی نہ رہا، گمراہی نے اپنے چیلوں کو ہر طرف سے بلا لیا، اس وقت آپ اپنے [جد امجد] کے حرم میں مقیم تھے، ظالموں سے دور تھے، گوشہ نشین تھے اور محرابِ عبادت میں محوِ عبادت تھے، دنیا کی لذتوں اور خواہشوں سے کنارہ کش تھے، اور اپنی طاقت کے مطابق اور امکان کی حد تک اپنے دل وزبان سے حرام سے بچنے کی ہدایت بھی کرتے رہے تھے، (آپ سے بیعت یزید کا مطالبہ ہوا) اور آپ کے حقیقت شناس علم نے طے کرلیا کہ بیعت سے انکار ہو اور بیعت نہ کرنے کی وجہ سے جو لوگ قتال کریں ان فاجروں سے جہاد کریں۔ فوراً آپ اپنی اولاد اہلِ خاندان اپنی فرمانبردار جماعت کو لے کر چلے، آپ نے حق اور روشن دلائل کو واضح کر دیا، اور خلق خدا کو حکمت اور پسندیدہ موعظہ کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دی، اور حدود شریعت کے قائم کرنے کا، نیز معبود کی فرمانبرداری کا، محرمات سے بچنے اور سرکشی سے باز رہنے کا حکم دیا، لیکن ستم مگاروں نے ظلم وعداوت سے آپ کا مقابلہ کیا، آپ نے پہلے تو ان کو غضب خدا سے ڈرایا اور حجت ہدایت کی مضبوطی کی، [پھر ان سے جہاد کیا]، آخرکار جب انہوں نے آپ کے بارے میں ہر عہد کو توڑ دیا، ہر حکم خدا کو پسِ پشت ڈال دیا اور آپ کی بیعت سے بھی پھر گئے، اور اپنی شقاوت سے انہوں نے آپ

کے خدا اور آپ کے جدِ امجد کو غضبناک کیا، اور آپ سے لڑنے کی پہل اپنی طرف سے کی، تو پھر آپ بھی ضرب نیزہ و شمشیر کے لئے میدان میں آگئے، اور بدکاروں کے لشکروں کو پیس ڈالا، آپ جنگ کے گہرے غبار میں دھنسے ہوئے ذوالفقار سے حیدر کرار کی طرح قتال کر رہے تھے۔ اعداء نے جب آپ کے دل کو مضبوط اور بالکل بے خوف و ہراس دیکھا تو آپ کے لئے اپنے مکر کے جال بچھانے لگے، اور اپنی مخصوص سفیانی چالاکیوں اور شرارت کے ساتھ آپ کے ساتھ قتال کرنے لگے، ملعون عمر بن سعد نے اپنے لشکروں کو حکم دے دیا کہ پانی حسینؑ تک نہ پہنچ سکے۔ سب لوگ تیزی کے ساتھ آپ سے قتال کرنے لگے اور پے در پے ملے جلے حملے ہونے لگے، آپ کو تیروں سے چھلنی کر دیا، سب نے ظلم وستم کے ہاتھ آپ کی طرف بڑھا دیئے، نہ انہوں نے آپ کے بارے میں اپنی کسی ذمہ داری کو دیکھا نہ یہ کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرنے میں اور آپ کے سامان کو لوٹنے میں، وہ کتنے زبردست گناہ کے مرتکب ہوں گے! آپ غبار جنگ میں دھنسے ہوئے تھے اور ہر ایک اذیت اٹھا رہے تھے، آپ کا صبر دیکھ کر تو ملائکہ افلاک بھی تعجب کر رہے تھے، ظالموں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور زخم پر زخم پہنچا کر آپ کو مضمحل کر دیا، دم لینے کی مہلت نہ دی، آپ کا کوئی مددگار نہ رہا تھا، بیکسی کے عالم میں انتہائی صبر وضبط کے ساتھ آپ اپنی مستورات اور بچوں کی طرف سے ہجوم اشقیاء کو ہٹا رہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا، آپ زخموں سے چور ہو کر زمین پر گرے، لشکر کے گھوڑے اپنے سموں سے آپ کو کچل رہے تھے، اور سرکش

ستمگر اپنی تلواریں لئے آپ پر چڑھے چلے آتے تھے، موت کا پسینہ آپ کی پیشانی پر آیا ہوا تھا، اور آپ کے دست و پا اِدھر اُدھر سمٹتے اور پھیلتے تھے۔ آپ چشم نیم وا سے اپنے کنبہ اور اپنے بچوں کو دیکھ رہے تھے، حالانکہ اس وقت آپ کی خود کی حالت تو ایسی تھی کہ آپ کو اپنے کنبہ کا اور بچوں کا دھیان نہ آسکتا تھا، اس وقت آپ کا گھوڑا ہنہناتا اور روتا ہوا آپ کے خیام کی طرف چلا، جب اہلِ حرم نے آپ کے رہوار کو بے سوار دیکھا اور زین اسپ کو نیچے ڈھلکا ہوا دیکھا تو بے قرار ہو کر خیموں سے نکل پڑیں اور بال بکھرائے ہوئے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے جبکہ پردے کا دھیان نہ تھا نوحہ وبکا کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کو وارثوں کو پکارتے ہوئے جبکہ اپنی اس مخصوص عزت وشوکت کے بعد حقارت کی نظر سے دیکھے جا رہے تھے، سب کے سب [آپ] کی قتل گاہ کی طرف تیزی سے جا رہے تھے۔ آہ! شمر اس وقت آپ کے سینہ بیٹھا ہوا تھا، اور اپنا خنجر آپ کی گردن پر پھیر رہا تھا، ریشِ مبارک ظالم اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اپنی ہندی تلوار سے آپ کو ذبح کر رہا تھا، آپ کے دست و پا بے حرکت ہو گئے (آپ کے ہوش وحواس ساکن ہو گئے) اور سانس رک گیا، نیزے پر سر اقدس کو اٹھایا گیا، اور اہلِ حرم کو غلاموں کی طرح قید کر لیا گیا، اور آہنی زنجیروں میں جکڑ کر اونٹوں پر بٹھالیا گیا، دن کے دوپہر کی گرمیاں ان کے چہروں کو جھلسا رہی تھی، اور وہ غریب بیابانوں اور جنگلوں میں پھرائے جا رہے تھے، ہاتھ ان کے گردنوں سے بندھے ہوئے تھے اور بازاروں میں ان کو پھرایا جا رہا تھا۔ وائے ہو ان نافرمانوں فاسقوں پر جنہوں نے آپ کو قتل کر کے اسلام کو تباہ کر دیا،

نمازوں کو روزوں کو معطل کر دیا، شریعت کے چلن کو اور احکام کو توڑ دیا، ایمان کی عمارت کو ڈھا دیا اور قرآنی آیات میں تحریف کی، اور بغاوت و سرکشی میں دھنستے چلے گئے۔ آپ کے قتل سے رسولؐ اللہ مظلوم قرار پا گئے، مظلوم بھی ایسے کہ اپنے بچہ کے خون کا بدلہ نہ لے سکے، آپ کے قتل سے کتابِ خدا پر لاوارثی چھا گئی۔ آپ کے ستائے جانے سے اصل میں حق ستایا گیا۔ آپ کے نہ ہونے سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ ان آوازوں میں کوئی روح نہ رہی، حرام و حلال کا امتیاز، قرآن اور قرآن کے معانی کا تعین سب ضائع ہو گیا، آپ کے بعد شریعت میں کھلی ہوئی تبدیلیاں، فاسد عقیدے سے حدود شریعت کا تعطل، نفسانی خواہشوں کا زور، گمراہیاں فتنے اور غلط چیزوں کا ظہور ہوا۔ غرض کہ آپ کی ستانی ستانے والا آپ کے جد امجد کی قبر کے پاس کھڑا ہوا اور آپ کی ستانی برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ رسولؐ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنائی: یا رسولؐ اللہ! آپ کا فرزند آپ کا بچہ قتل کر دیا گیا، اور آپ کے گھر والوں اور جانثاروں کو مار دیا گیا، آپ کے بعد آپ کی ذرّیت کو قید کیا گیا، اور آپ کی ذریت و اہل بیت کو وہ دُکھ دیئے گئے جن دکھوں سے ان کو بچانا امت پر فرض تھا۔ روح اسلام کو انتہائی قلق ہوا اور آنحضرت کا قلب نازک گریاں ہوا، ملائکہ اور انبیاء نے ان کو آپ کا پرسہ دیا، آپ کے قتل ہونے سے آپ کی ماں فاطمہ زہراؑ بے تاب ہو گئیں، ملائکہ مقربین کے ایک کے بعد ایک لشکر اترنے لگے جو آپ کے باپ امیر المومنینؑ کو پرسہ دے رہے تھے، اور اعلیٰ علیین میں آپ پر نوحہ و ماتم کر رہے تھے، آپ کے غم میں حورانِ جنت اپنا منہ پیٹ رہی تھیں، آسمان اور آسمان کے باشندے

آپ پر روئے، اور جنت کے خزینہ دار روئے، پہاڑ قطار در قطار روئے، دریا اور دریا کی مچھلیاں، [مکہ اور مکہ کی عمارتیں]، جنت اور غلمان، کعبہ اور مقامِ ابراہیم، مشعر حرام اور حل و حرم سب ہی آپ کے غم میں گریاں ہوئے۔ خداوند اس بلند مرتبہ مقام کی حرمت کا واسطہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود و سلام بھیج، اور مجھ کو ان کے گروہ میں محشور فرما، اور ان کی سفارش سے مجھے داخل جنت فرما۔ اے کم سے کم وقت میں ہر ایک کا حساب کرنے والے، اے ہر بزرگ سے کہیں زیادہ بزرگ تر، اے عالم حاکموں سے زیادہ زور حکومت رکھنے والے، واسطہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کا جو تیرے آخری پیغمبر اور تمام عالم کی طرف تیرے رسول ہیں، اور ان کے بھائی کا واسطہ جو کشادہ پیشانی اور معدنِ علم و حکمت اور ہر علم میں راسخ ہیں یعنی امیر المومنین علی مرتضیٰؑ، اور فاطمہ زہراءؑ کا واسطہ جو زنانِ عالم کی سردار ہیں، حسن مجتبیٰؑ کا واسطہ جو پاک و پاکیزہ اور پرہیزگاروں کی پناہ گاہ ہیں، اور حضرت ابوعبداللہ الحسینؑ کا واسطہ جو تمام شہدا میں زیادہ بزرگ مرتبہ ہیں، اور ان کی قتل ہونے والی [اولاد] کا واسطہ، اور ان کی مظلوم ذریت کا واسطہ، اور علی بن حسین زین العابدینؑ کا واسطہ، اور محمد بن علیؑ کا واسطہ جو عبادت گذاروں کے قبلہ ہیں، اور جعفرؑ بن محمدؑ کا واسطہ جو مجسمۂ صداقت ہیں، اور موسیٰؑ بن جعفرؑ کا واسطہ جو دلائل حق کو ظاہر کرنے والے ہیں، اور علیؑ بن موسیٰؑ کا واسطہ جو دین کے مددگار ہیں، اور محمدؑ بن علیؑ کا واسطہ جو اہل حق کے پیشوا ہیں، اور علیؑ بن محمدؑ کا واسطہ جو زاہدوں سے کہیں زیادہ زاہد ہیں، اور حسنؑ بن علیؑ کا واسطہ جو ائمہ اطہارؑ کے وارث ہیں، اور اس فرد کا واسطہ جو تمام خلق پر حجت ہیں، محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

درود بھیج جو صادقین میں بہترین نیکیوں کے حامل جن کا لقب آلِ طٰہٰ و آلِ
یٰسین ہے، اور مجھے قیامت میں امن پانے والوں میں سے، صاحبان اطمینان
میں سے، کامیاب ہونے والوں میں سے، خوش وخرم اور بشارت جنت پانے
والوں میں قرار دے۔ خداوندا مجھے اپنے فرمانبرداروں میں سے قرار دے
(میرا نام مسلمانوں میں لکھ لے) اور صالحین سے وابستہ رکھ، میرے بعد نیکی
اور بھلائی سے میرا ذکر ہو، جو بغاوت وسرکشی کرنے والے ہیں ان کے مقابلہ
میں مجھے فتح دے، مجھے حاسدوں کے شر سے بچا، اور بری تدبیر کرنے والوں
کی تدبیر کا رخ میری طرف سے پھیر دے، ظالموں کے ہاتھوں کو مجھ پر ظلم
کرنے سے روک دے، اور مجھے میرے بابرکت پیشواؤں کو (محمدؐ وآلِ محمدؐ)
اعلیٰ علیین میں ایک جگہ مجتمع کردے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے
مجھے تیری رحمت سے آخرت میں انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کی رفاقت
نصیب ہو کیونکہ ان حضرات کو تو نے اپنی نعمتوں سے مالامال کیا ہے۔ قسم
دیتا ہوں خداوندا میں تجھ کو تیرے نبی معصومؐ کی، اور تیرے حتمی احکام کی، اور
گناہوں سے بچنے کے لئے تیرے مقررہ ارشادات کی، اور اس قبر مطہر کی
جس کی زیارت کے لئے ہر طرف سے جن وانس وملک پہنچتے ہیں جس کے
پہلو میں امام معصوم شہید ظلم وستم آرام فرمارہے ہیں، کہ میرے رنج وغم کو دور
کردے، اور میرے مقدر کی برائی کو ہٹادے، اور مجھے جہنم کی آتشِ سوزاں
سے پناہ دے۔ اے اللہ! میرے چاروں طرف اپنی نعمتوں کا انبار لگادے
اور مجھے اتنا دے کہ میں خوش وخرم رہوں (مجھے اپنی تقسیم کی ہوئی روزی پر
راضی رکھ)، مجھے اپنے جود وکرم میں چھپا، اور اپنی سزا اور عتاب سے دور رکھ۔

خداوندا مجھے ہر لغزش سے بچا، میرے قول وعمل کو درست کر، مجھے عمر دراز
دے، اور امراض واسقام سے بچا، اور مجھے میرے پیشواؤں کے وسیلہ سے
اور اپنے فضل سے میری بہترین تمناؤں تک پہنچا۔ خداوندا رحمت خاص
نازل فرما محمدؐ وآلِ محمدؐ پر، اور میری توبہ کو قبول فرما، اور مجھے روتا دیکھ کر رحم
فرما، میرے گناہ بخش دے، میرے رنج وملال کو دور کر، میری خطا کو بخش
دے، میری اولاد کو نیک اور صالح قرار دے۔ خداوندا اس عظیم المرتبہ شہادت
گاہ اور اس بزرگ مرتبہ مقام پر (میری حاضری کا یہ نتیجہ) کہ میرے گناہ تو
بخش چکا ہو، میرے ہر عیب کو تو چھپا چکا ہو، میرے ہر غم کو تو دور کرچکا ہو،
میرے رزق میں تو کشائش کرچکا ہو، میرے گھر کے آباد رہنے کا تو حکم نافذ
کرچکا ہو، میرے کاموں کے ہر بگاڑ کو تو درست کرچکا ہو، میری ہر آرزوئے
دل کو تو پورا کرچکا ہو، میری ہر دعا کو تو قبول کرچکا ہو، میری ہر تنگی کو تو زائل
کرچکا ہو، میرے ہر انتشار کو تو اطمینان سے بدل چکا ہو، میرے ہر کام کو تو
تکمیل تک پہنچا چکا ہو، میرے ہر مال کو تو زیادہ سے زیادہ کرچکا ہو، اور مجھے
ہر خلقِ حسن تو ادا کرچکا ہو، اور میرے ہر صرف کے بعد اس کا بدل دے کر
اس کمی کو پورا کرچکا ہو، اور میرے ہر حاسد کو تو تباہ کرچکا ہو، اور میرے ہر
دشمن کو تو ہلاک کرچکا ہو، اور مجھے ہر شر سے تو بچا چکا ہو، اور مجھے ہر بیماری
سے تو شفا عطا کرچکا ہو، اور میرے ہر ایک اپنے کو جو دور ہو تو اس کو قریب
کرچکا ہو، اور میری ہر پریشانی کو تو اطمینان سے بدل چکا ہو، اور میرا ہر سوال تو
مجھ کو عطا کرچکا ہو۔ خداوندا میں تجھ سے اس دنیا کی بہتری اور اس جہانِ باقی
کے ثواب کا سوال کرتا ہوں۔ خداوندا مجھے وجہ حلال سے اتنا دے کہ میں

حرام سے بے نیاز ہو جاؤں، اور اپنا فضل اس درجہ میرے شاملِ حال رکھ کہ مجھے کسی کی ضرورت ہی نہ ہو۔ بار الہا میں تجھ سے اس علم کا سوال کرتا ہوں جو نفع بخش ہو، اور اس دل کا جس میں تیرا خوف ہو، اور اس یقین کا جو ہر شک کو دور کردے، [پاکیزہ اور مخلصانہ عمل، مثالی صبر]، اور اس اجر کا جو فراوان ہو۔ خداوندا مجھے توفیق دے کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں، اور اپنا احسان وکرم مجھ پر زیادہ سے زیادہ فرما، اور ایسا کر کہ سب لوگ میری بات کو مانیں، اور میرا ہر عمل تیری بارگاہ میں قبولیت کی بلندی حاصل کرے، اور نیکیوں میں لوگ میرے نقش قدم پر چلیں (یعنی نیکوں کے لئے میں ایک نمونہ بن جاؤں)، خداوندا میرے دشمن کو بر باد کردے ۔ بار الہا رحمت خاص نازل فرما محمدؐ وآلِ محمدؐ پر جو تیری تمام مخلوق میں بہتر سے بہتر ہیں، سلسلۂ رحمت تیرا ان حضرات پر شب وروز صبح وشام جاری رہے، اور شریر لوگوں کے مقابلہ میں تو میری حمایت کر، اور مجھے گناہوں سے اور گناہوں کے بارے پاک کردے، اور مجھ کو جہنم سے پناہ دے، اور راحت وآرام کے مقام (جنت) میں آباد کردے، اور میرے تمام دینی بھائی بہنوں مومنین و مومنات کو اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اپنے رحم وکرم سے بخش دے"۔

یارت ناحیہ مقدسہ (غیر معروفہ)

(332) بحار الانوار: روینا بإسنادنا إلى جدی أبي جعفر الطوسی، عن محمد بن أحمد بن عياش، عن الشيخ الصالح أبي منصور بن عبد

المنعم بن النعمان البغدادی رحمهم الله قال: خرج من الناحية سنة اثنتين وخمسين ومائتين على يد الشيخ محمد بن غالب الأصفهانی حين وفاة أبي رحمه الله و كنت حديث السن. و كتبت أستأذن فی زيارة مولای أبي عبد الله عليه السلام وزيارة الشهداء رضوان الله عليهم فخرج إلى منه.

بسم الله الرحمن الرحيم إذا أردت زيارة الشهداء رضوان الله عليهم فقف عند رجلي الحسين عليه السلام وهو قبر علي بن الحسين عليهما السلام فاستقبل القبلة بوجهك فان هناك حومة الشهداء وأومئ وأشر إلى علي بن الحسين عليهما السلام وقل:

السلام عليك يا أول قتيل من نسل خير سليل. من سلالة إبراهيم الخليل. صلى الله عليك وعلى أبيك. إذ قال فيك: قتل الله قوما قتلوك يا بنى! ما أجرأهم على الرحمن. وعلى انتهاك حرمة الرسول على الدنيا بعدك العفا. كأني بك بين يديك ماثلا. وللكافرين قاتلا قائلا:

أنا علی بن الحسين بن علی * نحن وبيت الله أولى بالنبي أطعنكم بالرمح حتى ينثنی * أضربكم بالسيف أحمی عن أبي ضرب غلام هاشمی عربی * والله لا يحكم فينا ابن الدعی حتى قضيت نحبك. ولقيت ربك. أشهد أنك أولى بالله وبرسوله. وأنك ابن رسوله. وحجته وأمينه وابن حجته وأمينه حكم الله على قاتلك مرة بن

منقذ بن النعمان العبدی - لعنه الله وأخزاه ومن شركه فی قتلك، وكانوا عليك ظهيرا، أصلاهم الله جهنم وساءت مصيرا. وجعلنا الله من ملاقيك، ومرافقی جدك وأبيك وعمك وأخيك، وأمك المظلومة، وأبرء إلى الله من أعدائك أولى الجحود. والسلام عليك ورحمة الله وبركاته.

السلام على عبد الله بن الحسين، الطفل الرضيع، المرمی الصريع المتشحط دما، المصعد دمه فی السماء، المذبوح بالسهم فی حجر أبيه لعن الله راميه حرملة بن كاهل الأسدی وذويه.

السلام على عبد الله بن أمير المؤمنين، مبلی البلاء، والمنادی بالولاء، فی عرصة كربلا، المضروب مقبلا ومدبرا، لعن الله قاتله هانئ بن ثبيت الحضرمی.

السلام على أبی الفضل العباس بن أمير المؤمنين، المواسی أخاه بنفسه، الآخذ لغده من أمسه، الفادی له، الواقی الساعی إليه بمائه المقطوعة يداه - لعن الله قاتله يزيد بن الرقاد الجهنی، وحكيم بن الطفيل الطائی.

السلام على جعفر بن أمير المؤمنين، الصابر بنفسه، محتسبا، والنائی عن الأوطان مغتربا، المستسلم للقتال، المستقدم للنزال، المكثور بالرجال، لعن الله قاتله هانئ بن ثبيت الحضرمی. السلام على عثمان بن أمير المؤمنين، سمی عثمان بن

مظعون، لعن الله راميه بالسهم خولی بن يزيد الأصبحی الإيادی، والأبانی الداری.

السلام على محمد بن أمير المؤمنين، قتيل الأبانی الداری لعنه الله، وضاعف عليه العذاب الأليم، وصلى الله عليك يا محمد وعلى أهل بيتك الصابرين.

السلام على أبی بكر بن الحسن بن علی الزكی الولی، المرمی بالسهم الردی، لعن الله قاتله عبد الله بن عقبة الغنوی.

السلام على عبد الله بن الحسن بن علی الزكی، لعن الله قاتله وراميه حرملة بن كاهل الأسدی.

السلام على القاسم بن الحسن بن علی، المضروب (علی) هامته المسلوب لامته، حين نادى الحسين عمه، فجلى عليه عمه كالصقر، وهو يفحص برجليه التراب، والحسين يقول: "بعدا لقوم قتلوك، ومن خصمهم يوم القيامة جدك وأبوك".

ثم قال: عز والله على عمك أن تدعوه فلا يجيبك، أو أن يجيبك وأنت قتيل جديل فلا ينفعك، هذا والله يوم كثر واتره وقل ناصره. جعلنی الله معكما يوم جمعكما. وبوأنی مبوأكما. ولعن الله قاتلك عمر بن سعد بن (عروة بن) نفيل الأزدی، وأصلاه جحيما، وأعد له عذابا أليما.

السلام على عون بن عبد الله بن جعفر الطيار فی الجنان، حليف الإيمان، ومنازل الاقران، الناصح للرحمن، التالی

للمثانی و القرآن لعن الله قاتله عبد الله بن قطبة النبهانی.

السلام علی محمد بن عبد الله بن جعفر. الشاهد مکان أبیه، والتالی لأخیه. وواقیه ببدنه، لعن الله قاتله عامر بن نهشل التمیمی.

السلام علی جعفر بن عقیل، لعن الله قاتله ورامیه بشر بن حوط الهمدانی.

السلام علی عبد الرحمن بن عقیل، لعن الله قاتله ورامیه عثمان بن خالد بن أشیم الجهنی.

السلام علی القتیل بن القتیل: عبد الله بن مسلم بن عقیل، ولعن الله قاتله عامر بن صعصعة (وقیل أسد بن مالک).

السلام علی أبی عبید الله بن مسلم بن عقیل، ولعن الله قاتله ورامیه عمرو بن صبیح الصیداوی. لسلام علی محمد بن أبی سعید بن عقیل، ولعن الله قاتله لقیط ابن ناشر الجهنی.

السلام علی سلیمان مولی الحسین بن أمیر المؤمنین، ولعن الله قاتله سلیمان بن عوف الحضرمی.

السلام علی قارب مولی الحسین بن علی.

السلام علی منجح مولی الحسین بن علی.

السلام علی مسلم بن عوسجة الأسدی. القائل للحسین وقد أذن له فی الانصراف: أنحن نخلی عنک؟ وبم نعتذر عند الله من أداء حقک. لا والله حتی أکسر فی صدورهم رمحی هذا،

وأضربهم بسیفی ما ثبت قائمه فی یدی، ولا أفارقک، ولو لم یکن معی سلاح أقاتلهم به لقذفتهم بالحجارة، ولم أفارقک حتی أموت معک.

وکنت أول من شری نفسه، وأول شهید شهد لله وقضی نحبه ففزت ورب الکعبة، شکر الله استقدامک ومواساتک إمامک، إذ مشی إلیک وأنت صریع. فقال: یرحمک الله یا مسلم بن عوسجة وقرأ: "فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا" لعن الله المشترکین فی قتلک: عبد الله الضبابی، وعبد الله بن خشکارة البجلی، ومسلم بن عبد الله الضبابی.

السلام علی سعد بن عبد الله الحنفی، القائل للحسین وقد أذن له فی الانصراف: لا والله لا نخلیک حتی یعلم الله أنا قد حفظنا غیبة رسول الله صلی الله علیه وآله فیک، والله لو أعلم أنی أقتل ثم أحیی ثم أحرق ثم أذری ویفعل بی ذلک سبعین مرة ما فارقتک، حتی ألقی حمامی دونک وکیف أفعل ذلک وإنما هی موته أو قتلة واحدة، ثم هی بعدها الکرامة التی لا انقضاء لها أبدا.

فقد لقیت حمامک، وواسیت إمامک، ولقیت من الله الکرامة فی دار المقامة، حشرنا الله معکم فی المستشهدین، ورزقنا مرافقتکم فی أعلی علیین.

السلام علی بشر بن عمر الحضرمی، شکر الله لک قولک للحسین

وقد أذن لك فى الانصراف: أكلتنى إذن السباع حيا إن فارقتك وأسأل عنك الركبان، وأخذلك مع قلة الأعوان، لا يكون هذا أبدا.

السلام على يزيد بن حصين الهمدانى المشرقى القارى، المجدل بالمشرفى. السلام على عمر بن كعب الأنصارى.

السلام على نعيم بن عجلان الأنصارى. لسلام على زهير بن القين البجلى، القائل للحسين وقد أذن له فى الانصراف: لا والله لا يكون ذلك أبدا، أترك ابن رسول الله أسيرا فى يد الأعداء، وأنجو؟ لا أرانى الله ذلك اليوم.

السلام على عمرو بن قرظة الأنصارى. السلام على حبيب بن مظاهر الأسدى. السلام على الحر بن يزيد الرياحى.

السلام على عبدالله بن عمير الكلبى. السلام على نافع بن هلال بن نافع البجلى المرادى. السلام على أنس بن كاهل الأسدى.

السلام على قيس بن مسهر الصيداوى. السلام على عبد الله وعبد الرحمن ابنى عروة بن حراق الغفاريين. السلام على جون بن حوى مولى أبي ذر الغفارى.

السلام على شبيب بن عبد الله النهشلى. السلام على الحجاج بن زيد السعدى. السلام على قاسط و كرش ابنى ظهير التغلبيين السلام على كنانة بن عتيق. السلام على ضرغامة بن مالك. لسلام على حوى بن مالك الضبعى. السلام على

عمرو بن ضبيعة (الضبعى). السلام على زيد بن ثبيت القيسى. السلام على عبدالله وعبيدالله ابنى يزيد بن ثبيت القيسى. السلام على عامر بن مسلم. السلام على قعنب بن عمرو التمرى. السلام على سالم مولى عامر بن مسلم. السلام على سيف بن مالك. السلام على زهير بن بشر الخثعمى. السلام على زيد بن معقل الجعفى. السلام على الحجاج بن مسروق الجعفى. السلام على مسعود بن الحجاج وابنه. السلام على مجمع بن عبد الله العائذى. السلام على عمار بن حسان بن شريح الطائى. السلام على حباب بن الحارث السلمانى الأزدى.

السلام على جندب بن حجر الخولانى. السلام على عمر بن خالد الصيداوى. السلام على سعيد مولاه. السلام على يزيد بن زياد بن مهاصر الكندى. السلام على زاهد مولى عمرو بن الحمق الخزاعى. السلام على جبلة بن على الشيبانى.

السلام على سالم مولى بنى المدنية الكلبى. السلام على أسلم ابن كثير الأزدى الأعرج. السلام على زهير بن سليم الأزدى. لسلام على قاسم بن حبيب الأزدى. السلام على عمر بن جندب الحضرمى. السلام على أبي ثمامة عمر بن عبد الله الصائدى. السلام على حنظلة بن سعد الشبامى. السلام على عبد الرحمن ابن عبد الله بن الكدر الأرحبى. السلام على عمار بن أبي سلامة الهمدانى. السلام على عابس بن أبي شبيب

الشاكري. السلام على شوذب مولى شاكر. السلام على شبيب بن الحارث ابن سريع. السلام على مالك بن عبد بن سريع. السلام على الجريح المأسور سوار ابن أبي حمير الفهمي الهمداني. السلام على المرتب معه عمرو بن عبد الله الجندعي. السلام عليكم يا خير أنصار. السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار. بوأكم الله مبوء الأبرار. أشهد لقد كشف الله لكم الغطاء، ومهد لكم الوطاء، وأجزل لكم العطاء، وكنتم عن الحق غير بطاء. وأنتم لنا فرطاء، ونحن لكم خلطاء في دار البقاء.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔[1]

محمد باقر بن محمد تقی مجلسیؒ نے بیان کیا کہ ہم نے اپنی اسناد سے اپنے جد شیخ ابی جعفر طوسیؒ سے روایت کیا ہے، انہوں نے محمد بن احمد بن عیاشؒ سے، انہوں شیخ صالح ابو منصور بن عبد المنعم بن نعمان بغدادیؒ سے، انہوں نے کہا کہ سال ۲۵۲ھ میں ناحیہ مقدسہ شیخ محمد بن غالب اصفہانیؒ کے ہاتھ پر برآمد ہوئی جب میرے والد بزرگوار کی وفات ہوئی اور میں جوان تھا تو میں نے اپنے مولا ابو عبد اللہؑ کی اور شہدا رضوان اللہ علیہم کی زیارت لکھی جو اس طرح

[1] الاقبال بالاعمال الحسنہ جلد سوم صفحہ 73؛ المزار الکبیر ابن المشہدی صفحہ 485 رقم 8؛ بحار الانوار جلد 45 صفحہ 65 اور جلد 101 صفحہ 269 حدیث 1؛ مصباح الزائر ابن طاووس صفحہ 278؛ عوالم العلوم جلد 17 صفحہ 335 حدیث 1؛ تحفۃ الزائر علامہ مجلسی (فارسی) صفحہ 391 باب 7 فصل 2؛ موسوعہ زیارات المعصومینؑ جلد سوم صفحہ 513

برآمد ہوئی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جب تم شہداء رضوان اللہ علیہم کی زیارت کا ارادہ کرو تو امام حسین علیہ السلام کے پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاؤ جو کہ حضرت علی بن حسین قبر ہے اور قبلہ کی طرف اپنا چہرہ کرو اور حضرت علی بن حسینؑ کی طرف اشارہ کر کے اس طرح کہو:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مقدس خاندان کی بہترین فرد یعنی جناب مصطفیٰؐ کی نسل کے پہلے شہید آپ پر سلام (علی اکبرؑ) رحمت خدا نازل ہوتی ہے آپؑ پر اور آپؑ کے پدر بزرگوارؑ پر جنہوں نے آپؑ کے غم میں فرمایا: اللہ برباد کرے اس قوم کو جس نے بیٹا تمہیں قتل کیا۔ کس قدر بڑھ گئی ہیں جفاکاروں کی جراتیں خدا کی نافرمانی اور حرمتِ پیغمبرؐ کے ضائع کرنے پر۔ بیٹا: تمہارے بعد خاک ہے اس دنیا پر (اے پیغمبرؐ) گویا میں اس وقت آ کے ساتھ تھا جبکہ آپؑ اپنے پدر بزرگوار کے سامنے جھکے ہوئے اذنِ جہاد کا طلبگار تھے اور جس وقت آپؑ منکرین سے یہ رجز کہہ کر جہاد فرما رہے تھے:

''میں علی ہوں حسین بن علیؑ کا فرزند ہوں ہم آلِ محمدؐ خانہ خدا کی قسم پیغمبرؐ سے قریب تر اور ان کی جانشینی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، میں جب تک میر نیزا مڑ نہ جائے میں تم کو مارتا رہوں گا تلوار سے تم پر حملہ کرتا رہوں گا ہر طرح اپنے پدر بزرگوار کی حمایت کرتا رہوں گا، نیزہ و شمشیر کی وہ ضرب ہوگی جو ایک عربی اور ہاشمی جوان کی ہوتی ہے، خدا کی قسم اس کا بیٹا ہم حکومت نہیں کر سکتا جس کا باپ نامعلوم ہو''۔

یہاں تک کہ اے شہزادے! آپؑ نے اپنی مدتِ حیات کو پورا کیا اور اپنے

اللہ سے جاملے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اللہ اور اس کے رسولؐ کے قریب
تر ہیں آپؑ فرزند ہیں رسولؐ کے اور دینِ خدا کی حجت کے آپؑ فرزند ہیں
حجتِ خدا اور امینِ خدا۔ عذاب نازل فرمائے اللہ آپؑ کے قاتل مرہ بن
منقذ بن نعمان بن عبدی پر، اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اللہ رسوا کرے اس کو
اور ہر اس شخص کو جو آپؑ کے قتل میں شریک ہو اور جس جس نے آپؑ پر حملہ
کیا اللہ ان سب کو آتشِ جہنم سے جلائے جو بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔
شہزادے! اللہ ہم کو ان میں سے قرار دے جو وہاں آپؑ کی زیارت اے
مشرف ہوں گے اور آپؑ کے ساتھ رہیں گے (بلکہ تنہا آپؑ ہی کے رفیق نہیں)
آپؑ کے جدِ امجدؐ، آپؑ کے پدرِ بزرگوارؑ، آپؑ کے عمِ نامدارؑ، آپؑ کے عالی قدر
برادرؑ اور آپؑ کی مادرِ مظلومہ۔ اللہ سب کی ہی رفاقت کا شرف عطا کرے۔
میں تقربِ خدا حاصل کرتا ہوں آپؑ کے قتل کرنے والے سے بیزار ہو کر اور
جنت الخلد میں آپؑ کے ساتھ رہنے کی اللہ سے دعا کرتا ہوں اور آپؑ کے
تمام دشمنوں اور انکار کرنے والوں سے بیزاری اختیار کر کے قربِ خدا
حاصل کرتا ہوں۔

سلام ہو عبداللہ ابن حسینؑ یعنی اس طفلِ شیر خوار پر جو نشانہ ظلم بن کر شہید ہوا
اور اپنے خون میں بھر گیا، جس کے خون کے قطرے امامؑ نے نذرِ خدا قرار
دے کر جانبِ آسمان پھینکے جو اپنے باپ کی گود میں تیرِ ظلم سے ذبح کر دیا گیا۔
اللہ لعنت کرے اس بے زبان کو تیر مارنے والے حرملہ ابن کاہل اسدی پر
اور اس کے ساتھیوں پر۔

سلام عبداللہ بن امیر المومنینؑ پر جو میدانِ کربلا میں مبتلا مصائب ہو کر ولائے

اہل بیتؑ کے لیے پکار رہے تھے، جن کو سامنے سے اور جانب پشت سے
دونوں طرف سے گھیر کر زخمی کیا گیا، اللہ لعنت کرے آپؑ کے قاتل ہانی بن
ثبیت حضرمی پر۔

سلام جناب ابوالفضل العباس بن امیر المومنینؑ پر جو بہ جان و دل اپنے بھائی
(حسینؑ) کی غم خواری کر رہے تھے اور فردا قیامت میں اپنے درجات کے
بلندی کا اپنی زندگی میں سامان کر رہے تھے، امامؑ پر اپنی جان فدا کر رہے
تھے اور ان کو دشمنوں سے بچا رہے تھے اور بہت تیزی سے اپنی مشک کا پانی
ان تک پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے کہ دونوں شانے قلم ہو گئے، اللہ کی لعنت
ان کے قاتل یزید بن رقاد جہنی اور حکیم بن طفیل طائی پر۔

سلام جعفر بن امیر المومنینؑ پر جو پابند صبر ہو کر اپنی جان پر اذیت اٹھا رہے
تھے، وطن سے دور تھے، عالم غربت تھا اپنی جان کو میدانِ قتال کے سپرد
کیے ہوئے اعداء سے مقابلہ کیے لیے بڑھے چلے جاتے تھے جن کو ہر طرف سے
لوگوں نے گھیر لیا تھا اللہ لعنت کرے ان کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر۔

سلام ہو عثمان بن امیر المومنینؑ پر جن کا نام عثمان بن مظعون تھا اللہ لعنت کرے
ان کو تیرِ ظلم لگانے والے خولی بن یزید اصبحی ایادی اور البانی الداری پر۔

سلام ہو محمد بن امیر المومنینؑ پر، ان کے قاتل البانی الداری پر اللہ کی لعنت ہو
اور اس پر دو چند عذاب نازل کرے، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اے
محمدؑ اور آپ کے صابر گھر والوں پر۔

سلام ہو ولیِ کردگار، پاکیزہ خصال ابوبکر بن حسن بن علیؑ پر جن کو تیرِ ظلم کا نشانہ
بنایا گیا، اللہ لعنت کرے آپ کے قاتل عبداللہ بن عقبہ غنوی پر۔

سلام ہو عبداللہ بن حسن زکیؑ پر، اللہ لعنت کرے آپ کے قاتل اور آپ کو تیر مارنے والے حرملہ بن کاہل اسدی پر۔

سلام قاسم بن حسن بن علی علیہ السلام پر جن کے سر اقدس کو زخمی کیا گیا، جن کا جسم زندگی میں پامال کیا گیا، جنہوں نے اپنے چچا حسین علیہ السلام کو اس وقت پکارا تو آپ شکار کرنے والے باز کی طرح اپنے بھتیجے کی طرف دوڑے (لیکن) دیکھا کہ شہزادہ قاسمؑ خاک پر ایڑیاں رگڑ رہا ہے، یہ حال دیکھ کر حسین علیہ السلام کہنے لگے: اللہ اس قوم کو برباد کرے جس نے جانِ عم تمہیں قتل کیا، تمہارے جد و پدر قیامت کے روز ان لوگوں کے مقابلہ میں داد خواہ ہوں گے، پھر فرمانے لگے:

اے قاسمؑ! بہت شاق ہے تمہارے چچا پر کہ تم مجھے بلاؤ اور میں وقت پر نہ پہنچ سکوں اور پہنچا تو اس وقت جب تم قتل ہو کر زمین پر پڑے ہو (یعنی) میرا آنا تمہیں نفع نہ پہنچا سکا اللہ کی قسم وہ دن تھا ہی ایسا کہ امام کے دشمن جس قدر زیادہ تھے اتنے ہی مددگار کم تھے۔ اللہ مجھے آپ دونوں حضرات کے ساتھ قرار دے جس روز کہ آپ دونوں ایک جگہ ہوں اور میرا مسکن و مکام آپ دونوں کے قیام گاہ کے قریب ہو، اللہ لعنت کرے آپ کے قاتل عمر بن سعد بن عروہ بن نفیل ازدی پر اور اس کو آتش جہنم میں تپائے اور اس کے لیے دردناک عذاب مہیا کرے۔

سلام عون بن عبداللہ بن جعفرؑ پر جو جنت میں پرواز کرتے ہیں، وہ جو ایمان سے وابستہ رہے، مخالفین سے لڑتے رہے اور آیات قرآن پڑھ کر اللہ کے بارے میں نصیحت کرتے رہے۔ اللہ لعنت کرے ان کے قاتل عبداللہ بن

قبطہ نبہانی پر۔

سلام محمد بن عبداللہ بن جعفرؑ پر جو اپنے باپ کے قائمقام بن کر حق کی شہادت دے رہے تھے اور اپنے بھائی کے پیچھے پیچھے میدانِ جنگ کی طرف رواں تھے اور خود آگے بڑھ بڑھ کر اپنے بھائی کو بچا رہے تھے۔ اللہ لعنت کرے ان کے قاتل عامر بن نہشل تیمی پر۔

سلام جعفر بن عقیلؑ پر، اللہ لعنت کرے ان کے قاتل اور ان کے تیر مارنے والے بشر بن حوط ہمدانی پر۔

سلام عبدالرحمٰن بن عقیلؑ پر، اللہ لعنت کرے ان کے قاتل اور ان کے تیر مارنے والے عثمان بن خالد بن اشیم جہنی پر۔

سلام عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ پر جو مقتول ابن مقتول ہیں، اللہ لعنت کرے ان کے قاتل اور تیر لگانے والے عامر بن صعصعہ پر اور اسد بن مالک بھی کہا گیا ہے۔

سلام ابو عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ پر، اللہ لعنت کرے ان کے قاتل اور تیر مارنے والے عمر بن صبیح صیداوی پر۔

سلام محمد بن ابی سعید بن عقیلؑ، اللہ لعنت کرے ان کے قاتل لقیط بن ناشر جہنی پر۔

سلام حضرت حسین علیہ السلام کے غلام سلیمانؓ پر اور لعنت ہو اللہ کی ان کے قاتل سلیمان بن عوف حضرمی پر۔

سلام حسین بن علیؑ کے غلام قارب پر۔

سلام حسین بن علیؑ کے غلام منجح پر۔

سلام مسلم بن عوسجہ اسدیؓ پر جن کو امام نے کربلا سے واپس چلے جانے کی اجازت دی تو انہوں نے خدمت امام حسین علیہ السلام میں عرض کیا: ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور پھر اللہ کی بارگاہ میں آپ کے حق کے نہ ادا کرنے پر کیا عذر پیش کریں۔ نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ مخالفین کے سینہ میں میرا یہ نیزہ گھس گھس کر ٹوٹ جائے، میں ان کو اپنی تلوار سے ماروں گا جب تک کہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے اور اگر میرے پاس ہتھیار بھی نہ رہیں جن سے میں اعداء پر قاتلانہ حملہ کروں تو میرے آقا میں ان پر پتھر برساؤں گا اور مرتے دم تک آپؑ کو نہ چھوڑوں گا۔

اے مسلم بن عوسجہؓ! آپ نے راہ حق میں سب سے پہلے اپنی جان کا سودا کیا تھا، آپ ہی شہدائے خدا میں وہ پہلے شہید ہیں جس نے جان دے کر اپنے عہد کو پورا کر دیا۔ خدائے کعبہ کی قسم آپ کامیاب ہو گئے اللہ نے یقیناً آپ کی پیش قدمی اور اپنے امام کے ساتھ آپ کی غمخواری کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جس وقت امام آپ کی لاش پر پہنچے تو ارشاد فرمایا: اے مسلم بن عوسجہ! اللہ آپ کو اپنی رحمتِ خاص سے نوازے پھر امام نے اس آیت قرآن کو پڑھا: صادقین میں سے بعض تو جان دے کر اپنے عہد کو پورا کر چکے اور بعض ایفاء کے منتظر ہیں انہوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی، اللہ لعنت کرے آپ کے قتل میں شریک ہونے والوں عبداللہ ضبابی اور عبداللہ بن خشکارہ بجلی اور مسلم بن عبداللہ ضبابی پر۔

سلام عبداللہ بن سعید حنفیؒ پر جن کو امام نے جب واپسی جانے کی اجازت دی تو انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم

آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ اللہ دیکھ نہ لے کہ ہم نے آپ کی حفاظت کر کے رسولؐ اللہ کے سرمایہ کی حفاظت کی۔ اللہ کی قسم اگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں قتل کیا جاؤں گا پھر زندہ کیا جاؤں گا پھر جلا دیا جاؤں گا پھر مجھ پر یہی سختی کی جائے گی اور ستر مرتبہ میرے ساتھ یہی کیا جائے گا تب بھی میں آپ سے جدا نہ ہوں گا یہاں تک کہ میں آپ پر اپنی جانثار کر دوں۔ میں بھلا آپ کو چھوڑ دوں؟ آپ کی رفاقت میں تو ایک دفعہ ہی مرنا اور ایک دفعہ ہی قتل ہونا ہے پھر اس کے بعد تو وہ بلند درجہ ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا۔ اے ناصرِ امام! یقیناً آپ نے جان دے دی اور اپنے امام کی پوری غمخواری کی اور اللہ کی بارگاہ سے اپنے لیے جنت میں بڑا مرتبہ پایا۔ اللہ ہم کو بھی آپ ہی حضرات شہداء کے ساتھ محشور فرمائے اور اعلیٰ علیین میں آپ کے ساتھ رہنا نصیب فرمائے۔

سلام بشر بن عمر حضرمی پر، پسندیدۂ خدا ہے آپ کا امام حسین علیہ السلام سے یہ کہنا جبکہ امامؑ نے آپ کو کربال سے چلے جانے کی اجازت دے دی تھی کہ مولا! اگر میں آپ کو چھوڑ دوں اور آپ کے بارے میں دوسرے آنے جانے والوں سے استفسار کروں اور مددگاروں کی کمی کے باوجود میں نرغہ اعداء میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو مجھ زندہ ہی کو درندے پھاڑ کھائیں۔

سلام یزید بن حصین ہمدانی مشرقی قاریؒ پر جو ایک مشرفی کے ہاتھوں خون آلود ہوئے۔

سلام عمر بن کعب انصاریؒ پر۔ سلام نعیم بن عجلان انصاریؒ پر۔

سلام زہیر بن قین بجلیؓ پر جن کو امام حسین علیہ السلام نے کربلا سے چلے جانے کی

اجازت دی تو امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم یہ کبھی نہیں ہوگا۔ مولا! میں آپ کو دشمنوں کے ہاتھوں میں پھنسا ہوا چھوڑ دوں اور خود بچ جاؤں؟ خدا یہ دن مجھے کبھی نہ دکھائے۔

سلام عمرو بن قرظہ انصاریؓ پر۔ سلام حبیب بن مظاہر اسدیؓ پر۔

سلام حر بن یزید ریاحیؓ پر۔ سلام عبداللہ بن عمیر کلبیؓ پر۔

سلام نافع بن حلال بن نافع بجلی مرادیؓ پر۔ سلام انس بن کاہل اسدیؓ پر۔

سلام قیس بن مسہر صیداویؓ پر۔ سلام عبداللہؓ اور عبدالرحمٰن بن عروہؓ پر جو حراق غفار میں سے تھے۔ سلام عون بن حویؓ ابوذر غفاریؓ کے غلام پر۔

سلام شبیب بن عبداللہ نہشلیؓ پر۔ سلام حجاج بن زید سعدیؓ پر۔

سلام قاسطؓ اور قرشؓ پسران ظہیر پر جو تغلبی تھے۔

سلام کنانہ بن عتیقؓ پر۔ سلام ضرغامہ بن مالکؓ پر۔

سلام حوی بن مالک ضبعیؓ پر۔ سلام زید بن ثبیت قیسیؓ پر۔

سلام عبداللہ اور عبیداللہ فرزندان یزید بن ثبیت قیسیؓ پر۔

سلام عامر بن مسلمؓ پر۔ سلام قعنب بن عمر نمریؓ پر۔

سلام عامر بن مسلمؓ کے غلام سالمؓ پر۔ سلام سیف بن مالکؓ پر۔

سلام زہیر بن بشر خثعمیؓ پر۔ سلام زید بن معقل جعفیؓ پر۔

سلام حجاج بن مسروق جعفیؓ پر۔

سلام مسعود بن حجاجؓ اور ان کے فرزند پر۔

سلام مجمع بن عبداللہ عائذیؓ پر۔ سلام عمار بن حسان بن شریح طائیؓ پر۔

سلام حیان بن حارث سلمانی ازدیؓ پر۔

سلام جندب بن حجر خولانیؓ پر۔

سلام عمر بن خالد صیداویؓ پر اور ان کے غلام سعیدؓ پر۔

سلام یزید بن زیادہ بن مظاہر کندیؓ پر۔

سلام عمر بن حمق خزاعی کے غلام زاہدؓ پر۔

سلام جبلہ بن علی شیبانیؓ پر۔ سلام مدینہ کلبی کے غلام سالمؓ پر۔

سلام اسلم بن کثیر ازدی اعوجؓ پر۔ سلام زہیر بن سلیم ازدیؓ پر۔

سلام قاسم بن حبیب ازدیؓ پر۔ سلام جندب حضرمیؓ پر۔

سلام ابوثمامہ عمر بن عبداللہ صائدیؓ پر۔ سلام حنظلہ بن اسعد شیبانیؓ پر۔

سلام عبدالرحمٰن بن عبداللہ کدری ارحبیؓ پر۔ سلام عمار بن ابی سلامہ ہمدانیؓ پر۔ سلام عابس بن شبیب شاکریؓ پر۔ سلام شاکری کے غلام شوذبؓ پر۔

سلام شبیب بن حارث بن سریعؓ پر۔ سلام مالک بن عبد بن سریعؓ پر۔ سلام زخمی اسیر سوار بن ابی صمیر فہمی ہمدانیؓ پر۔

سلام عمر بن عبداللہ جذعیؓ پر جن کو سوار بن ابی صمیر کے ساتھ کھڑا کیا گیا تھا۔

سلام ہو تم پر اے بہترین انصار! تم پر ویسا ہی شاندار سلام ہو جیسا شاندار تمہارا صبر تھا، تمہارا اُخروی مقام بہت اچھا ہے، اللہ نے تم کو وہ مقام عطا فرمایا: جو ابرار و صالحین سے مخصوص ہے، اللہ نے تمہاری آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے اور تم کو راحتِ ابدی کے مقام پر آباد کر دیا اور اپنی بڑی بڑی نعمتیں تم کو عطا کیں، تم نے حق کے بارے میں کوئی سستی نہیں کی، تم ہم سب سے آگے جنت کی طرف بڑھے، ہم بھی ان شاءاللہ جنت میں آ کر تم سے ملنے والے ہیں، تم سب پر اللہ کی رحمت اور خداوندی برکات ہوں۔

زیارت حضرت عباس علمدار علیہ السلام

(333) ابن قولویة: حدثني أبو عبد الرحمان محمد بن أحمد بن الحسين العسكري بالعسكر، عن الحسن بن علي بن مهزيار، عن أبيه علي بن مهزيار، عن محمد بن أبي عمير، عن محمد بن مروان، عن أبي حمزة الثمالي قال: قال الصادق (عليه السلام): إذا أردت زيارة قبر العباس بن علي (عليه السلام) وهو على شط الفرات بحذاء الحائر فقف على باب السقيفة وقل:

سَلَامُ اللهِ وَ سَلَامُ مَلَائِكَتِهِ الْمُقَرَّبِينَ وَ أَنْبِيَائِهِ الْمُرْسَلِينَ وَ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَ جَمِيعِ الشُّهَدَاءِ وَ الصِّدِّيقِينَ [وَ] الزَّاكِيَاتُ الطَّيِّبَاتُ فِيمَا تَغْتَدِي وَ تَرُوحُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَشْهَدُ لَكَ بِالتَّسْلِيمِ وَ التَّصْدِيقِ وَ الْوَفَاءِ وَ النَّصِيحَةِ لِخَلَفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الْمُرْسَلِ وَ السِّبْطِ الْمُنْتَجَبِ وَ الدَّلِيلِ الْعَالِمِ وَ الْوَصِيِّ الْمُبَلِّغِ وَ الْمَظْلُومِ الْمُهْتَضَمِ فَجَزَاكَ اللهُ عَنْ رَسُولِهِ وَ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ عَنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ بِمَا صَبَرْتَ وَ احْتَسَبْتَ وَ أَعَنْتَ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ لَعَنَ اللهُ مَنْ قَتَلَكَ وَ لَعَنَ اللهُ مَنْ جَهِلَ بِحَقِّكَ وَ اسْتَخَفَّ بِحُرْمَتِكَ وَ لَعَنَ اللهُ مَنْ حَالَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ مَاءِ الْفُرَاتِ أَشْهَدُ أَنَّكَ قُتِلْتَ مَظْلُوماً وَ أَنَّ اللهَ مُنْجِزٌ لَكُمْ مَا وَعَدَكُمْ جِئْتُكَ يَا ابْنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَافِداً إِلَيْكُمْ وَ قَلْبِي مُسَلِّمٌ لَكُمْ وَ تَابِعٌ وَ أَنَا لَكُمْ تَابِعٌ - نُصْرَتِي لَكُمْ مُعَدَّةٌ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ - هُوَ خَيْرُ

الْحَاكِمِينَ فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لَا مَعَ عَدُوِّكُمْ إِنِّي بِكُمْ وَ بِإِيَابِكُمْ وَ بِآبَائِكُمْ ا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ بِمَنْ خَالَفَكُمْ وَ قَتَلَكُمْ مِنَ الْكَافِرِينَ قَتَلَ اللهُ أُمَّةً قَتَلَتْكُمْ بِالْأَيْدِي وَ الْأَلْسُنِ.

ثم ادخل، وانكب على القبر، وقل:

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الْمُطِيعُ لِلّٰهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمْ وَ سَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَ مَغْفِرَتُهُ وَ رِضْوَانُهُ وَ عَلَى رُوحِكَ وَ بَدَنِكَ أَشْهَدُ وَ أُشْهِدُ اللهَ أَنَّكَ مَضَيْتَ عَلَى مَا مَضَى بِهِ الْبَدْرِيُّونَ وَ الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ الْمُنَاصِحُونَ لَهُ فِي جِهَادِ أَعْدَائِهِ الْمُبَالِغُونَ فِي نُصْرَةِ أَوْلِيَائِهِ الذَّابُّونَ عَنْ أَحِبَّائِهِ فَجَزَاكَ اللهُ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَ أَكْثَرَ الْجَزَاءِ وَ أَوْفَرَ الْجَزَاءِ وَ أَوْفَى جَزَاءِ أَحَدٍ مِمَّنْ وَفَى بِبَيْعَتِهِ وَ اسْتَجَابَ لَهُ دَعْوَتَهُ وَ أَطَاعَ وُلَاةَ أَمْرِهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَالَغْتَ فِي النَّصِيحَةِ وَ أَعْطَيْتَ غَايَةَ الْمَجْهُودِ فَبَعَثَكَ اللهُ فِي الشُّهَدَاءِ وَ جَعَلَ رُوحَكَ مَعَ أَرْوَاحِ السُّعَدَاءِ وَ أَعْطَاكَ مِنْ جِنَانِهِ أَفْسَحَهَا مَنْزِلاً وَ أَفْضَلَهَا غُرَفاً وَ رَفَعَ ذِكْرَكَ فِي عِلِّيِّينَ ا فِي الْعَالَمِينَ ا وَ حَشَرَكَ مَعَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقاً أَشْهَدُ أَنَّكَ لَمْ تَهِنْ وَ لَمْ تَنْكُلْ وَ أَنَّكَ مَضَيْتَ عَلَى بَصِيرَةٍ مِنْ أَمْرِكَ مُقْتَدِياً بِالصَّالِحِينَ وَ مُتَّبِعاً لِلنَّبِيِّينَ فَجَمَعَ اللهُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ رَسُولِهِ وَ أَوْلِيَائِهِ فِي مَنَازِلِ الْمُخْبِتِينَ فَإِنَّهُ أَرْحَمُ

الرَّاحِمِینَ ۞

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم قبر مقدس عباس بن ابی طالب علیہما السلام کی زیارت کرو جو فرات کے کنارے پر حائر کے بالمقابل ہے تو دروازہ سقیفہ پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھو:

"اللہ کا سلام اور مقرب فرشتوں کا سلام اور بھیجے گئے انبیاء کا سلام اور تمام نیک نبیوں اور شہداء اور صدیقوں کا سلام اور پاک دامن اور طیبات جو صبح کرتی ہیں اور چلتی ہیں ان کا سلام آپؑ پر اے امیر المومنینؑ کے بیٹے! میں گواہی دیتا ہوں آپؑ کے لیے تسلیم کے ساتھ اور تصدیق کے ساتھ اور وفا کے ساتھ اور نصیحت کے ساتھ کہ آپؑ نبی مرسلؐ کے خلیفہ ہیں اور چنے ہوئے سبط اور عالم کی دلیل ہیں، مبلغ وصی ہیں اور آپؑ مظلوم ہیں پس اللہ آپؑ کو رسولؐ کی جانب سے، امیر المومنینؑ، حسنؑ وحسینؑ کی جانب سے جزا دے اور ان سب پر اللہ کا درود ہو، بہترین جزا ملے اس پر کہ آپؑ نے صبر کیا اور امید رکھی اور معاونت کی پس بہترین ٹھکانہ ہو۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے آپؑ کو قتل کیا اور آپؑ کے حق سے جاہل رہا اور آپؑ کی حرمت میں کمی کیا اور اللہ کی لعنت ہو ان پر جو آپؑ کے اور فرات کے پانی کے درمیان حائل ہوئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ مظلوم قتل ہوئے اور بیشک اللہ اس وعدے کو پورا کرنے والا ہے جو آپؑ سے کیا۔ اے امیر المومنینؑ کے بیٹے! میں آپؑ کی طرف وفد کی صورت میں آیا ہوں اور میرا دل آپؑ کے ساتھ

① کامل الزیارات صفحہ 576 باب 85 حدیث 1؛ بحارالانوار جلد 101 صفحہ 277 حدیث 1؛ مستدرک الوسائل جلد 10 صفحہ 409 حدیث 12267

مسلم ہے اور میں آپؑ کا تابع ہوں اور میری مدد آپؑ کے لیے تیار ہے یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ کر دے اور وہ بہترین حاکم ہے۔ پس میں آپؑ کے ساتھ ہوں نہ کہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ۔ میں آپؑ کے ساتھ ہوں اور میں ان کے ساتھ ہوں جو مومنوں میں سے آپؑ کے پاس آئیں گے اور جس نے آپؑ کی مخالفت کی اور قتل کیا وہ کافرین میں سے ہے اللہ اس امت کو قتل کرے جس نے آپؑ کو قتل کیا ہاتھ اور زبان کے ساتھ۔

پھر تم روضہ کے اندر داخل ہو اور قبر سے لپٹ کر یہ دعا پڑھو:

اے نیک اور اللہ کے فرمانبردار اور اس کے رسولؐ کے فرمانبردار اور امیر المومنینؑ کے فرمانبردار اور حسنؑ وحسینؑ کے فرمانبردار! آپؑ پر اللہ کا سلام ہو اس کی رحمت اور برکتیں اور خوشخبریاں ہوں اور آپؑ کی روح اور بدن پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اس نہج پر چلے جو بدر والوں کی نہج تھی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور اس کے دشمنوں سے جہاد میں اس کے خیر خواہ ہیں، اس کے اولیاء کے مددگار ہیں، مبالغہ کرنے والوں اور ان کے دوستوں سے دفاع کرنے والے ہیں۔ اللہ عزوجل آپؑ کو افضل اور کثیر جزاء دے اور جس نے بیعت میں وفا کی اور اس کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے والیوں کی اطاعت کی اس کو بھی جزائے خیر دے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نے اپنی پوری خیر خواہی اور کوشش کی اللہ آپؑ کو شہیدوں میں بلند ترین مقام عطا فرمائے اور آپؑ کو اپنی جنت میں کشادہ مکان عطا فرمائے اور بہترین مقام دے اور آپؑ کا ذکر علیین میں بلند کرے اور آپؑ کو انبیاء، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اٹھائے اور یہ

اچھے ساتھی ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نے کسی کو ذلیل کیا اور نہ سزا دی اور آپؑ اپنے امر کی بصیرت پر چلے اور نیک لوگوں کی اقتداء کی اور نبیوں کی پیروی کی پس اللہ عزوجل ہمیں آپؑ کے اور اس کے رسولوں اور اولیاء کے ساتھ نیک لوگوں کی منازل میں جمع کرے وہ ارحم الراحمین ہے۔

(334) ابن قولوية: حدثني أبو عبد الرحمان محمد بن أحمد بن الحسين العسكري بالعسكر، عن الحسن بن علي بن مهزيار، عن أبيه علي بن مهزيار، عن محمد بن أبي عمير، عن محمد بن مروان، عن أبي حمزة الثمالي، عن أبي عبد الله (عليه السلام)، قال:

إذا ودعت العباس (عليه السلام)، فأته وقل: أَسْتَوْدِعُكَ اللهَ وَ أَسْتَرْعِيكَ وَ أَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ آمَنَّا بِاللهِ وَ بِرَسُولِهِ وَ بِكِتَابِهِ وَ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللهِ اللّٰهُمَّ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِي قَبْرَ ابْنِ أَخِي رَسُولِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ ارْزُقْنِي زِيَارَتَهُ أَبَداً مَا أَبْقَيْتَنِي وَ احْشُرْنِي مَعَهُ وَ مَعَ آبَائِهِ فِي الْجِنَانِ وَ عَرِّفْ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ رَسُولِكَ وَ أَوْلِيَائِكَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَوَفَّنِي عَلَى الْإِيمَانِ بِكَ وَ التَّصْدِيقِ بِرَسُولِكَ وَ الْوِلَايَةِ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ الْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَإِنِّي قَدْ رَضِيتُ يَا رَبِّ بِذَلِكَ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ. وتدعو لنفسك

ولوالديك وللمؤمنين والمسلمين وتخير من الدعاء۔ ①

ابوحمزہ ثمالی آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم حضرت عباس علیہ السلام کو الوداع کہو تو آپؑ کے پاس آؤ اور یوں کہو: میں آپؑ کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور آپؑ سے حفاظت طلب کرتا ہوں اور آپؑ پر سلام کہتا ہوں۔ میں اللہ، اس کے رسولؐ، اس کی کتاب اور جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب پر اسلام لاتا ہوں۔

اے اللہ! ہم کو گواہوں کے ساتھ لکھ دے۔ اے اللہ! اپنے نبیؐ کے بھتیجے کی قبر کی زیارت کو میری آخری زیارت نہ بنا اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے ان کی قبر کی زیارت نصیب فرماتے رہنا اور مجھے ان کے ساتھ اور آپؑ کے آباء علیہم السلام کے ساتھ جنت میں جمع فرما اور تو میرے اور آپؑ کے اور اپنے رسولؐ کے اور اپنے ولیوںؑ کے درمیان پہچان کروا۔

اے اللہ! محمدؐ اور آپؐ کی آل اطہارؑ پر درود بھیج اور مجھے اپنے ساتھ ایمان اور اپنے رسولؐ کی تصدیق پر ایمان کے ساتھ موت دینا۔ اے اللہ! حضرت علیؑ اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے برات عطا فرما۔ اے رب! میں تجھ سے راضی ہوں۔

پھر اپنے لیے اور مومنوں، مسلموں اور والدین کے لیے دعا کرو اور جو چاہو دعا کرو۔

☆☆☆

① کامل الزیارات صفحہ 582 باب 86 حدیث 1؛ بحارالانوار جلد 101 صفحہ 278 حدیث 2

نوٹ: مؤلف حقیر عرض کرتا ہے: میں نے مقتل کے متعلق وہ احادیث جمع کی ہیں جن کا میں متحمل تھا اور میں نے بہت اختصار سے کام لیا ہے لہٰذا میری طرف کسی کو یہ نسبت نہیں دینا چاہیے کہ جو کچھ میں نے روایت نہیں کیا اسے مہمل قرار دیا ہے یا مجھے اس کا علم نہیں یا میں اسے بھول چکا ہوں اور اس سے غافل ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ — یہ کتاب ''مقتل سیّدالصابرینؑ بزبانِ چہاردہ معصومینؑ'' خداوند عالم کی توفیق اور حضراتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تائید و امداد سے آج مورخہ 20 مارچ 2019ء بروز بدھ بوقت سات بجے شب پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

سائل کوچۂ شاہِ نجفؑ
الحقیر پُرتقصیر!
آصف علی رضا
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، لاہور

دوکان نمبر 9 گراؤنڈ فلور الوہاب مارکیٹ
38-غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور 0345-8512972